BLOODY LOVE

خونی عشق

واجبہ فاطمہ کے قلم سے

وہ چاروں ہاتھ باندھے سر جھکائے پاشا ابراہیم کے سامنے کھڑے تھے۔۔

آج ان کی شامت آئی تھی جو پاشا کے ہاتھ لگ گئے تھے۔۔ اتنے دنوں سے تو بچ ہی رہے تھے بہانے سے۔۔

پاشا ابراہیم ان پر خوب گرج برس رہا تھا۔۔ اور آج برسوں بعد رحاب نے پاشا کا یہ برسوں پرانا روپ دیکھا تھا۔۔

پنکی بھی سربراہی کرسی پر بیٹھی،، پاشا کو دیکھ رہی تھی جیسے آج اس کے زخم ادھیڑ دیئے گئے تھے۔۔

سب سے زیادہ تم قصوروار ہو سوہم خان،، آخر کیوں نہیں سمجھتے،، یہ ہمارے کام کرنے کا طریقہ ،،، نہیں ہے،،، تمھارا رستہ غلط ہے،، تمھارا طریقہ غلط ہے،،، تم

پلیز ڈیڈ،،، سوہم خان نے جھنجھلا کر پہلی مرتبہ پاشا کی بات کاٹی تھی۔۔

آخر پرابلم کیا ہوئی،، پہلے وہ تو بتائیں ڈیڈ،،، حسبِ معمول آنکھوں سے شعلوں کی لپٹیں سی اٹھ رہی تھیں۔۔

تمھیں اب بھی وضاحت سے بتاؤں میں سوہم خان کے تم نے کل کیا کیا،،، تم نے اس کام کے آرڈرز دئیے۔۔

،،،پاشا دانت پیستا ماہ بیر تک آیا تھا،،، تم ماہ بیر راسم،،، تم نے گن ڈلیور کی ہے ناں

،،،،پھر جبران کے سامنے آیا۔۔ اور جبران کبیر ابراہیم تم نے فائر کیا،،،یس اور نو

اب ایشان کی باری تھی،،، اور ایشان کبیر ابراہیم تم نے لاش ٹھکانے لگائی۔۔ ہمیشہ کی طرح جڑواں ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ دنیا کی نگاہ میں دھول جھونکتے ہوئے کہ جے کے تو سب کے سامنے تھا تو لاش کدھر گئی تھی،،،، ہیں ناں،،، میں نے تم چاروں کو اسکیلپر یوز کرنا سکھایا اس لئے نہیں کہ ،،،،انسانیت ہی کاٹ کر پھینک دو۔۔ اب بتاؤ تم لوگوں نے ہی کیا ناں یہ

یس ڈیڈ ہم نے ہی کیا تھا۔۔۔ سوہم نے اب اطمینان سے اعتراف کیا تھا۔۔

وحشت زدہ سبز آنکھوں میں بے حد سرد سا تاثر تھا۔۔

،،،کیونکہ وہ تھا ہی اسی قابل

شٹ اپ سوہم خان،،،پاشا دھاڑا،،،تصدیق کی اس بات کی کہ وہ اسی قابل تھا بھی کہ نہیں ڈیٹیلز ،،،،نکلوائیں تھیں پہلے،،،،،،زرا وضاحت دو،،،اتنی بے رحمی،،اتنی سفاکی،،،اور

اب چھوڑیں ناں غصہ،،،بچے ہیں سمجھ جائیں گے،،،رحاب نے مریل سی آواز میں کہا اور مدد طلب نگاہوں سے پنکی کو دیکھا۔۔

اے ہییے،،،جانے بھی دو پاشا بچوں کو،،کیوں پیچھے پڑے ہو ان کے،،،آہستہ آہستہ سیکھ جائیں گے اور سمجھ بھی جائیں گے۔۔
پنکی نے نزاکت سے کہا۔۔

بچے نہیں ہیں یہ پنکی،،،مجھے تو لگتا ہے مجھ سے بھی بڑے ہو گئے ہیں،،،پاشا پھنکارا

پلیز بڑے پاپا،،،ہماری بات تو سن لیں،،،جبران نے بولنے کی حماقت کی تھی۔۔

گیٹ لاسٹ فرام ہیئر،،، دفع ہو جاؤ یہاں سے سب کے سب،،، پاشا کو غصہ کنٹرول کرنا آج مشکل لگ رہا تھا۔۔

رحاب نے آگے بڑھ کر پاشا کا بازو تھاما تھا۔۔

پنکی اپنی جگہ سے اٹھ کر پاشا کے سامنے آئی تھی۔۔

Executioners

،،، کو روکو گے پاشا ابراہیم،،،، جانے دو،،،،، رہنے دو،،، طوفان ہیں وہ،، نہیں روک پاؤ گے انھیں پنکی کہتی اپنے کمرے کے لیئے نکلی تھی۔۔ پاشا نے اپنا سر تھاما تھا۔۔

چاروں وہاں سے نکلے تھے۔۔

رخ بیسمیںٹ کی جانب تھا۔۔

سوہم خان نے مخصوص اشارہ کیا تو وہ سمجھ کر آگے بڑھے۔۔

اب رخ ان چاروں کا بیسمنٹ کی جانب تھا۔۔

بیسمینٹ میں سربراہی کرسی پر سوہم خان تھا۔۔جو بس صرف اتنی بات کیا کرتا تھا جسے کرنا کوئی بہت ہی زیادہ ناگزیر ہو۔۔

حسبِ معمول سب اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے تھے اور منی اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔۔

،،، نیواپ ڈیٹ دو جے کے

وہ ہوسپیٹل نہیں،، گوشت مارکیٹ ہے یا قصائیوں کا اڈہ،،، جبران نے تمام تفصیلات سے سوہم اور سب کو آگاہ کیا تھا۔۔

تو ٹھیک ہے ڈاکٹر جبران کل سے ڈیوٹی جوائن کرو اور رات تک مجھے انفارم کرو۔۔ یاد رکھنا جب ،،،،جبران ہوسپیٹل میں ہو تو جے کے ان قصائیوں کی گردنوں کی تلاش میں نکل جائے

سوہم کی آنکھوں میں ایک سرد اور سنسناتی سی چمک تھی جو اسکیلپر یوز کرتے ہوئے اس کی کائی جمی آنکھوں میں آجاتی تھی۔۔

وہاں موجود وہ تینوں اور ان کے بہت خاص آدمی سمجھ چکے تھے کہ انھیں کیا کرنا۔۔
جبران اور ایشان چونکہ جڑواں اور بلکل ہم شکل تھے،، صرف بہت قریبی لوگوں کو پتہ تھا کہ ایشان کے کان پر پیدائشی برتھ مارک تھا جس سے ان کی پہچان ہو پاتی تھی۔۔

جبران نے امریکہ جبکہ ایشان نے کینڈا سے ہارٹ اسپیشلسٹ ایم بی بی ایس ڈگری حاصل کی تھی مگر ایک ہی نام جبران کبیر ابراہیم کے نام سے۔۔

کیونکہ انھیں پتہ تھا ان کی زندگی آگے جا کر کیا رخ اختیار کرنے والی ہے،، وہ بظاہر ڈاکٹر مگر کچھ اور ہی بننے والے ہیں۔۔ ان کی زندگی کا مقصد، حاصل کچھ اور ہی ہونے والا ہے۔۔

ضروری ہدایات دینے کے بعد سوہم خان نے میٹنگ برخاست ہونے کا اشارہ کیا تھا۔۔
وہ چاروں اٹھے اور ایک ہی مخصوص اسٹائل میں پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔

باہر سے آتی گھنگھروؤں کی آوازوں کو دبانے کی کوشش میں رواحہ نے اپنی کانوں پر زور سے ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔۔

محفل اپنے عروج پر تھی۔۔

شہر کے رئیس اور سیٹھ باہر محفل سے لطف اندوز ہوتے موسیقی اور نزاکت سے کیے رقص پر اپنا سر دھن رہے تھے۔۔

کمزور سا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔ آج ہفتے کا وہ دن تھا جو اس کے لئے اذیتوں کے نئے باب لکھ دیا کرتا تھا اور حسبِ معمول ہوا بھی یہی۔۔

کچھ ہی دیر میں تارا بائی اس کے پاس آئی تھی۔۔

چندہ میری جان جلدی سے تیار ہو جا۔۔ اور جو کپڑے نکال کر دیے ہیں وہ پہن لے،،، رستم دادا پہنچنے ہی والا ہے۔۔

اس نے شاکی نگاہوں سے تارا کو گھورا،،،، تو وہ دانت نکوستی معنی خیز سی بولی۔۔

ارے کیا کریں آخر،، اب وہ ہیں جو تمھارے اعلیٰ پائے کے عاشق تو صرف اتنی سی فرمائش ہوتی ہے ہر ہفتے کہ تو انھیں اپنے ہاتھوں سے جام بنا کر دے اور شکر کرا ٹھارہ کی نہیں ہے ابھی نہیں تو ،،،تیری جان ہی نہیں چھوڑنی تھی اس رستم ہلکٹ نے

کوٹھے پر پلی وہ جانے کیا کیا بے ہودہ اور فحش لفظ استعمال کرتیں تھیں رواحہ کو سن کر ہی ابکائی آتی۔۔

اچھا جاؤ میں ہوتی ہوں تیار،،، اس نے جان چھڑانے کو کہا۔۔
،،،وہ چلی گئی مگر روح یونہی ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی

کچھ ہی دیر بعد اسے بلاوا آگیا۔۔رانی بائی اسے خود لینے آئی تھی۔۔مگر اسے یونہی ملگجے سے حلیے میں دیکھ رانی بائی کا ہاتھ طیش واشتعال کی شدت سے چندہ پر اٹھتا ہوا،،،،،،،ہوا میں بلند ہوا تھا۔۔

مگر اتنی ہی جلدی رانی بائی نے خود پر کنٹرول کیا کہ ایک مرتبہ وہ یہ جرات رستم دادا کہ سامنے کرنے والی تھی۔۔
تو اس کی دھاڑ پورے کوٹھے میں گونجی تھی۔۔

رانی بائی،،، آج تو یہ جرات کی ہے آئندہ کی تو ہاتھ جڑ سے اکھاڑ کر اپنے کتوں کو کھلا دوں گا۔۔

رانی اسے بازو سے تھامے دوسرے کمرے میں لے کر آئی تھی۔۔

وہ کمرہ نہیں جیتی جاگتی مسہری تھی جسے موتیے گلابوں کے پھولوں سے ہر ہفتے اس اسپیشل مہمان کے لئے سجایا جاتا تھا۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوئیں تو رستم دادا اسے دیکھ کر کھل اٹھا۔۔

زہے نصیب،،، زہے نصیب،، طویل انتظار کے بعد آنکھیں دیدار کے جام سے سیراب ہوئیں ہیں۔۔۔

رستم نے سر تا پا اسے دیکھے۔۔

رواحہ کو کراہیت محسوس ہوئی،،، اس ماحول،، خوشبو،،، سامنے کھڑے شخص کی نگاہیں اس قدر اذیت و کراہیت کا باعث تھیں دل کرتا تھا لمحوں سے پہلے خود کو زندہ جلا لے۔۔

مگر یہ کیا جانِ من اتنے روکھے پھیکے حلیے میں کیوں آ گئیں۔۔ رستم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

مہاراج،،،، آپ نے ہی سر چڑھا رکھا ہے کہ بندی اپنی من مانی کرنے لگیں ہیں،، نہیں تو،،،،، رانی بائی نے چمک کر کہا اور اپنی بات جان بوجھ کر ادھوری چھوڑ دی۔۔

بھلا گلاب کے پھول کو بھی بناؤ سنگھار کی ضرورت ہو سکتی ہے،،،، جاؤ رانی بائی تنہائی چاہیے مجھے ،،، میری جان کے ساتھ

رستم نے کہا تو چندہ نے پہلو بدلا جبکہ رانی وہاں سے چلی گئی۔۔

کیسی ہو،، وہ گہری نظر اس کے حسین سراپے پر ڈالتا بولا۔۔

جی ٹھیک ہوں،،، وہ مرنے کو تھی۔۔

جام بناؤ،،، اگلا حکم آیا،،، اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔۔ بڑی مشکل سے اٹھ کر ٹیبل کی جانب بڑھی۔۔

کاش وہ پیدا ہوتے ہی مر گئی ہوتی تو چھوٹی سی عمر میں اتنی قیامتیں نا سر سے گزر چکی ہوتیں۔۔

وہ اب بیڈ پر کہنی کے بل گاؤ تکیہ پر ہلکا سا نیم دراز دلچسپی سے اس کا لرزتا نازک وجود اور کانپتے گداز ہاتھ ملاحظہ کر رہا تھا۔۔

دوپٹہ اچھے سے اپنے گرد لپیٹے وہ گلاس میں اب جام انڈیلنے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔۔

ابھی مجھ سے مت ڈرا کرو تم،،، میں نے کبھی کچھ کہا تمھیں،،؟ ہاں مگر تمھاری منہ دکھائی کے بعد کی گارنٹی نہیں دوں گا،، مگر ابھی ریلیکس ہو جاؤ،،، تم جانتی ہو میری نظر صرف دنیا میں ایک چیز پر آ کر ٹھہری ہے اور وہ تم ہو،، تم ساری زندگی صرف میری دسترس میں رہو گی کیونکہ مجھے اپنی چیزیں بانٹنا پسند نہیں۔۔

وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

)منہ دکھائی (رواحہ کے سر پر ایک اور بم پھوٹا۔۔

اس کی روح کو کچو کے لگے اور تار تار دل و جاں کرلائی۔۔ مگر یہ نا کہہ سکی اگر اتنا ہی دسترس میں رکھنا ہے تو اس رشتے کو پاکیزہ کر لو،، نکاح کر لو۔۔

کیونکہ یہ سوال کر کے وہ جواب پا چکی تھی۔۔

کہ نکاح تو خاندانی بیوی سے کر چکا ہوں اب وہی میرے بچے پیدا کرے گی تم چاہے کتنی پاکیزہ رہو مگر پلی تو ایک کوٹھے پر ہو ناں،، تو تم سے اپنی اولاد کیسے پیدا کروا لوں۔۔

اس جواب نے اسے ٹھنڈ ڈالی تھی اب کبھی یہ سوال کر کے مزید زلت کی گڑھے میں نہیں گرنا چاہتی تھی۔۔

اس نے جام بنا کر سامنے والے کو تھمانا چاہا۔۔۔رستم کی انگلیاں اس کے ہاتھوں سے زرا سا مس ہوئیں تھیں۔۔

رستم کو لگا گلابی روئی کے گال کو چھو لیا۔۔

مگر وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی۔۔ گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر چھنا کے سے زمین بوس ہوا۔۔

رستم کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے تھے۔۔ مگر جب وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر بلک بلک کر رو دی تو وہ نرم پڑ گیا۔۔

جاؤ یہاں سے،، وہ سرد سے لہجے میں بولا تو رواحہ سر پر پاؤں رکھ کر اس جہنم سے دور بھاگی تھی۔۔

وہ گاڑی سے نکل کر اس پوش علاقے کے چھوٹے سے پارک میں داخل ہوا۔۔

ایشان کی نگاہیں ادھر ادھر کسی کو تلاش کر رہیں تھیں۔۔ وہ پارک میں آہستگی سے چلتا آگے بڑھا۔۔

مگر جلد ہی قدم روکنے پڑے۔۔

کیونکہ ایک بینچ پر ایک لڑکی بیٹھی زور زور سے چلاتی رو رہی تھی اور دو لڑکے اسے پریشان کر رہے تھے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے چھونے کی کوشش کر رہے تھے۔۔

ایشان کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔۔
وہ آگے بڑھا اور ان لڑکوں کو گردن سے دبوچ کر جلد ہی دھول چٹائی تھی۔۔
وہ انھیں بری طرح پیٹ رہا تھا۔۔
جبکہ اگلا منظر انتہائی غیر متوقع اور حیران کن تھا اس کے لئے۔۔

وہ گلابی سی لڑکی،، گھٹنوں سے نیچے تک یلو فراک اور جینز کی ٹائٹس پہنے سکارف لیے اب بینچ پر چڑھے بچوں کی طرح تالیاں بجا بجا کر خوش ہوتی ان لڑکوں کو ٹھینگا دکھا رہی تھی۔۔ اس نے اب غور کیا تھا اس نے بچوں کی طرح لمبے بالوں کی دائیں بائیں دو پونیاں بھی بنا رکھی تھیں۔۔

وہ لڑکے اس جلاد سے جان چھوٹتے دیکھ موقع غنیمت سمجھتے بھاگ چکے تھے۔۔

اوو،،، یے یے یے،،،، ویری نائس،،، انکل روشے بے بی بہت ہیپی ہے آپ سے۔۔ آپ نے ان ڈیولز کو بھگا دیا،،، ڈشوم،،، ڈشوم کر کے،،، ییے یے یے

انکل،،، ایشان کو غش پڑنے والا ہوگیا۔۔

ڈاکٹر تھا سو بہت جلد بات کی تہہ تک پہنچ چکا تھا،، اس نے سرد سی آہ بھری۔۔

روشے بے بی یہاں کیا کر رہی ہے،، روشے بے بی کا ہوم کدھر ہے،، ایشان نے نرمی سے پوچھا۔۔

ایک دم تاثرات بدلے تھے،، اور وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتی بینچ سے نیچے آئی۔۔

یو نو واٹ،،، انکل،،، روشے بے بی کا ہوم لوسٹ ہوگیا،،، اب روشے کیا کرے گی،، آپو بھی ڈانٹے گی روشے بے بی کو،، وہ اب سوں سوں کرتی بینچ پر بیٹھی پاؤں زمین پر پٹخ کر روئے جا رہی تھی۔۔

مگر ایشان نے اس کے بازو پر بندھا بینڈ دیکھ لیا تھا جو شاید اس کی آپو نے احتیاطاً اس کے بازو میں پہنایا ہوگا،، جس پر باریک مگر پڑھا جا سکنے والا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔۔

،، روشے بے بی کو ہوم جانا ہے،،، تو میں چھوڑ آتا ہوں،، روشے کو ہوم

،، اب وہ اپنی کیفیت پر جھنجھلا رہا تھا،، ٹارگٹ بلکل سامنے تھا اور وہ روشے بے بی میں الجھا ہوا تو

نو،،، وہ نروٹھی سی بولی،،، آپو نے کہا تھا کسی سٹرینجر پہ ٹرسٹ نہیں کرنا،، کسی سٹرینجر کے ساتھ گاڑی میں نہیں جانا،،، وہ معصومیت سے منہ بنا کر بولی

اونہہہہہ،،، آپو نے یہ کہا تھا کہ بھیڑیوں کے درمیان گم ہو جانا۔۔
وہ دل میں بڑبڑاتا جھنجھلایا۔۔

رائٹ تو انکل جانے لگا ہے،،، وہ ڈیولز پھر آ کر روشے بے بی کو پریشان کریں گے،،، پھر تو انکل بھی نہیں آئیں گے انھیں ڈشوم ڈشوم کرنے۔۔
ایشان نے اسے پتے کی بات بتائی اور جانے لگا
وہ خوفزدہ سی سہم کر اس کی جانب لپکی۔۔

،،اوکے انکل،،، میں آپ پر ٹرسٹ کر لیتی ہوں،،، روشے بے بی کو ہوم لے جاؤ ناں ،،،،،،پلیییییز زززز

وہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پھنسا کر لہرا کر ریکویسٹ کرتی بولی۔۔

ایشان نے بے تحاشا الجھ کر اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کی۔۔ اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ٹارگٹ کو جاتے دیکھا اور سرد سی سانس بھری۔۔

زرا سا سر گھما کر اپنے ساتھ والی سیٹ پر دیکھا،، روشے بے بی اپنے بینڈ سے کھیلنے میں مصروف تھی۔۔

اس نے سامنے دیکھا سن گلاسز لگا کر اپنی آنکھوں کے تاثرات چھپائے اور زن سے گاڑی بھگائی۔۔

Continue,,,,,,,,

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

Don't copy paste without my permission#💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode,,,,,,2

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

نوٹ،،،

جو دیکھتا ہوں وہی بولنے کا عادی ہوں

میں اپنے شہر کا سب سے بڑا فسادی ہوں

کہنا یہ تھا کہ بحثیت ایک رائٹر جو اپنے ارد گرد معاشرے میں ہوتے ظلم و ستم دیکھتی ہوں اسے لکھ کر لوگوں میں اپنے اچھے برے کی پہچان کرانے کی ایک چھوٹی سی کوشش کرنا چاہتی ہوں ہو سکتا ہے لوگوں میں شعور اجاگر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️💖💖💖💖💖💖💖💖

خون سے سنے ہاتھ لیے وہ آئی سی یو سے ابھی ابھی ایک ہارٹ سرجری کر کے باہر آیا تھا۔۔
جبران مریض کے لواحقین کو تسلی دیتے کہ سرجری کامیاب ہوئی اپنے آفس میں آیا تھا۔۔

یہ ایک غیر معروف پرائیویٹ ہوسپیٹل تھا۔۔۔جس کے باہر بڑے جعلی حروف میں ٹرسٹ ہسپتال لکھا تھا،، جسے پڑھ کر،، لوگ اس ہسپتال میں کھنچے چلے آتے تھے۔۔

آ کر موبائل سے اٹیچ کر کے بلوٹوتھ ڈیوائس اپنے کان سے لگایا تھا۔۔
جو مائیکرو فون اس نے ہوسپٹل کے مشکوک ڈیپارٹمنٹس میں لگائے تھے
وہاں سے باری باری اس نے آوازیں سنتے اپنا کام شروع کیا تھا۔۔

وہ سکون سے بیٹھے ایک دم چونکا تھا۔۔
لیبر روم کے باہر افراتفری کی سی آوازیں آئیں۔۔ جب ایک نرس کی آواز فون میں گونجی۔۔

ایک بکری پھر سے حلال ہونے پہنچی ہے،،، آواز میں اکسائٹمنٹ تھی۔۔

کہاں کیسے،،، یار،، دوسری نرس چونکی۔۔

ارے یہ جو اندر چیخ چلا رہی ہے،، شور مچایا خواہ مخواہ،،، وہ بیزاری سے بولی۔۔ ابھی اس کا سی سیکشن سے بے بی ڈلیور ہونے والا ہے۔۔

وہ بکری،،،،،، مگر کیسے،،،،،، اس کی تو بلکل نارمل ڈلیوری ہے،،، تو سی سیکشن کیوں،،،

ارے یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ نارمل ڈلیوری ہے ان کے لواحقین کو تھوڑی پتہ ہے،،، اب دس ہزار کی بجائے اسی ہزار نکلوانے ہیں سی سیکشن کے،، ڈاکٹر ہما نے کہا ہے،،،،، پہلی رازداری سے بولی۔۔

مگر اسے تو بہت تیز لیبر پین ہے،،،، کبھی بھی ڈلیوری ہو سکتی ہے،،، وہ چمک کر بولی۔۔

ہم لیبر پین روکنے کا انجیکشن لگانے والے ہیں یہ کہہ کر کے یہ لیبر پین تیز کرنے کا انجیکشن ہے۔۔ پہلی اکڑ کر بولی۔۔

بس اتنا ہی سن پایا تھا جبران ،، اور بلوٹوتھ اتار کر موبائل دیوار پہ دے مارا۔۔

کیسی لوٹ مار تھی ،،، کیسی اندھیر نگری تھی۔۔ وہ اٹھا اور لیبر روم کی جانب گیا۔۔

اس لڑکی کو دیکھا جو بلکل کم عمر لگی۔۔ پہلی پہل بے بی تھا اور اب اگر یہ قصائی زبح کر دیتے تو وہ آگے کبھی نارمل بے بی پیدا نہیں کر سکتی تھی۔۔
اسے ہر مرتبہ سی سیکشن کے تکلیف دہ ،، دردناک مرحلے سے گزرنا پڑتا۔۔۔۔

اس نے سونیا کو جو اس کی ساتھی تھی اور یہاں نرس تھی خاص اشارہ کیا تو وہ سمجھ گئی۔۔

سونیا نے بڑی رازداری سے اس کے شوہر کو ایک جانب لے جا کر سب بتا دیا اور اسے کہا کہ اپنی بیوی کو لے کر یہاں سے نکلے۔۔

سمجھ دار تھا جو سمجھ گیا اس نے شور مچا دیا اور اپنی وائف کو لے کر وہاں سے نکل گیا۔۔

جبران اپنے آفس میں آیا۔۔۔

یہی ہوتا ہے جب لوگ ٹرسٹ کے چکر میں اپنے مریض کو بغیر چھان بین کیے کسی غیر معروف ہسپتال میں لے کر آئیں،، اور مریض کی زندگی اپنے ہاتھوں سے داؤ پر لگا دیں۔۔

اس نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں تھیں۔۔ ٹوٹے فون کو دیکھا۔۔
جھٹکے سے اٹھ کر باہر نکلا تھا۔۔

ایشان نے ایک مرتبہ ایڈریس ریڈ کر کے ذہن نشین کر لیا تھا۔۔
اور اب وہ مسلسل ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

یو نو واٹ انکل،،،، وہ اچانک بولنے لگی جب ایشان نے تنگ آ کر اسے ٹوک ہی دیا۔۔

ہیے میں انکل نہیں ہوں،،، وہ نروٹھے پن سے اسے گھور کر بولا تو وہ سہم گئی۔۔

تو پھر،،، کون ہو،، میں کیا بولوں،،، سٹرینجر کو،، وہ بھی آنکھیں پٹپٹا کر پوچھ بیٹھی تو ایشان نے ٹھنڈی سانس بھری۔۔

میں تمھارا فرینڈ ہوں،،،، تم مجھے ایش بول سکتی ہو،،، اوکے،،، ایشان نے دوستانہ لہجے میں کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا،،،

اوکے ایش،،،، تو کیا اب ہم فرینڈز ہیں،، اسے ایک اور پتے کی بات معلوم ہوئی تو آنکھوں میں چمک آ گئی۔۔

آف کورس،،،یس،،، اب ایشان گہرا مسکرایا،،،

تو،،،، تو،،، فرینڈ سے تو سب باتیں بول سکتے ہیں ناں،، وہ اکسائٹڈ سی بولی۔۔

یس،، بولو کیا بولنا ہے،،، ایشان نے پرمیشن دی،،، ساتھ بیٹھی گلابی سی گڑیا جو قریباً اکیس سال کی ہوگی جانے کیا ہوا ہوگا اس کے ساتھ کہ۔۔
ایشان کی سوچ کا رخ اب دوسری جانب مڑ چکا تھا مگر وہ اس کی جانب بھی متوجہ تھا۔۔

یو نو واٹ ایش،،، روشے بے بی صبح سے لوسٹ ہو گئی تھی تو روشے بے بی نے صبح سے کچھ نہیں کھایا،،، تو تم میرے فرینڈ ہو ناں، مجھے آئیسکریم اور چاکلیٹ کھلاؤ،،، وہ معصومیت سے بولی۔۔

ایشان کو افسوس ہوا یہ بات اس نے پہلے کیوں نہیں سوچی تھی۔۔
ایک فاسٹ فوڈ پوائنٹ کے باہر اس نے گاڑی روکی۔۔
گاڑی سے باہر آیا،، گاڑی لاک کر کے وہ اندر گیا۔۔ کھانا پیک کروایا اور باہر آیا۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سمال سائز پزے کا پیکٹ آروشے کو تھمایا۔۔

واٹ از دس ایش،،،، سر خوشی سے پوچھا گیا۔۔

روشے بے بی کے لئے کھانا ہے۔۔
وہ جلدی سے پیکٹ کھول کر پزا کھانے لگی تھی۔۔ بچوں کی طرح آدھی چیز اس کے منہ پر لگ رہی تھی۔۔

ایشان دیکھ کر مبہم سا مسکرایا۔۔
ایک وہی تو تھا جس کی موجودگی سے لگتا تھا کہ وائٹ پیلس میں بھی اب زندہ انسان رہتے ہیں۔۔
نہیں تو سوہم خان،،، جے کے اور ماہ بیر تو لگتا تھا،،، برف کے پتلے ہیں جن پر کوئی چیز اثر ہی نہیں کرتی تھی۔۔

مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ چکا تھا،، گردن گھما کر دیکھا تو روشے بے بی پیٹ بھرنے پر جانے کب سے بھٹکی کب سے خوار ہوتی تھکن سے چوراب گہری نیند میں تھی۔۔

وہ روشے بے بی کے بارے میں اتنا سوچنے میں محو تھا،، کہ دیکھ ہی نہیں پایا تھا۔۔

اس نے ڈور بیل بجائی۔۔ تو ایک لڑکی لال بھبوکہ چہرہ لئے اندر سے برآمد ہوئی۔۔

چہرے سے برسوں کی مریضہ لگ رہی تھی۔۔

چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔ جیسے کہیں جانے کو تیار تھی۔۔

اس نے سوالیہ نگاہوں سے ایشان کو دیکھا۔۔

آروشے حمدانی کا گھر یہی ہے،،، اس نام پر سامنے والی نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے ایشان کو دیکھا تھا۔۔

ہاں للل،،، لیکن،،،،، تت،،،، تم،،، کیسے،،، جانتے ہو،، وہ اٹک اٹک کر بولی،،

کیونکہ وہ میرے ساتھ ہے،، اس نے گاڑی کی جانب اشارہ کیا تو وہ تڑپ کر گاڑی کی جانب لپکی،،، مگر اسے سوئے دیکھ وہ جانے کیا سمجھی تھی۔۔

یو،،،کیا ہوا اسے،،،؟ کہاں ملی تمہیں،،،؟ کیا کیا تم نے اس کے ساتھ،،،؟ یہ بے ہوش کیوں ہے،،،؟

وہ صدمے سے بے حال اب گلاس ونڈو سے باہر شیشے ہر دونوں ہاتھ ٹکائے بے تحاشا روتی جو منہ میں ایا بولے چلی جا رہی تھی۔۔

مائنڈ یور لینگویج محترمہ،،،کیا اول فول بک رہی ہیں،، کچھ کرنے والے گھر نہیں لایا کرتے،،، مار کر پھینک دیا کرتے ہیں،،،

ایشان نے برا منایا

پھر اس کے بھی جو منہ میں آیا بول دیا۔۔ تھک کر سو رہی ہے وہ جانے کب سے بھٹک رہی تھی۔۔

ائم سوری،، میں بہت ڈر گئ تھی۔۔ میں صبح سے اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو چکی ہوں،،، پتہ نہیں کتنے برے برے خیال آئے دماغ میں،،، اب تھک ہار کر پولیس اسٹیشن جانے لگی تھی۔۔

وہ سسکتی بتانے لگی۔۔

تو تمھارای فیملی کو ہوش نہیں ہے کہ خیال رکھ سکیں کہ ان کی ابنارمل بیٹی جو بلکل اپنا خیال نہیں رکھ سکتی کدھر ہے اور کیا کر رہی ہے،، وہ تلخ ہوا۔۔

اس کی پوری فیملی میں ہی ہوں اس کی بڑی بہن،،، اور میں جاب پر تھی۔۔ اور اس نے کل کھیلتے کھیلتے ڈوبلیکیٹ کی اپنے پاس رکھ لی تھی،، شاید اسی سے ڈور کھولا ہو گا۔۔

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولی تو ایشان کو افسوس ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔
لے جائیے اسے یہ بلکل ٹھیک ہے،،، وہ نارمل سا بولا
تو اس کمزور سی لڑکی نے بے بسی سے آروشے کو دیکھا۔۔
وہ تذبذب کے عالم میں کھڑی رہی۔۔

کک،،، کیا،،، آپ،،، مم،،، میری،،، ہیلپ کر دیں گے،،، اس نے ہچکچاتے بول ہی دیا۔۔

شیور،، ایشان آگے بڑھا،، ایک مرتبہ تو ہچکچایا،،، جو کہ ساتھ کھڑی لڑکی نے بخوبی نوٹ کیا،،، اور سکون کا سانس لیا،، جیسے کچھ خاص سوچ کر پر سکون ہوئی ہو،،،

ایشان نے اس نازک سے وجود کو بازوؤں میں بھرا اور اندر کی جانب بڑھا۔۔

چھوٹا سا گھر تھا۔۔ وہ اندر آیا اور اسے ایک کمرے میں لے جا کر بیڈ پر لٹا دیا۔۔۔ نازک سی جان سے زبردستی نظریں چرائیں۔۔

پھر فوراً پیچھے بھی ہٹ گیا۔۔

وہ اس کی ایک ایک حرکت باریک بینی سے آبزرو کر رہی تھی۔۔

آپ کون ہیں،،، لڑکی نے تجسس کے مارے پوچھا،،،

میں ڈاکٹر جبران کبیر ہوں،، ہارٹ سرجن ہوں،،، وہ اطمینان سے بولا۔۔ اور جانے لگا۔۔

میرا نام علیزے ہے آروشے، کی بڑی بہن،،، پلیز بیٹھیں میں چائے پلا کر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔۔

اب علیزے کی بیمار آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔۔

آئم سوری مجھے ابھی کچھ ضروری کام ہے،،، پھر کبھی سہی،،، ایشان کی زبان پھسلی،،،

تو کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ دوبارہ بھی روشے بے بی سے ملنا چاہیں گے،،،، اور اس پگلی سے ملنے آئیں گے،،،، کیونکہ یہ جن لوگوں کو لائک کرتی ہے اور جن پر ٹرسٹ کرتی ہے انھیں کبھی نہیں بھولتی،،،،،

علیزے نے یاس بھری نگاہوں سے اس لمبے چوڑے ہینڈسم اور ڈیشنگ پرسنیلٹی کے حامل اس شخص کی پیٹھ کو دیکھ کر کہا۔۔۔

شیور میں ضرور آؤں گا۔۔۔
اس نے بھی اس کمزور سی لڑکی کے ہاتھ ایک امید کی ڈور تھما دی تھی۔۔
کہ اب تو ایشان بھی جاننا چاہتا تھا کہ روشے بے بی کے ساتھ ہوا کیا تھا کہ وہ ایسی ہو گئی تھی۔۔

اس نے گاڑی میں بیٹھ ایک آخری نظر اس گھر پر ڈالے گاڑی وہاں سے نکالی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر ضروری ثبوت ڈھونڈتے اب سوہم خان کو انفاریشن دینے وائٹ پیلس آرہا تھا جب فون رنگ ہوا۔۔
فون پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔۔۔
مگر مجبوری تو یہ تھی کہ وہ اس فون کال کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔۔

فون یس کر کے کان کو لگایا تو ادھر سے بی جان کی سسکیوں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔۔

اور یہی سنا کر انھوں نے اپنا خاموش پیغام دے کر فون رکھ دیا تھا۔۔

وہ جھنجھنا اٹھا۔۔

گاڑی کا رخ کراچی شہر کے بیرونی علاقے کے ایک گوٹھ میں موجود حویلی کی جانب موڑی،،،،

سنسان اجڑی ویران حویلی،،،

وہ گاڑی سے نکلا،،، سن گلاسز نکال کر پاکٹ میں رکھی۔۔اور پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اندر بڑھا۔۔اندر اٹھتے وحشت اور اشتعال کے طوفان کو اندر دبا رکھا تھا۔۔جس سے ماہ بیر کے اعصاب چٹخ رہے تھے۔۔

وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا۔۔مگر،،،،،

ویران حویلی میں اس کے بوٹوں کی دھمک گونجی تو ایک ننھی سی جان کی جان پر بن آئی تھی۔۔

فجر اوپر سے تیز بھاگی،،، نیچے آئی،،، اور بی جان کے ساتھ والے روم میں چھپ گئی۔۔

کیونکہ اس حادثے کے بعد وہ صرف ایک بار ہی اس کے سامنے آئی تھی۔۔

اور اس شخص کے ہاتھوں مرتے مرتے بچی تھی۔۔

کانوں میں ایک بھاری غراہٹ گونجی،،،

اب اگر زندگی میں کبھی میرے سامنے آئیں یا مجھے اپنی شکل دکھائی وہ دن تمھاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔۔ فجر ماہ بیر راسم،۔۔۔

وہ ہلکی دستک دے کر بی جان کے کمرے میں داخل ہوا۔۔

انھوں نے اسے اشارے سے پاس بلایا تھا۔۔ وہ قریب گیا تو اسے چٹا چٹ چوم ڈالا جس سے اس کی وحشت میں اضافہ ہی ہوا تھا۔۔

کچھ پرانے طرز کی بنی حویلی کے ساتھ والے کمرے کی سیمنٹ کی بنی جالی دار کھڑکی سے چوڑیوں کی چھنک سنائی دے رہی تھی دل کیا پوری حویلی کو آگ لگا دے۔۔

کیسی طبیعت ہے آپ کی نانو جان،،، بھاری آواز خاموش کمرے میں گونجی۔۔

کبھی بھی بلاوا آ سکتا ہے ماہ بیر،،، اور میرے بعد اس کا کیا ہوگا یہ سوچ مجھے چین سے مرنے بھی نہیں دے گی۔۔جھریوں زدہ چہرے پر سے آنسو تواتر سے بہے۔۔۔

اس زکر سے اس کی رگیں تن گئیں تھیں۔۔چہرے پر چٹانوں جیسی سختی چھائی۔۔

کسی اچھے سے لڑکے سے شادی کرادوں گا،،،وہ بے تاثر سرد لہجے میں بولا۔۔

یہ سن کر فجر نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔۔وہ اسی کمرے کی جانب گئی۔۔جہاں سے اس سب کی شروعات ہوئی تھی۔۔

بی جان شاکڈ سی اس پتھر کو دیکھتی رہیں،،،ماہ بیر پاگل ہو گئے ہو،،،اپنی منکوحہ کی کسی اور سے شادی کراتے غیرت نہیں آئے گی تمھیں۔۔۔وہ آخر پھٹ پڑیں،،،

غلطی کی آپ نے بی جان،،،بہت بڑی غلطی،،وہ کہتا جھٹکے سے وہاں سے اٹھا تھا اور اس روم کی جانب گیا جہاں سے وہ اپنی نفرت اور وحشت کو ہر بار نئے سرے سے تازہ کر کے جاتا تھا۔۔

وہ اس کمرے میں تھی۔۔باہر بوٹوں کی آواز اپنی جانب کمرے میں آتی سنائی دی تو اسے اپنی موت بلکل سامنے نظر آئی۔۔
تیزی سے دروازے کے پیچھے چھپ کر اپنا منہ پر زور سے ہاتھ رکھے۔۔کہ کہیں کوئی سسکی کوئی چیخ ہی نا منہ سے نکل آئے۔۔

وہ کمرے کے بیچ و بیچ اب پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اس کی جانب پیٹھ کیے سامنے دیوار کو گھور رہا تھا۔۔

بیشک اس نے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا ہوا تھا مگر پھر بھی وہ executioner جان گیا تھا کہ اس کے علاوہ بھی روم میں وہ موجود ہے۔۔

اس نے پیچھے مڑ کر ایک مرتبہ پھر اپنے آہنی ہاتھ سے اس کا گلا دبوچا تھا۔۔
اس کی وارننگ سے عرصہ دراز کے بعد آج وہ پھر اس کے سامنے تھی۔۔
اپنی تمام تر نزاکت رعنائی اور خوبصورتی سمیت۔ مگر اس پتھر پر ہلکی سی بھی خراش نہیں آنے والی تھی۔۔

کہا تھا نا میرے سامنے مت آنا،،، اس کمرے میں مت آنا،،، زندگی سے پیار نہیں تمھیں یا جلدی مرنے کا شوق ہے،،، کیوں آتی ہو میرے سامنے جب جانتی ہو کہ تم سے نفرت کرنے کے علاوہ زندگی میں کچھ کیا ہی نہیں ماہ بیر راسم حفیظ نے،،،،،

وہ لال انگارا آنکھیں لیے اسے گھور رہا تھا۔۔ ایسے جیسے ابھی اسے ادھیڑ دے گا یا روند ڈالے گا،،،

چچ،،،چھوڑیں،،،،،،،مم،،،مجھے،،،،گردن پر بڑھتے دباؤ کی وجہ سے وہ تڑپی۔۔۔لہو چھلکاتا چہرہ اور نیر بہاتی بڑی بڑی آنکھیں،،اوپری ہونٹ کے اوپر کالا سیاہ چھوٹا سا قاتل تل۔۔۔
مگر اس بے حس کو اس نازک جان پر رحم نہیں آنے والا تھا جلد ہی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ جب اس کے ہاتھ کے اوپر جھول گئی تو ماہ بیر کو ہوش آیا۔۔

فوراً ہاتھ پیچھے ہٹایا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔۔
وہ اس کے قدموں میں ڈھیر ہوئی تھی۔۔صرف بی جان کے خیال سے پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ کر اس نے اس کی نبض ٹٹولی تھی۔۔
جو بہت آہستگی سے چل رہی تھی۔۔
وہ ایک خونخوار نگاہ اس پر ڈالتا باہر نکلتا چلا گیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ ایک بہت بڑا بنگلہ تھا جہاں باقی لڑکیوں کے ساتھ چندہ کو بھی ساتھ لایا گیا تھا تاکہ وہ مستقبل میں ہونے والی محفلوں کے
آداب سیکھ سکے۔۔
کیونکہ اس کی منہ دکھائی کی رسم میں صرف ایک ہفتہ باقی تھا۔۔

رانی بائی نزاکت سے اسے چھوٹی چھوٹی باتیں سکھا رہی تھی۔۔
کس طرح اٹھنا ہے کس طرح بیٹھنا ہے
ادائیں کیسے دکھانی ہیں،،
بولا چال رنگ ڈھنگ میں نزاکت کیسے لانی ہے۔۔

اسے ہر چیز دکھائی اور سمجھائی جا رہی تھی۔۔ کچھ ہی دیر بعد رستم دادا پہنچنے والا تھا اور اسے ابھی سے دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔

چندہ رانی بائی سے اجازت لے کر بنگلہ گھوم پھر کر دیکھ رہی تھی۔۔
تبھی باہر آئی تھی۔۔

باہر گیٹ پر ایک بوڑھا بابا تھا جو چوکیدار تھا۔۔ وہ حسرت سے گیٹ کو دیکھے جا رہی تھی جب حیرت سے گنگ ہوئی۔۔

بوڑھا بابا اسے آنکھ سے اشارہ کر رہا تھا کہ گیٹ کراس کر جاؤ،،، اسے حیرت ہوئی،،
بابا جی نے پھر اشارہ کیا،،،

بھاگ جاؤ،،

وہ دوپٹہ اچھی طرح خود سے لپٹائے گیٹ کراس کر گئی تھی۔۔
یہ جانے بغیر کی اس کے یہ قدم اس کے سر پر کتنی قیامتیں ڈھانے والی ہے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

گہری رات میں پاشا ایک ملگجے سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔
صبح کے مقابلے اب وہ کافی تھکا تھکا لگ رہا تھا۔۔

مگر جو وجود سامنے تھا اس کے قدموں میں بیٹھنے سے اسے سکون حاصل ہو سکتا تھا۔۔

جھریوں زدہ پر نور سے چہرے سمیت ریشماں پاشا کو دیکھ گہری مسکرائی تھی۔۔جس نے اب بس ہر وقت عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔۔

ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔۔

تو وہ دھیمے قدموں سے چل کر آتا اب ہمیشہ کی طرح ریشماں کے قدمون میں بیٹھ چکا تھا۔۔

کیا ہوا بچے پریشان ہے،، وہ سکون سے بولی،،

وہ چاروں اپنی زندگی خراب کر رہیں ہیں ریشماں،،، وہ جو کر رہے ہیں وہ غلط ہے،، انتقام،،، بدلہ،،، خون خرابہ اور بس کچھ نہیں،،، آپ کے لاڈلے سوہم خان کا خون ماہر خان،،،، جو سوہم خان بن کر ایک سفاک قاتل بن چکا ہے۔۔
راسم کا ماہ بیر جو جیتی جاگتی لاشیں بچھانے والی مشین ہے،، اور میرے کبیر کے ایشان اور جبران مسیحا ہونے کے باوجود بے رحم قاتل ہیں،،، ریشماں میں کیا کروں،،،
پاشا بے بسی سے بولا تو ریشماں مسکرائی۔۔

جانتے ہو پاشا آج سے چھبیس سال پہلے مجھے تم چاروں کی جانب سے بھی یہی فکر لاحق تھی مگر پھر تم لوگوں کی زندگی میں ایسا کچھ ہوا کہ سب کچھ بدل گیا،،، ٹھیک ہو گیا،، دیکھنا اب بھی یہی ہو گا۔۔

ریشماں آپ سمجھ نہیں رہیں،،، یہ آپ کے پوتے تو جانے کس مٹی کے بنے ہیں جن ہر کوئی چیز اثر ہی نہیں کرتی،،،
وہ جھنجھلایا۔۔۔

ارے فکر نہیں کرو،، مجھے لگتا ہے،،، میرا دل کہتا ہے کہ وہ وقت قریب آ رہا ہے جب وہ ٹوٹیں گے،،، جھکیں گے،، بکھرے گے،،، اور پھر سمٹ جائیں گے،،، دیکھنا تم،، وہ سکون سے بولیں تو پاشا نے ایک ٹھنڈی سی سانس بھری۔۔

یہ تو وقت نے ہی طے کرنا تھا کہ کیا ہونے والا تھا کیا نہیں۔۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ منی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھا وائٹ پیلس لوٹ رہا تھا۔۔ منی سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتی تھی۔

منی سے جیسے اس کا جنم جنم کا رشتہ تھا،، جیسے وہ جانے کتنی زندگیوں سے آپس میں خون کے رشتے سے جڑے تھے۔۔

اگلے ہفتے جس کام سے لاہور جانا ہے اس کے لئے تیار ہو منیب،،، اس نے منی کو مخاطب کیا۔۔۔

ہاں تیار ہوں،،،،

سوہم ائیر پوڈس کان میں لگائے محتاط ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ایک جھما کے سے کوئی چیز آکر گاڑی کے بونٹ سے ٹکرائی تھی۔۔

واٹ دا،،،،وہ چیخا،،،اور گاڑی سے باہر آیا۔۔
سامنے ہی زمین پر ایک لڑکی پڑی تھی شاید سر پر چوٹ آئی تھی

انھیں گاڑی سے نکلتے دیکھ وہ گھبرائی تھی اور بھاگنے کے چکر میں تھی۔۔
تبھی سوہم کے اشارہ کرنے پر منی نے اس کا بازو دبوچ کر گرفت میں لیا۔۔

اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا سفری بیگ دیکھ سوہم کا دماغ گھومہ تھا۔۔
بھاگ رہی ہو گھر سے،،،،،وہ دھاڑا۔۔
منیب اس کی ٹانگیں توڑ دو،، سگنل پر بھیک منگوانے کے لئے کیسی رہے گی۔۔
وہ سکون سے بولا۔۔

پرفیکٹ،،،،منی نے کہا۔۔۔

تو لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔۔

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode3...

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

رستم دادا چندہ میڈم بنگلے میں نہیں ہیں،،،،،،اس کے غنڈے نما آدمی نے ڈرتے ڈرتے رستم کو بتایا۔۔

کیا،،وہ دھاڑا،،،رستم نے پسٹل نکال کر بتانے والے کا بھیجا اڑایا تھا۔۔۔
تبھی اس کے آدمی حرکت میں آئے تھے۔۔

رستم دادا کچھ ہی دیر میں بنگلے پر پہنچ چکا تھا۔۔اس کے گارڈز اور غنڈے چاروں اور بنگلے میں پھیل گئے تھے۔۔
رانی بائی کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔۔

Urdu Novels Ghar

اور پھر یہی ہوا،، ڈرتے ڈرتے رانی بائی نے رستم دادا کو بتایا۔۔کہ چندہ پورے بنگلے میں کہیں نہیں ہے۔۔

سالی ایک چیونٹی جتنی نازک لڑکی کو قابو میں نہیں کر سکتی،، دعا کر مل جائے،،، نا ملی تو سب سے پہلے تیرا بھیجا اڑاؤں گا،، سالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،،،،،،،

وہ دھاڑتا رانی بائی اور اپنے بندوں کو مغلظات بکتا رہا۔۔۔ آج اگر چندہ نا ملتی تو قیامت لانی تھی اس فرعون نے،،،،،،،،، اور مل جاتی شاید تب بھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مرتے پڑتے وہ لاہور میں راوی روڈ پر موجود چھوٹی سی بستی میں اپنی بہن کے گھر پہنچی تھی۔۔

جو اس کے ساتھ ہوا تھا جو کچھ ہو چکا تھا وہ اسے برباد کرنے کو کافی تھا۔۔
اور اب جو ہفتے کے بعد ہونے والا تھا وہ تو اسے ہر گز منظور نہیں تھا۔۔
مر کر بھی نہیں۔۔۔

ناجیہ اسے دیکھ تڑپی تھی روح،،، رواحہ،،، میری گڑیا کہاں چلی گئی تھی ہمیں چھوڑ کر،،،،،
وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ دھاڑیں مار مار کر رو رہیں تھیں۔۔
تبھی ناجیہ کا شوہر اندر داخل ہوا تھا اور اسے دیکھ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔۔

تم،،، تم،،، روح،،، کیوں آئی یہاں،،، تمھیں پتہ ہے نا،،، وہ رستم،، کتے کی طرح بو سونگھتے یہاں تمھارے پیچھے چلا آئے گا،،، اور ختم کر دے گا ہم سب کو،،، تمھارے اس جرم کی پاداش میں میں اور میرا خاندان مارا جائے گا،،،
وہ دھاڑا اور اس کی کلائی پکڑ اسے ناجیہ سے الگ کر باہر کی جانب گھسیٹا تھا۔۔

نہیں بھائی،،، نہیں مجھے بچا لیں،،، خدا کا واسطہ میں اس جہنم میں واپس نہیں جانا چاہتی،،، پلیز بھائی،،، آپ کو خدا کا واسطہ،،،

ناجیہ اور وہ دونوں اس کے سامنے گڑگڑا رہے تھے۔۔
تبھی محلے میں ہلچل سی ہوئی تھی۔۔

گاڑیوں کی اور فائرنگ کی آوازوں سے ان کے چہرے خوف سے سفید ہڑے تھے۔۔

سوہم اس لڑکی کو گھسیٹتا اس کے بتائے گئے ایڈریس تک لایا تھا۔۔ جو پرانی گولی مار کا تھا۔۔
سوہم نے اسے اس قدر ڈرایا تھا کے بڑی شرافت سے اس نے اپنا گھر کا پتا بتا دیا تھا۔۔

اسے اس کے ماں باپ کے حوالے کر کے وہ واپس آیا تھا۔۔
بیسمنٹ میں پہنچ کر جے کے سے سب انفاریشن لیں،،
جے کے نے ضروری پیپر اور ڈاکومنٹس ماہ بیر کو تھمائے تھے۔۔

ایشان نے وہ آدمی بیسمیٹ کے بلیک روم میں پہنچا دیا تھا جو سوہم خان کو چاہیے تھا۔۔

آج ان کے ساتھ سونیا کرن اور عاشی بھی موجود تھیں،،،

سوہم اب اگلا لاحہ عمل بتانے لگا تھا انھیں۔۔

جے کے،، میں اور منیب لاہور جا رہے ہیں،، ہمارے ساتھ عاشی بھی ہوگی۔۔

ان کی سرغنہ کی گردن تک پہنچنے کے لئے ہمیں لاہور بھی چھاننا پڑے گا۔۔

اور اس کی تلاش تم لوگ یہاں بھی جاری رکھو گے اور یاد رکھنا وہ صرف سوہم خان کا شکار ہے۔۔

سب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مِفرا اپنے روم میں بند تھی۔۔

تین دن ہو گئے تھے آج اسے اسی کے روم میں بند کر رکھا تھا۔۔
بھائی نے جانتے بوجھتے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔۔۔

اسے مکمل طور پر پاگل ثابت کر دیا گیا تھا۔۔
دروازہ ہلکی سی آہٹ کے بعد کھلا تھا۔۔
گھٹنوں میں سے سر نکال کر اس نے سامنے دیکھا تھا،،، نرما بڑی تلخ اور معنی خیز سی مسکان لئے اس کے سامنے آئی تھی۔۔

کیسا لگ رہا ہے مِفرا جی،،، پاگل بن کر،، ویسے مجھے تو بہت مزا آ رہا ہے،،، روز روز کے تماشے دیکھ کر،، ہاہاہاہاہا،، میرا مطلب تماشے کری ایٹ کر کے،،،،

کمرے میں اس کا مکروہ قہقہہ گونجا۔۔

مِفرا نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ اب تو رو رو کر آنکھیں بھی خشک پڑ چکی تھیں،، آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے،، ملگجا سا حلیہ،، وہ برسوں کی کمزور مریضہ لگ رہی تھی۔۔

مگر اس سب کے باوجود اس کی قدرت کی جانب سے عطا کردہ خوبصورتی تھی جو ماند نہیں پڑتی تھی اور یہی بات نرما کے لیئے ناقابلِ برداشت تھی۔۔

آں،، آں،، آں،،، تمھارے چہرے سے لگ رہا ہے،، کہ تم مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہو،، چلو کیا یاد کرو گی،،، آج پوچھو کیا پوچھنا ہے کیونکہ میں جواب دینے کے موڈ میں ہوں،،

انداز شاہانہ تھا۔۔

کیوں،،، کیوں کیا ایسا میرے ساتھ،،، کیوں کر رہی ہو،،، تم تو میری سب سے زیادہ اچھی دوست اور کزن تھیں،، تو پھر کیوں کیا۔۔

مِفرا نے اپنی روح تک کو بے چین کرنے والا سوال اس ظالم لڑکی سے پوچھ ہی لیا۔۔

کیونکہ زہر لگتی تھی شروع دن سے تم اور یہ تمھاری خوبصورتی مجھے،، وہ پھنکاری،،، ہر بار،،، بار بار رتجیکشن ملی مجھے،، حتیٰ کے وہ عمیر،،، وہ عمیر جو بچپن کی محبت تھی میری اس نے بھی مجھے چھوڑ کر تمھیں چنا،،،، وہ چلائی،،،،، میرا بس چلتا تو کب کی یہ تمھارا خوبصورت چہرہ تیزاب سے جلا دیتی۔۔ پر اٹس اوکے جانی،،، میں نے تم سے بدلہ لینے کو تمھاری بھابھی بن کر اس سے بھی زیادہ دردناک اور ازیت ناک زندگی سوچی ہے تمھارے لئے،، کہ پاگل بن کر تو یہ خوبصورتی بھی تمھارے کسی کام کی نہیں ہوگی،،

وہ سکون سے بولی۔۔

اب چت بھی میری اور پٹ بھی،، یعنی میرا بدلہ بھی پورا ہو گا اور تمھارے نام کی پراپرٹی بھی میرے پاس آئے گی۔۔ میں نے ہی تمھیں پاگل بنایا،، ہر بار خود کو چوٹ پہنچائی،، الزام تم پہ لگایا،، وہ چیزیں جو تمھیں دکھائی دیتیں اور بعد میں غائب ہو جاتیں وہ میں ہی کرتی رہی ہوں تمھارے ساتھ،،، داد تو دو یار،،،

اس نے خباثت سے ایک آنکھ ونک کی۔۔

پھر ہاتھ میں پکڑا چاقو اس کی گردن پر رکھ کر مِفرا کا خوفزدہ چہرہ دیکھ مکروہ قہقہے لگائے۔۔

مگرا اپنے پیچھے سعد کی آہٹ پا کر وہ چاقو تیزی سے مِفرا کے ہاتھ میں تھما کر دونوں ہاتھوں اس کے ہاتھوں پر رکھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔۔

چاقو کی نوک سے اپنا چہرہ بھی تھوڑا سا زخمی کر لیا۔۔

بچاؤ مجھے سعد یہ پاگل میرا گلا کاٹ دے گی۔۔بچاو مجھے،،میں تو اس کی خیریت پوچھنے آئی تھی،،اسے کھانا دینے آئی تھی۔۔،،وہ بری طرح چلائی۔۔

سعد نے آ کر ان کے ہاتھوں سے چاقو چھینا۔۔اور ایک خونخوار نگاہ مِفرا پر ڈالی۔۔اور روتی بلکتی نرما کو باہر لے جا کر ڈور باہر سے لاک کر دیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر ایک بہت ضروری کام میں مصروف تھا جب دوبارہ بی جان کی کال آئی۔۔

لاکھ جھنپٹانے کے باوجود وہ ان کی کال اگنور نہیں کر سکتا تھا۔۔

آگے سے جو حکم اس کو سننے کو ملا وہ اسے کانٹوں پر گھسیٹنے کو کافی تھا۔۔

ماہ بیر،، میری سہیلی کی پوتی ہوئی ہے آگے پیچھے کوئی نہیں ان کا،، آج رات میں اس کے ساتھ رکنے والی ہوں اور فجر حویلی میں اکیلی ہے،، تو اسے میرا حکم سمجھو کے آج رات تم حویلی میں گزارو گے۔۔
یہ کہہ کر وہ فون رکھ چکیں تھیں۔۔

جبکہ وہ چالاک
Executioner
یہ بھی جان گیا تھا کہ بی جان محض اسے اس کے قریب لانے کو یہ حربے آزما رہی ہیں،، تاکہ کوئی سبب بنے کہ ماہ بیر اسے اپنا لے،،
یہ سوچ سوچتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔۔

بالوں کو ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑا۔۔ کنپٹیوں کی پھٹتی رگوں کو ہاتھوں سے دبا کر پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کی۔۔

رائٹ،،، تو بی جان چاہتی ہیں میں اس کے قریب آؤں،،،
اونہہہہہہ،،، آؤں گا،،، ضرور آؤں گا،،
مگر نئے سرے سے اس کو زخموں سے چھلنی کرنے کے لئے،، اور اس بار یہ زخم اس کے جسم پر نہیں روح پر لگیں گے بی جان۔۔

برا کرتی ہیں آپ جو مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہیں،،،،

وہ بلکل سفاکانہ ارادے باندھتا وہاں سے اٹھا تھا۔۔

اپنے موبائل سے ایک نمبر ڈائل کیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

علیزے اپنا سر تھام کر بیٹھی تھی کہ کس مصیبت میں پھنس گئی تھی

وہ جب سے نیند سے اٹھی تھی ایک ہی ضد کیے جا رہی تھی۔۔

روشے بے بی کو ایش چاہیئے اپنا فرینڈ چاہیئے ابھی چاہیئے،، وہ پاؤں پٹخ پٹخ کر رو رہی تھی اور کچھ کھا پی بھی نہیں رہی تھی۔۔

علیزے رات تک روہانسی ہو چکی تھی۔۔

کیونکہ اس سے پہلے آروشے نے کبھی ایسے تنگ نہیں کیا تھا،،، ایسے ضد نہیں کی تھی۔۔

آپو مجھے اپنا فرینڈ چاہیے ناں، مجھے ایش چاہیئے،، اتنی مشکل سے مجھے فرینڈ ملا تھا،، اچھے اچھے والا،، ڈیول نہیں،، مجھے چاہیے،،،

اب تو رو رو کر اس کی ہچکی بھی بندھ چکی تھی۔۔

مگر علیزے یہ فاش غلطی کر بیٹھی تھی کہ محض اسے اپنا نمبر دیا تھا۔۔

اس کا نمبر یا ویزیٹنگ کارڈ تو لیا ہی نہیں،،،

اب کیسے اسے بتائے کہ ایک پاگل جھلی لڑکی کو اس کی اچھائی نے کتنا ڈسٹرب کر دیا ہے۔۔

وہ تو شاید نیکی کر کے اب تک بھول بھی چکا ہو گا کہ کسی روشے بے بی کو جانتا بھی ہے کہ نہیں۔۔

دیکھو روشے اگر ایش کو پتا چلا کہ روشے بے بی نے اپنی آپو کا کہنا نہیں مانا تو وہ کٹی ہو جائے گا روشے بے بی سے،،،،، روشے چاہتی ہے کہ وہ کٹی ہو جائے آپ سے،،،

آروشے نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔

تو پھر آپو کے کہنے پہ کھانا بھی کھاؤ اور میڈیسن بھی لو۔۔

نو،،، اس کی وہی ایک تکرار،،، علیزے نے پھر سر پکڑا،،

وہ اپنے کام میں مصروف ہونے کے باوجود بھی وہاں جیسے نہیں تھا۔۔

عجیب ہی خالی پن تھا۔۔

ادھورا پن۔،،،

جیسے کچھ پیچھے چھوٹ گیا تھا،،،

جیسے کچھ کھو گیا تھا۔۔

جیسے وہ وہاں موجود ہو کر بھی کہیں اور تھا،،

اور اپنی اس کیفیت سے ایشان بری طرح جھنجھلا رہا تھا۔۔

اس نے سب کام چھوڑ کر ایک پل جو بیٹھ کر سوچا تھا کہ کیا تھا جو اتنی بے چینی کا سبب بن چکا تھا۔۔

الجھن کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔۔

آخر کار زہن میں جھما کا سا ہوا اور دل نے چپکے سے ایک نام پکارا۔۔ بہت چپکے سے۔

روشے بے بی۔۔

اوہہہہہ مجھے تو یاد ہی نہیں،،،

اس نے فون نکالا اور موبائل میں تازہ کیا سیو نمبر ڈائل کیا جو دوسری بیل پر ہی ریسیو کر لیا گیا تھا۔۔

ہیلو،،،آپ ایش ہیں،، مطلب ڈاکٹر جبران کبیر،،،اگر ہاں تو میں شکرانہ ادا کرنے والی ہوں کیونکہ آروشے نے بہت تنگ کیا ہوا ہے۔۔

اس کی حالت بگڑتی چلی جا رہی ہے۔۔

سامنے سے ایک ہی سانس میں بولا گیا تو وہ پہلے تو حیران ہوا پھر ایک لمبی سی سانس بھری۔۔

ہیلو،،،ہیلو،،،کون ہے،،،علیزے کو بھی شاید اپنی جلد بازی کا احساس ہوا تھا۔۔

میں جبران ہی ہوں مس،،،کیا ہوا ہے آروشے کو،،،وہ جانے کیوں مگر مزید بے چین ہوا تھا۔۔

وہ ج.سے نیند سے بیدار ہوئی ہے آپ کو پکارے جا رہی ہے،،رات ہو چکی ہے نا کھانا کھا رہی ہے نا میڈیسن لے رہی ہے،،،بہت ضد کر رہی ہے،،،وہ شاید اب تنگ آ کر روئی تھی۔۔

کیا کہہ رہی ہے،، ایشان کو سکون سا ملا تھا۔۔ حیرت کی بات تھی۔۔

مجھے میرا فرینڈ ایش چاہیئے،،، کک،،، کیا،،، آپ،،، پپ. پلیز،، آسکتے ہیں،، ممم،،، میں،، جانتی ہوں رات کے اس وقت،، بہت آکورڈ لگ رہا ہوگا،،، اور آپ،،، جج،،، جانے مجھے کیا،، سمجھیں،، مم،، مگر میں بہت مجبور،، ہوں ایک مرتبہ یہ کھانا،،، کھا لے اور میڈی لے کے تو مجھے،،، سکون آئے۔۔

رائٹ،،، ویٹ کریں،، اسے بولیں اس کا ایش آرہا ہے۔۔
ایشان نے اطمینان سے کہا رگ و پہ میں سکون سا دوڑا۔

ہر کام پسِ پُشت ڈال کر وہ گاڑی کی چابیاں،، اپنا والٹ موبائل لے کر تیزی سے باہر نکلا تھا۔۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode4....#Mahbeerjaladspecial 😁

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر دروازہ ناک کر کے اس کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔
زہے نصیب،،،،، آج ہماری کہاں سے قسمت کھل گئی کہ ماہ بیر راسم حفیظ میرے کمرے میں تشریف لائے۔۔

کرن کو خوشگوار حیرت ہوئی،، اور وہ جو اس بے رحم سفاک قاتل پر دل و جان سے فریفتہ تھی۔۔ اسے اپنے کمرے میں دیکھ بے باکی سے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر بولی۔۔۔

کام تھا ایک تم سے،،، پرسنل قسم کا،،،، کروگی،،،، اس نے سنجیدگی سے مگر خلافِ معمول نرم لہجے میں پوچھا۔۔

تم کہو تو میں اپنی جان بھی تمھارے قدموں میں نچھاور کر دوں،،، وہ مضبوط لہجے میں بولی۔۔

ماہ بیر کو وحشت ہوئی،، اس کے بازو اپنی گردن سے ہٹائے۔۔
میرے ساتھ حویلی چلوگی آج رات کے لئے،،،؟

کس لیئے،،،؟ کرن کی آنکھوں کی چمک دوچند ہوئی۔۔

بچی ہو جو بتاؤں کس لیئے،،، وہ سکون سے بولا۔

اوکے رائٹ میں تیار رہوں گی،،، کرن کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔۔

بی جان اپنے کمرے میں بال برش کر رہی تھیں۔۔ فجر ان کے کپڑے پریس کر کے لائی تھی۔۔ وہ ان کے پاس کھڑی تھی۔۔

سنو فجر آج رات میں ہوسپیٹل میں ہی رکوں گی،،، مگر تم فکر مت کرنا،، مجھے پتہ ہے تم اکیلی کتنی خوفزدہ ہو جاتی ہے،،،، میں نے ماہ بیر کو بلایا ہے حویلی،، آج رات وہ حویلی ہی رکے گا۔۔
بی جان لاپرواہی سے بولیں۔۔

حویلی کی چھت جیسے فجر کے سر پر گری تھی۔۔

یہ سن فجر کا چہرہ خوف سے وحشت زدہ سا ہوا تھا۔۔ متوحش سی بی جان کو دیکھا یوں جیسے شاید اسے سننے میں ہی کوئی غلطی ہوئی تھی۔۔

ی،،، یہ،،، کک،،، کیا،،، کک،، کہہ رہی،،، ہیں،، آ،،، آپ،، بب،، بی جان،،
اس کی تو ابھی سے روح فنا ہونے لگی تھی کجا کہ ساری رات۔
سوچ کہ ہی چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا۔۔
بب،،، بی جان،،، خدا،، کے،، لیے،،، ایسے،،، مم،، مت کریں،، مم،، میرے ساتھ،،،
وہ گھگھیا گئی۔۔

چپ کرو لڑکی،، کب تک میرے سینے پر مونگ دلوگی،، آج ہوں کل نہیں،، اور کب تک ایسے چلے گا،،، شوہر ہے وہ تمھارا،، اب جو خراب کیا ہے تم نے۔ خود ہی اسے ٹھیک کرو،،، ٹھیک ہو جائے گا سب،، جب قریب جاؤ گی اس کے۔۔
بی جان نے اسے بری طرح (جان بوجھ کر) جھڑکا اور ہوا میں بات اڑائی۔۔

یہ تو وہی جانتی تھی کیسے اس کی چھوٹی سی جان پر بن آئی تھی۔۔

بی جان تیار ہو کر کیب کے ہارن کی آواز سن کر باہر کی جانب بڑھی جوان کی دوست نے بھیجی تھی کہ تبھی ان کا فون رنگ ہوا۔۔۔

وہ جو باہر اپنی بی ایم ڈبلیو ایک سائیڈ لگائے بی جان کے جانے کا انتظار کر رہا تھا،، کیب دیکھ کر فون کیا جو کہ بی جان نے رسیو کر لیا۔۔

ہاں ماہ بیر میں جا رہی ہوں،، تم آؤ گے ناں بچے،، بی جان نے آس بھری آواز میں پوچھا۔۔

جی میں رستے میں ہوں بی جان،، پندرہ بیس منٹ میں پہنچ جاؤں گا،، اس نے جھوٹ بولا۔۔ کرن نے اس کے عجیب سے رویے پر اسے غور سے دیکھا جو کافی ہوٹ اور بولڈ ڈریسنگ میں اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

بی جان کیب میں بیٹھ کر اب اطمینان سے جا چکی تھیں۔ تبھی ماہ بیر نے اپنی گاڑی حویلی کے طویل و عریض لان میں پارک کی تھی۔ اس گاڑی کی آواز سے فجر کا دل دہلا تھا۔ مگر کہیں یہ بھی دل کو تسلی ہوئی کہ اب وہ اکیلی نہیں ہے حویلی میں۔
کچھ غیر معمولی محسوس ہونے پر اس نے ہمیشہ کی طرح کچن کی کھڑکی سے چھپ کر باہر جھانکا تھا۔ تبھی فجر کے پیروں تلے سے زمین کھسکی تھی۔

کیونکہ آج وہ اکیلا نہیں تھا۔ اس قاتل مغرور اور بے باک نیلے لباس والی حسینہ نے اس کے بازو کے گرد ہاتھ لپیٹ رکھے تھے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک مشورب کی بوتل تھی۔ اور جس مشروب کی وہ بوتل لگ رہی تھی فجر سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی کہ اس مشروب کی بوتل حویلی میں وہ کیسے داخل کر گیا تھا۔۔

فجر کو لگا اس کا وجود ریزہ ریزہ ہو کر ہواوں میں بکھر رہا تھا۔ دل سے دھوئیں اٹھے۔ سینے میں بھانبھڑ جل اٹھا جو آج فجر کے وجود کو جلا کر خاکستر کرنے والا تھا۔

وہ جانتا تھا اچھی طرح، وہ دیکھ رہی ہے۔ یہ بھی جانتا تھا کہ فجر ماہ بیر راسم اس سے کتنی محبت کرتی ہے۔ یہی محبت تو وہ روندنے آیا تھا آج،

تبھی کرن کو لیئے باہر بڑی محبت سے اس کا ہاتھ تھامے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جہاں ماہ بیر کی غیر موجودگی میں بھی فجر کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اسے۔

ماہ بیر نے اندر داخل ہو کر ڈور لاک کیا تھا۔۔

ہاں مگر کھڑکیاں ضرور کھول دیں تھیں۔ جن کی جالی میں سے اندر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔۔

بھول جان کا ہنر مجھ کو سکھاتے جاؤ

جا رہے ہو تو سبھی،،،،، نقش مٹاتے جاؤ

چلو رسماً ہی سہی مڑ کہ مجھے دیکھ تو لو

توڑتے توڑتے ،،،،،،،،،، تعلق کو نبھاتے جاؤ

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کچن میں زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔اب اپنے ہی وجود کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھی جیسے۔

بہت دیر پتھر بنی وہیں بیٹھی زمین کو گھورتی رہی۔جو ہوا اس میں اس کا کیا قصور تھا۔کیا قصور تھا اس کا کہ وہ اس عورت کی بیٹھی تھی جو ماہ بیر کے ماں باپ کی قاتل تھی۔اس نے اس عورت کی کوکھ سے جنم لیا تھا تو یہ اس کے بس کی بات تو نہیں تھی یا اس نے خود نے طے تو نہیں کیا تھا۔کہ وہ ایک قاتل عورت کی کوکھ سے پیدا ہو۔

گہری رات،،،حویلی کے آس پاس سے آتی جھینگروں کی بین کرتی آوازیں،،اس کمرے سے آتی ہلکے میوزک کی آوازیں،،اور فجر ماہ بیر کی ہچکیاں،،کچن کے ٹھنڈے فرش پر بے جان سی بیٹھی وہ آنکھوں سے لہو رونا چاہتی تھی۔

دل تھا جو اس کی اتنی نفرت کے باوجود اسی ظالم کا نام پکارے جاتا تھا۔۔آج اس دل کمبخت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کا خون کرنا بہت ضروری ہو گیا تھا تاکہ آئندہ اس بے رحم، ستمگر کا نام پکارتے سو بار سوچے۔

تبھی اس نے آہستگی سے اپنے پاؤں سے وہ چھوٹی چھوٹی پائلیں نکالی پھر کلائیوں کو چوڑیوں سے آزاد کیا۔۔
کتنی بھولی تھیں ناں بی جان جو اسے آج سجنے سنورنے پر مجبور کر کے سجایا سنوارا تھا۔یہ جانے بغیر کے آج تو ان کا نواسا اسے مکمل اجاڑنے آیا تھا۔۔

وہ دبے قدموں اٹھی تھی۔۔مردہ قدموں سے اس کمرے کی کھڑکی تک گئی تھی۔۔اور اب جالی دار کھڑکی کے باہر کھڑی اپنی بربادی کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔۔

اندر وہ جو دوسری کھڑکی میں شرٹ لیس کھڑا تھا،،،بڑے غور سے کھلی کھڑلی میں سے آدھے چاند کو دیکھ رہا تھا، شاید کسی انتظار میں تھا۔۔بغیر دیکھے،،بغیر اس کی چوڑیوں اور پائلوں کی آواز سنے بھی وہ اچھی طرح جان چکا تھا کہ وہ کھڑکی میں آن کر کھڑی ہوئی ہے۔

اس کے ہاتھ میں وہ بوتل تھی۔ اسے اپنا انتظار ختم ہوتا محسوس ہو چکا تھا۔ تبھی بوتل میں سے گھونٹ گھونٹ مشروب اپنے اندر انڈیلنے لگا۔ بڑی چال باز نفرت تھی ماہ بیر راسم حفیظ کی جو ہر طرف سے ایک نازک لڑکی کی محبت کو شکست دینا چاہتی تھی، تبھی وہ بوتل میں موجود ایپل جوس یوں پی رہا تھا جیسے کے شراب پی رہا ہو۔

اسے یہ ایپل جوس بھی کڑوا زہر لگ رہا تھا۔

بڑا چال باز عشق تھا فجر کا، جو وہ سب دیکھنے وہ چلی آئی تھی اور اب کھڑی اپنا ضبط آزما رہی تھی۔۔

کرن واش روم سے باہر آئی تھی اور اب باریک سے سلیولیس نائٹ ڈریس میں تھی۔۔ ماہ بیر نے بغیر اس کی طرف گھومے اسے ہاتھ سے اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔

کرن کا دل بلیوں اچھلا تھا۔ تبھی وہ لپک کر ماہ بیر کی پشت سے لپٹی تھی۔ اور اس کے سینے پر اپنے نازک ہاتھ لپیٹے۔۔

بسسسسسسسس،،،،،،،،،،، خون ہو چکا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے دل کا،،،،

وہ انھی قدموں سے دوپٹہ سختی سے اپنے منہ پر رکھتی اپنے کمرے میں بھاگ چکی تھی۔

ہے حوصلہ درد کا جو سہہ رہا ہے مجھے،

کہ میرے غم کی،،،،،،،،،،،،،،، بھی انتہا ہوئی

تیرے بنا گزار کے جیئیں گے کیسے بھلا

یہ زندگی تو بے وجہ ہوئی

کیوں اس قدر رلا دیا تو ہی بتا تھی کیسی یہ دیوانگی

او بے وفا تیری دیوانگی

چلو آج یہ بھرم بھی ٹوٹ گیا کہ چاہے وہ کتنا ہی بے رحم،، ظالم،، سفاک یا ستم گر تھا،، فقط اس کا تھا۔۔

وہ جو جان چکا تھا کہ اس کی محبت کو روندنے میں کامیاب ہو چکا ہے، اب جھٹکے سے خود سے کرن کے بازو ہٹائے تھے۔ وہ جھٹکے سے گرتی گرتی بچی تھی۔

واٹ اس دس ماہ بیر،،، تم،، تم میری انسلٹ کر رہے ہو،،۔

کرن اگر نہیں چاہتی کہ میں اپنا سارا غم وغصہ اور وحشت اپنے اسکیلپل کے زریعے تم پر نکالوں تو وہ اتنا بڑا بیڈ دیکھ رہی ہو چپ چاپ جا کر اس پر سو جاؤ،،،

ماہ بیر کا سر سراتا لہجہ، کرن کو جھرجھری آئی جب وہ پیچھے مڑا تو اس کی تنی رگیں اور لال انگارا آنکھیں دیکھ کر۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

کرن خاموشی سے بیڈ پر گئی اور کمفرٹر تان کر سو گئی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان آروشے کے گھر کے باہر کھڑا تھا۔ اور اب جھجکتے ڈور بیل بجائی تھی۔ وہ بلیک پینٹ شرٹ میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد علیزے نے پوچھ کر کے کون ہے ڈور کھولا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا تو عجیب سی بے چینی ہوئی۔

کیسے ہیں آپ؟ علیزے نے جھجکتے بات شروع کرنے کو سوال پوچھا۔

فائن، آپ سنائیں؟ آروشے ٹھیک ہے؟ ایشان کی آنکھیں اسی کی متلاشی تھیں۔

اسی کی تو پریشانی ہے،، جب سے بیمار ہوئی ہے تب سے کبھی میں اتنا پریشان نہیں ہوئی جتنا اس نے آج ایک دن میں کر دیا مجھے،

وہ دونوں باتیں کرتے آروشے کے روم میں داخل ہوئے تھے۔ وہ جو منہ پھلائے بیڈ پر کھلونے اٹھخ پٹخ کر رہی تھی، سامنے دیکھا تو کھل سی گئی۔

یے ے ے ے ے ے ے ے ے ے ے ے، واؤ،،،،، ایش آگیا،

وہ بیڈ سے نیچے اتری تھی اور اس کے اگلے عمل پر ایشان اور علیزے بھونچکا سے صدمے سے بے حال ہوئے تھے۔

کیونکہ اس پگلی نے نیچے اتر کر ایشان کو ٹا ئٹلی ہگ کیا تھا۔ نا صرف ہگ کیا تھا اس کے گلے میں جھول کر اس کہ گال پر نرم و نازک لب رکھ کر کسی بھی کر دی تھی۔

علیزے گڑبڑا کر آگے بڑھی تھی، روشے ایڈیٹ، سٹوپڈ گرل، پریشان مت کرو ایش کو نہیں تو وہ واپس چلا جائے گا،

علیزے نے دانت پیستے اسے دور کھینچا اور اپنا لہجہ حتی الامکان دھیما رکھنے کی کوشش کی۔

اور ایشان تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔

اووووو، سوری ایش، میں نے تنگ کیا اپنے فرینڈ کو، وہ آنکھیں پٹپٹا کر اب ایشان سے پوچھ رہی تھی یہ جانے بغیر کے خالی پریشان، وہ تو ایش کا کلیجہ منہ کو لے آئی تھی۔

نن، نو، روشے، ائم فائن، وہ بے رحم سفاک قاتل

Executioner,

جس کے اسکیلپل چلاتے ہاتھ نہیں لڑکھڑاتے تھے، آج اس چھوٹی سی لڑکی نے اس کی زبان لڑکھرا دی تھی۔

علیزے نے آروشے کو تھام کر صوفے پر بٹھایا۔

اب اگر روشے بے بی نے فرینڈ کو پریشان کیا تو وہ واپس چلا جائے گا۔۔

نو،،، نو،،، روشے بے بی کو ایش چاہیے،، وہ پھر مچلی۔۔

ایشان قریب آکر بیٹھا تھا اس کے۔ غور سے دیکھا۔ گلابی سکرٹ اور بلیک ٹراوزر میں وہ گلابی سا پھول لگ رہی تھی۔ ایشان کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

علیزے کچن جا چکی تھی۔ کھانا گرم کر کے لانے۔

ایشان نے سرد سی آہ بھری۔ روشے بے بی نے کیوں اتنی ضد کی؟ کیوں نہیں کھانا کھایا اور میڈیسن لی؟ ایشان نے سنجیدگی سے پوچھا تو وہ برے برے منہ بنانے لگی۔

بیکا زروشے بے بی کو اپنا فرینڈ چاہیئے تھا، ایش چاہیے تھا اسے، اور آپولا کر نہیں دے رہی تھی، اسی لئے، یونو واٹ ایش مجھے بہت بھوک لگی ہے،، ٹمی میں ریٹس بھی ڈشوم ڈشوم کر رہے ہیں،،

اس کے شوشے پہ ایشان نے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

تبھی علیزے روم میں کھانا لے کر آئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

محلے میں ایک ہلچل سی مچی تھی۔

رواحہ، ناجیہ اور اس کے شوہر کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔

باہر رستم محلے پر قہر بن کر نازل ہوا تھا۔ راستے میں جو بھی آ رہا تھا روند دیا جا رہا تھا۔

روح،،، رواحہ میری گڑیا، بھاگ جاؤ، ناجیہ نے روح کا بازو دبوچا۔

مگر افسوس بہت دیر ہو چکی تھی۔ کیونکہ رستم اور اس کے غنڈے دھاڑ سے دروازہ توڑ اندر داخل ہو چکے تھے۔ رواحہ کے سر پر آسمان ٹوٹا تھا۔ رستم نے آتے ساتھ ہی ناجیہ کے شوہر کی ٹانگ پر گولی ماری تھی۔ کیونکہ اس کی آنکھوں میں خون کے چھینٹے ارد گرد اڑے۔ ناجیہ اور رواحہ کی دلدوز چیخیں فضا میں

گونجیں تھیں۔ ناجیہ کے معصوم بچے دروازے میں کھڑے اپنی ماں کو بے بسی اور خوف سے دیکھ رہے تھے۔

میری جانِ من، بہت بڑی غلطی کر دی تم نے، مجھ سے بھاگ کر، اب سزا تو ملے گی، رستم نے اس کا بازو دبوچ کر اس کی کمر اپنے سینے سے لگائی تھی۔ وہ بری طرح روتی مچلی تھی۔
اس کے غنڈے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔
ناجیہ اور اس کے شوہر کو غنڈوں نے بری طرح دبوچ لیا تھا۔۔

مگر تم سے تو رستم دادا محبت کرتا ہے میری جان،، تم تو جنون ہو رستم دادا کا، تمھیں کیسے سزا دے سکتا ہوں،
وہ پر سوچ سا بولا۔ تو ان کو سزا دوں جن کی وجہ سے تم نے رستم دادا سے بے وفائی کرنے کہ کوشش کی، مجھ سے بھاگنے کوشش کی۔

نہیں، نہیں، نہیں خدا کے لئے آپ ایسا مت کریں، میں نے غلطی کی ہے تو مجھے سزا دیں،، مار ڈالیں مجھے، انھیں چھوڑ دیں، وہ بے تحاشا روتی چلاتی مچلی۔

رستم نے ناجیہ کے شوہر کے سینہ چھلنی کیا تھا گولیوں سے۔ راوحہ کے چہرے نے خون چھلکایا تھا۔

اب رستم کی گن کا رخ ناجیہ کی جانب تھا۔۔

نہیں، خدا کے لئے چھوڑ دیں، نہیں، وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔

نہ میری جان یہ تمھارا خاندان ختم ہو گا تو تم دوبارہ مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش نہیں کرو گی ناں، نا بھاگنے کی کوشش کرو گی، ہے ناں،

آج رستم فرعون بن چکا تھا۔ تبھی ناجیہ کو بھی چھلنی کر دیا تھا، رستم نے اسی ظلم پر بس نہیں کیا تھا۔
ایک ایک فائروہ معصوم فرشتوں جیسے بچوں کے سینوں میں بھی داغ چکا تھا۔
رواحہ نے یہاں آ کر واقعی گناہ کیا تھا جو اتنے معصوموں کی جان نگل گئی تھی۔ کیا وہ منحوس تھی۔ یا ڈائن تھی یا کیا۔ جو اس کی وجہ سے اتنے لوگ مارے جا چکے تھے۔
وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔ دل کیا سینہ کوبی کرے، بال نوچ لے، یا اپنا خوبصورت منہ ہی نوچ لے۔

رستم نے اسے باہر گھسیٹا اور لا کر گاڑی میں پٹخا تھا۔ وہ دھاڑیں مار مار کر روتی رہی۔

بنگلے پر پہنچ کر اسے دوبارہ اسے بازو سے گھسیٹ باہر کھینچا تھا اور اب گیٹ کی طرف بڑھا تھا۔

رواحہ کا چہرہ پھر سفید پڑا۔ جب وہ ظالم یزید اس بوڑھے چوکیدار کی جانب لپکا تھا جس نے اسے فرار کا رستہ دکھایا تھا۔۔

نئیں، نئیں،، چھوڑو اسے،، رواحہ نے رستم کا گریبان پکڑا تھا۔ خبردار اسے کچھ کہا، میں جان لے لوں گی تمھاری، وہ بھوکی شیرنی بنی چلائی۔۔

رستم نے فدا ہونے والے انداز میں اسے دیکھا مگر بازو سے پکڑ کر اسے رانی بائی کی جانب دھکا دیا تھا۔ رانی بائی اسے قابو کر چکی تھی۔۔

تبھی رستم نے بہت دردناک انداز میں اس بوڑھے کی جان لی تھی۔۔ وہ روتی چلاتی رہی مگر کوئی اس کی سننے والا نہیں تھا۔۔

ہاں مگر دو آنکھیں تھیں، جو دیکھ رہیں تھیں، سب آبزرور کر رہی تھیں۔ اور کسی کو لمحہ بہ لمحہ کی خبر دے رہیں تھیں۔

اصلی امتحان تو رواحہ کا اب شروع ہوا تھا۔ جب رستم اسے گھسیٹتا کسی روم کی جانب لے کر جا رہا تھا۔

فجرا اپنے کمرے میں بند بال مٹھیوں میں جکڑے لہو رو رہی تھی۔ اب یہ تو طے تھا کہ اب یہ دل کبھی اس کی تمنا نہیں کرے گا۔ زندگی بے وجہ لگنے لگی تھی، زندہ رہنا بے وجہ ہو گیا تھا۔
وہ زندہ تھی کہ اس بے حس ظالم کا انتظار ختم نا ہو، اب جبکہ وہ بے وفائی کرتے اس کی روح کو لہولہان کرتے مار چکا تھا تو سوچا کہ اب مر جایا جائے۔

ہاں ٹھیک ہی تو تھا۔ بی جان بھی ہر فکر ہر زمہ داری سے آزاد ہو جائیں گی۔ کیا ہو گا؟ چار دن روئیں گی اور پھر بلکل پر سکون،
وہ پاگل ہونے کو تھی۔ کلیجہ پھٹ رہا تھا، پھندا سا اٹکا تھا گلے میں۔
اس سب سے نجات کا ایک زریعہ تھا کہ اس بے وجہ کی زندگی سے ہی نجات حاصل کر لیتی۔
وہ آگ بنی اٹھی تھی۔ بکھرے کھلے بال ملگجا حلیہ بن چکا تھا۔ چپکے سے باہر آئی اور صحن سے منسلک سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔۔

ڈبل سٹوری چھت پر آکر ریلنگ کی قریب گئی۔ وہ پھر سسکیوں کی آواز دبا کر بے تحاشا روئی تھی۔
سرد اور خنک ہوائیں پسلیوں میں گھسنے کو تھیں۔ دیر نہیں لگانی تھی۔

ریلنگ کی جانب مزید قدم بڑھانے والی تھی کہ پچھلی گردن پر تیز چبھن کے احساس نے اسے تڑپا ہی دیا تھا۔ ہلکی سی چیخ منہ سے نکلی۔ وہ تیزی سے پیچھے مڑنے لگی تھی جب کسی نے اسے بازوؤں سے جکڑ کر رخ موڑنے نہیں دیا تھا۔

خوف ودہشت سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ مگر زیادہ دیر اسے خوفزدہ ہونے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑی تھی۔ کہ وہ ہوش وخرد سے بیگانہ ہوئی پیچھے کھڑے شخص کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔۔

وہ معمولی انسان تو نہیں تھا۔

Executioner,,,,

تھا، رات کے اندھیرے میں وہ اس کی کھڑکی کے باہر کھڑا اس کی دبی دبی سسکیاں سن سکون حاصل کرتا رہا تھا۔

پھر جب وہ چھت کی جانب گئی تھی تو وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔ اسے ریلنگ کی جانب بڑھتے دیکھ ایک تلخ سی مسکان لبوں پر رینگی تھی۔ اس نے اس کی گردن میں بے ہوشی کا انجیکشن انجیکٹ کیا تھا۔ کافی ہیوی ڈوز تھی۔

وہ اس کے بازو میں جھول رہی تھی جب جھٹکے سے اس نے فجر کو اپنے قریب کیا تھا۔

اب فجر کا چہرہ اس کے بہت قریب تھا اتنا کے اس کے سانسوں کی زیرو بم اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

مسئلہ تو یہی ہے فجر ماہ بیر راسم کے تمھاری زندگی کو بھی میری دسترس میں رہنا ہے، زندہ تم رہنا نہیں چاہتی اور مرنے میں تمھیں دوں گا نہیں۔ کیونکہ تم مر گئیں تو میں بھی مر جاؤنگا۔
وہ سکون سے بولا۔

اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔۔ بڑے اطمینان سے اسے نیچے لایا رخ اس کے کمرے کی طرف تھا۔ کمرے میں داخل ہو کر پاؤں سے دروازہ لاک کیا۔۔

اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے پہلو میں نیم دراز ہوا تھا۔
کاش تم نایاب کی بیٹی نہیں ہوتی فجر ماہ بیر راسم تو میری نفرت کی بجائے پہلی اور آخری محبت ہوتیں۔
اب وہ اس کے اوپر جھکا تھا۔ بہت غور سے اسے دیکھا۔ کمزور نازک جان۔ مٹا مٹا سا سجا سنوار بکھرا وجود کھلے بال۔ چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشان اور سرخ چھوٹی سی کان۔
لیکن اسکے وجود کی جس چیز پر اس کی نظر آ کر ٹھہری تھی وہ تھا اوپری گلابی ہونٹ کے زرا سا اوپر وہ تل جو ہمیشہ اس کی نفرت کے لئے بے حساب جھنجھلاہٹ کا سبب بنا تھا۔

وہ بڑے سکون سے جھکا تھا اور دہکتے لب اس تل پر رکھے۔ پیاسے ہونٹوں نے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو کر خود کو سیراب کیا تھا۔

کرن اسے کمرے میں موجود نا پاکر باہر نکلی تھی اور اب اس کمرے کی کھڑکی میں کھڑی وہ عجیب نظارا دیکھ رہی تھی۔ جب وہ ظالم سفاک اب ایسے کسی کو پور پور نرمی سے اپنی محبت کی بارش میں بھگو رہا تھا جیسے اس سے بڑھ کر کوئی دیوانہ ہو ہی نا۔
وہ اب اچھی طرح جان چکی تھی کہ وہ اسے یہاں کس مقصد سے لے کر آیا تھا۔ وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔

ماہ بیر نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔ اسے اپنے سینے میں بھینچتے وہ اب اس کے ہونٹوں کو اپنے لبوں کی پر تپش دہکتی گرفت میں لے چکا تھا۔۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode5.......

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رستم اس بلک بلک کر روتی معصوم سی جان کو گھسیٹتا ایک کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخ چکا تھا۔۔ اور اب اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تھا۔ رواحہ کی روح فنا ہوئی تھی۔ وہ خود کو گھسیٹتی پیچھے ہٹتی بیڈ کراؤن سے جا لگی تھی۔ جبکہ وہ درندہ اب اس کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔

رک جاؤ، یہ، یہ، ،کک، ، ، کیا، نن، ، ، نہیں، ، رو رو کر گلا بیٹھ چکا تھا اب تو بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

کیا خیال ہے چندہ جان، ایک ہفتے کا کیا انتظار کرنا، ایسا کرتا ہوں آج ہی تمھیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لیتا ہوں، تم پر اور تمھارے وجود پر جب رستم دادا کے نام کی مہر لگے گی پھر تو نہیں بھاگنے کا سوچو گی، رستم نے اسے بازوؤں سے دبوچ کر اپنے روبرو کیا تھا۔

وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔ اب تو ویسے بھی یہ خیال دل سے نکالنے والی تھی کہ وہ کبھی بھاگے گی کیونکہ اس کی وجہ سے جو لاشوں کے ڈھیر لگے تھے وہ ہی کافی تھے اس کے سبق کے لئے نہیں۔

نن، ، نہیں، چھوڑ دو مجھے، خدا کے لئے چھوڑ دو مجھے، وہ مچلتی پھر اس فرعون کے سامنے گڑگڑائی۔ جس نے اسے بازوؤں سے دبوچ بیڈ کراؤن سے پن کر رکھا تھا۔

نہیں، ہر گز نہیں چندہ جان، آج نہیں، آج تو جو تم نے کیا اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا کہ آئندہ سوچتے ہوئے بھی تمھاری روح کانپے۔ وہ اس پر جھکنے لگا تھا، جب رواحہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر بیڈ کی ایک جانب لڑھک گئی تھی۔۔

رستم کے ہوش اڑے تھے۔ تبھی دھاڑا، گارڈز، رانی بائی، ارے کوئی ہے یا مر گئے کہیں سب کے سب، وہ دروازے کی جانب لپکا اور گارڈز جو دروازے پر کھڑے تھے ڈاکٹر کو بلانے کا کہا۔ رانی بائی بھی دم سادھے باہر کھڑی تھی، اس کا اشارہ ملتے ہی اندر لپکی۔

ڈاکٹر آیا۔ چیک اپ کیا۔ رستم نے تو اس کے لئے پورا ہوسپٹل ہی بنگلے پر بنوا لیا تھا جیسے۔ نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے، علاج کر دیا ہے، مگر ہوش میں آنا بہت ضروری ہے ان کا، ڈاکٹر نے بتایا تو رستم نے ڈاکٹر کا گریبان ہی پکڑ لیا۔

ڈاکٹر اگر اسے کچھ ہوا تو ڈیوٹی دینے کے لئے زندہ نہیں بچو گے، ہوش میں لاؤ اسے، وہ پھنکارا۔

دیکھیں رستم دادا، میں نے علاج کر دیا ہے، کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے انھیں، ابھی کچھ دیر لگے گی ہوش میں آنے میں، ڈاکٹر نے اپنی جان چھڑائی۔ رستم پیچھے تو ہٹا مگر ادھر ادھر چکر لگاتا رہا۔

چند گھنٹوں بعد اسے ہوش آیا تھا۔ محفل جو سجنے والی تھی وہ تو رستم کے قہر کی وجہ سے کینسل ہو چکی تھی، اب رستم بذاتِ خود انھیں اپنی گاڑیوں میں کوٹھے تک چھوڑ کر گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر اس کے لبوں پر جھکا اپنی برسوں کی جیسے پیاس بجھا رہا تھا۔ اتنا غم و غصہ اور سینے میں اٹھتی وحشتوں کی آگ پر جیسے ٹھنڈے پانی کی پھوار پڑ رہی تھی۔ اس کے عمل میں شدت تھی۔ سانس بند سا ہونے کی وجہ سے وہ گہری بے ہوشی میں بھی بری طرح کسمسائی تھی۔

وہ بمشکل پیچھے ہٹا تھا اور اب اس کے سرخ بھیگے ہونٹ دیکھنے لگا۔ اور اب بے اختیار اور بلکل بے خود سا ہو کر گردن پر لب رکھے تھے۔ کندھے سے شرٹ کھسکاتے اب دل کیا ہر لمٹ کراس کر دے، ہر حد سے گزر جائے، دل و جان میں کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔ اس کی شہہ رگ پر ہونٹ رکھے۔ رات کا وقت، مکمل اندھیرا، گہری خاموشی اور تنہائی، دسترس میں اپنی ملکیت۔

جب کرن کے ساتھ تھا تو اس کے چھونے سے اسے کراہیت اور گھن محسوس ہوئی تھی، اور اب، اب رگ و پہ میں ایک سرور سا تھا جو دوڑ گیا تھا۔ مگر کاش وہ اس کو پا سکتا۔ خود پر بہت جلد قابو پاتے وہ پیچھے ہٹ چکا تھا۔ ہاں مگر یہ بوجھل رات اس نے اپنی منکوحہ کے پہلو میں ہی گزاری تھی۔

کتنی دھوکے باز تھی اس کی نفرت کہ خود کو اس کی نظر میں گرا کر اس کی روح تک کو چھلنی کر کے ، اس کی محبت کو روند کر اب وہ بڑے مزے سے اس کا سرا اپنے سینے پر رکھے اسے اپنی بانہوں کے گھیرے میں لیے گہری پر سکون نیند سو رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان اس کے سامنے بیٹھا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ جبے علیزے اب چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر کھلا رہی تھی اور وہ مسلسل کوئی سٹوپڈ سی بات کر کے ایشان کو مسکرانے پر مجبور کر دیتی۔

علیزے یو نو واٹ مجھے ایش نے آج پزا لے کر دیا تھا، جو چیز والا تھا، بہہہہت مزے کا، کل میں ایش کے ساتھ پھر جاؤں گی اور پزا اور آئسکریم اور چاکلیٹ کھاؤں گی،، ییے ے ے ے ے ے ے ے ے وہ کلپنگ کرتی اپنا کل کا پروگرام بتانے لگی۔

روشے چپ چاپ کھانا کھاؤ، وہ تو پہلے ہی اس اجنبی کے اتنے احسانات سے دہری ہوئی جا رہی تھی اور آروشے نے پھر نئا فرمائشی پروگرام جاری کر دیا تھا۔

ایش مجھے لے کر جاؤ گے ناں،، وہ اب ایشان کی بازو سے شرٹ دبوچے پوچھ رہی تھی۔ پھر،، روشے بے بی اپنے فرینڈ کو اچھے سے تھینکس بھی بولے گی، فرینڈ کو ایک ہگی بھی دے گی اور فورہیڈ پر کسی بھی،، وہ رازدارانہ سی بولی

اس کی باتوں پر علیزے اور ایشان دونوں گڑبڑائے تھے۔ علیزے بار بار دانت پیستی پہلو بدل رہی تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ روشے کے منہ پر ٹیپ چپکا دے۔

روشے کھانا کھا چکی تو علیزے ٹرے اٹھا کر لے جا چکی تھی۔ ایشان نے اسے علیزے کی دی ہوئی میڈیسن دی۔ جو ذہنی سکون اور ذہنی بیماری کی تھی۔ ایشان کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا جب روشے بے بی نے ایک جان لیوا انگڑائی لی تھی۔ ایشان نے بے اختیار نگاہیں چرائیں تھیں۔ وہ اٹھنے لگا جب آروشے نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

فرینڈ آج آپو نہیں، تم مجھے سلاؤ گے، روشے بے بی کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اور روشے بے بی کو نائس سی سٹوری سنا کر،

ایشان بھونچکا سا اسے دیکھا گیا آج روشے بے بی جلاد کی جان لینے پر تلی ہوئی تھی۔ اب وہ سخت جھنجھلایا تھا۔

روشے ابھی آپو آ جائے گی ناں ،مجھے ابھی جانا ہو گا مجھے ضروری کام ہے ، وہ زرا روڈ ہوا تھا اور روشے کا ہاتھ جھٹکا۔

تبھی وہ پہلے شاکڈ ہوئی تھی۔ پھر پاؤں پٹختی کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی۔

وہ شاکڈ سٹیٹ میں اسے دیکھے گیا۔ علیزے بھی اسے جاتا دیکھ چکی تھی۔ اسے کیا ہوا؟ علیزے کو حیرت ہوئی۔

میں نے کہا کہ میں جانے لگا ہوں تو ناراض ہو گئی، ایشان پریشان ہوا۔

او نو،، علیزے نے سر پر ہاتھ مارا اور اس کے پیچھے لپکی، ڈاکٹر جبران وہ خود کو سٹور روم میں بند کر لے گی اور ایک نئی مصیبت آ جائے گی۔ وہ دونوں اس کے پیچھے لپکے۔ سٹور روم میں گھسنے سے پہلے ایشان نے اسے جا لیا تھا۔ اس کی کلائی تھام اسے زبردستی روم میں لایا۔۔

روشے بے بی کٹی ہے ایش سے ، ایش نے ڈانٹا روشے بے بی کو ، مجھے بات نہیں کرنی ، مجھے نہیں آنا روم میں ، ناں نینوں کرنی ہے ، وہ مچلی ، اور رونے والے منہ بنانے لگی۔

اوکے سوری روشے بے بی ،، پلیز چلو اور سو جاؤ، صبح کو میں نے روشے بے بی کو چاکلیٹ اور آئسکریم بھی لے کر دینی ہے ناں ، تو گو ٹو سلیپ ناؤ،،

ایشان اسے روم میں لے کر آیا۔ علیزے نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

جواب بلکل بے قابو ہو رہی تھی۔ نیند کی شدت سے آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ مگر وہ ڈھیٹ بنی ضد کیے جا رہی تھی۔

نوروشے بے بی کو ایش ہی سلائے گا،، نو، نو، نو،،

او کے چلو، ایشان نے سرد سی آہ بھری اور اسے لیئے بیڈ تک آیا۔ وہ لیٹی تو ایشان نے اس پر کمفرٹر تان دیا۔ اب ایشان جھجھکتا اس کے تکیے کے پاس بیٹھا تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اب ایشان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ علیزے نے دیکھا اس کے ہاتھ میں واضح لرزش تھی۔ جلد ہی وہ گہری نیند سو چکی تھی۔

اب ایشان کو جلد یہاں سے نکلنا تھا۔ اسے وحشت سی ہوئی تھی سو اس نے علیزے کو اشارہ کیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر وہ کچھ بھی سنے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

صبح گیارہ بجے فجر کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھی۔ اس کا سر پھٹنے کو تھا تبھی دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما تھا۔

اففففففففففففف،، میرا سر، بوجھل ہوتی پلکیں بمشکل کھولیں۔ ٹائم دیکھا تو شاکڈ رہ گئی، نماز بھی قضا ہو چکی تھی۔
میں اتنی دیر کیسے سوتی رہی، وہ خود سے بولی۔ پھر یکدم پوری آنکھیں کھلیں تھیں۔ رات کا ایک ایک منظر نگاہوں کے سامنے گھوما تو ایک مرتبہ پھر دل وجاں خون خون ہوئے۔

میں تو چھت پر گئی تھی۔ یہاں کیسے آئی۔ اور میرا دوپٹہ کدھر ہے۔ اپنے وجود پر اب غور کیا۔ کندھے سے شرٹ کھسکی ہوئی تھی۔ بکھرے بال، بکھرا سا وجود۔ یقیناً اس کا یہ حشر صدمے میں خراب ہوا تھا۔

اونہہہہہ، آئی ہیٹ یو ماہ بیر راسم،، آئی ہیٹ یو، بہت شکریہ تمھارا کہ تم نے مجھے اپنی اصلیت دکھا دی، تمھاری بے وفائی نے اب میری زندگی آسان کر دینی ہے، تمھاری بے وفائی نے میری محبت کا گلا گھونٹ کر اسے بہت دردناک موت دی ہے، اب تمھاری نفرت کا جواب نفرت سے دینے میں آسانی ہو گی مجھے۔ وہ اپنی کنپٹیاں سہلاتی خود سے عہد باندھ رہی تھی۔
مگر زرا سا غور کرتی تو اسے پتہ چلتا اس کے خود کے وجود سے ایک اور وجود کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس کے بستر کی سلوٹیں اس کے وجود کے ساتھ کسی اور وجود کی موجودگی کی گواہی دے رہیں تھیں۔

مگر وہ تو دوسرے کمرے میں ہونے والے واقعات میں الجھی ہوئی تھی۔ جھٹکے سے اٹھی۔ اور بھاگ کر دوسرے کمرے تک گئی۔۔

بڑی ظالم نفرت تھی ماہ بیر راسم حفیظ کی کیونکہ جان بوجھ کر اس بیڈ پر بھی ڈھیر ساری سلوٹیں ڈالیں گئیں تھیں۔ اسے دکھانے کو۔ وہاں کوئی نہیں تھا وہ جا چکے تھے وہاں سے۔

مگر وہ جاتے جاتے فجر ماہ بیر راسم کی محبت بری طرح روند کر فنا کر کے جا چکا تھا۔۔

وہ فرش پر گھٹنوں کے بل گری اور اپنی ادھڑی مردہ محبت پر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ سب وائٹ پیلس کے وسیع و عریض لاؤنج میں صوفوں پر براجمان تھے۔ سربراہی کرسی پر سوہم خان بیٹھا تھا اور ساتھ ہی بلکل پاشا اور حسبِ معمول مُنی سوہم کے پیچھے کھڑی تھی کل اس نے لاہور روانہ ہونا تھا۔ مگر آج وہ بڑی سنجیدگی بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ خطرناک تیوروں سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر چن کے نیچے رکھے ایشان اور ماہ بیر کو گھور رہا تھا۔

پاس ہی پنکی، کرن، سونیا، عاشی اور پنکی کی باقی کی شاگردیں بیٹھی تھیں۔

ماہ بیر اور ایشان بھی اس کی نظروں سے گڑبڑا رہے تھے۔ جبران بھی سنجیدگی سے بیٹھا انھیں دیکھ رہا تھا۔ جے کے نے اپنی ساری ڈیٹیلز سوہم خان کو بتا دیں تھیں۔

اب کیا ہوگیا جو یہ گرین ڈیول مونسٹر ہمیں گھور رہے ہیں، ایشان ماہ بیر کے کان میں گھسا۔ اس سچویشن میں ایسا شوشا صرف وہی چھوڑ سکتا تھا۔

اچھاااا، کیا تم نہیں جانتے کہ انھیں ہمارے پل پل کی خبر ہوتی ہے رات کہاں اور کیوں گئے تھے خود ہی بتا دو نہیں تو وہ پوچھے گے تو تمھاری صحت کے لئے بلکل اچھا نہیں ہوگا۔ ماہ بیر اطمینان سے بولا۔ سوہم نے آبرو اچکا کر پہلے ماہ بیر کی جانب دیکھا تھا۔

میں حویلی گیا تھا، رات وہیں گزاری، بی جان نے اصرار کیا تھا، انھیں کہیں جانا تھا، تو وہ، ماہ بیر کی زبان کو بریک لگی، میرا مطلب ہے کہ بی جان نے کہا تھا۔ وہ بات گول کر گیا۔ اور اطمینان سے ساری بات بتا دی۔

ہمممم گڈ، سوہم نے ہنکارا بھرا اور اب ایشان کو دیکھا، ایشان گڑبڑایا۔

وہ بھائی، وہ میں ،اس کی شروعات میں ہی زبان لڑکھرائی کیونکہ اس طرح کے کسی بھی قسم کے چونچلے کی سوہم خان نے انھیں اجازت نہیں دی تھی۔ ناوہ یہ سب افورڈ کر سکتے تھے۔ کیونکہ انھوں نے تہیہ کہا تھا،

میں اپنی ایک پیشنٹ کو دیکھنے گیا تھا، اس نے بھی جھوٹ کا سہارا لیا۔ مگر کیا نہیں جانتا تھا کہ سامنے سوہم خان ہے۔

رئیلی ایش، تم تو ہارٹ سرجن ہو ناں،

Psychologicalpatients,,,,,,

کب سے دیکھنے لگے ہو،، اور دماغی امراض کا علاج کب سے کرنے لگے ہو، سوہم کا سر سراتا لہجہ۔

ایشان ایک مرتبہ پھر ہڑبڑایا۔

وہ بھائی،

شٹ اپ ایشان، فورگیٹ اٹ، کل میرے ساتھ لاہور جا رہے ہو، اور اب آئندہ وہاں جانے کی حماقت مت کرنا۔

سوہم خان کہتے اٹھا تھا اور اس کی بات پتھر پر لکیر تھی۔

تیر کھا کر جو دیکھا، کمین گاہ کی طرف

اپنے ہی دوستوں سے،،،،،، ملاقات ہو گئی

اسے مینٹل آزائلم لے کے جایا جا رہا تھا۔ آج نرما نے ظلم کی ہر حد پار کر دی تھی۔ اسے روم سے باہر نکالا تھا۔ اور جب عین سعد کے آنے کا وقت تھا۔ اس نے اپنے روم میں خود کو بند کرتے آگ لگا دی تھی۔

چاروں اور آگ پھیل گئی۔ سعد گھبرا گیا۔ بڑی مشکل سے آگ بجھائی، نرما روئے گئی اور وہ بس سپاٹ سا چہرہ لئے نرما کو دیکھے گئی۔ مگر جب سعد نے اتنے دنوں کی ہچکچاہٹ کے بعد اسے مینٹل ہوسپٹل بھیجنے کا فیصلہ کیا تو اس کا دل کیا خون کے آنسو روئے۔ اس نے نرما کی نگاہوں میں بڑے واضح انداز میں فاتحانہ سی چمک دیکھی تو اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹ دیا۔ جنھیں سن کر وہ سکون حاصل کرتی تھی۔

مگر آج مفرا کا اسے جاتے وقت یہ سکون دے کر جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا تبھی وہ چیخنے چلانے اور واویلا مچانے کی بجائے سرد و سپاٹ چہرہ لیے صوفے پر سکون سے بیٹھی تھی۔ یہ سکون نرما کو اندر ہی اندر جلا کر خاکستر کر رہا تھا۔

گاڑی پہنچ چکی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اندر ڈاکٹر اور کچھ نرسز داخل ہوئیں تھیں۔ انھیں لگا انھیں زور زبردستی کرنی پڑے گی۔ مگر وہ چپ چاپ کھڑی ہوئی تھی، سعد اس کی جانب تڑپ کر بڑھا تو اس نے سختی سے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے اپنی جانب بڑھنے سے منع کر دیا اور تیزی سے باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

گاڑی روانہ ہوئی تھی اس نے آخری شکست خوردہ نگاہ اپنے خوبصورت گھر پر ڈالی تھی۔ کچھ ہی دیر وہ گھر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode6....

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سوہم خان کو یہاں آئے پانچ دن ہو چکے تھے۔ وہ لاہور میں بنے اپنے اپارٹمنٹ میں بیٹھا تھا جب فون رنگ ہوا۔ اس نے یہ دیکھ کر کے کال پاشا کی ہے فوراً فون اٹینڈ کیا۔۔

یس ڈیڈ، سوہم خان کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔

سوہم خان، اسی لئے میں تمھیں محتاط رہنے کو بول رہا تھا کہ دشمن تمھاری سوچ سے بھی زیادہ طاقتور ہے، تم نے اس کے خاص آدمی کو غائب کیا وہ حساب لینے پہنچ چکا ہے پاکستان، اور اسے معلوم ہو چکا ہے کہ تمھاری ڈیتھ بک میں اب اس کے بھائی کا نام ٹاپ آف دی لسٹ ہے، اور جانتے ہو ناں وہ کون ہے، چیمہ ہے وہ چیمہ،، پاشا کا غیر معمولی لہجہ، سوہم کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے۔

اٹس اوکے ڈیڈ، وہ کیا، اس کا باپ بھی قبر میں سے اٹھ کر آتا جسے آپ کئی سال پہلے جہنم رسید کر چکے ہیں تب بھی میں اپنے مقاصد سے ایک انچ بھی پیچھے نا ہٹتا، ناؤ ریلیکس ڈیڈ، بے فکر رہیں وہ کم از کم اب میرے ہوتے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے، سب سے زیادہ فکر مجھے ایشان کی ہوتی ہے اس کی بیماری کی وجہ سے جو میرے ساتھ ہے اب مجھے کوئی فکر نہیں۔

اس کا اطمینان قابلِ دید تھا۔

پاشا نے سرد سی آہ بھری اور فون رکھ دیا۔

ایشان اور وہ جس ٹارگٹ کی تلاش میں تھے اسے ڈھونڈنے میں انھیں دقت پیش آ رہی تھی۔ اب بھی وہ ایک پرانی فلیٹس والی بلڈنگ میں داخل ہوئے تھے۔

رانی بائی اوراس کی شاگردیں رواحہ کو لے کر رستم ولا پہنچ چکیں تھیں۔ جس کے ایک خاص کمرے میں ابھی وہ ٹھہری تھی اور اسے تیار ہونا تھا۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی تھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔

پانچ دن ہو چکے تھے چھوٹی سی جان سولی پر لٹکی تھی۔ اگر اس کے بس میں ہوتا تو وقت کی سوئیوں کو وہیں روک دیتی۔ نا گزرتا نا اس کی جان پر پل پل عزاب آتا۔

پروردگار عالم سے، اس رحیم و کریم سے ہی اب مدد کی طلب گار تھی، اس کے بندوں نے تواب تک ظلم و بربریت کی ہر حد پار کرتے اسے سخت مایوس ہی کیا تھا۔

وہ پاک پروردگار کی رحمت سے مایوس ہرگز نہیں تھی جانتی تھی ناں کہ جب فرعون کسے بھی صورت میں کسی بھی دور میں جھوٹا خدا بنتا ہے تو کسی صورت میں ہر دور میں اس کے غرور کو تار تار کرنے موسیٰ بھی نازل کر دیا جاتا ہے۔ اس نے بھی کسی موسیٰ کی دعا مانگی تھی کہ وہ آ کر اسے فرعون کے فتنے سے نجات دلائے۔ اور دعا تہہ دل سے مانگی تھی۔ دعا میں آنسو بہا رہی تھی۔

جب تارا پھر اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ایک بہت بڑا پیکٹ تھا۔ اور چہرے پر طنزیہ اور معنی خیز مسکراہٹ آ کر اسے تیار کیا تھا۔ آج اس کی منہ دکھائی تھی۔ یعنی نیلامی کا دن۔ بنتِ

حوا کی اتنی بڑی تزلیل کے انسانیت بھی شرما جائے۔ اور یہ تو اسے کسی طور منظور نا تھا، چاہے کچھ بھی ہو جاتا۔

تارا نے اسے زبردستی وہ بے ہودہ سرخ لباس پہنا کر تیار کیا تھا۔

یہ لاہور کہ پوش علاقے میں بنا بہت بڑا بنگلہ رستم ولا تھا جیسے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ آج یہاں غیر معمولی بڑی بڑی گاڑیوں کا رش تھا۔۔ آخر کار مشہورِ زمانہ رہ چکی طوائف رانی بائی کے بڑے کوٹھے کی اس نوخیز لڑکی کی منہ دکھائی کی رسم تھی آج ،جس کے حسن کے چرچے تو حسن کے قدردانوں کی دنیا میں دور دور تک پھیل چکے تھے۔۔

وہ اتنی حسین تھی کہ جرم کی دنیا کے بے تاج بادشاہ رستم کی منظورِ نظر تھی،، جسے حاصل کرنا رستم کی ضد و جنون بن چکا تھا۔ وہ مخمل کی طرح نرم و ملائم وجود کی حامل پری پیکر وجود جسے پانے کو وہ کب سے مچل رہا تھا۔۔

مگر رانی بائی کے کوٹھے کا یہ بڑا سخت اصول تھا کہ لڑکی کے اٹھارہ سال کے ہونے پر بڑے پیمانے پر اس کی منہ دکھائی کی رسم ہوتی تھی۔۔ جس میں اسے پیش کیا جاتا اور قدردانوں میں جو سب سے بڑی بولی لگاتا وہ سب سے پہلے اس کی ہو جاتی۔۔

مگر آج تو بس خانہ پوری ہی ہونے جا رہی تھی،،، ایک زمانے کو پتا تھا کہ وہ مخملیں نازک گڑیا چھبیس سالہ ظالم و سفاک رستم دادا کی منظورِ نظر ہے تو کس کی مجال تھی اس پر نظر ڈالتا۔۔

محفل اپنے عروج پر تھی۔۔
رستم ولا کے بیس منٹ کے حال میں فنکشن تھا،، جہاں دوسری لڑکیاں اپنے رقص کا جادو جگا رہیں تھیں۔۔
اوپر کی منزل کے گیسٹ روم کے بڑے آئینے کے سامنے وہ حسن کی دیوی آج تیار ہو کر بیٹھی بڑی دیر سے خود کو دیکھ رہی تھی۔۔
اگر دنیا کی نگاہ سے دیکھتی تو اس سے بڑھ کر حسین کوئی ہو ہی نہیں سکتا مگر وہ خود کو اپنی روحانی آنکھ سے دیکھ رہی تھی۔۔

اپنی شکل کافی مکروہ اور غلیظ لگی، سرخ لہنگا جس کی چولی ہاف بلاؤز تھی۔ مگر اوپر جالی دار اپر تھا پیروں تک اور جالی دار سرخ دوپٹہ،، سرخ لپ اسٹک اور دو آتشہ حسن،،،
ایک خیال کے تحت اٹھی اور وہیں سجدے میں گر کر بولی،،

پروردگارِ عالم اگر اتنی عبادتوں میں سے کوئی ایک عبادت بھی پسند آئی ہو تو اسی کے صدقہ جو کرنے جا رہی ہوں اس میں مدد فرما دینا ہو۔۔

وہ چپکے سے اٹھی۔ کھڑکی میں گئی۔ کھڑکی پھلانگی۔۔جس ہستی سے مدد مانگی تھی وہ غیبی مدد بھی بھیج دیتا ہے سو پچھلے گیٹ میں گارڈ موجود ہی نا تھے۔۔وہ اندھیرے میں دھڑکتے دل کے ساتھ گیٹ پار کر گئی۔اتنی بھاگی تھی کہ جتنا بھاگا جا سکتا تھا۔ مگر کب تک رستم کے کتے جلد ہی اس تک پہنچ گئے تھے۔

چندہ واپس آؤ،،ایک کتا دھاڑا،،

مگر وہ بھاگتی رہی اور خوش قسمتی سے ایک اندھیرے میں ڈوبے علاقے میں پہنچی،،ایک اندھیرے میں ڈوبا اپارٹمنٹ تھا،،جس کی دیوار با آسانی پھاندی جا سکتی تھی چھپنے کے لئے۔

بنا سوچے وہ دیوار پھاند گئی،وہ اپارٹمنٹ خالی محسوس ہوا تو اندر چلی گئی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسے ایک ہفتہ ہو چکا تھا مینٹل ہوسپٹل آئے جو زہنی کرب و اذیت سے مِفرا گزر رہی تھی جو آس پاس کا ماحول تھا اسے اب ایسا لگنے لگا تھا کہ وہ سچ مچ پاگل ہے۔ یہ ایک غیر معروف سا مینٹل آزائلم تھا جس کا پہلے کبھی نام و نشان بھی نہیں سنا تھا۔ ایک ہفتے تک تو سکون تھا۔

مگر اس رات وہ مکمل ہوش میں تھی جب میڈیسن دی گئی اور روز کی طرح اس نے وہ میڈیسن اپنے منہ میں زبان کے نیچے چھپا دی۔ نرس کے ادھر ادھر ہونے کے بعد اس نے وہ کیپسول روز کی طرح کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔ اب وہ آنکھیں موندے لیٹی تھی اور ان کے حساب سے میڈیسن لے کر سو چکی تھی جب کچھ لوگوں کے قدموں کی چاپ بیڈ تک آتی محسوس ہوئی۔

بیڈ تک آ کر ان کے قدم رکے تھے۔ ہمم بتاؤ زرا کیسا مال ہے، کیسا تگڑا مال ڈھونڈا نا میں نے، اب جلدی سے منہ مانگی قیمت کی حامی بھرو تو کل رات یہ تمھارے بیڈروم تک پہنچا دی جائے گی، اب آخر اس کی بھابھی بھی تو یہی چاہتی ہے ناں، مفرا کی ڈاکٹر کی آواز نے اس کے کانوں میں جیسے پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔

ہاں،، بہت خوبصورت ہے، کل رات کیوں، آج رات کیوں نہیں، اور منہ مانگی رقم میں دل و جان سے دینے کو تیار ہوں، بھاری لپلپاتی مکروہ آواز گونجی۔

ارے نہیں آج تو میڈیسن دے چکے ہیں۔ ویسے بھی انتظامات تو کل کے ہیں سارے تو ایک دن صبر کر جاؤ۔ ڈاکٹر نے جھڑکا۔ یوں بھی وہ سب شیطان سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے اور اب باتیں کرتے کرتے واپس جا چکے تھے۔

مفرا کے سر پر آسمان ٹوٹا تھا۔ وہ بے حس بے غیرت لڑکی پتا نہیں کس جنم کا بدلا لے رہی تھی اس سے۔ اس نے جلدی سے دماغ چلایا۔ اب کسی بھی صورت اسے یہاں سے نکلنا تھا۔ اس کے پاس کل دن تک کا وقت تھا۔ اس نے دعا مانگتے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

جے کے کی اب تک کی ریسرچ میں جو مین نام سامنے آیا تھا وہ ڈاکٹر جاوید کا۔ اس کالے دھندے کی گوشت مارکیٹ کا سرغنہ وہی تھا۔

اور تو اور اسی ہوسپٹل کے بلکل سامنے اسی نام سے ایک مینٹل ہوسپٹل بھی تھا۔ جسے وہ بہانے سے سرچ کر آیا تھا۔ اس کا شک یقین میں بدلنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ اس مینٹل ہوسپٹل میں وومن آرگنز کی اسملنگ کا کالا کاروبار کیا جا رہا تھا۔ یا شاید اس بھی کچھ زیادہ۔

عجیب مچھلی بازار تھا۔ نا کوئی کہنے والا تھا نا کوئی سننے والا۔
وہ جان بوجھ کر کینٹین تک آیا تھا۔ جب آج پھر ہوسپٹل کے لیبر روم میں غیر معمولی ہلچل سی تھی۔ سب سے زیادہ ظلم تو خواتین پر ڈھایا جاتا تھا ادھر۔

خاص کر وہ خواتین جوان پڑھ اور دیہاتی ہوتی تھیں اور کسی گراں یا گوٹھ کی ہوتیں۔

جے کے چپکے سے اپنے آفس آیا تھا۔
اس نے آکر ائیر پوٹس کان میں لگا کر مائیکروفون آن کیا تھا۔

جو باتیں کی جا رہیں تھیں۔۔ اور جو اسے سمجھ آ رہا تھا۔ یہ لوگ انسانیت کے کس نچلے درجے تک جا پہنچے تھے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ حیوانیت کے کونسے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔

ان کے مطابق۔۔

آج خواتین کے بلکہ کم سن لڑکیوں کے دو کیسز ایسے آئے تھے جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ایک ففتھ منتھ پریگننٹ تھی تو ایک سکس۔ کسی وجہ سے دونوں کے ہی بچے پیٹ میں مر چکے تھے اور اب وہ اس مچھلی بازار میں اپنا علاج کروانے تھیں۔
جے کے صدمے سے گنگ تو تب ہوا جب انھیں اور ان کے لواحقین کو بھی خود ساختہ گھمبیر پیچیدگیوں کا بول کر خوفزدہ کر کے سی سیکشن کے لئے رضامند کر لیا گیا۔

جے کے کا دل کیا پورے ہوسپیٹل کو آگ لگا دے، اس زمانے میں بھی ایسے جاہل لوگ تھے کہ انھیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ میڈیکل اتنی ترقی کر چکی ہے کہ محض تین وقت کی ایک ٹیبلٹ سے ایسا مردہ حمل با آسانی آبورڈ ہوا جا سکتا تھا وہ بھی ماں کو نقصان پہنچائے بغیر۔ اگر یہ کام کوئی مستند ڈاکٹر کرتی۔ تو وہ با آسانی ایسے کیسز ہینڈل کر سکتی تھی۔۔ تو یہ سی سیکشن کروا کر کیوں اپنی بچیوں کو ذبح کروانے والے تھے کہ وہ پھر آگے کی زندگی میں بھی بار بار اس دردناک مرحلے سے گزرتیں۔ کچھ سوچ کر وہ اٹھا تھا۔

سونیا کو اشارہ کیا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ہوسپٹل کا تمام کنٹرول اب اس جلاد جے کے ہاتھ میں تھا۔ تبھی اس نے آپریشن تھیٹر میں آکسیجن گیس لیک کروا کر وہاں شارٹ سرکٹ کروایا تھا۔ اچانک ہی آگ بھڑکی تھی اور چاروں اور پھیل گئی، جے کے اب اطمینان سے کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ لوگ اپنی بچیوں کو لیے وہاں سے جا چکے تھے اب اسے باقی کا کام رات کو سر انجام دینا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے گھپ اندھیرے میں رات کے تین بجے وہ لمبا چوڑا پر اسرار سا شخص خون میں سنے ہاتھ اور کپڑے لیے اپنے چھوٹے سے بنے ڈیپارٹمنٹ میں ہمیشہ کی طرح پچھلے دروازے سے داخل ہوا۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد، سرخ و سفید رنگت، بھورے بال، اور کائی جمی سبز پر اسرار آنکھیں۔ جن میں نفرت غصے، انتہا پسندی، شدت پسندی کا ایک جہان آباد تھا۔ جیسے وہ اپنی راہ میں آنے والی ہر چیز اور زی روح کو کاٹ کر پھینکنے والا ہو۔ چہرہ رومال سے ڈھانپ رکھا تھا۔ بائیں ہاتھ میں وہ آلہ اسکیلپل تھا، جسے وہ اپنے انگھوٹے اور دو انگلیوں کے درمیان مہارت سے گھماتا آ رہا تھا۔۔

اس کا فون وائبریٹ ہوا،، جبران کالنگ لکھا آ رہا تھا،، یس کر کے کان کو لگایا،، تو دوسری طرف سے آنے والی اطلاع نے اس کی سبز آنکھوں میں شعلے بھڑکا دئے تھے۔۔

سوہم خان، تمھارا ایک اور شکار دام میں پھنس چکا ہے،، فوراً واپس آؤ،،،

اوکے،،،، پر اسراریت میں ڈوبی آواز کے سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں،، فون رکھ کر پاکٹ میں ڈالا۔ اور سکیلپل کو انگلیوں میں بہت تیزی سے گھمایا۔ یہ اس کے اشتعال کے طوفان کو اندر دبانے کی خاص علامت

وہ جبران کا فون سن کر اندھیرے میں اندر آیا تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح پہلے ایک مخصوص روم میں گیا اور فریش ہو کر اپنے کپڑے چینج کیے،، پھر اپنے روم میں آیا، ملگجا اندھیرا تھا۔ مگر اس سے پہلے ہی چند آدمی اس کے روم میں گھستے چلے آئے۔

وہ سنجیدگی سے ان کی جانب مڑا۔۔

اے ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں،،، مگر گولی کھا کر بھیجا نہیں کھلوانا تو بتاؤ یہاں ایک لڑکی کو تو نہیں دیکھا یا اسے چھپایا تو نہیں۔۔

نو، ایک لفظی جواب تھا اب تو ان غنڈوں کو بھی سامنے والے کی پر اسرار کائی نما آنکھوں میں دیکھ وحشت ہوئی تھی سو الٹے پیروں واپس بھاگے۔۔

اس نے لائٹ جلائی، رومال نکال کر اپنے چہرے پر باندھا تھا اور چل کر اپنی ڈریسنگ تک آیا، جھٹکے سے ڈریسنگ کھولی۔۔
ہیے باہر آؤ،،، کون ہو تم،،، اور جرات بھی کیسے کی میرے اپارٹمنٹ میں گھسنے کی،،، وہ دھاڑا تو ایک ڈری سہمی سرخ گٹھڑی الماری سے برآمد ہوئی۔ جس نے اپنا چہرہ سرخ آنچل سے ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوا تھا۔۔ کچھ جواب سننے کو ملتا اس سے پہلے ہی،،،

او تو اسے یہاں چھپایا ہے،، چپ چاپ ہمارے حوالے کر دو اسے نہیں تو مفت میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے،،، پیچھے سے اسے غنڈوں کے چلانے کی آواز آئی تو وہ اطمینان سے مڑا۔

اب جب روشنی میں غنڈوں نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تو ان کے دانتوں تک پسینے چھوٹے تھے۔۔

رومال بندھے،، سبز آنکھوں والے بے رحم اور سفاک
Executioner
کو کون نہیں جانتا تھا،، جو جیتا جاگتا موت کا فرشتہ تھا۔۔ وہ گھگیا گئے۔۔ دیکھو سوہم خان،،، یہ رستم دادا کی منظورِ نظر ہے، اسے نا لے کر گئے تو وہ ہمیں مار کر کتوں کے آگے ڈال دے گا، ہمیں اسے لے کر جانا ہے،،

لے جاؤ، وہ لاپروائی سے بولا، مگر رستم کے نام پر سبز آنکھوں کی کائی میں جیسے چمک سی آئی تھی، پیچھے کھڑی اس لڑکی نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے رستم کے اس وفادار بھیڑیے کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا،

وہ اس جلاد کے پہلو سے آگے جانا چاہتا تھا،، جب اس کا بایاں ہاتھ فضا میں لہرایا اور اسکیلپل سے اس غنڈے کی آدھی گردن کٹ کر پیچھے کمر کے ساتھ لٹک گئی۔
خون کا ایک فوارہ پھوٹا تھا جس سے کمرے کا فرش سرخ رنگ میں رنگا تھا۔۔

یہ تم نے اچھا نہیں کیا سوہم خان، وہ چلاتے اس کی جانب لپکے،

مگر افسوس کٹے اعضا لیے جلد ہی فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے۔۔

مگر ان میں سے ایک کو اس نے زندہ چھوڑ دیا تھا۔۔

خون کی ندی بہہ گئی تھی۔۔ وہ زرا سا جھکا۔۔

تم،،، رستم دادا سے کہنا تمھاری منظورِ نظر جلاد کے پاس ہے،، مرد کے بچے ہو تو خود آنا اور اسے لے کر جانا،،،

وہ کہتا پیچھے مڑا تو سرخ وجود والی اتنا دل دہلا دینے والا خون خرابہ دیکھ کب کی بے ہوش ہو کر زمین بوس ہو چکی تھی۔۔

اس کے ماتھے پر بے شمار بل آئے تھے۔ وہ اوندھے منہ دوسری جانب رخ کیے زمین پر ڈھیر تھی۔۔

پاکٹ سے فون نکال کر کسی کو فون کیا،، کچھ دیر بعد ہی مُنی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔

اندر کا نظارہ دیکھ اس نے اپنا دل تھاما تھا۔۔

اسے اٹھاؤ،،، ہمیں نکلنا ہے ابھی یہاں سے،،،، اس نے منی کی توجہ اپنے پیچھے دلائی،،،، اور کہتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

ایشان کی بہت زیادہ طبیعت خراب ہو چکی تھی اسے اسے بھی سنبھالنا تھا۔

رات کے اندھیروں میں انھوںنے نے لاہور سے کراچی تک کا سفر اپنے ہیلی میں طے کر لیا تھا۔

ماہ بیر اپنے آفس میں بیٹھا تھا، وکالت کی دنیا کا بے تاج بادشاہ اور دن میں عدالتوں میں ایک مسیحا مگر راتوں کا ایک

Executioner,,,,

وہ بہت ضروری فائل اپنے سامنے کھولے بیٹھا تھا۔ جب فون رنگ ہوا۔۔ آج وہ کافی لیٹ ہو چکا تھا۔ اپنے کام میں اتنا مصروف تھا کے وقت گزرنے کا احساس نا ہوا۔

نمبر دیکھ کر فون رسیو کرنا ضروری سمجھا کیونکہ اس کے اس خاص وفادار آدمی کا فون تھا جو کوئی بہت ہی خاص انفارمیشن دینے کو فون کرتا تھا۔

یس، وسیع،، بتاؤ کیا بات ہے،، اس نے سرسری لہجے میں پوچھا۔ مگر اگلی بات سن کر اس کے ماتھے پر لکیروں کا جال سا بچھا تھا۔ چہرے نے غم و غصہ کی انتہا سے لہو چھلکایا تھا۔

سر میم حویلی سے باہر نکلی ہیں، چھوٹا سا سفری بیگ ہاتھ میں ہے۔ اماں جی کو شاید بتا کر نکلیں ہیں، کیونکہ وہ گیٹ تک انھیں چھوڑنے آئیں تھیں اور بہت بری طرح رو رہی تھیں۔ اور میم کیب میں بیٹھ کر نکلی ہیں۔ میں ان کا پیچھا کر رہا ہوں، اگلا حکم، سمیع نے اطمینان سے ساری تفصیلات بتائیں۔

ہمم، ،چیک کرو کدھر تک جاتی ہے، دراصل بات یہ کہ میم نے میرے ہاتھوں اپنی ٹانگیں تڑوانی ہیں۔ ماہ بیر نے دانت پیسے۔ جب ادھر پہنچے تو اندر جانے سے پہلے شیلا سے کہنا اسے اٹھا لے۔ تم لوگوں میں سے کسی نے ہاتھ لگایا تو جڑ سے اکھاڑ دوں گا ہاتھ، لے جا کر میرے اپارٹمنٹ کے بلیک روم میں پھینک دو، پھر میں خود ہی دیکھ لوں گا۔

ماہ بیر نے چٹختے اعصاب سمیت سرد و سپاٹ لہجے میں کہا۔

او کے سر، سمیع، فون رکھ چکا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ کر وہاں سے نکلا تھا۔۔

ایک ہفتہ ہو چلا تھا مگر روشے بے بی ایش کو نہیں بھولی تھی۔ اور اب وہ پچھتا رہی تھی۔ اسے پہلے ہی آروشے کی پہلے ضد پر اس اجنبی کو نہیں بلانا چاہیئے تھا، ان پانچ چھ دنوں میں آروشے نے اسے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔ اس کی حالت دن بہ دن بگڑتی ہی چلی جا رہی تھی۔

علیزے خود بھی تو ایک مرتبہ ہوسپٹل رہ کر آ چکی تھی۔ وہ خود کتنی بیمار تھی۔ پر اسے آروشے کی زیادتی فکر تھی۔ اب تو دل نے امید بھی ختم کر دی تھی۔ مایوس ہو چکی تھی کہ وہ آئے گا۔ شاید اس ء آروشے کا خیال آ جائے مگر،،

ادھر ایشان نے یہ چند دن بہت مشکل اور تکلیف میں گزارے تھے ان دنوں ایک پل بھی ایک چہرہ اس کے تصور اور خیالوں سے اوجھل نہیں ہو پایا تھا۔ اور جس کنڈیشن سے وہ گزر رہا تھا کو د بھی بیمار ہو چکا تھا۔ سوہم نے بڑی مشکل سے سنبھالا تھا اسے۔ اب اسے ایک دو دن اسی فیز میں اپنے روم میں گزارنے ہوں گے۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode7..

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سوہم منی اور ایشان رات کے تقریباً تین سے چار بجے کے درمیان کراچی پہنچے تھے۔ سوہم نے ماہ بیر کو بلا کر ایشان کو اس کے ساتھ وائٹ پیلس بھیج دیا تھا۔ اور خود سی ویو پر ایک الگ تھلگ بنے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔

پراسرار عمارت میں چہار سو خاموشی تھی۔۔ منی نے لا کر اسے صوفے پر لٹایا تھا۔۔ اور جالی دار سرخ دوپٹہ اس بے ہوش وجود کے چہرے سے ہٹایا تو دنگ رہ گئی۔۔ وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

جب سوہم خان فون پر جے کے سے بات کرتا اندر داخل ہوا تھا۔۔ ایک نظر ہی دیکھا تھا اس صوفے پر موجود وجود پر۔۔ سبز کانچ آنکھیں سرد اور بے تاثر رہیں۔ فورا نظر پھیر لی۔۔

وہ مُنی اور اس کی جانب سے پیٹھ کر کے کھڑا تھا فون رکھ کر سرسراتے لہجے میں بولا۔ منیب اسے نلیک روم میں لے جاؤ،

کیا،،؟ مُنی کے سر پر بم پھوٹا تھا، ارے پاگل ہو گئے ہو سوہم خان،، اسے دیکھو، اسے تو پھول سے بھی چوٹ پہنچ جائے، اتنی نازک جان، یہ، یہ بلیک روم میں رکھنے کے قابل ہے۔ مُنی شاکڈ سی صدمے سے بے حال پوچھنے لگی۔

منیب جیسے کہا ہے ویسے کرو،،،،وہ یونہی اطمینان سے مگر سرد لہجے میں بولا۔

ارے دیکھو تو سہی ایک مرتبہ، یہ تو بلکل ماش میلو کی طرح نرم ہے، میں تو نہیں لے کر جاؤں گی اسے بلیک روم، یعنی حد ہو گئی جنگلی پن کی بھی، ایک منی ہی تھی جو پیٹھ کیے کھڑے شخص سے اس انداز میں بات کرنے کی جرات کر سکتی تھی۔۔

تمھیں پتا ہے تمھاری اس ماش میلو کی وجہ سے کتنا خون خرابہ ہوا ہے۔۔ کتنوں کی جان گئی ہے، دو تین خاندان اجڑ کر صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں، اب وہ سب اسے اپنی جان پر بھگتنا ہے، سو جیسا کہا ہے ویسے کرو، وہ پھنکارتا سرد لہجے میں بولا۔
ابھی تو بلیک روم ہی بھیج رہا ہوں اگر ایک مرتبہ اور تم نے چوں چرا کی تو ونڈرلینڈ پھینک آؤں گا۔۔۔سنا۔۔۔منیب لے کر جاؤ اسے،
وہ دھاڑا۔

مگر، منی اب بھی الجھن میں ہی تھی کہ کیا کرے کیا نا کرے اس جلاد نے تو اسے بھی شش و پنج میں مبتلا کر دیا تھا۔

منیب مجھے الجھن ہو رہی ہے اس کے وجود سے، لے کر جاؤ اسے، تھکا ہوا ہوں، آرام کروں گا۔ اس کے سرد سر سراتے لہجے میں واضح وارننگ تھی۔

منی چپ چاپ اٹھی اور اسے اس سرد سے کمرے میں سنگل بیڈ پر لٹا کر واپس آ گئی۔ سلائڈنگ ڈور آٹو لاک ہوا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مفرا سارا دن اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتی رہی تھی۔ پھر آخر ایک آئیڈیا دماغ میں آ ہی گیا۔ وہ بہانے سے واش روم گئی تھی۔ اور پھر اندر اس نے دیوار کے کونے میں سر مار کر اپنا سر بری طرح زخمی کیا تھا۔ خون کی لکیریں چہرے پر گری تو اس نے اندر کا شیشہ بھی توڑ دیا۔ شور سن کر نرسز واش روم کی جانب بھاگی تھیں۔

تبھی اس نے دروازہ کھول کر انھیں یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ واش روم میں پھسل گئی تھی۔۔

اسی لئے اسے بلکل سامنے بنے ہاسپٹل میں مرحم پٹی کی وجہ سے پہنچایا گیا تھا۔ وہ سرا دن ہوسپیٹل میں رہی۔ زخم گہرا تھا۔ اسی لئے اس کی جان چھوٹ گئی تھی۔ مگر اب اسے جلد از جلد کچھ اور سوچنا تھا۔ وہ رات کا انتظار کرنے لگی۔ اللہ اللہ کر کے رات ہوئی۔

رات کے تین بجے پورا ہوسپٹل اندھیرے میں ڈوب چکا تھا۔۔ اور اسے اسی بات کا انتظار تھا۔۔ مِفرا آہستگی سے دبے پاؤں بیڈ سے اٹھی۔ اسے مینٹل آزائلم میں موقع نہیں ملتا مگر یہاں وہ کامیابی سے پہنچ چکی تھی۔ اسی لیئے یہ موقع گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔

وہ بہت چھپ کر کوریڈور سے گزرتی سیڑھیوں کی جانب آئی تھی۔

بڑی خاموشی سے چلتی وہ اب سکون سے اپنی موت کی جانب جا رہی تھی ایسی زندگی سے موت کئی گناہ آسان اور اچھی تھی۔ کیونکہ اس کے پاس کوئی جائے فرار کا راستہ نہیں تھا۔ سو یہی اور ایسا ہی سہی۔

وہ سیڑھیاں چڑھ کر ہوسپٹل کی کشادہ چھت پر آ چکی تھی۔ اور اب مردہ قدموں سے ریلنگ تک گئی تھی۔ نیچے دیکھا تو اندھیرے میں نظروں کے سامنے دنیا گھوم گئی۔ کلیجہ منہ کو آیا۔ سیونتھ فلور سے نیچے کا منظر نہایت بھیانک تھا۔ نازک وجود پسینے سے بھیگ گیا۔ وہ ریلنگ کے اوپر چڑھنے لگی۔

کدھر محترمہ، Swan صاحبہ، پر نہیں ہیں آپ کے جو اڑنے کا پروگرام بنایا ہے، ہڈی پسلی کا کچومر نکل جانا۔ملگجے اندھیرے میں بھاری آواز آس پاس گونجی تو دل اچھل کر حلق میں آیا۔

اچھل کر پیچھے مڑی۔

سامنے ہی ایک لمبا چوڑا شخص پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اطمینان سے کھڑا اسے دیکھ بلکہ غصے سے گھور رہا تھا۔ منہ پر رومال باندھا تھا جس پر بڑا سا واضح طور پر جے کے لکھا ہوا تھا۔

جبران سامنے اس گداز سے وجود کو گھورے گیا۔ کیا کرنے آیا تھا اور اس لڑکی کے سئیوسائیٹ کمٹ کرنے پر اس کا اپنے کام سے دھیان ہٹ گیا تھا۔ وہ اس کی جانب بڑھنے لگا جب،

دور رہو، نہیں تو کود جاؤں گی میں، وہ پھنکاری۔

شیور، اطمینان قابلِ دید تھا۔ مگر مرنا ہی ہے تو میرے کام آ جاؤ، ایکچوئلی میں یہاں ڈاکٹر ہوں، اور ومن آرگنز کی اسمگلنگ کرتا ہوں تو اپنے سارے آرگنز مجھے دے دو، میرا بھلا ہو جائے گا، اور تمھارا کام بھی، وہ سکون سے اپنے فولڈ کف لنک میں سے اسکیلپل نکالتا بولا۔

جسے دیکھ مِفرا کی آنکھیں باہر ابلنے کو تھیں، یو باسٹرڈ دور رہو مجھ سے، وہ چلائی۔ اور ریلنگ کا ایک مزید سٹیپ چڑھ گئی۔

جبران کے ماتھے پر بل آئے۔ یہ سونتھ فلور ہے محترمہ، نیچے کود کر ویسے بھی نازک جان کا قیمہ بننے والا ہے، تو اپنے سب آرگنز مجھے دے دیں۔ اسے باتوں میں الجھا کر وہ ایک ہاتھ اپنے پیچھے لے کر گیا تھا

۔۔

وہ ایک اسٹیپ اور اوپر گئی۔

تبھی جبران نے بجلی کی تیزی سے اپنی بیلٹ نکال کر اسے کی جانب گھمائی۔ جو اس کی کمر سے لپٹی تھی۔ جبران نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ وہ اچانک آ کر جبران پر گری تھی۔۔

یو، شیطان چیپ انسان چھوڑو مجھے، مرنے دو، زلیل، نہیں زندہ رہنا چاہتی میں، چھوڑو مجھے، مِفرا نے اسے کے سینے پر مکے برسائے، جبران اسے غور سے دیکھے گیا۔ تبھی حسبِ معمول executioner نے پاکٹ سے سرنج نکال کر اس کی گردن میں انجیکٹ کی تھی۔

آیہیییھھھ،،، وہ سسکی اور بہت جلد بے ہوش ہو کر اس کے کشادہ سینے پر گری۔ جبران نے گہرا سانس لیا۔ اور اسے ایک سائیڈ کر کے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ رومال اتار کر پاکٹ میں رکھا۔ اور پاکٹ سے سگریٹ نکالی اور سلگا کر لبوں میں دبائی۔ ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا۔
اور جھنجھلایا۔ اففففف اب یہ محترمہ کہاں سے آ گئی۔ آں ہاں، ایک منٹ، تو یہ بات ہے، جلاد کا دماغ تیزی سے چلا، اسے نے سی سی ٹی وی کیمرے سے دیکھا تھا، اس کالے سوٹ والی لڑکی کو مینٹل آزائلم سے ہو سپیٹل لاتے، یقیناً اس کے ساتھ وہاں کچھ غلط ہونے والا تھا۔ تبھی وہ پہلے اسپتال پہنچی پھر خودکشی کرنے یہاں۔ یعنی یہ لڑکی اس کے بہت کام کی تھی۔

اس نے آدھی سگریٹ زمین پر گرا کر اپنے بوٹ سے مسلی تھی۔ تبھی وہ اس نازک وجود کی جانب بڑھا تھا۔ سونیا بھی نہیں تھی سو اسے یہ کام خود کرنا تھا۔ تبھی وہ جھجھکتے اس کی جانب بڑھا اور اسے بازوؤں میں اٹھالیا۔ روئی کے گالوں کی طرح نرم و نازک گداز وجود،
جبران نے ایک نگاہِ غلط گھنیری پلکوں والے چہرے پر ڈالی اور فوراً نظر چرائی۔۔

وہ اسے لئے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

صبح کے وقت وائٹ پیلس کے لان میں چڑیوں کی چہکار گونج رہی تھی جب سوہم خان وائٹ پیلس میں قدم رکھا۔
وہ نیم جان سا وائٹ پیلس میں اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ آنکھیں موندے وہ سر میں اٹھتا درد برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب اپنے دروازے پر ہلکی سی آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے زرا کی زرا آنکھیں کھول کر دیکھا تو سوہم اندر داخل ہوا تھا۔

سوہم آکر اس کے قریب بیڈ پر بیٹھا تھا۔ ایشان کا ہاتھ ہاتھوں میں تھام کر سہلایا تھا۔ کیسی طبعیت ہے اب ایش، جب تمھیں پتہ ہے کہ تمھاری طبعیت اتنی خراب ہو جاتی ہے تو کیوں کرتے ہو اپنے ساتھ

ایسا، سوہم نے سنجیدگی سے کہا اور مُنی جو دودھ کا گلاس لے کر آئی تھی وہ تھام کر ایش کی جانب بڑھایا۔ جسے دیکھ اس نے بہت برا سا منہ بنایا۔

بھائی پلیز،، اس نے کڑوا منہ بنایا۔

نوایش، تم اچھی طرح جانتے ہو تم نے شرافت کا مظاہرہ نا کیا تو میں یہ تمھارا منہ کھول کر تمھارے حلق میں ایک ہی مرتبہ انڈیل دوں گا، سوہم نے سکون سے کہا۔ اب ایشان زرا سا تکیے پر نیم دراز ہوا تھا۔ اور بمشکل دودھ کا گلاس ایک ہی سانس میں پی کر اس نے اپنی اس میڈیسن ملے سفید ملغوبہ اور پاس بیٹھے گرین مونسٹر سے ایک ہی مرتبہ جان چھڑائی تھی۔

وہ دوبارہ تکیے پر نڈھال سا گرا تھا۔ سوہم اسے دیکھے گیا، بلکہ گھورے گیا۔

واٹ،، اب کیا ہے بھائی،، ایش جھنجھلایا، اب میں نے کیا کیا؟

EshaanKabeerIbrahimNowyou'lltellmewhat'sgoingonin yourmind.Whatistheproblemafterall.I'dliketohearyoutell methetruth.It'snotthegirl'scase.

سوہم کے ایک ایک لفظ سے ایش کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں۔

یہ کیا کہہ رہیں ہیں آپ بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی، اس نے نگاہیں چرائیں تھیں۔ ایش کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر سچ سوہم خان کے بلکل سامنے تھا اب کسی بات کے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

ایشان مجھے اس لڑکی کا نام بتاؤ، سوہم نے سنجیدگی سے پوچھا۔ ہوا کیا ہے؟ بتاؤ گے کہ میں اپنے طریقے سے پتا کرواؤں، ڈیم اٹ،، اب سوہم نے اٹھ کر کھڑے ہو کر پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے تھے۔

پھر ایشان شرافت کا مظاہرہ کرتے سب بتاتا چلا گیا تھا، سوہم خان غور سے سنتا گیا۔ کیسے وہ اس سے ملا، اس کی مینٹلی کنڈیشن، اس کے ساتھ ان دیکھا انجانا سا دل میں محسوس ہوتا تعلق، اس کی معصومیت، سب کچھ، وہ سب کچھ بتا چکا تو سوہم نے ایک آبرو اچکا کر اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو تو اب؟

مجھے وہ چاہیے بھائی، ایشان بھی سکون سے بولا، آخر کافی دنوں بعد اس کی یہ حالت روشے بے بی کی وجہ سے تو ہوئی تھی۔ نہیں تو وہ تو بلکل ٹھیک تھا۔

اور اس کی مینٹلی کنڈیشن، کیا تم،،،

میں ہر حد پار کر جاؤں گا بھائی، اس کی ہسٹری جغرافی نکال کر لاؤں گا، اس کا علاج کروں گا، پھر ہی اسے اپنی زندگی میں شامل کروں گا۔ وہ جو اتنے دنوں سے کانٹوں پر گھسیٹ لیا گیا تھا، اب بڑے سکون سے فیصلے سنا رہا تھا۔ کہ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ہمم، اوکے فائن، جو مرضی ہے کرو، مگر اب تمھاری حالت بگڑی تو وہ روشے بے بی کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ سمجھے، سوہم خان کا لہجہ ہمیشہ کی طرح سرد و سپاٹ تھا۔ اور یاد رکھنا ایش میری پل پل تم پر نظر ہے، یہ مت سمجھنا کہ میں نے تمھیں کھلی چھوٹ دے دی۔ اور باقی کی ہمارے کام کی صورتحال سے تو تم آگاہ ہو ہی چکے ہو تو اگر اس لڑکی کی وجہ سے تمھیں کچھ ہوا تو میں آگ لگا دوں گا پورے کراچی کو۔ سمجھے۔
وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتا اس کے روم سے جا چکا تھا۔

ایشان نے تکیے پر سر گرایا، اونہھ گرین مونسٹر، کبھی ان کے پتھر دل پر دن دیہاڑے نقب لگ جائے تو ایش کو مزہ آئے،، اففف اسے جھرجھری آئی۔ تکیے میں منہ دیا تو چھن سے روشے بے بی کا ہیولہ تصور میں کہیں آنکھ کے پردے پر لہرایا۔ ۔ تو وہ بے اختیار مسکرایا۔

فجر نے بوجھل ہوتی آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک خالی کمرے میں پایا۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نا آیا وہ کہاں اور کیوں ہے پھر آہستہ آہستہ دماغ پوری طرح بیدار ہوتا چلا گیا۔

بی جان ہوسپیٹل سے آئیں تھیں۔ تو اس نے انھیں سب بتا دیا تھا۔ کیونکہ اب مزید برداشت کرنے کی ہمت کم از کم اس میں تو نہیں تھی۔ بی جان بھی بہت روئیں تھیں اور یہ انھیں کا فیصلہ تھا۔ جو بلکل اچانک انھوں نے کیا تھا کہ انھوں نے فجر کو وہاں سے دور اپنی دوست کے گھر بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا۔

تب فجر نے اپنا ضروری سامان ایک بیگ میں رکھا اور رات کا انتظار کرنے لگی کہ سن میں تو ماہ بیر کے گارڈز اسے با آسانی دیکھ لیتے۔ وہ رات کو حویلی کے پچھلے دروازے سے کیب میں بیٹھ کر نکلی تھی۔

بی جان کی دوست کے باہر پہنچی۔ ابھی وہ ڈور بیل بجاتی جب اس کے منہ پر سختی سے ایک رومال رکھا گیا تھا۔ جلد ہی وہ بے ہوش ہوئی تھی اور اب اس خالی سے کمرے میں جب آنکھ کھلی تو وہ بے تحاشا خوفزدہ ہوئی تھی۔ شدید صدمے اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اسے اس کمرے میں کوئی دروازہ نہیں نظر آ رہا تھا۔ اور وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اسے کتنا وقت ہو چکا تھا یہاں آئے۔ کس نے کڈنیپ کیا تھا اسے اور کس مقصد سے، سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہوئے تھے اس کے۔

اس نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری اور اٹھ کر دیواریں ٹٹولیں۔۔ اس کے ہاتھ لگانے سے جیسے ایک دیوار بڑی پینٹنگ کے پیچھے سے ایک سائیڈ سرکتی چلی گئی۔ یہ جانے بغیر کے یہ دروازہ جان بوجھ کر حکم کے مطابق کھلا چھوڑا گیا ہے۔ وہ تیزی سے باہر نکلی تھی۔ اور نکلتے ہی کسی کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔

نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی وہ دشمنِ جاں پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ یلو کرتی اور وائٹ پٹیالہ شلوار میں وہ یلو دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا اور بلیک چادر میں وہ چاندی کی طرح دمک رہی تھی۔

ماہ،، بیر،، وہ مجھے کک، کسی، نے کڈ نیپ،، وہ متوحش سی اسے بتانے لگی تھی۔ جب ماہ بیر نے اسے بازو سے دبوچ ایک لیڈی گارڈ کے اوپر پھینکا تھا۔

ایک تل بھر کی نازک سی لڑکی تم لوگوں سے نہیں سنبھالی جاتی تو ڈوب مرو، اور چھوڑ دو جاب یہ، وہ غصے سے پھنکارا۔ فجر کا صدمے کے مارے برا حال تھا۔ ایک اور نیا تازہ زخم، ایک اور نیا ستم، فجر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

لے جاؤ اسے یہاں سے کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو، ماہ بیر غرایا تو لیڈی گارڈ اس کی جانب بڑھی۔ مگر اس نے بدک کر یوں اسے گھورا کہ ایک مرتبہ تو وہ بھی گڑبڑا گئی تھی۔

خبردار کوشش بھی مت کرنا مجھے ہاتھ لگانے کی۔ فجر نے لیڈی گارڈ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ماہ بیر نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ آپ، آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے کڈنیپ کرنے کی۔ تو آج فجر میڈم نے بھی زبان کھولنے کی جرأت کر ہی لی۔ ماہ بیر نے غور سے اسے دیکھا۔

تم بھول گئی فجر ماہ بیر راسم کے اچھی لڑکیاں راتوں کے اندھیروں میں گھر کی دہلیز سے باہر قدم نہیں نکالا کرتیں، تمھیں وہی یاد کراوایا تھا۔ مگر مجھ سے غلطی ہوئی، شاید میں یہ بھول گیا کہ تم تو نایاب کی بیٹی ہوناں تو اچھی کیسے ہو سکتی ہو۔

Urdu Novels Ghar

ماہ بیر نے اسے تکلیف پہنچانے کو بڑا کاری وار کیا تھا تبھی شدتِ غم و غصہ سے فجر کے چہرے نے لہو چھلکایا تھا۔ جسے وہ گہری نگاہ سے آبزرو کر رہا تھا۔
اس دن مرنے نہیں دیا آپ نے، آج جانے نہیں دیا، اگر اتنی ہی بری ہوں تو جانے دیں مجھے، آپ اپنے جیسی لے آئیے گا اچھی، فجر کے لہجے میں نفرت و حقارت تھی۔ کہ آج تو اس نفرت نے ماہ میر کو بھی ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

مجھ سے ضد ہے تو پھر، اس ضد کو نبھانے کے لیئے 😠
میں جو مر جاؤں تو پھر،،،،،،، آپ بھی مر جائیے گا 😡

مگر یہ ماہ بیر راسم حفیظ کہ ظالم و سفاک نفرت تھی جس نے جھکنا نہیں سیکھا تھا۔ ہارنا نہیں سیکھا تھا۔ تبھی،

تمھیں رکھنے کے لیئے کون مرا جا رہا ہے فجر میڈم، میں تو اس لیئے لے کر آیا کہ اگر جا ہی رہی تو کشتیاں جلا کر جاؤ کہ پھر واپسی کا سوال ہی پیدا نا ہو۔ اور مجھے بھی تسلی ہو کہ میں نے اس بوجھ نما رشتے سے جان چھڑا لی۔ آزاد ہو گیا اس بیکار کے رشتے سے،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا،

بول رہا تھا، جس کانچ سے اسے لہولہان کر رہا تھا خود کے بھی تو دل جان لہولہان ہو رہے تھے۔ مگر اسے مطلق پرواہ نہیں تھی۔ جلاد تھا ناں، جانتا تھا کب کہاں اور کیسے وار کرنا ہے۔

فجر نے جو خود پر کڑے پہرے بٹھائے ہوئے تھے۔ دل و جاں میں ابال سے اٹھے تھے۔ حلق کے پھندا سا اٹکا تھا۔ حالت تو اس وقت ایسی تھی کہ دھاڑیں مار مار کر روتی مگر اب اس بے حس کے سامنے وہ اپنے ایک بھی آنسو کو بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔

تبھی بہانے سے مڑی اور اندر جا کر اپنا بیگ اٹھا کر لائی تھی۔ اتنی دیر کافی تھی۔ خود پر قابو پانے کے لیئے، وہ بیگ لیئے اسے اگنور کرتی باہر کی جانب جانے لگی جب گارڈز پر اس کی راہ میں حائل ہوئے تھے۔ وہ غصے سے بھری اس کی جانب مڑی تھی جس کے اطمینان میں رتی بھر فرق نہیں پڑا تھا۔

حویلی جا رہی ہوں ، بڑی شدت سے انتظار رہے گا آزادی کے پروانے کا ، فکر مت کریں آپ کو اس بوجھ نما رشتے سے آزاد کروائے بغیر کہیں نہیں جاؤں گی ، اب اپنے کتوں سے کہیے کہ ہٹ جائیں میرے راستے سے ، ورنہ میں پولیس بلا لوں گی ۔ بھوکی شیرنی بنی غراتی آج سہی معنوں میں فجر ماہ بیر نے جلاد کے پیروں نیچے سے زمین کھینچی تھی ۔

اس کے ہاتھ کے اشارہ کرنے سے گارڈز راستے سے ہٹ چکے تھے ۔ دن کا وقت تھا مگر پھر بھی اس نے وصی کو کال ملائی ۔ جو کہ ہمیشہ کی طرح فورا اٹینڈ کی گئی ۔ ہمم وصی میڈم کا پیچھا کرو ، حویلی تک بحفاظت چھوڑ کر آنا ۔ اس نے فون رکھا اور ایک سرد سی آہ بھری ۔ اس چھوٹی سی لڑکی کی نفرت نے سینے میں سانس الجھا دی تھی ۔ اب تک تو اس کی محبت کو روند کر سکون حاصل کیا تھا ۔
مگر اب نفرت سے نفرت ٹکرانے والی تھی ۔
جانے کیا قیامت آنے والی تھی ۔

شام کا وقت تھا ۔ اس کی طبیعت کافی حد تک سنبھل چکی تھی ۔ تبھی اٹھ کر فریش ہوا تھا ۔ تیار ہو کر اپنا والٹ ، کیز اور موبائل اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلا ۔ سامنے ہی صوفے پر پاشا اور ریحاب تھے ۔

اسے جاتا دیکھ پاشا سے رہا ناں گیا۔ کدھر ایش،، سوہم نے منع کیا ہے ناں، کہ جب تک مکمل ٹھیک نہیں ہو جاتے باہر نہیں جانا، پاشا جو کہیں جانے کے لئے بلکل ریڈی تھا، پوچھ بیٹھا۔

پلیز بڑے پاپا،، ٹھیک ہوں میں بلکل، باہر ضروری کام سے جا رہا ہوں، جلد ہی لوٹ آؤں گا، اور یہ کہنے کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں کہ بھائی کو مت بتا ئیے گا، کیونکہ ان گرین مونسٹر کو تو پتہ نہیں کیسے پتہ چل جاتی ہے ،،وہ جھنجھلایا تو پاشا بھی مسکرا دیا۔ وہ باہر نکلتا چلا گیا۔۔ اور گاڑی لے کر نکلا۔ آدھے پون گھنٹے کی مسافت کے بعد منزل پر پہنچ کر گاڑی کو بریک لگائی۔

آروشے کے گھر کے باہر کھڑا اب وہ جھجھک رہا تھا۔ کیونکہ کافی دنوں کا گیپ آ چکا تھا۔ اب وہ شدید شرمندہ تھا کہ علیزے کو کیا جواب دے گیا۔ اس دن اس کی بات سنے بغیر چلا گیا تھا۔ وہ کیا کہتی ہو گی کہ وہ کس قدر بے حس اور ظالم ہے۔
ابھی کچھ اور سوچتا کہ کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا۔ اندر سے آروشے اور علیزے کی چیخ و پکار کی آوازیں سن وہ بری طرح ٹھٹھک گیا تھا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima

Episode8...

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آخر گئی کہاں وہ لاہور سے حرام خوروں ،، زمین کھا گئی کے آسمان نگل گیا۔ جب میرے بندے ہر طرف پھیل گئے تھے تو وہ گئی کہاں ؟ مجھے وہ ہر قیمت پر اور کسی بھی حال میں چاہیے ، کتوں ،، نہیں تو تم لوگوں کے گھروں سے اٹھا لاؤں گا عورتیں اور رانی بائی کے کوٹھے پر پھینک آؤں گا سب کو۔۔ رستم غم و غصہ سے پھنکارتا منہ سے جھاگ اڑاتا مغلظات بک رہا تھا۔

پورا لاہور چھلنی کی طرح چھان مارا تھا مگر جب چندا کا نام و نشا بھی نہیں ملا تو سہی معنوں میں اس کی دم پر پیر آیا تھا۔ اب بھی وہ دھاڑ دھاڑ کر اپنے گلے کو ناحق زحمت دے رہا تھا۔
اس کے تمام بندے اور بڑے بڑے غنڈے بھی اس کے قہر سے بوکھلائے پھر رہے تھے۔

وہ جو اس رات چندہ کا تعاقب کے رہے تھے۔ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی تھی اس کے باہر کٹی پھٹی حالت میں پائے گئے تھے۔ یہ اس کی شکست تھی کہ کسی نے رستم دادا کے بندوں کو اتنی بری طرح قتل کر اس کی منظورِ نظر کو اٹھا کر لے گئے تھے۔

تبھی آج اس کے بندے ان تعاقب کرنے والوں میں سے ایک بندے کو ہسپتال سے ڈھونڈ کر رستم کے سامنے لائے تھے۔ جو سو ہم سے شکست کھا کر چھپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ اسے معلوم تھا کہ اب اگر وہ رستم کے ہاتھ لگ جاتا تو اس کی دردناک موت طے تھی۔

دادا،، اس دن ان لوگوں میں سے یہ بھی ان کے ساتھ تھا، جو میڈم کے پیچھے بھاگے تھے اب یہ بتائے گا کہ ہوا کیا تھا۔ ٹونی نے اس بندے کو گردن سے دبوچ رکھا تھا۔
رستم دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا تھا۔ رستم کے دیکھنے میں ہی وہ سفاکیت تھی کہ وہ گھگھیا گیا۔

دد، دادا اس دن ہم میڈم کا پپ، پیچھا کر رہے تھے، وہ بھاگ کر ایک گھر میں چلیں گئیں تھیں۔ ہم پیچھے گئے تت،، تو وہاں و،، وہ تھا۔ اس کے گلا خشک ہو رہا تھا تبھی بار بار گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہو رہی تھی۔

وہ،، کون،، جلدی بھونک،،، رستم نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور اسے گلے سے دبوچا۔

وہ، وہ وہاں، جج، جلاد، تھا،، سس، سوہم، خان، اس نے کہاکک، کے اپنے دد،، دادا سے کہنا کہ، تمھاری منظورِنظر،، جج، جلاد کے پاس ہے، اگر،، مم، مرد کے بب،، بچے تو آ کر،، لل لے جاؤ،، اس نے بمشکل ہی اپنی بات پوری کی تھی۔ اس کے علاوہ مم، میں کچھ نہیں جانتا،، دد،، دادا۔

سچ میں، رستم نے کہتے اس کو گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔ اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔ ایک عرصے سے ایک جلاد نامی مسلسل عذاب ان پر نازل ہوا تھا۔ رستم نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا مگر ہر مرتبہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، کون تھا؟ کیا تھا؟ کہاں سے آتا تھا؟ کہاں جاتا تھا؟ کوئی اتا پتا نہیں تھا اور اس کے بہت خاص آدمی غائب کر چکا تھا۔ اس کے کافی غیر قانونی کاموں کے اڈے تباہ کر چکا تھا۔ اس نے پھر اپنے آدمیوں کو دھنک کر ان پر غصّہ نکالا تھا۔

چندا کیا گئی تھی وہ تورانی بائی کے کوٹھے پر بھی قہر و عذاب بن کر نازل ہوا تھا۔ تارا سے لے کر اس نے سب پر تشدد کی انتہا کر دی تھی۔ مگر کسی کے منہ سے من چاہی بات نا سن پایا تھا۔ کیونکہ ان میں سے کسی کا بھی اس میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔
اب صحیح معنوں میں اس کو تپتے توے پر بٹھایا گیا تھا یہ خبر سنا کر۔۔

ایشان گھبراہٹ کے عالم میں اندر داخل ہوا تھا۔ اندر آیا تو اس کے اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ دونوں سٹور روم میں تھیں۔ علیزے چلائے جا رہی تھی۔ جبکہ آروشے ٹوٹے لکڑی کے آئرن سٹینڈ پر چڑھی ہوئی تھی۔ نیچے کپڑوں کا ڈھیر لگا کر اسے جلایا گیا تھا۔ جو کہ یقیناً روشے بے بی کا کارنامہ تھا۔۔

روشے نیچے اترو، فوراً سے پہلے، خدا کے لیئے مجھے اور پریشان مت کرو، روشے پلیز،، میری جان بخش دو، زندہ تو نہیں رہ پائی سکون سے مجھے سکون سے مرنے تو دو، علیزے زارو قطار روتی اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ادھر ایشان آج آروشے کو دیکھ کر حیران ہوا تھا، جو مسلسل چلا رہی تھی۔ آج وہ اسے چیخ چلا کر باتیں کرتی بڑی بڑی لگی تھی،، نو کوئی نہیں آئے گا میرے پاس، میں کسی کو خود کے قریب نہیں آنے دوں گی، خبردار میرے پاس آئے، میں آگ میں کود جاؤں گی، میں ماردوں گی خود کو، سب کو،، آروشے بھی رو رو کر بے حال ہو رہی تھی اور اب ایشان کو تو دیکھ کر اور پینک ہوئی تھی۔۔

یہ،، یہ، وہی ہے، علیزے، یہ پھر آگیا، یہ ڈیول، یہ پھر وہی کرے گا، یہ ٹارچر کرے گا، یہ مارے گا،، یہ برباد کر دے گا، میں اگ میں کود جاؤں گی، میں مر جاؤں گی۔
ایشان نے بھونچکا سا اسے دیکھا تھا۔ صدمے سے اس کی آنکھیں پھٹی تھیں، یہی صدمہ کافی تھا کہ روشے بے بی اپنے ایش کو نہیں پیچان رہی تھی۔۔ اور آروشے کی باتوں سے وہ جس نتیجے پر پہنچا تھا اس

نے کے سر پر آسمان گرا تھا۔ مگر اس وقت آروشے کو وہاں سے بچانا بہت ضروری تھا۔ علیزے نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ اور اسے دیکھ چہرہ خفت سے سرخ ہوا تھا۔

ایشان نے وقت ضائع کیے بغیر اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ایک ہی جست میں آگ پھلانگی تھی۔

نووووووو، وہ حلق کے بل چلائی۔ مگر ایشان نے اسے کھینچ کر اپنے شولڈر پر گرایا تھا۔ اس نے بری طرح مزاحمت کی۔ علیزے نے وہاں پڑے ڈنڈے سے وہ جلتے کپڑے سائیڈ پر کیے۔ ایشان نے اپنی ٹائی سے اس کے پیر باندھے تھے۔

وہ اسے لئے روم میں آیا تھا۔ ایشان کو نہیں معلوم تھا کہ اس کی دسترس میں ایک شیشے کا ٹکڑا بھی تھا۔ جب بری طرح جھپٹاتے آروشے نے وہ ٹکڑا ایشان کے بازو میں کھبو ڈالا تھا۔ یہ منظر دیکھ علیزے کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔ کیونکہ ایشان کی فروزی شرٹ تیزی سے خون آلود ہوئی تھی۔ ایشان نے اسے بیڈ پر لٹایا تو وہ اور زیادہ جھپٹائی اور چلانے لگی۔

تبھی ایشان نے اس کا ایک ہاتھ گھٹنے کے بال بیڈ پر بیٹھ کر اپنے گھٹنے کے نیچے نرمی سے دبایا۔ اور دوسرا ایک ہاتھ میں تھام کر پینٹ کی پاکٹ سے انجیکشن نکال کر اس کے بازو پر انجیکٹ کیا تھا۔

آہہیہہہہہہہہہہہ،،،ایک دردناک چیخ نازک لبوں سے ادا ہوئی اور مزاحمت دم توڑ گئی۔ ایشان فورا پیچھے ہٹا۔ علیزے نے رو رو کر اپنی آنکھیں سجالیں تھیں۔ ایشان نے اپنے کندھے سے وہ شیشے کا ٹکڑا نکالا اور ایک مرتبہ پھر بیڈ پر لیٹے اس نڈھال سے وجود کو دیکھا۔

کیا ہوا تھا آروشے کے ساتھ،؟ اس کے سپاٹ سے لہجے میں پوچھے گئے سوال نے علیزے کے پیروں نیچے سے زمین کھسکائی تھی۔ مگر وہ اگنور کرتی کچن میں جاکر فرسٹ ایڈ باکس لے آئی تھی۔ اب علیزے کے آنسو بھی تھمے تھے۔ آپ اتنے عرصے کہاں تھے ڈاکٹر.؟ وہ طنز نہیں کر رہی تھی مگر ایشان کو لہجہ پر شکوہ لگا۔

ضروری کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا۔ ایشان نے وضاحت دی۔

آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا علیزے، میں آروشے کے بارے میں سب جاننا چاہوں گا، تاکہ اس کا علاج کر سکوں، وہ خالص پروفیشنل لہجہ میں بولا، مگر اس کا لہو چھلکاتا چہرہ تنی رگیں اور وحشت زدہ آنکھیں کچھ اور ہی چغلی کھا رہیں تھیں۔ وہ انتظار کرتا رہا مگر علیزے خاموشی سے آنسو بہاتی رہی۔ اس نے سرد سی آہ بھری اور آروشے کو لیے اپنے ہوسپیٹل گیا۔

وصی اس کے آفس میں اس کے ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔ اور اپنے سر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

یہ پیپر لے جا کر اپنی میڈم کو دے دینا، کوشش کرنا کہ بی جان آس پاس نا ہوں، اور وہ تمھارے سامنے ہی یہ کھول کر دیکھے کیونکہ میں اسے لائیو دیکھنا چاہتا ہوں، ، یہ پیپر کھولتے ہوئے، اور اسے کہنا اس متعلق بی جان کو بتانے کی بھول نا کرے، ورنہ،

ماہ بیر نے سکون سے کہا، ایک اور نیا زخم دینے کی بھرپور تیاری کی تھی اس نے۔

وہ یہ کر کے بڑا سکون حاصل کر رہا تھا یہ جانے بغیر کے محبت کو روندنے والوں کو تو یہ ایسے ڈستی ہے کہ کاٹا پانی بھی نا مانگے۔ محبت کی ناقدری کرنے والے کانٹوں پر گھسیٹ لیے جاتے ہیں۔ تل تل کر کے ایڑیاں رگڑتے ہوئے تڑپتے ہیں مگر محبت کی کی گئی ناقدری کا مداوا نہیں کر پاتے۔

وصی حویلی داخل ہوا تو وہ سامنے ہی صحن میں دھلے کپڑے تار پر ڈال کر سوکھا رہی تھی۔ اور بی جان اپنی عبادت میں مشغول تھیں۔۔ وصی کی نگاہیں جھکی ہوئیں تھیں وہ آگے آیا گلا کھنکار کر اسے مخاطب کیا۔ اس کے کالر پر لگے کیمرے سے اس کالے لباس میں ملبوس سوگوار سے حلیے والی چاندی کی طرح دمکتی اس نازک سی لڑکی کو دیکھ اپنے آفس میں بیٹھے ماہ بیر کو کچھ ہوا تھا۔ مگر اس نے نگاہ چرائی تھی۔

میڈم یہ پیپر سر نے بھیجے ہیں، وہ متوجہ ہوئی تو وصی نے وہ پیپر اس کے سامنے کیا۔

وہ خاکی لفافہ دیکھ اس کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر لہرایا تھا جسے وہ جلدی سے چھپا گئی۔

اندر رکھ آؤ، ابھی میں مصروف ہوں بعد میں دیکھ لوں گی، وہ لاپرواہی سے کہتی واپس کپڑوں کی جانب متوجہ ہونے لگی۔

میڈم سر نے کہا تھا کہ یہ،،، وصی بری طرح ہچکچایا، جبکہ ماہ بیر سکون سے بیٹھا انھیں دیکھ اوران کی باتیں سن رہا تھا۔ سر نے کہا تھا کہ میڈم سے کہنا یہ فوراََ کھول کر دیکھیں، اوراس متعلق بی جان کو بھی علم نا ہو،،

وصی کے لہجے پر اس کے بالٹی کی جانب بڑھتے ہاتھ ٹھٹھک کر رکے تھے۔ وہ سیدھی ہوئی، اچھی طرح جان گئی تھی کہ اس شخص نے یقیناً اس پیپر میں اس کے لئے اذیتوں کا ایک نیا باب لکھ کر بھیجا ہو گا۔ اور وہ یقیناً اسے دیکھ بھی رہا ہو گا۔ اسی لئے وصی کو کہہ کر بھیجا کہ اپنے سامنے کھلوانا۔ تبھی جی کڑا کر کے اس کے ہاتھ سے لفافہ تھاما۔

لفافہ چاک کر اس نے اس میں سے وہ پیپر نکال کر کھول کر دیکھا۔ آزادی کے تین پروانوں میں سے ایک اور پہلا پروانہ تھا۔ فجر نے ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر اپنے تاثرات چھپائے تھے اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی۔ تبھی پیپر فولڈ کرتی سرد وسپاٹ سر سراتے لہجے میں وصی کو کہا تھا۔

اپنے سر سے کہنا بہت شکریہ، مگر مجھے تب زیادہ خوشی ہوتی جب وہ تینوں پیپر ایک ساتھ بھیجتے، اور خود کو اور مجھے اس پھندے سے ایک ہی مرتبہ رہائی بخش دیتے،، وہ کہتی اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی۔ وصی فوراً واپسی کے لیئے مڑا۔

ادھر کسی پر جیسے پیٹرول چھڑک کر آگ دکھائی گئی تھی۔ تبھی لیپ ٹاپ اٹھا کر دیوار سے مار کر دھماکہ سنتے سکون حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اپنے آفس کی ہر چیز تہس نہس کی تھی اس نے۔ پیپر ویٹ اٹھا کر اپنی کتابوں کی الماری کا شیشہ دھماکے سے چکنا چور کیا تھا۔۔ سینے میں ایک بھانبھڑ سا چلا تھا جس نے اسے سر تا پا جلایا تھا، اور یہ جلن اور تکلیف برداشت سے باہر تھی۔۔

ادھر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ سر کا چمچہ جا چکا تھا۔
فجر کی آنکھیں جلیں۔ جیسے کسی نے مرچیں ڈال دیں ہوں۔ بمشکل ہی اپنا کام مکمل کیا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر واش روم بند ہو کر اپنی آنکھوں سے خون رو کر اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

سوہم اپنے اپارٹمنٹ آیا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا۔۔ منی بھی یہیں کہیں تھیں۔ وہ اپنے سیکرٹ روم گیا تھا۔ بلیک روم کو کنٹرول کرنے والے کیمروں کی اسکرین پر نگاہ گئی۔ وہ چونکا مگر اگنور کر گیا۔ اپنے کپڑے لے کر واش روم گیا اور فریش ہو کر باہر آیا۔ نظر بار بار بھٹک کر بند اسکرین پر جا کر رک رہی تھی۔

رائٹ ،مجھے صرف یہ تجسس ہے کہ محترمہ کیا کر رہی ہوگی۔ اس نے خود سے کہتے اسکرین آن کی۔ تو ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہوتی محسوس کی۔

رواحہ کی آنکھ کھلی تو خود کو ایک سنگل بیڈ پر خالی کمرے میں پایا۔ وہ تڑپ کر اٹھی۔ کہیں کوئی کھڑکی کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ بے تحاشا خوفزدہ ہوئی۔ اب کس مصیبت میں پھنس گئی تھی اور اگر رستم دادا کی دسترس میں تھی تو وہ پھر بکھری اور گھٹنوں میں سر دئیے پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

سرخ ہاف بلاؤز لہنگا۔ اوپر جالی دار اپر اور وہ جالی کا دوپٹہ جو اچھے سے اپنے ارد گرد لپیٹ رکھا تھا۔ جو ہیرے کی طرح دمکتے اس کے گداز بدن کو چھپانے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا۔

اس نے اٹھ کر چاروں اور دیکھا مگر کہیں جائے فرار نا دکھی بس ایک دروازہ تھا۔ وہ بھی واش روم کا تو وہ واش روم گئی فریش ہو کر وضو کر کے باہر آئی۔ کلاک پر وقت دیکھا۔ عشاء کا وقت تھا۔ بیڈ پر سے چادر کھینچ کر نیچے بچھائی اور عشاء کی نماز ادا کرنے لگی۔

سوہم اسے غور سے نماز پڑھتے دیکھ رہا تھا۔ معصوم چہرے پر سکون اور نور سا تھا۔ منی نے ہلکی سی دستک دی تو اس نے فوراََ سے پہلے اس اسکرین آف کی۔

منی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ لاپرواہ سا صوفے پر بیٹھا تھا۔
تم نے جو کہا تھا وہ کام ہو گیا سوہم خان آگے کیا حکم ہے، منی نے کہا تو وہ تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھی، جب کہ آج سوہم خان کا دھیان کسی اور جانب بھٹک رہا تھا شاید،

اسے کھانا دیا؟ سوہم خان پوچھ بیٹھا۔۔
نہیں،، منی نے ایک حرفی جواب دیا۔
کیوں؟ سوہم خان نے استفسار کیا۔
اب وہ تو بلیک روم میں ہے جہاں تم اپنے مجرموں کو رکھتے ہو۔ انھیں ٹارچر کرنے۔ جہاں انھیں بھوکا پیاسہ رکھتے ہو، اب مجھے کیا پتہ اب تمھاری اس مجرم کو کھانا دینا ہے کہ نہیں، وہ لاپرواہی سے بولا۔ مگر تمھاری پر زور دیا۔

جاؤ کھانا دو اسے،، سوہم نے دوسری جانب نظر گھما کر کہا تو منی مبہم سا مسکرائی۔ مگر جلد ہی اپنی مسکراہٹ چھپا لی۔ کیونکہ اسے اس گرین مونسٹر سے اپنی بتیسی نہیں نکلوانی تھی۔

سوہم کے فون پر ایک مخصوص بیل سنائی دی تو وہ بے تحاشا چونکا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

فجر نے عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے لئے سکون کی دعا مانگی تھی۔ کچن میں گئی بی جان کے لئے دودھ گرم کیا ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ ہوا تھا انھیں کھانا کھائے اور بی جان کو لیٹے۔
اس نے تو وہ پیپر بھی اپنے کمرے میں ایسی جگہ چھپایا تھا جہاں کسی کی نظر نا پڑے۔ کہ بی جان کا بی پی کچھ دنوں کچھ زیادہ ہی ہائی رہنے لگا تھا۔

وہ دودھ کا گلاس ان کے روم میں لے کر آئی تو وہ چت لیٹی سو رہی تھیں۔
بی جان، اٹھیں میڈیسن لے لیں۔ اس نے قریب آ کر آواز دی۔ مگر جواب ندارد۔ اس نے بی جان کو زرا سا ہلایا۔ ٹھنڈی سی محسوس ہوئیں۔ بی جان،، بی جان،، اس نے بار بار پکارا۔ مگر وہ جواب نہیں دے رہیں تھیں۔ یہ سوچ کر اس کے ہوش اڑے تھے کے بی جان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔
کانپتے ہاتھوں سے بی جان کا فون اٹھا کر ماہ بیر کا نمبر ڈائل کیا۔

ماہ بیر جو اپنے روم میں تھا۔ رات کو اس وقت بی جان کا نمبر فون پر بلنک ہوا تو اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے۔ وہ تو آگے ہی اس وقت کا کانٹوں پر لوٹ رہا تھا اب یہ سوچ کے اس نے پیپر والی بات بی جان کو نا بتا دی ہو منع کرنے کے باوجود،

مگر پھر بھی اس نے جاننے کے کال اٹھالی مگر سامنے سے جو آواز سنائی دی اس نے سینے میں بھڑکتے الاؤ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے دے۔

مم،، ماہ بیر، وہ، وہ بے تحاشا رو رہی تھی، ماہ بیر کو لگا وہ پیپر کے حوالے سے بات کر رہی ہے، کیا ہوا بولو اب،، ماہ بیر نے کہا، دل نے خواہش کی، کاش وہ اپنے نازک لبوں سے ایک مرتبہ یہ بول دے کہ مجھے آزادی نہیں چاہیے۔

ماہ بیر بی جان، بی جان، اٹھ نہیں رہی ہیں، انھیں کچھ ہو گیا ہے، آپ جدی آ جائیں،،
ماہ بیر کہ دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔ تبھی لپک کر سائیڈ دراز میں موجود ایک ڈیوائس سے چند بٹن پش کیے تھے۔
کیا ہوا ہے انھیں، اور کب، وہ طوفان بنا کیز موبائل اور والٹ اٹھا کر باہر نکلا تھا۔

کھانا، ،کھایا تھا، اب میں دودھ لے کر مم، میڈیسن دینے آئی تنت تو مجھ سے بات، نہیں کر رہیں۔ وہ پھر روئی، آج ان سسکیوں نے اسے مزید وحشت زدہ سا کیا تھا، اور آواز سنتے رہنے کی خواہش انگڑائی لے کر دل میں بیدار ہوئی تھی۔ وہ بہت تیزی سے رف ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

ڈونٹ وری، میں آ رہا ہوں، کچھ نہیں ہوگا بی جان کو، زندگی میں پہلی مرتبہ اس ظالم، بے حس ستمگر کے منہ سے تسلی کے دو لفظ سن کر وہ ٹوٹی تھی۔ تبھی بے تحاشا روتی فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔۔

چند ہی پلوں میں اس کی گاڑی حویلی داخل ہو چکی تھی۔ وہ ہی نہیں اس کے علاوہ جبران، ایشان اور سوہم کی گاڑیاں بھی آگے پیچھے حویلی داخل ہوئیں تھیں۔

پاشا اور رحاب بھی پہنچنے والے تھے۔ وہ سب اندر کی جانب لپکے۔ اندر وہ بی جان کے قدموں سے لپٹی ہوئی بے حال ہو رہی تھی۔ جبران اور ایشان بی جان کی جانب بڑھے۔

ماہ بیر اسے لے کر باہر جاؤ، سوہم نے کہا۔

فجر، ماہ بیر نے سرخ آنکھیں لیے اسے پکارا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

جبران نے انھیں چیک کرنا شروع کیا، ایشان نے جو اپنا میڈیکل کا بڑا سا باکس لائے تھے وہ ٹیبل پر رکھ کر کھولا۔

ماہ بیر باہر لے جاؤ انھیں، اب کی بار جبران نے کہا کیونکہ اسے بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہو چکا تھا۔

ماہ بیر اسے بازو سے پکڑ باہر لے کر گیا۔ وہ خالی خالی سرخ نگاہوں سے ماہ بیر کو دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں ہوگا بی جان کو، سنبھالو اپنے آپ کو، ماہ بیر نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا تو وہ اس کا خود کے سہارے کھڑا رہنا دوبھر ہوگیا۔ اس سے پہلے زمین بوس ہوتی۔ ماہ بیر نے اسے خود میں بھینچا تھا۔

جبران اور ایشان کے ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے۔ کیونکہ وقت مٹھی سے ریت کی طرح پھسل چکا تھا، پھر بھی آخری امید کے طور پر جبران نے انکے سینے میں انجیکشن لگایا تھا۔

سوہم بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ان کی کاروائیاں دیکھ رہا تھا۔

الیکٹرک شاک، جبران نے اشارہ کیا۔ ایشان نے میڈیکل باکس میں سے

AEDs

مشین نکال کر اسے آن کیا۔

اوکے ہولڈ ہر،، 1،2،3

مایوسی،، اوکے ونس اگین،،، 1,2,3

دو تین بار الیکٹرک شاک لگانے کے بعد بھی اس مردہ بے جان وجود میں جان نہیں آئی تھی۔ جبران اور ایشان نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ اور سویم کی جانب اشارہ کیا۔ وہ باہر ماہ بیر کے پاس آیا۔ جہاں پاشا اور رحاب بھی پہنچ چکے تھے۔

مما آپ سنبھالیں اسے اور ماہ بیر تم اندر آؤ، سوہم نے سرخ آنکھیں لیے ماہ بیر کو اشارہ کیا۔

نن،، نو میں بی جان کے پاس جاؤں گی،، وہ مچلی، اور ماہ بیر کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔

بڑی مشکل سے ماہ بیر نے اپنی شرٹ چھڑا کر اس کا ہاتھ رحاب کو تھمایا اور خود اندر آیا۔

کک، کیا ہوا، جبران ایسے کیا دیکھ رہے ہو، ماہ بیر کی زبان لڑکھڑائی۔ پیچھے ہی سوہم اور پاشا کھڑے تھے۔

ماہ بیر، حوصلہ رکھنا یار، شی از نو مور، ماہ بیر نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے جبران کو دیکھا۔ جو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کی دنیا اندھیر ہو جانے کی خبر سنا رہا تھا۔ جبران کے اشارہ کرنے پر ایشان نے بی جان کے سر تک چادر تان دی۔

وہ جو بے قابو ہو کر دروازے تک آئی تھی۔ وہ الفاظ سن اور بی جان کے چہرے پر تنی چادر دیکھ ایک دلخراش چیخ مارتی وہیں زمین بوس ہوئی تھی۔

او نو،، ماہ بیر اب پیچھے مڑ کر اس کی جانب لپکا تھا، ایسا کیوں تھا کہ ہر رشتہ ماہ بیر راسم حفیظ کی مٹھی سے سوکھی ریت کی طرح پھسل جاتا تھا۔ اس نے فجر کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔ جبران نے جھک کر اس کی پلزچیک کیں، اور ماہ بیر کو تسلی دی کہ وہ ٹھیک ہے اور محض صدمے سے بے ہوش ہوئی ہے۔

سب کو وحشت و غم نے اپنے گھیرے میں لیا۔

اور ماہ بیر نے بے اختیار فجر کو کسی قیمتی متاع کی طرح اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

#Don'tcopypastewithoutmypermission 💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode9....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ بکھری حالت میں لال انگارا آنکھیں لیے حویلی کے اس کمرے کے فرش پر بیٹھا تھا۔ جہاں چہار سو بہت دردناک یادیں بکھری ہوئی تھیں۔ بی جان کی آخری رسومات ادا کر دی گئیں تھیں۔

فجر کی دلدوز چیخوں سے پوری حویلی گونج اٹھی تھی۔ جو سسکیاں اسے سکون پہنچاتیں تھیں انھیں آہوں نے آج اس کے دل کو خون کیا تھا۔

سب نے اسے تسلی دی تھی۔ مگر اس وقت وہ چاہتا تھا کہ اکیلا رہے۔ سینے میں جیسے غم کے طوفان سے اٹھے تھے۔ ماں کے چلے جانے کے بعد ایک وہی تو مہربان وجود تھا جس سے ماں کی خوشبو آتی تھی۔

تبھی جبران، سوہم اور ایشان روم میں داخل ہوئے تھے۔ وہ زیادہ دیر تک اسے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ اندر آتے ہوئے سوہم نے ایش کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا تو وہ بلبلا اٹھا۔ سوہم چونکا ایشان کے چہرے کا رنگ اڑا۔ اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا۔
سوہم نے اسے بازو سے تھام دروازے میں ہی روکا تھا۔
اور غور سے اسے دیکھا۔ ایشان کو اس گرین مونسٹر کی کائی نما گھوری سے جھرجھری سی آئی۔

What's the matter, you're okay,,?
سوہم کی ایکسرے نما آنکھیں۔

آف کورس بھائی میں بلکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے،، وہ حتی الامکان اپنا لہجہ نارمل کرتے بولا۔ اور روشے بے بی کا دیا زخم چھپا گیا نہیں تو اس گرین مونسٹر سے کچھ بعید نا تھی ایشان کا جینا حرام کر دیتا یا روشے بے بی سے دور کرنے کے لئے اسے بلیک روم میں ہی پھینک دیتا۔

ہمممم ،، گڈ ،، چلو ،، وہ اندر آئے جہاں ماہ بیر بیڈ سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھا تھا۔ جبران اس کے قریب بیڈ پر بیٹھا تھا۔

جبران موت کی وجہ بتاؤ، ماہ بیر کا ٹوٹا لہجہ ، جبران بھی بے چین سا ہوا۔

میجر ہارٹ اٹیک ،، اکھٹے ہی دو ہونے کی وجہ سے ڈیتھ ہو گئی۔ جبران بمشکل بتا پایا۔ اب ماہ بیر کے سینے میں کچھ اور ہی سوچ کر طوفان سے اٹھے تھے۔ کہیں فجر نے اس پیپر کے بارے بی جان کو تو نہیں بتایا تھا۔ کہیں اس وجہ سے تو نہیں ٹینشن لی تھی۔ کہیں یہی غم تو نہیں نگل گیا تھا ان کی جان ، اس کے تنے اعصاب پھٹنے کو تھے۔

مگر یہ وہ وقت تھا جب وہ اسے جا کر جھنجھوڑ کر پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ وہ تو ہوش میں ہی نہیں تھی۔ طبیعت بہت بری طرح خراب ہونے کی وجہ سے ہی جبران نے اسے سکون آور میڈیسن دی تھی۔ وہ اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا۔

جبران مجھے سکون آور میڈیسن دے دو، نہیں تو میرے اعصاب چیخ جائیں گے ،

جبران اٹھا اور میڈیکل باکس میں سے میڈیسن لے کر اسے دے دی۔
کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھے رہے۔ جب ماہ بیر بھی گہری نیند سو گیا تو پھر وہاں سے نکل آئے تھے۔

اب ان دونوں کے پاس پاشا، رحاب، پنکی اور شیلا تھیں۔

اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی تھی۔ اور وہ نیم غنودگی میں تھی۔ مگر یہ ضرور آبزرور کر سکتی تھی کہ وہ ہوسپیٹل کے بیڈ پر تھی۔ مِفرا اپنی جگہ سے لاکھ کوشش کے باوجود ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔ تبھی آہٹ سی محسوس ہوئی اور قدموں کی چاپ اندر آتی سنائی دی۔

جبران سونیا اور ایک اور سسٹر کے ساتھ آج ایک دو دن بعد اس کے روم میں آیا تھا۔ ایک نظر بیڈ پر لیٹے وجود کے چہرے پر ڈالی پھر قریب آ کر اس کی پلز چیک کیں، اور فائل سے ریکوری چیک کی۔ اس نے سونیا کی جانب آبرو اچکا کر سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

جب آپ اسے یہاں لایا تھا تو اسے وہ میڈیسنز دی جا رہی تھیں جس سے اس کی مینٹلی کنڈیشن بہت بری طرح خراب ہو جاتی مگر ٹائم رہتے علاج شروع ہو گیا۔ اسے ہوش میں آنے ہی نہیں دیا گیا۔ اس کے دماغ کو پر سکون رکھا گیا ہے۔ تاکہ ریکوری جلدی ہو، وہ میڈیسنز بہت خطرناک تھیں۔ ابھی شاید اس نے اپنی کوششوں سے وہ پوری نہیں لیں تھیں، تبھی بچ گئی، سونیا نے ڈیٹیلز بتائیں۔۔

مفرا دیکھ نہیں سکتی تھی ہاں مگر سن رہی تھی۔

ہمم گڈ،، جب یہ مکمل ریکور ہو جائے تو اسے ڈاکٹر جنت صاحبہ کے پاس لے کر جانا تمھاری زمہ داری ہے سونیا، وہ ہمارے ہوسپیٹل کی بہت اچھی سائیکالوجسٹ ہیں، اس کی کاؤنسلنگ وہیں کریں، اور مجھے اس کاؤنسلنگ کی مکمل ویڈیو لائیو اپنے فون میں چاہیں، یہ تمھاری زمہ داری ہے، جبران نے ایک گہری نگاہ بیڈ پر ڈال کر دوبارہ نگاہ ہٹائی۔

سونیا نے غور سے جے کے کو دیکھا۔ کیا یہ باتیں اس نے جے کے منہ سے سنیں تھیں اور کیوں؟

کیوں؟ آپ اسے یہاں کیوں لائے ڈاکٹر ج،

شٹ اپ سونیا،، اس سے پہلے کہ سونیا اسے جے کے کہتی وہ غرایا تھا۔

Justshutup Sonia,,Completeyourworkquietlyand mind yourownbusiness,,,,,

وہ سرد سے لہجے میں کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے جا چکا تھا۔ سونیا نے نم آنکھوں سے پلٹ کر بیڈ پر لیٹے اس نازک گلابی سے وجود کو دیکھا جو اپنی آنکھیں کھولنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔

سوہم اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تھا۔ سینے میں وحشتوں کے ابال سے اٹھ رہے تھے۔ اعصاب چٹخ رہے تھے۔ کہیں بھی سکون نہیں تھا۔ وہ اپنے روم میں آیا۔ کپڑے لے کر واش روم گیا اور کافی دیر شاور کے نیچے کھڑے ہو کر دماغ کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

تولیہ سے بال رگڑتا باہر آیا تو سامنے منی کھڑی تھی۔ کافی بنا کر لاؤ منیب میرے لئے، سوہم نے کہا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ منی کے باہر نکلتے ہی اس نے اسکرین آن کی تھی۔ اور بڑے غور سے اس کی جانب دیکھا جہاں وہ سرخ گھڑی بیڈ پر سمٹی سی لیٹی تھی۔ سوہم کی نگاہ بے اختیار وال کلاک کی جانب اٹھی، عصر کا وقت تھا اور یہ،،،

سوہم نے پہلو بدلہ، مگر نظر اسکرین پر ہی ٹھہری تھی جہاں وہ جالی کا سرخ دوپٹہ سر سے پیر تک تانے دائیں کروٹ سمٹی ہوئی سی لیٹی شاید سو رہی تھی۔

سوہم نے اپنی چٹختی کنپٹیاں سہلائیں۔ جسم میں جو ایک صحرا تھا جو کبھی جلتا تھا اور کبھی بجھتا تھا۔ اور اب یہ تھی کہ

اس نے جبڑے بھینچے۔

اٹھ کیوں نہیں رہی،،

کہیں کچھ،،، اففففففففففففف

تبھی منی کافی کا مگ لئے روم میں داخل ہوئی تھی ۔ اور مسٹر گرین مونسٹر ماہر سوہم خان کو تنی رگیں لیے ایل ای ڈی کی اسکرین کو گھورتے پایا۔

منی نے مگ اس کے آگے کیا۔ اس نے اسکرین آف کی۔ یہیں رکھو میں آتا ہوں۔ کہتا وہ ایک جھٹکے سے دانت پیستا اٹھا تھا۔ منی نے معنی خیزی سے اس کی کمر کو گھورا۔

وہ لمبے ڈگ بھرتا بلیک روم تک آیا تھا۔ باہر ڈور پر مخصوص جگہ پر ہاتھ رکھا ڈور کھلتا چلا گیا جو صرف اس کے فنگر پرنٹ سے کھلتا تھا۔ دھیمے قدموں سے اندر آیا۔ بیڈ کے قریب آ کر رکا۔ آہٹ پر بھی اس چھوٹی سی گٹھڑی میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔
وہ اس جانب کھڑا تھا جدھر اس نے کروٹ لی ہوئی تھی چہرہ سرخ دوپٹے میں چھپا ہوا تھا۔ مگر دوپٹے کی حدود میں سے دائیاں ہاتھ اور کلائی باہر نکل کر براؤن شیٹ پر سفید روئی کے گال کا منظر پیش کر رہی تھی۔

اس نے چاہا کہ وہ اس کی پلز چیک کرے، اسی مقصد سے ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو وہ شاکڈ سا اپنے ہاتھ کو دیکھے گیا جس میں واضح لرزش تھی۔ کبھی خون خرابہ کرتے اور انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے جس ہاتھ میں زرا برابر بھی لرزش نا آئی تھی آج وہ اس نازک سی کلائی کو چھوتے ہوئے کیوں لرز رہا تھا۔

اندر کا executioner بہت بری طرح جھپٹپٹایا تھا۔ جبکہ منی اس کے روم میں اب اسکرین میں اس گرین مونسٹر کو موم کی طرح پگھلتے نہایت دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

تبھی ماہر سوہم خان نے سر جھٹکتے کلائی تھام کر پلز چیک کیں،
مارش میلو کی طرح مخملی نرم کلائی،
دل کمبخت اپنی ہی ہانکنے میں لگا تھا۔
پلز نارمل چل رہی تھیں، اس کی نماز قضاء ہو رہی تھی۔
سوہم کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے دل کیا جھنجھوڑ کر اٹھا کر بٹھا دے۔ آخر ایسی بھی کیا نیند،

تبھی آہستگی سے چہرے سے دوپٹہ نیچے سرکایا۔ اور اپنی جان ایک مسلسل آنے والے عذاب میں جھونک دی۔

وہ دل جو ہمیشہ چپ ہی رہتا تھا اس نے چپکے سے سرگوشیاں شروع کر دیں۔

میں اگر تم سے کہوں ماہر سوہم خان کہ میں نے ابھی ابھی مجسم محبت کو اپنے سامنے دیکھا تو یقین کرو گے؟ کسی نے سینے کے اندر سرگوشی کی۔

محبوب کے جمال کی کیا تعریف کروں کہ وہ تو آنکھ کی بینائی کی رسائی سے بھی ماورا ہے، اے میرے محبوب تیرے دیدار کا پیمان لیے جیسے ہی میں عشق کے سمندر میں اترتا ہوں سمندر کا جوش بھی میرے جنون کے آگے ہار جاتا ہے اور میرے دیدار کرنے کی پیاس اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ (شاہ لطیف)

وہ اپنی جگہ پر بلکل ساکت اس کا غزالی چہرہ دیکھے جا رہا تھا شاید اس کی نگاہوں کے ارتکاز کی حدت کا اعجاز تھا کہ وہ بری طرح کسمسائی تھی۔

سوہم گڑبڑایا تھا اور فوراً سے پہلے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سلائیڈنگ ڈور کے بند ہونے کی آواز پر وہ گڑبڑا کر اٹھی تھی۔

مگر روم میں کوئی نہیں تھی۔ اس نازک سی جان کو جھرجھری آئی۔ اگر کوئی ہوتا تو۔ اگر کوئی آ جاتا تو۔

افففف وہ اٹھی اور وضو کرنے واش روم بھاگ گئی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

نیورو سرجن ڈاکٹر انعم آروشے پر جھکی ہوئیں تھیں۔ اس کا سٹی اسکین بھی ہو چکا تھا اور اب ڈاکٹر اس کی فائل پر جھکیں ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر نے اس کی دماغی حالت کی وہی وجوہات بتائیں تھیں ایشان کو جس کا اسے اندازہ تھا۔ وہ تمام ڈیٹیلز حاصل کر کے اس پرائیویٹ روم میں آیا تھا۔ جہاں بیڈ پر آروشے میڈیسن کے زیرِ اثر پر سکون سی سو رہی تھی۔ اس کے پاس ہی علیزے چئیر پر بیٹھی تھی۔

وہ جب روم میں آیا تو علیزے بری طرح کھانس رہی تھی۔

اس قدر شدت سے کے وہ بھی حیران ہوگیا۔ اب تو کھانسی سے اس کی سانس بھی اٹک رہی تھی۔

ہیے یو آر یو اوکے، وہ آگے آیا، تبھی وہ واش روم بھاگ گئی تھی۔ ایشان بھی پریشان سا اس کے پیچھے آیا تھا۔ اور یہ دیکھ کر ایشان کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی تھی کہ علیزے نے خون کی ووٹمنگ کی تھی۔

بڑی مشکل سے وہ سنبھلی تھی۔ ایشان نے اس کی بیک رب کی۔ اس کی سانس بحال ہوئی تو ایشان اسے روم میں لایا اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

چلیں میں آپ کا چیک اپ کرواتا ہوں، یقیناً کوئی گھمبیر مسئلہ ہے آپ کو،

اس کی کوئی ضرورت نہیں ڈاکٹر، مجھے پتہ ہے مجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے نگاہیں چرا کر کہا۔۔

کیا ہے آپ کو؟ ایشان نے پوچھا۔۔

بلڈ کینسر لاسٹ سٹیج، وہ اتنے سکون سے بولی جیسے کہہ رہی ہو موسمی فلو ہوا ہے مجھے۔

ایشان نے حیرت سے اسے دیکھا تھا،

اور آپ مجھے اب بتا رہیں ہیں ؟ کدھر ہیں آپ کی رو پوٹس ۔ ایشان نے اسے جھڑکا۔ تبھی اس کے بازووں پر ایشان نے وہ سیاہ داغ دیکھے تھے۔

ڈاکٹر مجھے اپنی زرا برابر بھی فکر نہیں، اب تو بس کسی بھی وقت، تلخی سے مسکرا کر اس نے دانستہ بات ادھوری چھوڑی، مگر جانے سے پہلے میں آروشے کو محفوظ ہاتھوں میں جاتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ ڈاکٹر کیا آپ زمہ داری اٹھائیں گے آروشے کی۔ آپ نکاح کریں گے اس سے، میں جانتی ہوں کافی خود غرض ہو رہی ہوں، مگر مجھے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا۔ یہ کہہ کر علیزے بلک بلک کر روئی تھی۔

اور اگر میں کہوں کہ میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں آپ کے کہنے سے پہلے ہی سے، تو؟ ایشان نے اطمینان سے کہا۔ تو علیزے نے اپنی رگ و پے میں سکون اترتا محسوس کیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

تین دن سے وہ اس سرد سے سفید خالی کمرے میں نظر بند تھی ۔ ۔ پورے کمرے میں صرف ایک سنگل بیڈ اور ایک ٹیبل،،، ٹیبل پر پڑا واس،

رواحہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ آخراب وہ کس کی قید میں تھی۔۔ تین وقت کا کھانا اسے دیوار میں نصب ایک فٹ لمبے چوڑے دراز نما ہول سے دے دیا جاتا تھا۔۔

ایک سبز آنکھوں والے درندہ صفت آدمی کو دیکھ کر جو انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا تھا،،، بے ہوش ہونے کے بعد اسے کچھ پتہ نہیں تھی۔۔ کہ وہ یہاں کب اور کیسے پہنچی تھی۔۔

تین دن سے اسی بے ہودہ سرخ لباس میں اب تو اپنے آپ سے گھن آنے لگی تھی۔۔ وہ اٹیچ واش روم میں جا کر فریش تو کئی مرتبہ ہوئی تھی مگر اس لباس میں نماز پڑھتے ہوئے خود سے ہی نظر نا ملا پاتی تھی۔۔

وہ جو سبز سرد بے تاثر آنکھیں اسکرین پر جمائے کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا کافی کے گرم اور تلخ گھونٹ اپنے اندر انڈیل رہا تھا تین دن سے فرصت کے لمحات میں یہی شغل فرما رہا تھا،،، یہ بھی نہیں جانتا تھا کیوں۔۔

اسکرین پر نظریں تھیں،، تبھی وہ بے اختیار گڑبڑایا تھا۔۔ کیونکہ ادھر محترمہ دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھتی اب اپنا سرخ پاؤں تک پہنا اپر اتار رہی تھی۔۔

جھٹکے سے اٹھ کر اس نے وہ اسکرین سوئچ آف کی تھی۔۔

پاگل،،، سٹوپڈ،،، ایڈیٹ،،، بد تمیز لڑکی،،، سوہم خان نے دانت پیسے۔۔

اسے مت کو سو اس بیچاری کے فرشتوں کو بھی نہیں پتا کہ کوئی اسے اتنی فرصت سے دیکھ رہا ہے،،، پیچھے منی سکون سے بولی تو ایک لمحے کو تو منی نے بھی اس کی گڑبڑاہٹ محسوس کی تھی،، مگر وہ فوراً سے پہلے اپنے خول میں بند ہوا تھا۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو منیب،،، وہ سرد سے لہجے میں پھنکارا،،

میں بھی چیک کرنے آئی تھی کہ یہ ماش میلو جیسی لڑکی ایسا کیا مشکوک کر رہی ہے جو اس پر نظر رکھنی پڑ رہی ہے سوہم خان کو وہ بھی بلیک روم میں،،
منی نے آگے بڑھ کر اسکرین آن کی۔۔

جسے دیکھ سوہم ٹھٹھک گیا،،، اور فوراً سے پہلے منہ پر رومال باندھے بلیک روم کی جانب لپکا تھا۔۔

اب تو رو رو کر آنکھیں بھی خشک ہونے لگی تھی۔۔ مگر اسے لگتا تھا کہ کوئی ہے جو کہیں سے اسے دیکھ رہا ہے۔۔

آزمانے کو تواحہ کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔

دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا۔۔ جالی دار سرخ اپر جو پہنا تھا اس کے بازو چوڑی دار تھے۔۔ مجبوراً وہ بھی اتارنا پڑا۔۔ مگر لمبے سیاہ بال کمر سے نیچے تک اور دونوں طرف سے آگے جھول رہے تھے۔۔

دوپٹہ اپنے گرد لپیٹا۔۔ ٹیبل کے پاس آ کر واس زمین پر دے مارا۔۔

اس نے ایک نوکیلا ٹکڑا ہاتھ میں لیا تھا واس کا۔۔

وہی زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر وہ نوکیلا ٹکڑا اپنی کلائی پر رکھا تھا۔۔

وہ حرام موت نہیں مرنا چاہتی تھی مگر آنکھیں زور سے بند کر اب کلائی پر دباؤ ڈالا۔۔

تبھی دھاڑ سے دیوار میں نصب سلائیڈنگ ڈور جھٹکے سے ایک سائیڈ ہوا تھا۔۔

روح کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔

بجلی کی سی تیزی سے آنے والے نے طوفان بنے اس کے پیٹ کے گرد بازو لپیٹ اسے جھٹکے سے دیوار سے پن کیا تھا۔۔ اس کے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ رکھے۔۔

Whatthehe'll,,,,,,,,Whatwasyoutryingtodo,,,,,,

اس رومال بندھے سبز آنکھوں والے درندے کو اپنے اتنے قریب دیکھ رواحہ کا چہرہ خوف کے مارے سفید پڑ چکا تھا۔۔

اپنا حشر سوچ کر زبان تالو سے چپک گئی۔۔

اس نے بہت زور سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔

وہ اس سحر زدہ سے لمحوں میں جکڑا پتھر کا بن چکا تھا۔۔ بس آنکھیں تھیں جو معصوم چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔۔

اس کی رگیں تن چکیں تھیں۔۔ اپنی ہی کیفیت سے جھنجھلایا۔۔

کوشش بھی مت کرنا،،، مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو مجھے بتاؤ،، تمھاری مشکل آسان کر دیتا ہوں،،،

وہ دانت پیستا اب اسکیلپل نکال اس کی گلے پر مگر اُلٹا رخ رکھ چکا تھا۔۔

گلے پر ٹھنڈا سا کچھ محسوس ہونے پر اس نے گھنیری پلکوں کی جھالریں اٹھا سامنے دیکھا تو حلق خشک ہو گیا۔۔

نن،،،، نہیں،،، چھ،،، چھوڑ،،، ددد،، دو، مجھے،،،،، وہ زور زور سے نفی میں سر ہلاتی جانے کیا کہنا چاہتی تھی۔۔ نازک ہاتھوں سے اسے پرے دھکیل بھاگنے کی معصوم اور چھوٹی سی کوشش کی۔۔

سوہم خان نے تلملا کر اسے بازو سے تھام اپنی جانب کھینچا تھا۔۔

💣💣#Don't copy paste without my permission
#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode10....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

غم سے نڈھال، دکھوں کی ماری، اپنے ہی شوہر کی دھتکاری اپنے بیڈ پر گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ آج دس دن ہو چکے تھے بی جان کو گئے اور اس کی حالت میں انیس بیس کا بھی سدھار نہیں آیا تھا۔ وہ یونہی سارا سارا دن روتی جب تھک جاتی تو بس یونہی ایک جگہ بیٹھی گھورتی رہتی۔ کھانا بھی بس زندہ رہنے کے لئے رحاب کے ہاتھوں زہر مار کر لیتی تھی۔ اب بھی وہ اسی سچویشن میں بیٹھی تھی۔ جب ماہ بیر تن فن کرتا اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

بہت ہی اچانک ہی اسے بازوؤں سے تھام کر بیڈ سے نیچے گھسیٹتا اپنے روبرو کیا تھا۔

اس نے خالی خالی نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کی وحشت زدہ آنکھوں میں دیکھا۔

جو پوچھوں ہاں یا ناں میں جواب دینا، فجر تم نے ڈائیورس کا پیپر بی جان کو دکھایا تھا؟ سرخ لہو چھلکاتا چہرہ، بھسم کرنے والا انداز، لال انگارا آنکھیں، آج بھی اس بے مہر کو اس نیم جان وجود پر ترس نہیں آیا تھا۔

حوصلے ہی جواب دینے لگے

اس قدر اس نے آزمایا مجھے

فجر نے کوئی جواب نہیں دیا تھا خاموشی سے اسے دیکھے گئی۔

خدا کے لئے فجر، مجھے یہ مت کہنا کہ اس دنیا پر موجود ایک آخری خون کا رشتہ بھی میں نے تمھاری ہی وجہ سے کھو دیا، اب جواب دو مجھے، وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولتا ایک مرتبہ پھر اس پر ستم کے پہاڑ توڑنے میں مصروف تھا۔

تبھی اتنے سالوں میں آج پہلی مرتبہ سوہم طیش کے عالم میں اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ماہ بیر کے ہاتھ پیچھے جھٹکے تھے اس نے۔ طیش و اشتعال میں گرین مونسٹر کی لال انگارا آنکھیں عجیب ہی منظر پیش کر رہیں تھیں۔

اسٹاپ اٹ ماہ بیر، اگر اتنی ہی فکر تھی بی جان کی تو بھیجا ہی کیوں تھا وہ پیپر، اول تو تم ایسا چاہتے ہی نہیں تھے، اگر ایسا کرنے ہی لگے تھے تو تینوں ایک ہی مرتبہ دے کر اپنی جان چھڑاتے، اور اب اسے الزام دینے کی ضرورت نہیں، اس نے نہیں دکھائے وہ پیپر بی جان کو، ناؤ گیٹ لاسٹ فرام حویلی، شکل گم کرواپنی نہیں تو پٹو گے مجھ سے، سوہم غرایا تو وہ شرافت کا مظاہرہ کرتا مگر آگ کا شعلہ بنا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سوہم نے ایک نظر اس سفید پڑتے چہرہ کو دیکھا، اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کیونکہ حویلی میں غیر معمولی سی ہلچل ہوئی تھی۔

جب رحاب اس کے کمرے میں آئی تو وہ تڑپ تڑپ کر روتی اپنے بال نوچ رہی تھی۔ ایسی پاگلوں والی اس کی حالت پر رحاب کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔ رحاب سے اس کو سنبھالنا دوبھر ہو رہا تھا۔۔ تبھی پاشا کے ہمراہ اندر ریشماں داخل ہوئی تھی۔ پاشا انھیں عقیدت سے ہاتھ تھام کر اندر لایا تھا۔

جھریوں زدہ چہرے میں عجیب سا نور تھا کہ ایک مرتبہ تو انھیں دیکھ سب کا ہی سانس تھما تھا۔

فجر کی سسکیاں بھی اب بے آواز ہو چکیں تھیں۔ انھیں بیڈ پر بٹھایا گیا۔ دادو، فجر نے کہہ کر ان کی گود میں منہ دیا تھا اور پھر سسک پڑی۔ ریشماں نے اس کا سر تھپتھپایا اور بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

کیا ہوا میری بچی کو، ریشماں کے لہجے میں ایک ٹھہراؤ سا تھا۔

دادو، مجھے لگتا ہے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، مر جاؤں گی میں ان تکلیفوں اور غموں سے، ریشماں مبہم سا مسکرائی تھی۔

جب تمھیں یہ لگے کہ کلیجہ غموں سے پھٹ ہی جائے گا تو ایک پاک ہستی (محمدؐ) کے قصے یاد کر لیا کرو، پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہو گئے، اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین ہونے کے باوجود کونسی ایسی تکلیف، غم اور پریشانی تھی جو انھوں نے برداشت نہیں کی، سب اپنے پیاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے جاتے دیکھا۔ اتنے پتھر کھائے کہ جوتے خون سے بھر جاتے، بیٹیوں کو بھی کھویا اور بیٹوں کو بھی، حالانکہ اختیار رکھتے تھے کہ آسان زندگی گزار سکیں۔ بہت آسان، مگر ایسا نہیں کیا، بس صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، تو ان کے پیروکار ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی تو صبر کرنا چاہیئے ناں۔

مگر دادو، آپ (محمدؐ) تو اتنی عظیم الشان ہستی ہیں، اور میں بہت معمولی سی، میں نہیں کر سکتی اتنا صبر مجھ سے نہیں ہوتا۔۔ وہ بے بسی سے بولی۔

تو پھر ہماری مثال لے لو، مرد و عورت کے بیچ کی ہماری زندگی اس قدر اذیت ناک اور عذاب ناک ہے بچی، کہ سوچ ہے تمھاری، نامکمل، ادھورے ہم، تم تو ایک شخص کے دھتکارنے پر زندگی سے ہی خفا ہو گئی۔ ہمارا حوصلہ دیکھو سگے ماں باپ کے دھتکارے ہوئے، ہر در پر دھتکار ملتی ہے، ہر

انسان سے ۔ مردوں اور عورتوں کی اس دنیا میں جیسے ہماری تو کوئی جگہ ہے ہی نہیں، ہر کوئی یا تو غلیظ بھوکی نظروں سے دیکھتا یا حقارت کی نظروں سے ۔

مگر پھر بھی شکر الحمدللہ، صدقے جاؤں اس پاک پروردگار کے جس نے زندگی دی، جسمانی معذوری نہیں دی، اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ۔ اور انسانیت کی خدمت کرنے کا موقع دیا ۔ دنیا نا سہی آخرت تو ملے گی ۔

ریشماں کے لہجے میں عجیب سا سکون اور ٹھہراؤ تھا ۔ فجر اب طوفان کے گزر جانے کے بعد کی طرح شانت تھی بلکل پر سکون، جیسے صبر آ گیا ہو ۔ جیسے اس مہربان آغوش نے ماں کی نرم ممتا کی طرح سر سہلایا ہو ۔

دادو، اب آپ جیسے کہیں گی میں ویسے ہی کروں گی، اب ان کی نفرت کو میرے صبر کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ آخری بات دل میں بول کر اس نے سکون سے آنکھیں موندیں تھیں

جلد ہی وہ اتنے دنوں کے بعد بغیر میڈیسن لیے گہری پر سکون نیند سوئی تھی ۔ رحاب اور پاشا اسے دیکھنے دوبارہ کمرے میں داخل ہوئے تو اسے دیکھ کر مسکرائے ۔

رواحہ کو اس بند کمرے میں دسواں دن تھا۔ وہ ییلو کرتی شلوار میں بڑا سا دوپٹہ حجاب سٹائل لیے بیڈ پر بیٹھی۔ اس دن کا سوچ کر اسے آج بھی جھر جھری آ جاتی تھی جب وہ سبز آنکھوں والا درندہ نما شخص اس کمرے میں اس کے اتنے قریب آیا تھا۔ اس نے اس سے دور بھاگنے کو اسے پرے دھکیل کر دوسری جانب جانے کی کوشش کی تھی۔

رواحہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی تھی تبھی واپس آ کر پھر اس خوفناک شخص کے چوڑے چٹانی سینے سے ٹکرائی تھی۔ تبھی وہ شدید خوفزدہ ہوئی تھی کہ اب کیا آزمائش آنی والی ہے اس پر۔ اس نے بے تحاشا خوفزدہ ہرنی کی طرح سہم کر اس کی جانب دیکھا تھا جو اب پھر دیوار سے پن کیے اسے دیوار پر دائیں بائیں ہاتھ رکھے محویت سے تکنے میں مصروف تھا، رواحہ نے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخیں دبانے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ اس کا دوپٹہ بھی اب اس گرین مونسٹر کی قدم بوسی میں مصروف تھا۔ مگر آنسوؤں نے روانی سے گال بھگوئے تھے۔

تبھی رومال کے پیچھے وہ سبز کائی جمی آنکھیں بھی بے چین ہوئی تھیں۔ اسی لئے وہ پیچھے ہٹتا چلا گیا تھا۔ الٹے قدموں چلتا وہ ڈور تک گیا تھا۔ مگر ایک پل کے لئے بھی اس سے نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔

تبھی وہ کمرے سے نکلتا چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا۔ رواحہ کی جان میں جان آئی تھی۔ اس کے ہونے سے تو سینے میں سانس ہی اٹک گئی تھی۔ اسی دن ایک خواجہ سرا اندر آئی تھی۔ رواحہ سے بیٹھ کر باتیں کیں۔ اور سے کپڑے دے کر گئی تھی۔

اور آج کافی دن ہو گئے تھے اسے یہاں رہتے۔ وہ فی الحال یہاں محفوظ تھی اس کے لئے یہی کافی تھا۔

رستم ولا میں موت کا سا سناٹا طاری تھا جب اس سناٹے کو چیرتی تین چار گاڑیوں کے ٹائروں کی چرچراہٹ کی آوازوں نے فضا میں شور پیدا کیا تھا۔ وہ گاڑیاں رستم ولا کے پورچ داخل ہوئیں تو ایک بھگدڑ ایک گھبراہٹ سی تھی جو چاروں اور دیکھنے کو ملی،

سفید کلف لگا کھدر کا سوٹ پشاوری چپل پہنے وہ شخص کروفر سے گاڑی سے نیچے اترا تھا۔

منیر دادا آ گئے،، منیر دادا آ گئے، سرگوشیاں عروج پر تھیں اور ہر کوئی اس کا استقبال کرنے بچھا جا رہا تھا۔ مگر وہ حقارت بھری نگاہ ان آدمیوں پر ڈال کر اندر بڑھا تھا۔ پورے ولا میں ہیبت سی طاری تھی۔

وہ اندر کوریڈور سے گزرتا ایک شاندار کمرے کے باہر آ کر رکا تھا۔ جس کے باہر دو گارڈ کھڑے تھے۔

دد،،، دادا،، رر رستم،، دد، دادا نے منع کیا ہے کک،، کہ اندر کوئی نا آئے،، گارڈ گھگھیا گیا۔

دادا نے جواب میں اس کے سر پر اپنی گن نکال کر رکھی تھی۔ اس کی روح فنا ہوئی۔ اور وہ گھگھیا کر پیچھے کھسکتا چلا گیا۔

وہ اندر داخل ہوا تھا۔ جہاں رستم خود کو شراب کے نشے میں ڈبو رہا تھا۔ بکھرا حلیہ، بڑھی شیو، لال انگارہ آنکھیں،

آنے والے کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے۔

یہ کیا حال بنا رکھا ہے اپنا تم نے چھوٹے، ہر کام ادھورا چھوڑ رکھا ہے یہ کیا عورتوں کی طرح حجرے میں بند ہوئے بیٹھے ہو تم رستم،،،

مجھے چندا چاہیے بھائی،، نہیں تو میں مار لوں گا اپنے آپ کو، اس سے پہلے کے رستم کو مزید قوالیاں سننے کو ملتیں اس نے اپنا مسئلہ بتایا اور دانت پیسے۔

خوب بہت خوب، ایک عرصہ لگا ہمیں لوگوں کے دلوں میں اپنا ڈر اور ہیبت بٹھانے میں، انسانوں کو چیونٹیوں کی طرح جوتوں کے نیچے روندا، اور تم رستم دادا، منیر دادا کے بھائی ہو کر ایک تل بھر کی چھوکری کو قابو نہیں کر سکے رستم ڈوب مرو، یا چوڑیاں پہن لو، اتنی ہی آگ لگی تھی تو اٹھا لاتے کوٹھے سے، اس دوسری چھوکری کے تو گھر تک گھس گئے تھے، ادھر کیا ہوا، وہ دھاڑا،

وہ رانی بائی سالی بیچ،،، اس کی وہ منہ دکھائی کی رسم وہ اصول اور میں،،

اب توڈوب ہی مرو تم سو کالڈ رستم دادا نام ڈبو دیا منیر دادا کا بھی ،، جانتے نہیں یہ اصول یہ پابندیاں معمولی انسانوں کے لیئے ہیں ہمارے لیئے نہیں زیادہ چوں چاں کرتی تو گولی مار دیتے رانی کو، اب عاشق بنے آہیں بھر رہے ہو،

مجھے وہ چاہیے بھائی، بچپن سے لے کر آج تک میں نے جو چیز کی خواہش کی، آپ نے مجھے لا کر دی، میں پورا پنجاب چھان چکا ہوں مگر وہ مجھے کہیں نہیں مل رہی مجھے وہ چاہیے، مجھے چندا چاہیے، اس نے اپنے بال نوچے۔۔

بند کرا اپنا یہ تماشا،، سمجھے، اور پوری بات بتا،، منیر نے دانت پیستے کہا۔

رستم نے ساری بات بتائی، اور میرے آدمیوں کو اس جلاد سوہم خان نے مار ڈالا اور دھمکی دی اور کہا کہ مجھے کہے کہ میری معشوقہ جلاد کے پاس ہے مرد کے بچے ہو تو لے جاؤ، اس نے نظریں چرا کر کہا مگر جلاد سوہم خان کے نام پر سامنے والا بری طرح چونکا۔

اے یہ کیا کہہ رہے ہو، سوہم خان تو مر چکا ہے، اونہہہہہہہ وہ جلاد بھول گئے شاید کے کیسے ہم نے انھیں کونوں کھدروں سے نکال نکال کر مارا تھا، جو دوبارہ منیر دادا سے الجھنے چلے ہیں،
اور تو، تو پنجاب میں ہی اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہ گدھے کی اولاد وہ تیرے باپ کراچی میں ہیں، منیر دھاڑ رہا تھا منہ سے جھاگ اڑا رہا تھا۔

اور پھر دونوں بھائی سر جوڑے مکرہ اور غلیظ پلین بنانے لگے

شہر کی مشہور سڑک پر ہیلتھ منسٹر کی گاڑی رواں دواں تھی۔
تبھی ان کی گاڑی سگنل پر رکی تو اس گاڑی کے لیفٹ رائٹ اور پیچھے تین اور گاڑیاں رکیں تھیں۔

سگنل سے ایک بچہ منسٹر کی گاڑی کے قریب آیا تھا اور ڈرائیور کو اپنی ٹوکری میں سے کھانے کی چیزیں بیچنے پر اصرار کرنے لگا۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس بچے نے نمکو کے پیکٹ کے ساتھ بڑی صفائی سے اس ڈرائیور کو گن پکڑائی تھی۔ جس نے چہرے پر ماسک لگا رکھا تھا۔ وہ بچہ جا چکا تھا۔
اور اتنی ہی جلدی اور صفائی سے منسٹر صاحب گن پوائنٹ پر دوسری گاڑی میں شفٹ ہو چکے تھے۔ منسٹر کی گاڑی اس ڈرائیور نے تھوڑی دور جا کر ایک مخصوص جگہ پر چھپائی تھی اور اپنی ہیوی بائیک پر ان گاڑیوں کا پیچھا کرتا بڑی جلدی ان تک پہنچ گیا تھا۔

شہر کی بیرونی حدود میں وہ گاڑیاں ایک بہت ہی ویران پرانی فیکٹری میں داخل ہوئیں تھیں۔ وہ تین تھے جنھوں نے اپنا چہرے رومال باندھ کر چھپائے ہوئے تھے۔ چوتھا بائیک سے اترا تھا۔

ہیے یو کون ہو تم، اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟ جانتے نہیں کون ہوں میں؟ چھوڑوں گا نہیں تم لوگوں کو میں،

منسٹر صاحب پھڑپھڑائے۔

مگر وہ انھیں دبوچ کر اندر لا کر ایک چئیر پر بٹھایا تھا جہاں ایک شخص ان کی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔۔ ان چاروں میں سے ایک نے منسٹر کی چئیر کے سامنے ایک چئیر رکھی تب وہ شخص مڑا تھا جس کے چہرہ پر بھی رومال بندھا ہوا تھا۔ وہ شخص اطمینان سے آ کر اس چئیر پر بیٹھ گیا۔ اور باقی چار اس کے پیچھے کمر پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

منسٹر کو مطلق جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ وہ کڈنیپ ہو چکا ہے اسی لئے اطمینان سے بولا۔

تم لوگوں کی تعریف؟

وہ تو دنیا کرتی ہے، پاشا کی سرسراتی بھاری آواز سناٹے میں گونجی، اور دنیا گواہ ہے کہ ہمیں

Executioners

کے نام سے جانا جاتا ہے، بے رحم، سفاک، ظالم اور جانے کیا کیا۔

اب ان پانچویں کی دائیں ہاتھوں کی انگلیوں میں ایک ہی اسٹائل میں اسکیلپل گھومتے دیکھ منسٹر کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں ابھری تھیں۔ اور کون نہیں جانتا تھا ان جلادوں کو تو ان کا ڈرنا بنتا تھا۔

پاشا نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو جے کے نے آگے بڑھ کر ایک ٹیبل پر رکھے، لیپ ٹاپ کو آن کر کے اس میں کچھ ویڈیوز ریکارڈنگز آن کر دیں اور پیچھے ہٹا۔
اب صورتحال کچھ یوں تھیں کہ مختلف سرکاری، غیر سرکاری اور نیم سرکاری ہوسپیٹلز کی وہ ویڈیوز دیکھ منسٹر کی کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب تھا۔ منسٹر کو سانپ سونگھ گیا۔

تو منسٹر جی، یقیناً یہ جو آپ کی ناک کے نیچے مچھلی بازار کھلا ہوا ہے آپ انجان تو نہیں ہوں گے اس سب سے، اگر انجان تھے تو اب تو معلوم ہو گیا ہے مجھے امید ہے کہ فوراً کوئی اسٹیپ لیں گے، اگر جانتے بوجھتے یہ سب ہو رہا ہے تو پہلی اور آخری وارننگ اور ایک موقع دے رہا ہوں یہ غلطی سدھارنے کا، بعد میں بس
Executioners
کی انصاف کی عدالت میں سزائے موت ملتی ہے۔

تم لوگ ایسا کچھ نہیں کر سکتے، ہو کون تم لوگ آخر، اور ہوتے کون ہو سزائے موت کی دھمکی دینے والے، وہ جلاد تو ختم ہو چکے ہیں تو تم لوگ کون ہو، منسٹر کی زبان پھسلی اور جانتے بوجھتے انجان بنا۔

ہمم،، جیسے کہ ابھی کہا جلاد ہوتے ہیں ہم، اور جو ختم ہو چکے ہیں ان میں سے ایک میں ہوں، اور یہ جو پیچھے کھڑے ہیں انھیں میں نے ہی تیار کیا ہے۔ اور یقین کروان کا کام کرنے کا اپنا ہی طریقہ ہے، یہ مارتے پہلے ہیں اور ڈیٹیلز بعد میں نکالتے ہیں کہ بندہ سچ میں گناہ گار تھا بھی کہ نہیں، پاشا نے اطمینان سے کہا۔

آخری وارننگ منسٹر ٹھیک کرو یہ سسٹم نہیں تو کہیں کے نہیں رہو گے۔

یہ کہہ کر پاشا سیٹ سے اٹھا تھا تب منسٹر کو اپنی گردن پر سوئی چبھتی سی محسوس ہوئی اس کے بعد اس کی آنکھ اپنی گاڑی میں اسے ٹریفک سگنل پر ہی کھلی تھی جہاں سے وہ غائب کیا گیا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

دس دن رحاب مما اس کے پاس رکیں تھیں، پھر جب وہ جانے لگے تو اسے بھی ساتھ آنے کو کہا مگر اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔

شیلا نے جانے کس کے کہنے پر اس کے پاس رکنے کی ضد کی مگر اس نے کسی کی نہیں سنی۔ اور سب کو واپس بھیج دیا۔

اپنا صبر آزمانا چاہتی تھی۔

مگر شاید بھول گئی صبر کرنا الگ بات ہے اور بہادر بننا الگ، آج ہی رات کے اس پہر گیارہ بجے پوری حویلی اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ چاراو سناٹا اور قبرستانوں جیسی ویرانی تھی۔ جھینگروں کی دلدوز آوازیں الگ ہی منظر پیش کر رہیں تھیں اور فجرا اپنے کمرے میں نیچے کارپٹ پر بیڈ سے ٹیک لگائے گھٹنے فولڈ کر کے ان کے گرد بازو فولڈ کیے بیٹھی بے تحاشا سہمی بیٹھی تھی۔

بیشک گیٹ پر گارڈز موجود تھے مگر وہ اس کے کسی کام کے نہیں تھے۔ خوف و دہشت اسی کی رگوں میں سرایت کر رہا تھا۔ بار بار نگاہ ٹیبل پر پڑے بی جان کے فون پر ٹھہر رہی تھی۔
پھر خود سے تھک ہار کر لرزتے ہاتھوں سے فون اٹھایا اور اس سفاک و بے مہر کا نمبر ڈائل کیا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode11......#surprise#surprise

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہ بیر اپنے روم میں تھا۔ بے چینی و بے قراری حد سے سوا تھی۔ اور غصہ سوا نیزے کو چھو رہا تھا۔
اس نے سب کو حویلی سے روانہ کر دیا تھا۔ حالانکہ بی جان نے کئی مرتبہ باتوں ہی باتوں میں اسے بتایا کہ وہ نازک دل لڑکی اکیلی اور تنہا رہ ہی نہیں سکتی ہے اور اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ مر جائے گی۔

اب وہ بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھا بری طرح پاؤں جھلا رہا تھا۔
اونہہہہ مجھے کیا، مرے چاہے جیے،، کیوں بھیجا شیلا کو حویلی سے،، کہہ کر بھی آیا تھا کہ وہ وہیں رہے گی، اس نے اپنی چٹختی کنپٹیاں سہلائیں، مگر دل ہنوز سینے سے سر پٹخے ہی جا رہا تھا۔
اور ایک ہی نام کا ورد کیے جا رہا تھا۔ اور اس دل سے تو وہ صدا کا بیزار اور تنگ تھا۔

ابھی اور جلتا اور سلگتا۔ کہ فون رنگ ہوا، بجلی کی سی تیزی سے اس نے فون اٹھایا تھا۔ مگر ادھر ایشان تھا جس نے آج کے مطلق چند ضروری چیزیں پوچھیں اور فون رکھ دیا۔ وہ بال مٹھیوں میں جکڑتا پیچھے بیڈ پر گراتھا۔ کیا عذاب تھا جو دل نے اس پر مسلط کر رکھا تھا۔
فون دوبارہ رنگ ہوا اب بھی اس نے فون اٹھانے میں بہت تیزی کی تھی۔ بی جان کا لنگ دیکھ کر دل کی دھڑکن پر بے ترتیب ہوئی اور آدھی بیل پر ہی کال رسیو کر لی۔

فون کان کو لگایا اور الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گیا، ادھر دوسری جانب بھی گہری خاموشی اور سکوت تھا۔ چند لمحے ہی اس نے اپنی سانسوں کی زیر و بم ماہ بیر کو سنائی تھی۔

ادھر فجر نے کلا ملائی جو آدھی بیل پر رسیو کر لی گئی، جب وہ سامنے سے کچھ نہیں بولا تو اسے اپنی سنگین غلطی کا احساس ہوا تو فون کٹ کر کے سینے سے لگایا اور بلک بلک کر رو دی۔

اپنے پاک پروردگار سے دل میں ہمکلام ہوئی تھی۔

اے سمندر میں دریا اتارنے والے میرے دل سے اس شخص کو اتار دے۔

چند ہی پل مزید خوف کے زیرِ اثر کٹے تھے پھر وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی ایک جانب لڑھک گئی۔

فون کٹ ہوا تو ماہ بیر کے ماتھے پر بے شمار بل آئے تھے۔ جان سولی پر لٹکی تھی۔ کچھ غلط نا ہو جائے۔ جھٹکے سے اپنا موبائل، کیز اٹھا کر وہاں سے نکلا تھا۔

کچھ ہی دیر میں بڑی ریش ڈرائیونگ کے بعد اس کی گاڑی حویلی داخل ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے گاڑی سے باہر آیا تھا۔ تیز قدموں سے اندر آیا۔ ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔ اس کا رخ سیدھا اس کے کمرے کی جانب تھا۔ اگر اب وہ وائٹ پیلس جانے سے انکار کرتی تو ماہ بیر یقیناً اسے اٹھا کر لے جانے والا تھا۔

مگر جب کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہوش اڑے تھے۔

Thisgirlwillkillmesomeday...

وہ دانت پیستا اس کی جانب لپکا تھا۔

فجر،،، ہیے یو،،کیا ہوا تمھیں ڈیم اٹ، اٹھو اور مجھ سے بات کرو، وہ دھاڑا، پینٹ کی پاکٹ سے فون نکال کر میسج ٹائپ کیا۔۔ فون رکھا اور پھر اس کی جانب متوجہ ہوا، اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔ نیلی فراک اور ٹراؤزر میں دوپٹہ فرش پر پڑا تھا۔ بکھرے بال اور بکھرا حلیہ آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے، ماہ بیر کے جبڑے بھینچ گئے تھے۔ ایک مرتبہ پھر اس کی گال تھپتھپائی۔ ہیے اٹھو، فجر،

انتظار کے لمحے بہت طویل اور اذیت ناک تھے۔ مگر گزر ہی گئے۔ تبھی باہر جبران کی گاڑی پارک ہونے کی آواز آئی تھی۔ ماہ بیر نے جلدی سے چادر کھول کر اس کے اوپر اوڑھائی۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اندر داخل ہوا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر ماہ بیر کی سانس اٹکی تھی کہ اس کے ساتھ وہ گرین مونسٹر بھی اندر داخل ہوا تھا۔

Whathappened?Nowwhatdidyoudo?You'llliketotell?

سوہم خان نے آبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا جواب فجر کا سر گود میں رکھے بیٹھا تھا۔ جبران فجر کا چیک اپ کرنے میں مصروف تھا۔

آتے ساتھ ہی ماہ بیر کو گرین مونسٹر سے پھلجھڑیاں سننیں کو ملی تھیں تو اسے آگ لگی

اونہہہہہہہ ،، میں نے کچھ نہیں کیا بھائی، یہ خود ہی ڈیڈھ سیانی ہیں ضدی چڑیل کہیں کی، جب نہیں رہا جاتا اکیلے تو کیوں حویلی سے روانہ کر دیا سب کو، تاکہ خود آتما بن کر حویلی میں بھٹکتی پھریں، پھر رہا بھی نہیں گیا، جب میں آیا تو پہلے سے بے ہوش ہی تھی، میں نے کچھ نہیں کیا۔

وہ اتنے وقت کی کوفت سے جھنجھلا کر بولا۔ تو جبران بھی مبہم سا مسکرا اٹھا۔

جبکہ سوہم نے اس کی جانب سے پیٹھ پھیر لی تھی۔

نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے، جبران نے کہا تو ماہ بیر کا رنگ اڑا۔

یہ ٹھیک تو ہے ناں، ماہ بیر نے کہا تو سوہم ایک مرتبہ پھر اس کی جانب گھوما تھا۔

آں،، ہاں،، تمھیں فرق پڑے گا اگر اسے کچھ ہو جائے تو۔ تم ہمیشہ سے اسے اس جرم کی سزا دیتے آئے جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں۔ اگر پرواہ نہیں تو مرنے دو اسے بھی۔ سوہم خان نے اسے کانٹوں پر گھسیٹا۔

بھائی پلیز، دکھتی رگ دبنے پر وہ بلبلایا تھا۔

سوہم خاموش ہو گیا۔ جبران نے ٹریٹمنٹ شروع کی۔ اسے انجکشن لگایا۔

کچھ دیر کے بعد دوبارہ چیک کیا تو پلز نارمل چل رہی تھی۔

اب بلکل ٹھیک ہیں یہ، میں سکون آور انجیکشن لگا رہا ہوں صبح تک بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔

یہ کہہ کر جبران نے اسے ایک اور انجیکشن لگایا۔

اب ہم چلتے ہیں، جبران اور سوہم جیسے آئے تھے ویسے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

ماہ بیر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری تھی۔ بیڈ سے اٹھا اور کھڑکی تک گیا۔ سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائی۔ ۔ آج تک اسے ٹارچر کر کے وہ خود کب سکھی ہوا تھا۔

فضا میں سگریٹ کا دھواں چھوڑتا وہ دل وجان سے جل رہا تھا۔

پیچھے مڑ کر ایک گہری نگاہ اس نازک وجود کو دیکھا۔

سگریٹ بجھا کر کھڑکی کے باہر اچھالی اور کھڑکی بند کر دی۔ شرٹ اتار کر ایک سائیڈ رکھی دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ تک آیا تھا۔

تسکینِ محبت کے بس دو ہی طریقے تھے

یا دل نا بنا ہوتا یا،،،،،،،،،،،،تم نا بنے ہوتے

وہ نرمی سے اس کے پہلو میں نیم دراز ہوا تھا۔ کروٹ بدل کر اس پر حاوی ہوا۔ رگ وجاں میں ایک سرور اور فسوں سا طاری ہوا تھا۔ تبھی اس نے جھک کر پھر اس کتاب چہرے کے ایک ایک نقش کو چوما تھا۔ بے اختیار ہی ہاتھ گردن کے گرد لپٹایا تھا۔ اور ان گداز لبوں کو اپنی پر تپش دہکتی گرفت میں لیا تھا۔

وہ یوں محبت کا جام پینے میں مصروف تھا جیسے برسوں کا پیاسا میٹھے پانی لے کنوئیں پر جھکا ہو۔

اس سے پہلے کے بے قابو ہوئے جزبوں پر بند باندھنا مشکل ہو جاتا۔ وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔
اسے اپنی آغوش میں لے کر سکون سے آنکھ موندلیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رواحہ عشاء کی نمازادا کر کے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو دو سبز سی آنکھیں تصور کے پردے پر لہرائیں تھیں تو وہ بے تحاشا چونکی تھی۔ اب تو اکثر وہ آنکھیں سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے خود کو دیکھتی محسوس ہوتیں تھیں اور ہر وقت تصور کے پردے پر لہراتی رہتی تھیں۔ اور اپنی اس صورتحال سے وہ بہت جھنجھلا رہی تھی جھپٹا رہی تھی۔ اسی ادھیڑ بن میں بیٹھی تھی کہ سلائیڈنگ ڈور کھلنے کی آواز پر اس نے چونک کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔
منی جیسے سوہم نے ڈور لاک کا کوڈ بتا دیا تھا مسکراتی اندر داخل ہوئی تو رواحہ بھی مسکرا دی۔

اے ماش میلو،، آؤ باہر آ جاؤ سہیلی،، منی نے کہا تو رواحہ کو خوشگوار حیرت ہوئی۔
مگر وہ جھجھکی، مم،،، مگر، وہ،
آئے وہ گرین مونسٹر نہیں ہے یہاں پر، تم آ جاؤ باہر، منی نے رواحہ کا ہاتھ تھاما اور اسے باہر لے آئی۔
باہر طویل کوریڈور میں سے گزر کر ایک بہت بڑا لاؤنج تھا رواحہ کی خوشی دیدنی تھی۔

ہاں ماش میلواب پوچھو کیا پوچھنا تھا؟ وہ دونوں ایک صوفے پر بیٹھی تھیں۔ منی نے اس کا الجھن زدہ چہرہ دیکھا تو اسے پوچھنے کی اجازت دی۔

تت،، تم لوگ کون ہو؟ اور مجھے یہاں کیوں رکھا ہوا ہے؟ وہ معصومیت سے بولی۔ تو منی مسکرائی۔
ہم اچھے لوگ ہیں مارش میلو، اور تمھیں یہاں اس لئے رکھا ہے کہ تمھیں اس رستم شیطان سے بچا لیا جائے، منی نے اطمینان سے کہا تو رواحہ کو حیرت ہوئی۔
دو سبز وحشی سی آنکھیں تصور کے پردے پر لہرائیں۔
اور،، اور،، وو،، وہ، کون ہیں، جج جنھیں گرین مم مونسٹر کہہ رہی ہو تم، اس کا پوچھتے وہ لرزی۔

وہ میرا بھائی ہے، ارے ہٹ، اس کا تو نا ہی پوچھ تو بہتر ہے، منی نے جان بوجھ کر بات گھمائی تھی۔ اور کڑوا سا منہ بنایا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

سوہم ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ وہ گاڑی میں، وائٹ پیلس میں، باہر کسی بھی جگہ ہو کر بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ دو حصوں میں بٹ چکا تھا، اور اپنی اس حالت سے بے حد بیزار تھا۔

جسم کہیں اور ہوتا جبکہ روح تو یوں لگتا تھا کہ کسی اور کے جسم میں ہی پروئی گئی ہے۔ یا یوں تھا کہ اس گداز سے وجود کی روح سوہم کے جسم میں پرودی گئی تھی۔ کہ وہ ایک سیکنڈ ایک لمحہ ایک پل کے لئے بھی اس کے زہن و دل سے محو نہیں ہو پاتی تھی۔

او کے رائٹ، مجھے اس کے حسن نے متاثر کیا ہے، ایسی کوئی بات نہیں جو میرے دل و دماغ میں کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ بے حد حسین ہے۔ بس اسے لئے۔۔

ڈیم اٹ،، ششششششٹ،،،،

سٹئرنگ پر زوردار ہاتھ مارا تھا۔ کیا مجھے اس کے جسم کی طلب ہے۔ یخ،،،، اپنی سوچ پر گھن آئی، اور کراہیت محسوس ہوئی۔

کوئی اتنا بھی حسین کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسے آسمان سے اتری پری۔ جیسے بارش کے بعد کی قوس و قزح کے رنگ، جیسے ریشمیں گڑیا، جیسے گداز، نرم و ملائم مارش میلو،،

وہ اپنی ہی دھن میں سوچے گیا۔ پتہ ہی نا چلا اس کے سرد و سپاٹ لب اپنے آپ مسکرائے تھے۔

وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تھا۔ بے چینی حد سے سوا تھی۔ آج پاشا ڈیڈ نے اپارٹمنٹ آنا تھا۔ اور جب انھوں نے رواحہ کے متعلق سوال کرنے تھے تو ماہر سوہم خان کے چھکے چھوٹنے والے تھے۔

تبھی وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتا اندر داخل ہوا تھا۔ مگر اندر کا منظر دیکھ جیسے اس پر کسی نے پیٹرول ڈال کر آگ لگائی تھی۔ وہ ابھی اندھیرے والی سائیڈ تھا اسی لئے فوراً رومال نکال کر منہ پر باندھا تھا۔

MuneebHowdareyoutogetherout?Howcanyoudothat?
غراہٹ نما دھاڑ سنائی دی تو وہ دونوں ہی باتیں کرتیں اپنی جگہ سے اچھلی تھیں۔۔

رواحہ کی نظر بیرونی دروازے تک اٹھی تو وہ سامنے ہی بلیک پینٹ کے اوپر گرے شرٹ میں رومال باندھے وہ شرر بار آنکھوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

رواحہ کا خوف سے سفید پڑتا چہرہ دیکھ منی نے سوہم کو گھورا۔ ارے ہٹ، وہ کونسا بھاگی جا رہی ہے، کہیں نہیں جاتی، اور اسے میں ہی،، اس سے پہلے منی کچھ کہتی سوہم اسے بازو سے تھام کر بلیک روم کی جانب لے کر گیا تھا۔ منی کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

وہ اسے لیے بلیک روم میں داخل ہوا تھا۔ وہ بری طرح مچلی، سوہم نے اسے لا کر پھر دیوار سے پن کیا تھا۔ اور اس کے سامنے بلکل قریب پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہو گیا۔ رواحہ کی آنکھیں ڈبڈبائیں تھیں۔

مجسم محبت کو چھو کر دیکھنے کی چاہ دل میں طوفان بن کر اٹھی۔ کاش وہ زبان سے کہہ پاتا۔
مجھے زندگی کی آغوش میں سونے دے، تیری روح میں جسم ڈبونے دے، کہ ماہر سوہم خان کا دل یہیں کہیں اس کے سرخ جالی دار دوپٹے کے جال کے دام میں بہت بری طرح الجھ کر پھنسا تھا۔
تبھی اس کے ہاتھ بہت بے اختیار ہوئے تھے اور اس کے نرم و گداز بازوؤں کو تھاما تھا۔

رواحہ یوں صدمے سے بے حال ہوئی جیسے ابھی مر جائے گی۔ وہ اس لمس کی حدت سے بری طرح کسمسائی تھی۔

چچ،، چھوڑیں مجھے،، ی،، یہ، کک،، کیا کر رہے ہیں آپ، وہ مچلی،

سوہم خان کے رگ و پے میں ایک سکون و سرور سا دوڑا تھا۔ تبھی آگے بڑھتا چلا گیا اور اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر وحشی سبز کائی نما آنکھیں بند کر لیں۔

آ،،، آئی،، ہیٹ،، یو،، چچ، چھوڑیں،، مم،، مجھے،، آ،، آپ،، بھی، وہ،، ویسے،، ہی، گندے، ہو،، ہو،، جو،، چھ،، چھوڑو مجھے، اس نے سوہم خان کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں سے مکے برسائے۔ اور بری طرح جھپٹائی۔

سوہم اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ کہنا چاہتی ہے کہ تم بھی رستم کی طرح گندے ہو، تبھی اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

سوہم نے اپنی آنکھیں اس کی براؤن آنکھوں میں گاڑھیں تھیں، رواحہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنساہٹ ہوئی۔ آنسو سے چہرہ بھیگ گیا۔

یو ایڈیٹ، اسٹوپڈ، فول گرل محبت اور ہوس میں فرق نہیں معلوم تمھیں؟ ان اظہارِ محبت کے الفاظ کے ساتھ سوہم کا روم روم سلگا تھا۔۔

تبھی اس نے نرمی سے اسے چھوڑا تھا۔ اور حسبِ معمول اپنے قدم پیچھے لئے۔
ھییے یو، یاد رکھنا، اسے جسے دنیا گرین مونسٹر کہتی ہے محبت باوضو ہے اس کی، یاد رکھنا،
رواحہ اپنی جگہ پر ساکت ہوئی تھی۔

وہ کہتا باہر آیا تھا، سامنے ہی منی کھڑی تھی،
اسے بہت جلد یہاں سے جانا ہے منیب بتا دینا اسے، وہ کہتا اپنے کمرے میں بند ہوا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان لاؤنج میں داخل ہوا تو وہ اپنے ڈول ہاؤس کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔۔ آروشے کے تمام ٹیسٹ کمپلیٹ ہو چکے تھے، جب اسے ہوش آیا تو تو اس کی حالت بہتر تھی اور ان کچھ دنوں میں اس کی مکمل ٹریٹمنٹ سٹارٹ ہو چکی تھی۔

آروشے نے ایشان کو دیکھ کر کلیپنگ کی،، یے ے ے ے ے ے ے، فرینڈ آؤ میرے ساتھ کھیلو، یہ دیکھو میرا چھوٹا سا ہاؤس جہاں روشے بے بی رہے گی، بٹ روشے بے بی سیڈ ہے۔

ریڈ فراک کے نیچے بلیک ٹراؤزر اور بلیک سکارف گلے میں ڈالے لمبے بالوں کی دو پونیاں جھلاتی وہ کیوٹ سا براسا منہ بنا کر بولتی سیدھا اس کے دل میں اتری تھی۔

اور روشے بے بی کیوں سیڈ ہے۔ ایشان نے مسکرا کر پوچھا۔

بی کاز، اس ہاؤس میں روشے بے بی بلکل اکیلی ہے، روشے بے بی کا کوئی فرینڈ تو ہے ہی نہیں ہاؤس میں، وہ دکھی ہوئی۔

دونٹ وری روشے، میں تو ہوں ناں تمھارے ساتھ، اب یہ فرینڈ اپنی روشے کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑے گا۔

سچ،، وہ خوشی سے کھلی اور اس کے گلے میں جھول گئی۔

ایشان نے بھی آج اس کہ کمر کو نرمی سے ہاتھوں سے تھاما تھا۔

مچ،،، یہ کہہ کر اس کے ماتھے پر ہلکے سے حدت بھرا لمس چھوڑا۔

اووووو،، فرینڈ روشے بے بی نے کیا اچھا کام کیا ہے، بی کاز آپو تو روشے بے بی کو تبھی فورہیڈ پر کسی دیتی ہیں جب وہ کوئی اچھے والا کام کرے؟

روشے بے بی نے اس جلاد کو اندر تک ہلا ڈالا ہے اور کسی کام کا نہیں چھوڑا، وہ خود سے بڑبڑایا۔ جبکہ روشے پھر اپنے ہاؤس کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔

روشے بے بی اپنے ٹوائیز کے ساتھ کھیلے گی اتنا ایش کچن میں جا کر روشے کے اچھا سا پاستا بنا کر لائے گا اور آپو سے ایک بات بھی کرے گا۔

اوکے، وہ بہت جلد مان گئی، ایشان مسکراتا کچن کی جانب بڑھا تھا جہاں سے کھٹر پٹر کی آوازیں آ رہی تھیں۔

مجھے پتہ ہے کافی دنوں سے آپ مجھے اگنور کر رہی ہوں۔ مگر خدا کے لئے مجھے بتا دیں کے آروشے کے ساتھ کیا ہوا تھا، نہیں تو آپ کو کچھ ہو گیا تو یہ راز آپ کے ساتھ ہی منوں مٹی تلے دفن ہو جائے گا اور میں کبھی آروشے کا علاج نہیں کر پاؤں گا۔ کیا آپ یہی چاہتی ہیں۔

ایشان کی سنجیدگی سے کہی بات پر علیزے کے ہاتھوں سے چاۓ کا مگ زمین پر گر کر چکنا چور ہوا تھا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode12....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ڈاکٹر جنت کے ذاتی کیبن میں مِفرا اطمینان سے کونے والے صوفے پر بیٹھی ایکوریم میں رنگ برنگی مچھلیوں کو دیکھ رہی تھی۔ اور فنگر سے شیشہ بجا کر کبھی انھیں ایک سائیڈ کر دیتی کبھی دوسری۔ بڑا دلچسپ شغل تھا۔

سونیا اسے یہاں چھوڑ کر جانے کہاں گئی تھی۔ سونیا سے بھی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔

وہ دماغی طور پر پوری طرح صحت یاب ہو چکی تھی۔ مگر اس بات سے یکسر بے خبر تھی۔ کہ اس کی کاؤنسلنگ کے دوران بتایا گیا ایک ایک لفظ، اپنی زندگی کی کہانی لائیو ویڈیوز کے زریعے من و عن کسی تک پہنچ کر اس کی دنیا تہہ و بالا کر چکا ہے۔ اسے کانٹوں پر گھسیٹ چکا ہے۔ اس کا چین و سکون برباد کر چکا ہے۔

وہ سکون سے بیٹھی تھی۔ تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ڈاکٹر جنت کو اندر آتا دیکھ وہ محبت و عقیدت سے مسکرائی تھی۔

کیسی ہے میری بچی،

بلکل ٹھیک ڈاکٹر،، وہ کہتی حیرت زدہ ہوئی کیونکہ ڈاکٹر جنت آج اکیلی نہیں تھیں۔ ان کی پیچھے ہی ایک لمبا چوڑا سرخ و سفید شخص ڈاکٹری کوٹ پہنے اسٹیتھوسکوپ گلے میں لٹکائے اندر داخل ہوا تھا۔ وہ جو کیمل کلر سوٹ میں لاپرواہ سی بیٹھی تھی اب فوراً سے پہلے دوپٹہ سر پر لیا تھا۔

کیسی ہیں آپ مس مِفرا؟ آنے والی کی بھاری آواز کمرے میں گونجی۔

میں بلکل ٹھیک ہوں، اس نے دھیمے لہجے میں نگاہیں جھکائے جواب دیا اسے عجیب سی بے چینی ہوئی تھی کہ آنے والے شخص نے ایک پل کے لیئے بھی اس سے نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔

مِفرا بیٹا یہ ڈاکٹر جبران ہیں، بہت اچھے ہارٹ سرجن ہیں، سونیا اور یہی تمھیں میرے پاس لے کر آئے تھے۔ اب تمھیں ان کے ساتھ جانا ہے، اب تم ان کے زیرِ نگرانی رہوگی، ڈاکٹر جنت نے سکون سے کہہ کر اسے بے سکون کیا۔

مِفرا کا چہرہ سفید پڑا تھا جو کوئی بڑے اطمینان سے آبزرور کرنے میں مصروف تھا۔

مم،، مگر،،ڈڈ،، ڈاکٹر،، وہ بوکھلائی۔

ابھی ابھی تو لگنے لگا تھا کہ زندگی کچھ آسان ہوگئی ہے اب زندگی کیا امتحان لینے والی تھی۔

ڈونٹ وری بیٹا یہ بہت اچھے ہیں، تم بلکل فکر مت کرو، میرا ڈیوٹی ٹائم آف ہوگیا میں چلتی ہوں۔

ڈاکٹر جنت کے ایک ایک لفظ میں بے چینی تھی۔ انھوںنے نے مفرا سے نگاہیں چرائیں، کتنا چاہا تھا کہ مفرا ان کے ساتھ رہے، پرسکون زندگی گزارے۔ ان کے تو خود کے بچے بیرونِ ممالک میں پڑھنے گئے ہوئے تھے کتنی اٹیچ ہوگئیں تھیں وہ مِفرا سے۔ مگر یہ سو کالڈ ضدی اور پاگل Executioner,,,,,,

انھو ںنے نروٹھے پن سے جبران کو گھورا، جو لاتعلق سا بنا بیٹھا تھا ہاں مگر وقتاً فوقتاً ایک گہری نگاہ اس گلابی گھبرائے وجود پر ضرور ڈال لیتا۔

ڈاکٹر جا چکی تھیں۔ اور وہ شدید نروس ہوتی ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

جبران نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی۔

اونہہہہہہہ، ہارٹ سرجن کے ہارٹ کی بینڈ بجا دی محترمہ نے، مگر یہ جے کے بی سود سمیت بدلہ لے گا۔

چلئیے،، وہ کھڑا ہوتا سکون سے بولا۔ وہ لرزتے قدموں سے اٹھی اور مردہ قدموں سے اس کے پیچھے ہو لی۔

وہ اسے لئے ایک کوریڈور سے گزرا۔ اور ایک کمرے کی جانب اشارہ کیا۔ آپ ادھر بیٹھیں میں ڈسچارج پیپر لے کر آتا ہوں۔

لل،،، لیکن جانا کک،، کدھر،، ہے، وہ سہمی ہوئی تھی۔

آ کر بتاؤں گا آپ کو، سامنے والے کا اطمینان قابل دید تھا۔ وہ اسے چھوڑ کوریڈور میں غائب ہو گیا۔ وہ کانپتی سی اس کمرے میں داخل ہوئی۔ وہاں آ کر ہوسپٹل والے بیڈ پر بیٹھی تھی جب اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو،

اس دن والا وہ لمبا چوڑا شخص منہ پر رومال باندھے، رومال پر جے کے لکھے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اسکیلپل ہاتھ کی انگلی میں گھوم رہا تھا۔ کیا وہ اسے مار کر اس کے آرگنز نکال لے گا۔ وہ لٹھے کی طرح سفید پڑی اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی جانب بھاگی مگر بے سود، گردن کے پیچھے کچھ چبھتا سا محسوس ہوا وہ تیورا کر زمین پر گری تھی۔۔

کچھ ہی دیر میں ہر چیز دھندلا گئی اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

جے کے یہ کیا کیا آپ نے، سونیا اندر آ کر چلائی تھی۔

سنو اسے لے جاؤ، اور اسی ہوسپیٹل کے اسی روم میں اسی بیڈ پر لے جا کر لٹا دو اور کہنا تمھیں باہر بے ہوش ملی تھی،

واٹ،، وہ شاکڈ سی چلائی، یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ اگر وہیں پھینکنا تو تو لائے کیوں، اور پھر علاج کیوں کیا؟

شٹ اپ سونیا، جتنا کہا ہے اتنا کرو، نو مور کوئسچن، وہ سنجیدگی سے اب اطمینان سے رومال چہرے سے اتارتا بولا۔

سونیا نے نروٹھے پن سے اسے گھورا۔ مگر وہ اب فون پر کسی کے ساتھ بزی تھا۔ اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔

پاشا اس کے بلکل سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ ایک ہاتھ کی کی مٹھی بنا کر گال پر رکھے اسے بغور سر تا پا گھور رہا تھا۔

واٹ ڈیڈ، ، گھورنا بند کریں، اور سیدھا سیدھا جو پوچھنا ہے وہ پوچھ لیں، ایسے گھورنے کا کیا مطلب ہے، وہ گرین مونسٹر جس کی دہشت وہیبت سے ایک دنیا تھر تھر کانپتی تھی۔ اب پاشا کے اس حوالے سے گھورنے پر وہ سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔

کیوں رکھا ہوا ہے اسے پاس؟ پاشا اصل موضوع کی جانب آیا۔
کل بھیج دو گا کسی سیف جگہ، ، وہ بظاہر لاپروائی سے بولا مگر اندر ایک طوفان سا اٹھا۔
رئیلی، مگر کیوں، میں نے ایسے تو نہیں کہا کہ اسے کہیں بھیج دو؟
مگر میں اب اسے مزید یہاں نہیں رکھ سکتا۔ وہ دوسری جانب دیکھتے بولا۔
کیوں؟ پاشا کی گہری نگاہ اس پر تھی۔
کیونکہ یہ میری رسپونسبلٹی نہیں ہے، نا ہی مجھے کوئی پرواہ ہے۔
حالانکہ پاشا نے بلکل نہیں پوچھا تھا کہ تمھیں اس کی پرواہ ہے بھی کہ نہیں۔

وہ دونوں یہاں پہنچ چکے ہیں مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی ماہر کے تم اپنے پیچھے کوئی کلو چھوڑ کر آؤ گہ اور اسپیشل اس کے کتے سے بول کر آؤ گے کہ اس کہ منظور نظر جلاد کے پاس ہے۔

پاشا نے اب آئیبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا۔

سوہم کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔ پاشا آج بھی ان سب سے اور ان چاروں کے ایک ایک پل سے اتنا ہی باخبر رہتا تھا۔

اوکم آن ڈیڈ، آپ اب بھی مجھے نہیں سمجھے، کتے کے آگے ہڈی پھینکی تھی تاکہ وہ اس کی بو کو سونگھتا میرے پلین کے مطابق شیر کی کچھار میں چلا آئے۔ اور پھر پاگل کتے کی موت ہی مرے گا۔

وہ اطمینان سے بولا۔ وہ تو نارمل کنڈیشن میں بھی اسے اتنی دردناک موت مارتا کہ اس کی سات پشتیں تھر تھر کانپتی پیدا ہوتیں۔ اور اب تو دشمنی زرا.................

وہ یہاں آگیا ہے تو تم پھر اس بچی کو یہاں سے کیوں بھیج رہے ہو۔ کیا وہ باہر کہیں بھی سیو ہوگی؟

سوہم کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔ ہاں مگر دل میں جو طوفان اٹھے تھے یہ تو وہ ہی جانتا تھا۔ مگر اس کے باوجود کم از کم پاشا سے نہیں کہہ سکتا تھا۔

کہ ڈیڈ اس کی سیفٹی کی بات کر رہے ہیں اب تو سوہم خان کی مرضی کے خلاف اسے مخالف سمت کی ہوا بھی نا چھو پائے۔ کوئی اور تو بڑی دور کی بات ہے۔

ہر چیز پلین کے مطابق ہی ہوگی۔ ڈونٹ وری ڈیڈ، آپ کی میرال سے بات ہوئی، سوہم نے پاشا کا دھیان رواحہ کی جانب سے دوسری جانب بھٹکانے کو پوچھا۔ جو کہ پاشا اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ اسی لئے مبہم سا مسکرایا۔

ہمم ہوئی تھی بات، تمھارا پوچھ رہی تھی، کہہ رہی تھی کہ اگر تم نے اس سے بات نا کی تو وہ آکر تمھیں گنجا کر دے گی۔

پاشا نے کہا تو سوہم مبہم سا مسکرایا۔

دیکھتے ہیں،، سوہم اب صوفے پر پاشا کے قریب بیٹھا تھا۔

کوئی اور بات جو تم مجھ سے شئیر کرنا چاہو، پاشا نے کہا تھا وہ بری طرح گڑبڑایا۔ اور نظر بے اختیار ایل ای ڈی کی جانب اٹھی۔

نو، ڈیڈ، کوئی نہیں،

ہمم رائٹ میں چلتا ہوں، تمھاری ماما انتظار کر رہی ہوں گی۔ پاشا کہتا اٹھ کر کھڑا ہوا۔ تو وہ بھی احترام کھڑا ہو گیا۔

ویسے آپس کی بات ہے جب کسی کو محبت ہو جائے اور عشق رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگے تو محبوب کا عکس انسان کی آنکھوں دکھائی دینے لگتا ہے، ہے ناں، پاشا نے رک کر پوچھا۔

واٹ،، ڈیڈ آپ نے میری نظروں میں کیا دیکھ لیا اب، وہ تلملایا۔

میں نے تمھاری بات کب کی یار، میں تو اپنی بات کر رہا تھا۔

پاشا نے اس کی حالت سے حظ اٹھاتے اب دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سوہم جھنجھلا کر اندر اپنے روم میں آیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان علیزے کے سامنے اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔

وہ نڈھال سی ڈائننگ ٹیبل کی چئیر پر بیٹھی تھی۔ جیسے برسوں کی مسافت طے کر کے تھکن سے چور ہوئی ہو۔

دیکھیں علیزے، مجھے اس کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ شاید، اس کے ساتھ،، کچھ غلط ہوا ہے۔ اور اگر ایسا ہے بھی تو آپ مجھ پر بھروسہ رکھ سکتی ہیں کہ میں اپنے عزائم سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹنے والا۔ مجھے محبت ہے اس سے اور مجھے وہ ہر حال میں ہر کنڈیشن میں قبول ہے۔ اب بتائیں مجھے،

یہ کہتے ایشان کی آنکھیں لال انگارا ہوئیں تھیں۔

علیزے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ جب کافی دیر رونے کے بعد زرا رونا تھما تو ایشان نے اسے پانی پلایا۔

بعض دفعہ جو دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں ہے، علیزے نے ہچکیوں کے درمیان مبہم سی بات کی تو ایشان چونکا۔

اور سوالیہ نظروں سے علیزے کو دیکھا۔ تب علیزے نے بتانا شروع کیا۔

ہم لاہور میں رہتے تھے۔ بہت چھوٹی سی خوشحال فیملی تھی ہماری۔ میں، آروشے اور بابا مما۔ پھر وہ منحوس دن ہماری زندگی میں آیا جب وہ آروشے سے کالج کے باہر ٹکرایا۔ وہ لاہور کا بااثر ترین غنڈہ رستم تھا۔ کالج کے باہر آروشے سے بدتمیزی کی تو آروشے نے سب کے سامنے اسے تھپڑ مار دیا۔ وہ منحوس دن ہماری زندگیوں میں ایک طوفانی سیلاب لایا اور سب کچھ بہا کر لے گیا۔

کچھ دن تو خاموشی رہی پھر اس رات وہ بے ضمیر درندہ صفت انسان اپنے غنڈوں سمیت ہمارے گھر کی جانب آیا۔ جسے میں نے اتفاق پہلے ہی گلی میں گاڑیوں میں بیٹھے دیکھ لیا تھا۔ مجھے لگا وہ صرف آروشے کو اٹھانے آیا ہوگا اور اسے نقصان پہنچائے گا۔ اسی لئے میں نے آروشے کو اپنی قسمیں ماں بابا کی قسمیں دے کر لاؤنج کی ڈیکوریشن میں بنے خفیہ لکڑی کی کیبن میں چھپا دیا۔

مگر یہ میری خام خیالی ہی تھی۔ کیونکہ وہ ایک فرعون نما ظالم درندہ تھا۔ جب وہ اندر گھسا اور آروشے اسے نہیں ملی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔ ہمارے سامنے پہلے ماں بابا کو مار ڈالا، میں نے پھر بھی منہ نہیں کھولا تو مجھے بے آبرو کر دیا۔

وہ کیبن کے سوراخ میں منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹتی سب کچھ دیکھتی رہی۔ مگر میری قسم کی وجہ سے باہر نہیں آئی۔

علیزے بلک بلک کر روتی اپنی بربادی کا ماتم منا رہی تھی۔ پھر وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائی کہ اس کی وجہ سے ماں بابا چلے گئے اور میرے ساتھ وہ سب کچھ ہوا۔

اور اس کی یہ حالت ہو گئی۔

میں اسی رات جیسے تیسے اسے لے کر وہاں سے بھاگ آئی۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا آروشے کا پاک صاف رہنا تبھی جانے کیا ہوا کہ اس درندے نے دوبارہ ہماری تلاش نہیں کی۔ اور ہم یہاں آ گئے۔ یہاں ہمیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں نے محلے میں بتایا کہ میرے والدین حادثے میں گزر گئے اور یہ پیدائشی ایسی ہے۔

شکر ہے یہاں پر اچھے لوگ مل گئے اور کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

میں نے یہ راز صرف آروشے کی صحت یابی کے لئے افشا کیا ہے۔ واقعی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اگر واقعی مجھے کچھ ہو گیا تو آروشے کیسے ٹھیک ہو گی۔

ایشان تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والا حساب ہوا تھا۔ آنکھوں میں خون اترا۔
یوں بھی رستم دادا کے ڈیتھ وارنٹ تو جلادوں کی عدالت میں نکل ہی آئے تھے۔ مگر اب تو دشمنی زرا پرسنل ہوتی جا رہی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

بوجھل ہوتے سر کے ساتھ اس کی آنکھ کھلی تھی۔ کمرے میں ملگجہ سا اندھیرا تھا۔۔
پوری آنکھیں تو اس کی تب کھلیں جب پیٹ پر کسی بھاری چیز کی سخت سی گرفت محسوس ہوئی۔
اور یہ جان کر حویلی کی چھت جیسے اس کے سر پر گری تھی کہ اس کی پشت پر ایک اور وجود موجود ہے. جس کی باقاعدہ بھاری ہوتی سانس اسے سنائی دی تھی۔
فجر بری طرح کسمسائی۔ اور اس کی ننھی سی ہلچل سے پاس پڑے ماہ بیر کی آنکھ کھلی تھی۔

جانے کیوں مگر وہ سوتا بن گیا۔ جھٹکے سے اس نے پیچھے پڑے وجود کو دیکھا تھا۔ جو سکون سے آنکھیں موندے سو رہا تھا۔
فجر نے پھر دوسری جانب رخ کیا اور اپنی ویسٹ سے وہ بھاری بھرکم چٹانی ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔

کچھ ہی پلوں میں وہ بے حال ہو چکی تھی۔ پیچھے وہ بند آنکھوں سمیت گہرا مسکرایا۔

اونہہہہ، سڑو،، اکڑو کہیں کے، اور میں تو سمجھی تھی صرف دل ہی پتھر کا لیے گھوم رہے یہاں تو یہ چٹانی بازو،،،، افففففففف،،

وہ باآواز بلند بڑبڑائی۔

ماہ بیر نے بڑی مشکل سے قہقہہ ضبط کیا تھا۔

مگر فجر اب سمجھ گئی تھی کہ وہ جاگ چکا ہے اور اسے یونہی حسبِ عادت ستانے میں مصروف ہے۔۔

چھوڑیں مجھے،، وہ غرائی۔ تو ماہ بیر نے شرافت سے ہاتھ ہٹائے اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اپنے اس قدر قریب اسے شرٹ لیس دیکھ کر اور رات کا سوچ کر اب وہ بھونچکا سی اسے گھور رہی تھی۔ صدمے سے برا حال ہوا تھا۔ اسے یہ عرصہ مطلب تین ماہ تو عدت میں گزارنے تھے اور یہ۔

آ،،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی،، وو،،، وہ، پیپر مجھے دے کر، اس طرح میرے قریب آنے کی۔؟

ماہ بیر اب سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا جو صدمے سے بے حال ہو رہی تھی۔ اب وہ یہ تو ہرگز نہیں بتانے والا تھا کہ وہ پیپر جعلی تھا۔ سائن نقلی تھے، نام نقلی تھے۔ نا وہ ڈائیورس دینا چاہتا اور نا وہ لینا چاہتی تھی تو اس پیپر کی کیا اوقت تھی۔

میں ماہ بیر راسم حفیظ ہوں میڈم، تمھیں نہیں پتا کہ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں، اور اب مجھے آنکھیں دکھا رہی ہو، رات تو بڑی بے چین تھیں میری باہوں میں آنے کو، کیسے میری پناہوں میں موم بن کر پگل رہی تھیں۔ وہ تو سامنے بندہ ہی شریف تھا جو بہکا نہیں، نہیں تو فجر میڈم تو گئیں تھیں کام سے،

وہ بڑے سکون سے کہتا اب اسے جان بوجھ کر بے سکون کر رہا تھا۔

ضد جو تھی وہ کرنے کی جو اس نازک جان کے لئے صدمے کا باعث ہو۔

آ،، آپ۔ جج،، جھوٹ،، بول رہے ہیں،، ای،، ایسا، کچھ، نہیں تھا، وہ روہانسی ہوئی۔

آں ہاں، اپنے بکھرے حلیے سے اندازا لگا لو یا کچھ اور سننا چاہتی ہو۔ بہرحال سامان پیک کرو تمھارے پاس صرف دس منٹ ہیں۔

مم،، مگر، میں،، کک، کہیں،، نن، نہیں،

شٹ اپ،، وہ حسب معمول غرایا، انکار کرنے کی جرات بھی نہیں کرنا، نہیں تو حشر بگاڑ دوں گا سمجھیں، جو کہہ رہا ہوں کرو،

وہ کہتا باہر نکلا تھا۔

اور پھر وہ لاکھ جھٹپٹائی۔ مگر ماہ بیر اسے حویلی سے وائٹ پیلس لے آیا تھا۔

تم تیار ہو جاؤ، اپنے سارے کپڑے سمیٹ لو جو میں نے تمھیں دئیے۔ تمھیں یہاں سے جانا ہے۔

منی نے بجھے دل سے کہا۔

الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو منی نے اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔

اور ابھی کل رات جو اس نے جادو گر نے رواحہ کے کانوں میں منتر پھونکا تھا جس سے وہ اس ساحری کے ساحر میں گرفتار ہو گئی تھی اس کا کیا۔

محبت باوضو ہے میری، کانوں میں بار بار بھاری آواز گونج رہی تھی۔

وہ مردہ قدموں سے اٹھی اور اپنے کپڑے منی کے دئیے بیگ میں رکھنے لگی۔

غلطی میری ہے میں نے سوچ بھی کیسے لیا کہ اب میری بد بختی میرا پیچھا چھوڑ دے گی۔ میں نے سوچ بھی کیسے لیا کہ زندگی آسان ہو جائے گی۔ میں نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میرے نصیب میں محبت، عزت کی زندگی کا سکھ لکھا ہے

آنکھوں سے سیل رواں جاری تھی۔

اور یہ تو وہ والا حساب تھا۔

گِر کے صیاد کے قدموں میں بہت رویا میں

کچھ ایسا رنج مجھے،،،،، اپنی رہائی پہ ہوا

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode13.#Eshaannikkahspecial

نوٹ۔ کل طبیعت خرابی کی وجہ سے ایپی نہیں دی تو آج لونگ سی ایپی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں، جس میں اتنے سرپرائز اور جھٹکے ہیں کہ توانوں غش ای پے جانا 😜😁

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ لرزتے قدموں سے بلیک روم سے باہر آئی تھی۔ اس کا بیگ منی کے پاس تھا۔ فیروزی فراک ٹراوزر میں وہ بڑی سی بلیک چادر میں تھی۔ سینے میں ایک حشر سا برپا تھا۔ باہر نکل کر اس نے ایک نظر چاروں اور ضرور دیکھا تھا۔ شاید کسی کی تلاش میں۔

مگر نگاہ ناکام واپس لوٹی تھی۔

اس نے نگاہیں جھکائیں۔ لاکھ چاہنے کے باوجود وہ منی سے یہ نہیں پوچھ سکتی تھی کہ،،،

نہیں، کچھ نہیں پوچھ سکتی تھی، کس حق سے پوچھتی، وہ تو امید کی ڈوری ہاتھ میں تھما کر دوسرا سرا ہی چھوڑ چکا تھا۔

کہاں ہم ؟؟

کہاں محبت ؟؟

جانے دیجیۓ، رہنے دیجیے،

بس کیجیۓ...!

یہ جو "ع"

یہ جو "ش"

یہ جو "ق" کرتا ہے

یہ لاحق جس کو ہو جائے

اسے برباد کرتا ہے..

ریاضی دان بھی حیران ہیں

اس بات پہ آکر...

یہ کس کلیے کی نسبت سے

جفت کو طاق کرتا ہے..

منی اور وہ دروازے کی جانب بڑھیں۔ یہ جانے بغیر کہ، کوئی ہے، کوئی ہے جو گہری خون اتری نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا ہے۔

خود پر سے اختیار کھو کر اسے کہہ تو بیٹھا تھا کہ محبت ہے۔

محبت کا بہت مبہم سا اظہار کیا تھا۔

مگر اس سب کی اس کی زندگی میں گنجائش کب تھی۔ کب اجازت دی تھی خود کو محبت کرنے کی۔ اسی لئے تو اسے خود سے دور کرنے جا رہا تھا۔ نہیں برداشت کر پا رہا تھا اب یہ تکلیف، وجود کو تڑپاتی دوہری تکلیف۔

وہ منی کے ساتھ باہر آئی۔ باہر گاڑی تیار کھڑی تھی۔ ایک الوداعی نگاہ پیچھے مڑ کر اس پراسرار سی عمارت کو دیکھا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

گاڑی اس عمارت سے دور ہوتی جا رہی تھی اور اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ اس کی آنکھوں کی نمی جو وہ اپنے اندر اتار رہی تھی۔ منی بخوبی سمجھ رہی تھی۔ مگر خاموش تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان صوفے پر سکون سے بیٹھا تھا۔ اور روشے بے بی نیچے کارپٹ پر اپنے کھلونے بکھرائے بیٹھی اب اپنے فرینڈ ایش کے دیئے گئے موبائل میں ٹیمپل رن کھیلنے میں مصروف تھی۔

کچھ کچھ دیر بعد ایشان اس کے منہ میں فروٹ پلیٹ میں سے ایک چیز اٹھا کر اس کے منہ کے آگے گے لے جاتا جسے وہ بے دھیانی میں کھانے میں مصروف دی۔

اور ایشان ابھی تک بہت گہرے غم و غصے اور سوچ میں تھا۔ جو علیزے نے بتایا تھا وہ اسے مینٹلی ڈسٹرب کرنے کو کافی تھا۔ اور یہی اس کے لئے نقصان کا باعث تھا۔ کیونکہ اب اسے سر میں ہلکا ہلکا درد محسوس ہو رہا تھا۔ اسے لئے وہ اپنے زہن کو بٹانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔
اس نے اپنی بھرپور توجہ آروشے کی جانب مبذول کی۔
ایک دو مرتبہ روشے کے نرم گلابی لب ایشان کی انگلیوں کو ٹچ ہوئے تو اس کے ماتھے پر پسینے چھوٹ گئے۔
اب تیسری بار اس ایش کی فنگر اس کے دانتوں تلے آئی تھی۔ ایشان جھنجھنا اٹھا۔
روشے بے بی بچے کی جان لوگی کیا، وہ بولا تو آروشے نے حیرت سے ایش کو دیکھا۔

روشے بے بی نے کیا کیا، روشے بے بی تو سائلنٹلی گیم کھیل رہی ہے،
وہ تو نا شور مچا رہی ہے نا کسی کو تنگ کر رہی ہے، آروشے برا مان گئی اور کیوٹ سا منہ بنایا۔
پر میں تنگ ہو رہا ہوں نا روشے بے بی، وہ اسے نظروں کے حصار میں لیے بولا۔
بٹ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی۔

چلو ایک گیم کھیلتے ہیں، علیزے کے اشارہ کرنے پر اور سوہم کے او کے کے سگنل پر ایش نے اپنا کام شروع کیا تھا۔

واٹ فرینڈ، روشے اکسائیٹڈ سی اس کی جانب مڑی۔

فرینڈ فرینڈ تو بہت کھیل لیا، کچھ نیو کرتے ہیں، جیسے میں دلہا بنوں گا اور تم برائیڈل، اچھے اچھے والے کپڑے پہن کر،

او،، یسسسس،، روشے بے بی برائیڈل بنے گی، واؤ، وہ کلیپنگ کیے گئ،

روشے بے بی کو کل سے آپو نے سائن کرنے سکھائے ہیں ناں؟ تو بس ایک انکل آپ سے سائن کرنے کو بولیں گے، آپ نے چپ چاپ سائن کرنے ہیں اور انکل کو ہر بات میں یس بولنا ہے ،اوکے

بٹ وائی؟ روشے بے بی کیوں کسی انکل کو یس بولے گی، آپو نے کہا تھا کسی بھی انکل کو کچھ نہیں بولنا،یس بھی نہیں، آروشے بے بی چمک کر بولی۔

ایشان کا دل کیا ماتھا پیٹ لے، اوکے رائٹ مگر وہ اچھے والے انکل ہوں گے ناں، اور آپو بھی ساتھ ہوں گی تو یس بولا جا سکتا ہے کیونکہ آپو بھی بولیں گی کہ اس انکل کو یس بول دو، اوکے،

اوکے اب وہ مان گئی،

بہت جلد علیزے نے بڑی مشکل سے اسے ریڈ کلر کی میکسی پہنا دی تھی جو وہ بلکل کیری نہیں کر پا رہی تھی۔

عجیب ہونق پن سا تھا۔ کبھی وہ میکسی میں الجھ رہی تھی اور کبھی دوپٹے میں،

ادھر ایشان اطمینان سے بیٹھا تھا، جب پاشا، ماہر سوہم اور ماہ بیر مولوی صاحب کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔ اتفاقاً جے کے نہیں آ پایا تھا کہ اس نے ایک بہت پیچیدہ ہارٹ سرجری کا کیس نمٹانا تھا آج۔ زندگی اور موت کا سوال تھا تبھی پاشا نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ سرجری کرے۔ کیونکہ نکاح میں شرکت اتنی ضروری نہیں تھی جتنی کہ ایک زندگی بچانا۔ پاشا کے ساتھ اس کے خاص وفادار بھی تھے۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

علیزے اندر آئی اور نکاح شروع کرنے کی اجازت دی اور خود آروشے کے پاس روم میں جا کر دوبارہ اسے سمجھانے لگی تاکہ گڑبڑ نا ہو جائے۔

کچھ ہی دیر بعد مولوی صاحب اندر آئے، جن کے ساتھ پاشا اور سوہم بھی تھے۔

آروشے عبداللہ کیا آپ کو یہ نکاح ہمراہ ایشان کبیر ابراہیم کے با عوض پچاس لاکھ حق مہر کے ہونا طے پایا ہے، قبول ہے۔

آپو وئیر از ایش، وہ تو برائیڈ گروم ہے ناں تو گیم کا تو مزہ ہی نہیں آ رہا، کتنی بورنگ گیم ہے، ایش کو بلائیں ہم مل کر گیم کھیلیں گے، نہیں تو میں گیم آبورڈ کر رہی ہوں۔

سرخ گھونگھٹ کے پیچھے سے آتی اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تو بلند تھی کہ وہاں موجود سب ہی سن چکے تھے۔

روشے بے بی ابھی تو انکل نے جو پوچھا ہے اس کا آنسر دو جیسا کہ ایش نے کہا تھا نہیں تو وہ کٹی ہو کر چلا جائے گا، پھر ڈھونڈتی رہنا، علیزے نے دانت کچکچا کے کہا۔

اوکے، اوکے، آپو، وہ سیدھی طرح مان گئی،

مولوی صاحب نے تین بار پوچھا تو روشے بے بی نے شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یس بول دیا، اور علیزے کے اشارہ کرنے پر سائن بھی کر دئیے۔

اب باہر جلد ہی ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پایا تھا۔ مولوی صاحب جا چکے تھے۔ اب وہ بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

منع کرنے کے باوجود علیزے نے کھانے کا انتظام کروالیا تھا وہ سب اٹھ کر کچن میں ڈائننگ ٹیبل تک ہی آئے تھے۔

جب وہ جھلاتی، الجھتی، گرتی پڑتی اندر داخل ہوئی تھی۔

آپو، ایش یہ کیسی بورنگ گیم ہے، روشے بے بی کو نہیں پہننا یہ کاسٹیوم، روشے بے بی ڈونٹ لائک دس،،

وہ منہ بنا کر بولتی بلکل کارٹون لگ رہی تھی۔ کیونکہ اب سرخ دوپٹہ بھی عجیب طریقہ سے گلے میں جھول رہا تھا۔

علیزے سرو کر رہی تھی۔ ایشان ہی اٹھا۔

چلو میرے ساتھ، ایشان نے اس کا بازو تھام کر جانا چاہا، مگر وہ میکسی میں پھر الجھی اور اس سے پہلے زمین بوس ہوتی ایشان اسے بازوؤں میں بھر چکا تھا۔

پاشا اور ماہ بیر نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جانے کیوں مگر وہ بھی بلش کر گیا۔

یے ے ے ے ے ے ے ے، ایش نے روشے بے بی کو گود میں اٹھا لیا، واؤ، یہ ڈرٹی کاسٹیوم، ابھی روشے بے بی گرتی اور روشے بے بی کی ناک ٹوٹ جاتی،،

وہ اپنی ہی ہانکنے میں مصروف تھی۔

ایشان نے دانتوں تلے لب دبایا۔

کمرے میں لا کر ایشان نے اسے بیڈ پر اتارا، اور اب بلا جھجھک اس کا دوپٹہ جس سے وہ اتنی بری طرح الجھ رہی تھی اس پر سے اتار کر فولڈ کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ اس کا سکارف اٹھایا اور اس کی جانب بڑھا۔

نو، نو، ایش مجھے یہ کاسٹیوم بھی چینج کرنا، بہت بورنگ ہے، آپو کو بلاؤ، یا خود ہی کر دو،

وہ ایسی شانِ بے نیازی سے بولی کہ ایشان عش عش کر اٹھا۔

اوکے چینج کر لینا، پہلے ایش کا کہنا مانو، کھانا کھاؤ، اور میڈی لو، میں ابھی آتا ہوں، کہہ کر ایشان باہر آیا۔

علیزے نے پہلے ہی ٹرے تیار کر رکھی تھی جسے وہ لیے دوبارہ کمرے میں آیا۔

ایشان نے اسے کھانا کھلایا۔ وہ بہت غور سے اسے دیکھے گیا جو میکسی کے جگمگاتے موتی ستاروں سے کھیلتی ایک ایک نوالہ منہ میں ڈلوا رہی تھی۔ میک اپ اور کسی بھی سجاوٹ سے پاک سرخ و سفید چہرہ۔ دودھیا جسم کے اوپر سرخ میکسی، گلے میں جھولتا سکارف، جو اس کا نوخیز سا حسن چھپانے میں بری طرح ناکام تھا۔

ایشان نے نگاہیں چرائیں، وہ کھانا کھا چکی تو اسے میڈیسن دی۔

وہ ٹرے لئے باہر آیا تو وہ سب جانے کے لئے کھڑے تھے۔

ایشان جانتا تھا یہاں کی لائیو ویڈیو کہیں چل رہی ہے۔ چہرے پر سوچ کے گہرے سائے تھے۔

وہ سب رخصت ہوئے، علیزے بے تحاشا تھک چکی تھی۔ اسی لئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میڈ نے کچن سمیٹا۔

ایشان کمرے میں آیا تو گہرا مسکرایا۔ روشے بے بی وہیں آڑھی ترچھی لیٹ کر گہری نیند سو چکی تھی۔

ایشان آگے آیا اور اسے نرمی سے اٹھا کر سیدھا کیا۔۔

میکسی میں وہ نیند میں بھی ڈس کمفرٹ ہی تھی۔ تبھی وہ ڈریسنگ سے اس کی پنک ٹی شرٹ نکال لایا تھا۔ اس نے لائٹ آف کی۔ اور بیڈ تک آیا۔پیچھے مڑ کر سائیڈ لیمپ بھی آف کر دیا۔

کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اس نے سائیڈ لیمپ آن کیا۔ اور میکسی فولڈ کر کے ڈریسنگ میں رکھ دی۔ روشے بے بی اب پنک ٹی شرٹ میں حسبِ معمول بلکل گڑیا لگ رہی تھی۔ اس نے کمفرٹر سہی طرح سے اس کے اوپر اوڑھایا۔

اس کے ماتھے پر پر حدت لمس چھوڑا۔

آج غم و غصے اور بے انتہا خوشی کی ملی جلی کیفیت نے اس کی طبیعت خراب کی تھی۔

سر میں وہی مخصوص ہلکا سا درد تھا۔ جو شدت اختیار کرنے لگا تھا۔ اور اس سے پہلے وہ حسبِ معمول اپنے ہوش کھو بیٹھتا اسے یہاں سے جانا تھا۔

وہ باہر آیا۔ گارڈز کو چند ضروری ہدایات دیتا۔ گاڑی نکالتا چلا گیا۔

وائٹ پیلس میسج کر چکا تھا۔ اور پھر آدھے راستے میں اس پر بے ہوشی طاری ہوئی تھی۔

مگر سوہم کی اس پر نظر تھی سو وہ اس تک پہنچ چکا تھا۔ اسے لئے وائٹ پیلس آیا۔

مفرا جب ہوش میں آئی تو صدمے سے پھر نڈھال ہو چکی تھی۔ کیونکہ خود کو اسی گندے مینٹل آزائلم کے اسی بیڈ پر پایا۔

بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ ڈاکٹر جنت نے کتنا بھروسہ کر کے اسے ڈاکٹر جبران کے حوالے کیا تھا۔ پر ڈاکٹر جبران نے اسے اس نقاب پوش کے حوالے کر دیا جو اسے یقیناً یہاں لایا تھا۔ اس کا تو انسانیت سے اعتبار ہی اٹھ گیا تھا۔

رو رو کر بے حال ہو چکی تھی۔ اور اب تو اس کے پیروں کو ایک زنجیر بھی باندھ دی گئی تھی۔

اسے سونیا بھی وہیں چلتی پھرتی دکھائی دی تھی۔ جسے اس نے شاکی نگاہوں سے گھورا تھا۔ مگر وہ نظر انداز کر گئی۔

وہ سہمی بیٹھی تھی۔ جب ایک ڈاکٹر کے ساتھ کچھ لوگ اس کے بیڈ تک آئے۔

ڈاکٹر خباثت سے بولا، تمھیں سب پتہ چل گیا تھا، اچھی بات ہے، اب ہمیں آسانی ہو گی، جانتا ہوں ،، نرما،، تمھاری بھابھی نے مجھے بتایا تھا کہ تم پاگل نہیں ہو اسی لئے آج رات تمھیں یہاں سے لاہور کے ایک مشہور کوٹھے پر پہنچا دیا جائے گا، تمھیں بھی اور ہمیں بھی نوٹوں میں تول دیا جائے گا۔ تیار رہنا،

وہ اس کا گال تھپتھپاتا بولا، مفرا نے نفرت و حقارت سے منہ پرے کر لیا۔

وہ حیران تھی۔ پہلے وہ لیڈی ڈاکٹر اور اب یہ میل ڈاکٹر نرمانے کس کس کو پیچھے لگایا تھا اس کے۔۔ وہ مکروہ پلین بناتے وہاں سے گئے تھے۔ تو اس نقاب پوش نے اسے اس دن اسی لئے نہیں مرنے دیا کہ وہ پھر اسے اس جہنم میں پھینکنا چاہتا تھا۔ اور اپنا حصہ وصولنا چاہا ہوگا۔

اس کی دل میں اس نقاب پوش کے لئے، ڈاکٹر جبران کے لئے ایک نفرت کا اور غم و غصے کا ایک طوفان سا اٹھا تھا۔

کاش اسے اس دن مرنے دیا ہوتا تو آج وہ یوں اپنی ذات کی دھجیاں بکھرتی دیکھنے کے لئے زندہ نہیں بچتی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

واشنگٹن کی مسلم کمیونٹی میں اس وقت کے ولا کے بلکل سامنے وہ بلیک پینٹ اور بلیک ہی ہڈی میں پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے لمبا چوڑا شخص لمبے لمبے ڈگ بھرتا کے ولا کی جانب آ رہا تھا۔

حالانکہ وہ محض بائیس سال کا تھا مگر اپنے قد کاٹھ سے جواں سالہ مرد لگتا تھا۔ اچانک جب اسے چاروں جانب سے دو بلیک اور دو فلپائن لڑکوں نے گھیر لیا۔

Wheretogo,dear?It'stimetopayourdues.?

وہ قہقہے لگاتے اس کے چاروں جانب گھومتے ہاکی ہاتھ میں تھامے اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

مگر سامنے والے کا اطمینان دیکھ کر ان کو آگ لگی تھی۔

Really,,,Tryit?

دو لفظی جواب دے کر وہ خاموش ہوگیا۔

ایسے لگتا تھا کہ وہ سب ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ اوراس کی وجہ کوئی پرسنل دشمنی تھی۔

ان چاروں نے ایک ساتھ اس پر ہاکی سے حملہ کیا تھا۔ وہ بڑی مہارت سے اپنا بچاؤ کرتا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ حملہ آور ہانپنے لگے تھے، تبھی اس نے وارننگ دی تھی،

I'mspeakinglasttimebecauseIdon'twanttobeatyou....Get outofhere,,andthisismylastwarning,,,

وہ اب غصے میں دانت پیس کر بولا تھا تو وہ قہقہے لگا کر ہنس پڑے۔ اورایک مرتبہ پھر اس پر ٹوٹ پڑے۔

مگراب سامنے والا بھی اتنا اچھا نہیں تھا کہ زیادہ دیر پیشنس رکھ پاتا۔ بہت جلد وہ اپنی ہی ہاکیوں سے اپنی ہڈی پسلی ایک کروا کر زمین پر پڑے کراہ رہے تھے۔

وہ پنجوں کے بل اپنے کالج کے اس لڑکے کے پاس بیٹھا جسے لڑکی کو ہراساں کرنے کے چکر میں اس نے پورے کالج کے سامنے دھول چٹائی تھی۔

Whydoyouforget,dear?I'mAryanPashaIbrahim.Now alwaysrememberthis..Basterds..

وہ کہتا اسی بے نیازی سے کے ولا کے اندر داخل ہوا تھا۔ سامنے بڑے سے لاؤنج میں میرال اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

پلیز یار آپی کھانا دے دو بڑی بھوک لگی ہے۔ میرال اسے نروٹھے پن سے گھور رہی تھی۔ جب
آریان ہاوڈ ئیر یو، آج پھر تم جھگڑا کر کے آئے ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟
کبیر کی غراہٹ پورے کے ولا میں گونجی۔۔اور کچن میں موجود زمل نے پھر سر پکڑا تھا۔۔
اس کی کمر پر واقعی خون لگا ہوا تھا حالانکہ اس نے فل کوشش کی تھی کوئی ایسی نشانی نا ساتھ لائے جس سے پتا چلے کہ وہ جھگڑ کر آیا ہے۔

کم آن چھوٹے پاپا، جو میں نے کیا اسے جھگڑا نہیں سیلف ڈیفنس بولتے ہیں۔
وہ اطمینان سے بولا۔

اوراس سیلف ڈیفنس کے نام پر آج تک کتنوں کی ہڈیاں چٹخا چکے ہو تم، وہ دانت پیس کر بولا۔ کبیر تنگ آچکا تھا اس سے جتنا وہ اسے ان چیزوں سے دور رکھنا چاہتا تھا وہ اتنا ہی۔

اونہہہہہ، ،چھوٹے پاپا آپ کو یہ کیوں لگتا ہے کہ
Executioners
کا جانشین ہو کر میں بزدل بن جاؤں، ڈیڈ نے مجھے خود سے دور کر دیا، اور آپ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ میں بزدل بن جاوں، مگر ایسا ہو گا نہیں، چاہے مجھے ڈاکٹر بنائیں مگر میں وہی کروں گا جو میرے باپ چاچوؤں نے کیا، اور جو میرے بڑے بھائی کر رہے ہیں،
اس نے اطمینان سے کہتے کبیر کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ ہکا بکا منہ کھولے اسے دیکھا گیا کہ یہ سب اسے کس نے بتا دیا تھا۔

ایسے مت دیکھیں چھوٹے پاپا، پاشا ابراہیم کے بیٹے میں اتنے تو گٹس ہون گے ہی۔ بہت جلد جا رہا ہوں پاکستان، ڈیڈ کو سرپرائز بھی تو دینا ہے، اپنی پریکٹس وہیں سٹارٹ کروں گا۔
اب وہ بلکل پاشا اسٹائل میں اپنی انگلیوں میں اسکیلپل گھما رہا تھا۔

کبیر کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں جبکہ میرال خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔

حیران مت ہوں چھوٹے پاپا، اسے چلانے کا ٹیلنٹ خون میں شامل ہے میرے، وہ اسکیلپل کی جانب اشارہ کرتا، پاشا کی کاربن کاپی آنکھ ونک کرتا سوہم اور روحا کے روم میں غائب ہو چکا تھا۔

کبیر نے ماتھا مسلا اور میرال کی جانب دیکھا تو اس نے کندھے اچکا دیئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

پاشا وائٹ پیلس واپس آیا تھا سوہم اور ماہ بیر کہیں جا چکے تھے۔ایک ضروری کال آنے پر وہ بھی باہر آیا تھا۔
اپنا کام مکمل کر کے وہ وائٹ پیلس واپس آ رہا تھا جب وائٹ پیلس کے سامنے ہی گاڑی رک گئی۔
ایک عورت کافی دیر سے اپنا منہ چادر میں ڈھانپے گلی میں گھوم رہی تھی۔

کیا ہوا،؟ پاشا نے ڈرائیور سے پوچھا۔
پتا نہیں سر شاید کچھ خرابی ہو، آپ چلیں میں چیک کرتا ہوں،
رائٹ، پاشا گاڑی سے باہر آیا تھا۔

گاڑی سے اپنا موبائل اٹھانے لگا تھا جب وہ عورت پاشا کی جانب لپکی، اور چادر میں سے بڑا سا خنجر نکال کر پاشا کی پیٹھ پر وار کرنا چاہا۔

وہ جو اکیڈمی سے واپس آ رہی تھی دیکھ چکی تھی۔ یہ بھی کہ وہ عورت کے بھیس میں ایک غنڈہ ہے۔

وہ بجلی کی سی تیزی سے ان کے درمیان آئی تھی۔

اس غنڈے کا وار اپنی کتاب پر روکا تھا۔

اپنی پوری طاقت سے اس غنڈے کے سینے پر لات رسید کی تھی۔ نازک سی جان تو تھی اپنا توازن بھی برقرار نہیں رکھ پائی تھی۔ اور پاشا کی کمر سے ٹکرائی تھی۔

پاشا بھی الرٹ ہو کر مڑا تھا۔

یو باسٹرڈ، بزدل کمینے، پیٹھ پر وار کرتے ہو،، پاشا نے اس چھوٹی سی تقریباً اٹھارہ سالہ آفت کو دیکھا جو میرون ٹی شرٹ میں جینز کی پینٹ پہنے میرون سکارف گلے میں لیے اپنے جاگرز اس کے سینے پر برسا رہی تھی۔

پاشا نے گارڈز جو کہ وہاں پہنچ چکے تھے انھیں اشارہ کیا۔ وہ اس بندے کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے جانے لگے۔

کدھر لے جا رہے ہو اسے ،اس کا تو میں ہی دماغ درست کر کے پولیس کے حوالے کر دوں گی۔ وہ گلابی چہرے کے ساتھ پر چلائی۔

ہٹو بیٹا، یہ میرے گارڈز ہیں اس سے خود ہی نمٹ لیں گے، آپ ہٹ جاؤ، چوٹ لگ جائے گی آپ کو،، پاشا نے نرمی سے کہا تو اس نے برا مناتے ایک جھٹکے سے پیچھے مڑ کر آنکھیں سکیڑ کر سامنے کھڑے اتنے ڈیشنگ اور ہینڈسم انکل کو دیکھا۔
آپ کو لگتا ہے کہ کوئی مجھے ہارم پہنچا سکتا ہے انکل، وہ فرضی کالر جھاڑتی بے نیازی سے بولی۔
واقعی جیسے اس نے خنجر کا وہ وار بہادری سے روکا تھا۔ مشکل ہی تھا کہ اسے کوئی نقصان پہنچاتا۔

واقعی تم ایک بریو گرل ہو اور تم نے میری جان بچائی اس لئے تھینکس، پاشا مبہم سا مسکرا کر بولا۔

یو نو واٹ انکل میں کسی اجنبی سے بات نہیں کرتی مگر آپ ایسے لگ رہا ہے جیسے کسی ہالی ووڈ کے ایکشن اور زیرو زیرو سیون فلم سیریز کے ہیرو ہیں، اینگری ینگ مین، اسی لئے آپ سے بات کر رہی ہوں۔ میں ادھر قریب ہی رہتی ہوں اور ڈی آئی جی کامران حسن کی بیٹی ہوں۔
وہ کافی باتونی لگتی تھی۔ پاشا نے سرد سی آہ بھری۔

اور بیٹا جی بات تو میں بھی کسی کی نہیں سنتا، آپ کی جانے کیوں سن رہا ہوں،

وہ کہتے وائٹ پیلس کی جانب بڑھا۔

واؤ،، انکل آپ یہاں رہتے ہیں، لوگ کہتے ہیں یہ بہت مسٹیریس پلیس ہے، پاپا نے بہت سٹرکلی منع کیا ہوا ہے اس طرف آنے سے، پتا نہیں کیوں؟ پر میں ہمیشہ سے چاہتی ہوں کہ اس پیلس کو اندر سے دیکھوں کیا میں آپ کے ساتھ اندر آ سکتی ہوں۔

وہ اپنی اونچی سی پونی ٹیل جھلاتی اکسائیٹڈ سی بولی۔

نو، اپ کے پاپا آپ کا ویٹ کر رہے ہوں گے جائیے آپ، پاشا نے سنجیدگی سے کہا،

افف او،، پاپا تو شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور انھیں بتائے گا کون کہ شفا کامران حسن کہاں گئی۔

وہ اطمینان سے بولی۔

پاشا نے سرد سی آہ بھری، اس چھوٹی سی بریو لڑکی کو جانے کیوں اس کا جھڑکنے کو دل نہیں کیا۔ تبھی اس نے کہا۔

چلو بیٹا، مگر یہ فرسٹ اور لاسٹ ٹائم آپ ادھر آئی ہیں سمجھیں آپ؟

ہمم سی، دیکھا جائے گا، آپ ابھی تو چلیں، وہ پونی جھلاتی خوشی خوشی پاشا کے آگے ہو لی۔

یہ ایک لڑکیوں کا دارالامان تھا۔ جہاں منی اسے لائی تھی۔
دوسری منزل کے ایک کمرے میں وہ اپنا سامان رکھے اداسی سے کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔
تمام پیپر فارمیلٹی پوری ہو چکی تھی۔ منی اس کے ساتھ ہی تھی۔ رواحہ نے بارہا اسے کہا تھا کہ وہ چلی جائے مگر وہ ڈھیٹ بنی رہی اور اسی کے ساتھ کمرے میں اس کا بیگ کھولے الماری میں چیزیں رکھنے لگی۔

ادھر نیچے اسی دارالامان کے سامنے دو بڑی بڑی گاڑیاں آ کر رکی تھیں جن میں رستم اور منیر تھے۔
بھائی آپ یہاں کیوں ائے ہیں؟ رستم نے منہ بنایا۔
تیری چندہ کو ڈھونڈنے، میں ان جلادوں کو جانتا ہوں.، وہ لڑکیاں بازیاب کروا کرا اپنے پاس نہیں رکھتے، دارالامان بھیج دیتی ہیں، آس پاس کے کئی تو میں چیک کروا چکا ہوں
اب یہی ہے جہاں تیری چندہ کے ہونے کے چانس زیادہ ہیں۔

واقعی بھائی، وہ خوشی سے نہال ہوا، مگر آنکھوں میں خباثت بھری چمک بھی اتری۔
وہ گاڑی سے باہر آئے۔

اوپر کھڑکی میں کھڑی رواحہ کی نظر جب نیچے رستم کی جانب اٹھی تھی۔ اس کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑا تھا۔

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode14....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

رواحہ کا سفید پڑتا چہرہ منی بھی دیکھ چکی تھی۔ وہ فوراً کھڑکی سے پیچھے ہٹی تھی۔
اری کیا ہوا دوست؟ منی نے اس کے لرزتے سکتے میں آئے وجود کو جھنجھوڑا، تو اسے ہوش آیا۔
رواحہ کو اپنی بلکل فکر نا تھی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ وہ اسے تو کچھ نہیں کہے گا، مگر منی کو چھوڑے گا نہیں۔

مم،، منی،، وو،، وہ درندہ،، رر،، رستم یہاں بھی پہنچ چکا ہے۔ چلو یہاں سے، رواحہ نے فوراً سے بیشتر منی نے جو کپڑے نکال کر الماری میں جوڑے تھے۔ انھیں کھینچ کر یونہی بیگ میں ٹھونسے۔ اور منی کا ہاتھ تھامے باہر نکلی۔

منی کے کان میں جو ائیر پوڈس لگا ہوا تھا اس میں سے وہ سب سن رہا تھا۔ اور منی کے کان میں جو بُندہ تھا اس میں سے وہ ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

منی اسے لے کر پچھلے دروازے سے باہر نکلو فوراً، منی کے کان میں سوہم خان کی بھاری آواز گونجی۔
وہاں سے نہیں دوست ادھر سے چلو، منی نے پچھلی سائیڈ کی جانب اشارہ کیا۔
وہ مختلف راہ داریوں سے ہوتی ہوئیں پیچھے کی جانب سے گیٹ کی جانب بڑھی۔ جہاں سوہم کے آرڈرز کے مطابق اس وقت کوئی واچ مین موجود نہیں تھا۔

تھوڑی دیر کے لئے رواحہ منی سے کچھ دور ہوئی تھی۔
یہ سب کرنے کا مقصد سوہم خان، منی دھیمی آواز میں پھنکاری۔
منی سے اس نازک جان مارش میلو کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔ مگر اس گرین مونسٹر کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔
میں چاہتا تھا وہ اپنے ڈر کا سامنا کرے اور اسے کاٹنے والے کتے کے آگے بھی تو ہڈی پھینکنی تھی۔ اب جب اس کی وہاں موجودگی کا پتہ لگے گا مگر اسے وہاں نہیں پائے گا تو وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اور یقینا کوئی غلطی کرے گا۔ اور یہی میں چاہتا ہوں۔
سوہم کی گوہر افشانیوں نے منی کو اور خائف کیا تھا۔

وہ بھاگ کر جلدی سے گیٹ پار کر گئیں۔

دائیں طرف مڑو، منی نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ رواحہ نے چادر سے مکمل اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ منی نے بھی ماسک لگایا تھا۔

منی اسے لئے دائیں طرف مڑی۔

اب غور سے سنو منی، گلی کے نکڑ پر ایک رکشہ کھڑا ہے، جو کے میں نے کھڑا کروایا ہے، اس تک جاؤ، اور تم خاموش رہنا، میں نے اس کے منہ سے سننا ہے کہ وہ کہاں جانا چاہتی ہے۔
سوہم کے اس نئے شوشے پر منی کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ اسی لئے جب وہ رکشے تک پہنچیں تو منی قصداً تھوڑی پیچھے رہ گئی تھی۔
بھائی چلو، رواحہ نے رکشے میں بیٹھتے ہی کہا۔
کدھر باجی، رکشے والے نے حکم کے مطابق سوال پوچھا۔
اور پھر رواحہ کے منہ سے سی ویو اپارٹمنٹ کا ایڈریس سن کر کوئی گہرا مسکرایا تھا۔

مگر نہیں جانتا تھا سامنے والی نازک سی جان پر کیا گزر رہی ہے اگر جانتا تو اسے یوں اذیتوں کی بھٹی میں ناں جھونکتا۔
کہ وہ گرین مونسٹر نہیں جانتا تھا کہ رستم تو اس کے لئے کسی نائٹ مئیر سے کم نہیں ہے۔

وہ جلے پیر کی بلی بنی پورے وائٹ پیلس میں گھوم رہی تھی۔
تبھی اس کے روم کی جانب گئی تھی۔
جب سے یہاں آئی تھی جان بوجھ کر اس کے سامنے نہیں گئی تھی۔ جب یہ یقین ہوتا کہ ماہ بیر وائٹ پیلس میں ہے وہ اپنے کمرے کی ہو کر رہ جاتی۔

جب سے وہ اسے یہاں لایا تھا۔ نوٹ کر رہا تھا میڈم اس کے آنے سے پہلے گدھے کے سر سے سینگ کے مترادف غائب ہو جاتی تھی۔ مگر وہ کیوں بھول جاتی تھی کہ وہ جلاد ہے، ماہ بیر کو اسے اس کی بل سے نکالنے کے سو گُر آتے تھے۔
اب کی مثال سامنے تھی۔

ادھر جب رواحہ دارالامان میں پہنچی تھی تب سے لے کر اس کے وہاں سے نکل جانے تک کے لئے وہاں کے اور آس پاس کے سی سی ٹی وی کیمرے کی ویڈیوز ہیک کر کے بند کرنے کا کام سوہم نے ماہ بیر کو سونپا تھا۔ تبھی وہ کرن کو لئے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ دروازہ جان بوجھ کر لاک کر دیا پتا تھا وہ ضرور دیکھے گی۔

مگر وہ نہیں جان پایا تھا کہ فجر میڈم آج اس سے دو قدم آگے تھی۔ جب فجر نے دیکھا کہ وہ لاؤنج میں بیٹھے روم میں جانے کی تیاری میں ہیں وہ جلتی بھنتی پہلے ہی شیر کی کچھار میں گھس گئی تھی۔

اس سڑیل کے کمرے میں آ کر جلدی جلدی ادھر ادھر دیکھا اور فوراً سے لکڑی سے بنی الماری میں گھس گئی۔

کرن صوفے پر بیٹھی گود میں لیپ ٹاپ رکھے تیزی سے انگلیاں چلا رہی تھی۔ اور وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتا ائیر پوٹ میں کسی سے باتیں کرتا وقتاً فوقتاً جھک کر لیپ ٹاپ پر نگاہ دوڑا لیتا۔ ساتھ ساتھ کرن کو انسٹرکشن بھی دیئے گیا۔

ادھر وہ الماری میں سانس روکے سوراخ میں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ مقابل کو اپنی پر سحر شخصیت سے چاروں شانے چت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا۔

وہ ایک مرتبہ تو ٹھٹھک کر رکا تھا۔ شاید کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تھا۔ ماہ بیر کی ساری حسیں بیدار ہوئی تھیں ایک تو وہ جب اس کمرے میں آیا تھا۔ مخصوص دلفریب سی مہک سانسوں سے ٹکرائی تھی دوسرا اس نے الماری کا پٹ ہلتے واضح انداز میں دیکھا تھا۔

ماتھے پر حسبِ معمول بل ہی تھے۔ مگر اب میڈم کی سچویشن سوچ کر دانتوں تلے لب دباتا اب وہ الماری کی جانب سے رخ پھیر چکا تھا۔

وہ شاید اپنا کام مکمل کر چکے تھے۔اور اب جان بوجھ کر وہ کرن کے اوپر جھکا لیپ ٹاپ پر نگاہیں جمائے تھا۔ تبھی وہ صوفے پر اس کے بہت قریب بیٹھ چکا تھا اور ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے اڑسی

کرن اس کا یا پلٹ پر حیران ہوئی۔

کیا بات ہے ماہ بیر، خیرت ہے، وہ سنجیدگی سے بولی،

آں،، ہاں نو خیریت نہیں ہے۔ماہ بیر جان نے جان بوجھ کر اس کی گردن میں منہ دیا۔کرن کسمسائی۔

چپ چاپ بیٹھی رہو کرن،،وہ الماری میں سے ہمیں دیکھ رہی ہے، ماہ بیر نے اس کے کان میں بہت دھیمے سے سرگوشی کی۔

اووو، کرن نے ہونٹ او شیپ میں سکیڑے۔

ادھر فجر کا دل کیا ان دونوں کو شوٹ کر دے کس مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ نا اب بھاگ سکتی تھی نا یہ سب دیکھ سکتی تھی۔اعصاب چٹخنے لگے۔

پھر دیکھا۔

اب وہ اس کا چہرہ تھامے اس کے ہونٹوں پر جھکنے والا تھا۔ تبھی فجر نے زور سے آنکھیں بند کر ہاتھوں میں چہرہ چھپایا تھا۔

کافی پل بیت گئے، ماہ بیر نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا بلکہ بہت آہستگی سے اسے لیپ ٹاپ اٹھا کر باہر جانے کو بولا۔

وہ چلی گئی تو وہ الماری تک آیا تھا۔

ایک جھٹکے سے الماری کھولی۔ وہ جو ہاتھوں سے چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔۔

اس اچانک افتاد پر اس کی جھولی میں پکے آم کی طرح آ گری تھی۔۔ اب فجر کو کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملنی تھی۔ اسی لئے سختی سے آنکھیں بند کیے رکھیں تاکہ اپنی دانست میں اس جن کی نگاہوں سے اوجھل رہے۔ مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔

وہ اپنے قہقہوں کا گلا گھونٹتا بمشکل بولا۔

واٹ دا ہیل، ہو کیا رہا ہے یہاں؟ کیا کر رہیں تھیں یہاں؟

چھوڑیں مجھے، نیچے اتاریں، میں آپ کے کسی بھی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں، وہ اپنی شرمندگی کو غصے میں کور کرتی بولی۔

واؤ تو یہاں لائیو شو دیکھنے آئی تھیں۔ وہ اسے آگ لگاتا بولا۔

اونہہ آپ فلم چلائیں یا ڈرامہ، مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، چھوڑیں مجھے، وہ جل کر بولی۔ اور مچلی۔

مگر وہ اسے نیچے اتار الماری کے ساتھ پن کر چکا تھا۔

رئیلی، مگر مجھے تو لگتا ہے کہ تم میرے قریب آنا چاہتی ہو، بہت قریب، کہتے وہ اس کی شہہ رگ پر دہکتے لب رکھ چکا تھا۔ فجر کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔ اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ کر شدید مزاحمت کی۔ مگر اس نازک سی مزاحمت کا سامنے والے پہ خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔

تبھی شہہ رگ سے لب پوری گردن پر سفر کر رہے تھے۔

آ،، آپ چھوڑیں مجھے، اس کرن سے ہی یہ شغل فرمائیں، ،مجھے چھوڑیں، وہ دانت پیس کر بولی۔

ماہ بیر نے اس کے بال مٹھی میں جکڑے تھے۔

بہت گستاخیاں کرنے لگی ہیں میڈم فجر صاحبہ اب اس کی سزا تو بنتی ہے کہ خود چل کر میرے روم میں آئی تو اس کا انعام تو تمھیں ملنا ہی چاہیئے۔

یہ کہتے وہ اس کے چہرے پر جھک چکا تھا۔ فجر پاگل ہوتی دھڑکنوں سمیت غصے، بے بسی اور حیا سے اس جنگلی کی بانہوں میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

جانے کیوں ماہ بیر کو جو اس پاگل لڑکی کو محسوس کر کے اس کے قریب آکر ایک سکون اور سرور سا رگ و پہ میں اترتا تھا۔ وہ باقی کسی چیز میں نہیں آتا تھا۔

سینے میں الجھتی سانس سے بے حال ہوتی اس نے اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑا تھا۔ جسے آج اس پر زرا رحم نہیں آ رہا تھا۔

پھر جانے کیسے بہت دیر خود کو سیراب کر کے وہ پیچھے ہٹا تھا۔

اور دلچسپی سے اسے دیکھا جواب لال ٹماٹر چہرہ اور بھیگے لب لیے شدید طیش و اشتعال میں اسے گھور رہی تھی۔

بب،،، بہت،، چھ،، چھچھورے،، اور، چیپ انسان ہیں آپ،، وہ بھوکی شیرنی بنی غراتی اسے پرے دھکیل کر راستہ بناتی بھاگی اور اپنے کمرے میں ہی آ کر سانس لیا تھا۔

اونہہ دیکھنا کیسا بدلہ لوں گی، جیسے مجھے جلاتے ہیں، میں بھی انگاروں پر گھسیٹ لوں گی، بڑا شوق ہے ناٹک کرنے کا، پر میں سب کچھ حقیقت میں کر کے دکھاؤں گی۔

وہ اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر غلط ارادے باندھتی رحاب اور پاشا کے کمرے میں گئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات گہری ہو چکی تھی۔ اور مِفرا خوف سے سرد پڑتی جا رہی تھی۔ ہر آہٹ پر خود سمٹ سمٹ جاتی۔

جو اسے میڈیسن دی جا رہی تھی۔ وہ اس کو پھینک دیتی تھی یہ جانے بغیر کے اس تک تو غلط میڈیسن پہنچنے ہی نہیں دی جا رہی تھی۔ سونیا کی نگرانی میں اس تک محض امیونٹی انکریز کرنے کی میڈیسنز دی جا رہی تھیں۔

تبھی اسے اپنی موت سامنے نظر آئی جب وہ ڈاکٹر خباثت سے ہنستا دو تین غنڈے نما آدمیوں کے ساتھ اس کے بیڈ تک آیا تھا۔

اس نے بیڈ سے اٹھ کر بھاگنا چاہا۔ مگر بھول گئی تھی کہ پاؤں زنجیر بندھی ہے اسی لئے اوندھے منہ گری۔

اتنے میں وہ شیطان قہقہے لگاتے اس کے بہت قریب پہنچ چکے تھے ۔ اور اسے بازوؤں سے دبوچا۔

وہ بری طرح پھڑپھڑائی اور چلانے کو منہ کھولا۔

تبھی اس کے منہ پر رومال رکھ دیا گیا تھا۔

وہ ہوش وخرد سے بیگانہ وہیں ڈھے گئی جب ان میں سے کسی ایک نے اسے کندھے پر گرایا۔

اور اسے لئے باہر جانے لگے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

علیزے کافی جھنجھلائی ہوئی تھی کیونکہ کل رات سے ڈاکٹر نکاح کے بعد گیا تھا اور واپس نہیں لوٹا تھا۔

آروشے نے بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ وہ خود بھی ٹھیک نہیں تھی۔

بہت ہی مشکل سے آروشے کو قابو کر اسے میڈیسن دے کر سلا کر ابھی ہٹی تھی جب ایک کولیگ اور فرینڈ فرح کا فون آیا۔

اس نے علیزے کو بلایا تھا۔ کوئی ایمرجنسی ہو گئی تھی شاید اس کے کسی عزیز کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

وہ گھبراک کرتی ڈرائیور کے ساتھ وہ گاڑی لے کر نکلی جو ڈاکٹر نے اسے دی تھی۔
ہوسپیٹل پہنچ کر وہ گاڑی سے نکل کر بھاگ کر اندر گئی تھی۔ واقعی فرح کے ہزبینڈ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اور اس شہر میں ان کا کوئی اور تھا بھی نہیں سو اس نے علیزے کو بلا لیا تھا۔
دو گھنٹوں کے صبر آزما انتظار کے بعد ڈاکٹرز نے اچھی طرح پیسوں کی صورت فرح کا خون نچوڑ کر آخر خبر سنا ہی دی کہ وہ ٹھیک ہیں۔
تب انھوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔
پھر فرح نے اصرار کر کے اسے واپس جانے کو کہا۔ کہ اس وقت اسے جزباتی سہارے کی ضرورت تھی مگر اب وہ ٹھیک تھی۔

وہ طویل کوریڈور سے نکل کر باہر آئی تھی۔ اسی ہوسپیٹل کے بلکل سامنے وہ مینٹل آزائلم تھا۔ مگر ان کی پارکنگ ایک ہی تھی۔ وہ پارکنگ میں آئی تھی۔ جب کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔ وہ بے شمار کھڑی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی کے پیچھے چھپ گئی۔ تبھی دیکھا تین چار لوگ مینٹل ازائلم سے باہر آئے تھے۔ جن میں ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ ان میں سے ایک کے کندھے پر ایک نازک سی بے ہوش لڑکی تھی۔
ابھی وہ کچھ کرتی کہ ٹھٹھکی۔

کیونکہ اب ان غنڈوں کے سامنے ایک لمبا چوڑا شخص آن کھڑا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر رومال بندھا تھا۔

اے کون ہو تم؟ مرنا نہیں تو ہٹو سامنے سے، وہ ڈاکٹر غرایا۔

دنیا مجھے جے کے، کے نام سے جانتی ہے، اسے میری پہلی اور آخری وارننگ سمجھ لو اور نیچے اتارو اسے، اس نے ایک نگاہ مِفرا کے ڈھلکے وجود پر ڈالی تھی اور سینے میں ایک غصے کا طوفان اٹھا۔ اب تو سامنے والوں کی دردناک موت طے تھی۔

لال انگارا آنکھوں سے گھورتے وہ غرایا تو ان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

اے منہ کیا دیکھ رہے ہو ہٹاؤ اس ہیرو لے آگے سے، ان میں سے ایک غنڈہ دانت پیس کر بولا۔

ان میں سے ایک نے گن نکالی تھی، مگر اس سے پہلے وہ فائر کرتا اس کا ہاتھ کلائی سے الگ ہو چکا تھا۔

اب جے کے نے انھیں سوچنے سمجھنے کا موقع ہرگز نہیں دیا تھا کیونکہ اس کے سینے میں جو آگ لگی تھی وہ انھیں بھسم کرنے پر ہی ٹھنڈی پڑنی تھی۔۔

وہ ان پر وار کرتا جاتا اور کہتا جاتا۔

تم لوگوں کی ہمت بھی کیسے ہوئی اسے تکلیف دینے کی، اسے نقصان پہنچانے کی، ہر ہاتھ جو تکلیف دینے اس کی جانب بڑھے گا یونہی دھڑ سے الگ کر دیا جائے گا۔

ہر اس انسان کو جے کے کو حساب دینا پڑے گا جس نے اسے تکلیف دی۔

وہ جنونی، خونخوار اور جیسے شدت پسند ہوا تھا۔

شاید تبھی اس نے مفرا کو یہاں اسی مقصد سے بھیجا تھا کہ وہ اس کو تکلیف دینے والوں کو دنیا سے ہٹانا چاہتا تھا۔

بہت جلد وہ کٹے پھٹے اعضاء لیے فرش پر پڑے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے جلد ہی ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔ وہ اطمینان سے کھڑا دیکھتا رہا۔ اور یہ مناظر دیکھ علیزے کو ابکائیاں آ رہیں تھیں۔
خوف سے وہ لٹھے کی طرح سفید پڑ چکی تھی۔ اب وہ نیچے اس لڑکی کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ اس نے اپنا رومال اتارا تھا۔ اور اس لڑکی کو نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔
اور آسمان علیزے کے سر پر گرا تھا۔
کیونکہ وہ سامنے والے کو روشے بے بی کا ایش سمجھ بیٹھی تھی۔

کتنی بڑی غلطی کی تھی اس نے کہ بنا چھان بین کیے اپنی معصوم پگلی بہن کی زمہ داری ایک وحشی درندے کو ہی سونپ دی تھی۔ یہ تو وہ والا حساب تھا کہ بلی کو کبوتر کی رکھوالی پر رکھ دیا تھا۔
ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے صرف ایک سوچ تھی اس کے دماغ میں کے اسے اب آروشے کو لے کر یہاں سے بھی بھاگنا تھا دور بہت دور جانا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رواحہ آگ بنی اس اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تھی۔ منی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی وہ تیز قدموں سے آگے بڑھی۔ اپنا بیگ لاؤنج میں پھینکا اور اب اس کا رخ بلیک روم کی جانب تھا۔

جھٹکے سے پیچھے مڑی۔

جب تمہارا بھائی آ جائے منی تو انھیں بلیک روم میں بھیج دینا۔

منی نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ جلدی سے بلیک روم گھس گئی، اندر آ کر بیڈ پر بیٹھی لہو چھلکاتا چہرہ، رو رو کر آنکھیں بھی سوج چکی تھی۔

وہ خود نہیں جانتی تھی آخر چاہتی کیا تھی۔ دل و دماغ سن ہو چکے تھے۔

ہاں خود اذیتی ہی خود اذیتی تھی۔۔

اونہھہ جب میں اتنی تکلیف میں ہوں تو انھیں کیوں سکون سے رہنے دوں۔

روند دوں گی ان کہ محبت، دھجیاں بکھیر دوں گی۔ ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اچھال دوں گی۔

وہ بلکل غلط ارادے باندھتی الماری کی جانب گئی۔ الماری کھولی تو سامنے ہی وہ سرخ کفن تھا جو وہ پہن کے آئی تھی۔

اسے اٹھایا اور واش روم گھس گئی۔

وہ جو باہر اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تھا۔ منی کو اپنے انتظار میں ادھر سے ادھر چکراتے پایا۔

خیریت، سوہم نے پوچھا۔

اللہ کی شان،، یہ ادائے بے نیازی،، منی عش عش کر اٹھی۔

وہ کندھے اچکاتا اپنے کمرے کی جانب جانے لگا حالانکہ روم روم کسی اور ہی جانب متوجہ تھا۔

اس نے خود کو بلیک روم میں بند کر لیا ہے اور تمھیں بلایا ہے ادھر،

منی کے ان غیر متوقع الفاظ پر وہ ٹھٹھک کر رکا تھا۔

کیوں؟ سوہم نے اپنا لہجہ دھیما ہی رکھا۔

مجھے کیا پتا؟ منی کہتی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

وہ عجیب کشمش کا شکار ہوا۔

دل کی منزل اُس طرف ہے گھر کا رستہ اِس طرف،

اس نے سرد سی آہ بھری اور بلیک روم کی جانب گیا۔ سلائیڈنگ ڈور جو کے اب ان لاک تھا۔ ہلکے سے کھٹکھٹایا۔ مگر اندر گہری خاموشی تھی۔

وہ گہری سی سانس کھینچتا ڈور ایک سائیڈ دھکیلتا آج بغیر رومال باندھے اندر داخل ہوا تھا۔

مگراندر کا منظر دیکھ وہ بھونچکا سا وہیں جم گیا تھا۔

Whatthehe'llisgoinghere.Haveyougonecrazy?

وہ جو اسی سرخ لباس میں اپر پہنے جالی دار دوپٹہ لیے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس بھیانک دھاڑ پر بھی ٹس سے مس نا ہوئی تھی۔

پاگل نہیں ہوئی میں، آفرلائی ہوں آپ کے لئے، یہاں سے جانے کے بعد جو وہ درندہ صفت رستم میرے ساتھ کرے گا، وہی سب کچھ آپ کر سکتے ہیں، مگر مجھے یہیں رہنے دیں، خوبصورت ہوں ،آپ کی رکھیل تو بن ہی سکتی ہوں۔

اس کے ہر لفظ نے ماہر سوہم خان کے اعصاب پر ہتھوڑے برسا کر انھیں بری طرح چٹخایا تھا۔ الفاظ تھے کہ برچھیاں جو وہ پاگل لڑکی اس پر چلا رہی تھی۔ مگر سامنے کوئی عام انسان تو نہیں تھا۔ بے رحم، سفاک ظالم جلاد تھا جو محبت کی ہتک کرنے پر بخشنے والا تو اپنی محبت کو بھی نہیں تھا۔

Okay,dropthedupatta,,,,,

وہ ہنوز اطمینان سے رواحہ کے روبرو کھڑا اب اسے بولا تو وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

سوہم کی طنزیہ مسکراہٹ پر اس نے دوپٹہ اتار کر بیڈ پر رکھ دیا تھا۔

سویم پر جیسے کسی نے پیٹرول ڈال کر آگ لگائی تھی۔ مگر وہ ڈھیٹ بن گیا۔

Nowit'stheupper'sturn..

سوہم کے کہنے پر اس کے کانپتے ہاتھ نے اپر کی ڈوری تھامی تھی۔ جب ماہر سوہم خان کے غصے نے اپنی آخری حدوں کو چھوا تھا۔ تبھی ایک زناٹے دار تھپڑ پڑا تھا روا حہ کو۔

وہ تیورا کر بیڈ پر گری تھی۔ اور بلک بلک کر رو دی۔

سوہم نے جھٹکے سے اسے بازو سے اٹھا کر اپنے روبرو کیا تھا، دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ جکڑا تھا۔

تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی۔ دماغ خراب ہو گیا۔ پاگل ہو گئی ہو،، میں نے کب ایسے کہا کہ یہاں رہنے کے لئے تمھیں یہ سب کرنا پڑے گا؟ کس نے کہا تمھیں؟ میں نے؟ بولو؟

وہ زخمی شیر بنا دھاڑ رہا تھا۔

تت،، تو،، پھر،، بھیجا،، کک،، کیوں تھا،، ممم مجھے،، آپ،، نے،، اگر،، وہ،، مم، مجھے۔،، لل، لے،، جاتا،، تت، تو،، وہ کرلاتے دل پر پاؤں رکھتی ہچکیوں کے دوران بولی تھی۔

سوہم کو کچھ ہوا، تبھی اسے کے لرزتے کانپتے وجود کو اپنے چوڑے سینے میں چھپایا تھا۔

اونہھ، اب تو یہ اجازت مخالف سمت سے آتی ہوا کو بھی نہیں کے تمھیں میری مرضی کے خلاف چھو سکے، وہ شیطان تو بہت دور کی بات ہے، میری ہو صرف تم، سنا تم نے روح،، تم صرف میری ہو، میرے علاوہ تمھیں کوئی نہیں چھو سکتا۔ کوئی بھی نہیں،

لہجے بہت فسوں خیز تھے۔ وہ اس کے سینے میں منہ دیئے اس کی شرٹ بھگو چکی تھی۔ بہت جلد اپنی سچویشن کا تدارک ہونے پر وہ بہت بری طرح بوکھلا کر پیچھے ہٹتی فوراً واش روم میں گھس کر ڈور لاک کر چکی تھی۔

دروازے سے پیٹھ لگائے وہ پوری کی پوری قندھاری رنگ میں رنگ چکی تھی۔ پسلیوں سے ٹکراتے سینے میں پاگل ہوتے دل نے الگ سے شور مچا رکھا تھا۔ اس کی پیشانی عرق آلود ہو چکی تھی۔

کتنا عجیب تھا کہ اس شخص کی قربت میں اسے زرا بھی کراہیت اور گھن محسوس نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ بھی تو غیر تھا۔

مگر نہیں وہ تو اس کی روح میں معلق ہو چکا تھا۔

ماہر بھی جھینپ سا گیا تھا اپنی بے اختیاری پر۔ نم آنکھیں صاف کرتا وہ اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا تھا۔

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode15....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

جے کے مِفرا کو نرمی سے گاڑی میں لٹا رہا تھا جب،

سر، بات سنیں؟ پیچھے سے ایشان کے خاص وفادار آدمی بابو نے آواز دی۔

جے کے نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

یس، بولو کیا بات ہے بابو؟

سر وہ علیزے میڈم نے آپ کو انھیں مارتے دیکھا لیا ہے، ایش سر نے مجھے ان کا ڈرائیور رکھا ہے، میں ان کے پیچھے ہی کھڑا تھا اور یقیناً یہ آپ کو ایشان سر سمجھ کر بے ہوش ہو گئی ہیں،

واٹ،،،،جے کے کے بسر پر بم پھوٹا۔ اور آج پہلی مرتبہ اسے اپنا رومال جلدی ریموو کرنے پر افسوس ہوا۔

واٹ دا،،،،،،،وہ جھنجھلایا، پہلے ہی ایش کی طبیعت اتنی خراب ہے اور اوپر سے یہ سب، یہ کر کیا رہی تھی یہاں؟ جے کے بڑبڑاتا علیزے کے پاس آیا۔

مگر بابو نے عافیت اسی میں جانی کے خاموش رہا، جے کے نے علیزے کو اٹھا کر گاڑی میں لٹایا۔ اور پیچھے مڑ کر سونیا کو اشارہ کیا تو وہ مفرا کو لیے گاڑی وہاں سے نکالتی چلی گئی۔

خود جبران علیزے کو گھر تک چھوڑنے آیا۔ راستے میں سوہم کو کال ملائی۔

جو کہ دوسری بیل پر رسیو کر لی گئی، ماہر سوہم خان جو ایشان کے سرہانے پریشان سا بیٹھا تھا فون رسیو کیا۔

یار بھائی ایک مسئلہ ہو گیا ہے، جے کے کی جھنجھلائی آواز فون میں سے ابھری۔

کوئی بات نہیں، یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں، سورٹ آؤٹ ہو جائے گا،

ہو جائے گی علیزے کی غلط فہمی دور، اس وقت مجھے صرف ایشان کی پرواہ ہے، سوہم نے دو ٹوک الفاظ بولے تو جے کے سرد سی آہ بھرتے فون رکھا۔

اسے بلکل حیرت نہیں ہوئی تھی یہ جان کر کے سوہم کو اس کے بات کرنے سے پہلے سب پتا تھا۔

سوہم نے ایک نظر گہری نیند سوئے ایشان کو دیکھا۔

واشنگٹن میں وہ دونوں ایک جرنل سٹور میں شاپنگ کرنے آئے تھے۔ آریان نے اس کا کب سے سر کھا رکھا تھا اور وہ برے برے منہ بنا تا وہی چیزیں اٹھائے گیا جو آریان کی نظر میں فائدہ مند تھیں۔

اس نے آریان کو گھورا تو آریان نے دانتوں کی نمائش کی ۔مجھے پہلے ہی پتہ تھا یہ خالص زنانہ کام دا گریٹ آریان پاشا ابراہیم ہی کر سکتا ہے۔ اس نے جل کر کہا تو آریان کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

اوکم آن ڈیڈ، ، اب آپ لوگ مردانہ کام تو کرنے نہیں دیتے تو زنانہ ہی کروں گا ناں، وہ معنی خیزی سے بولا۔

آگے سے سامنے والے نے گھور کر دیکھا۔۔

اتنے میں ہی سٹور میں بھگدڑ مچی تھی، دو تین جوکر کا ماسک لگائے لٹیرے سٹور میں گھس آئے تھے ،آج کل انھوں نے بڑا تنگ کیا ہوا تھا جو نا صرف لوٹ مار کرتے تھے بلکہ جو سامنے آتا اسے قتل بھی کر دیتے تھے۔ اب بھی انھوںنے دکاندار کے سر پر گن تان رکھی تھی اور اسے لاک کھولنے کا بول رہے تھے۔

آریان اور وہ جو آپس میں بحث کر رہے تھے اب اس جانب متوجہ ہوئے تھے۔ پہلے تو خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔ مگر جب انھوںنے مالک کو دھمکانے کے لئے ایک سیلزمین کو گولی ماردی

تب وہاں کھڑے ایک شخص نے اپنی سیکرٹ پاکٹ سے گن نکالی تھی ، اگلے ہی لمحے سائلینسر لگی پسٹل میں سے شعلہ سا نکلہ اوران تین لٹیروں میں سے ایک کی شہہ رگ اور گلے کی دھجیاں اڑ گئیں تھیں۔

کیونکہ وہ سوہم خان تھا جس کا نشانہ آج بھی پہلے دن جیسا کمال کا تھا۔

مگر اسے حیرت تب ہوئی جب دوسری طرف سے آئی گئی دو گولیوں نے باقی تو لٹیروں کی شہ رگیں اڑائیں تھیں۔

سوہم نے پیچھے مڑ کر دیا تو وہ آریان تھا جس نے ہمیشہ سوہم کے سامنے دبو اور بزدل ہونے کی ایکٹنگ کی تھی۔

کیسا لگا ڈیڈ میرا نشانہ ، اس نے ایک آنکھ ونک کی ، فکر مت کریں آپ سے ہی سیکھا ہے شاہ رگیں اڑانا ، وہ اطمینان سے بولا۔

اور یہ سب کب سے چل رہا ہے لڑکے ، سوہم نے دانت پیسے۔

وہ کوئی جواب دیتا تبھی وہاں پولیس آئی تھی۔ وہ دونوں حسبِ معمول گنز غائب کر چکے تھے۔ جب پولیس آئی تو وہ بھی دونوں بظاہر ٹرالی کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔

گھر چلو بتاتا ہوں ، سوہم نے پھر دانت پیسے۔

وہ گھر آئے۔ سوہم نے لاؤنج میں آکر سامان رکھا۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو آریان صاحب غائب تھے۔ وہ مسکرایا یہ تو وہ شروع سے جانتا تھا۔ مگر آریان کے سامنے انجان بنا رہا۔

وہ سیدھے اپنے روم میں آیا تھا۔

ہیے روح،، میری جان،، دیکھو تمھارے لئے ایک سرپرائز ہے میرے پاس۔ وہ جو بیڈ پر نیم دراز تھی اٹھ کر بیٹھی سوہم نے اس کا ماتھا چوما۔

اور وہ کیا ہے؟ روحا نے مسکرا کر پوچھا۔

وہ یہ کہ تمارے جنگلی پاگل بیٹے ماہر سوہم خان کو بھی اس کی روح مل گئی ہے بلکل اس کے باپ کی طرح جیسے مجھے یہ ملی۔

سوہم نے اس کی چھوٹی سی ناک چومتے کہا تو وہ ہمیشہ کی طرح خود میں سمٹتی لال ٹماٹر ہو گئی۔

افففف قسم کھا لی آپ نے سوہم خان کے اس عمر میں بھی نہیں سدھرنا اور ہمیں تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا، شرم کیجئے دادا بن جائیں گے عنقریب آپ،

ہمم بلکل تمھارا بیٹا مجھ پر ہی گیا ہے لگتا ہے مجھے دادا بننے کے لئے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا، اثرات تو ایسے ہی لگتے ہیں۔ وہ گہرا مسکرایا اور اپنے موبائل میں سے ایک فوٹو نکال کر روحا کو دکھائی جس میں وہ ایک سرخ لباس میں نازک سی لڑکی کو سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

اونہہ گدھا اپنے باپ پر ہی چلا گیا ہے،، بے شرم کہیں کا،، حالانکہ ہم چاہتے تھے کہ وہ ہم پر جائے، روحا نے بظاہر افسوس سے سر نفی میں ہلاتے کہا مگر چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا تھا۔

سوہم قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ اسے آپ بد تمیزی نہیں ہمارا عشق کہیے بیگم، سوہم نے معنی خیزی سے اپنی روح کو دیکھا۔ جس کے ہوتے اس کی روح کو سکون آتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

فجر نے پنکی، رحاب اور پاشا کو واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ ماہ بیر نے اسے پہلی طلاق کا پیپر دیا ہے۔ بہت جلد اس کی طلاق ہو جائے گی تو وہ ایک پل بھی یہاں نہیں رہنا چاہتی، عدت کا تو مسئلہ نہیں ہو گا تو فوراً اس کی شادی کہیں اور ہو جائے۔

جبکہ وہ تینوں اتنے بھی پاگل نہیں تھے اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ چھوٹی سی لڑکی آگ سے کھیلنے جا رہی ہے۔ مگر انھوں نے انکار بھی نہیں کیا تھا کہ ماہ بیر جیسے بلا کو سیدھا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا تھا جو اسے نا سہی طرح اپنا رہا تھا نا ہی چھوڑ رہا تھا۔
ایک دو پارٹی اسے دیکھ کر جا چکی تھی۔ مگر وہ صرف خواتین تھیں۔۔ ماہ بیر دیکھ رہا تھا یہ تماشا، مگر ابھی تک تو خاموش تھا۔

مگر آج جو خواتین آئیں تھیں ان کے ساتھ مرد بھی تھے اور ان کا لائق فائق سپوت بھی تھا۔

اور اس سازش میں زیادہ ہاتھ سوہم خان کا تھا۔

پنکی نے فجر کو تیار کیا تھا اور اب وہ دھیمے قدموں سے ڈرتی لاؤنج میں آئی تھی کیونکہ آج کا کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔

وہ بار بار پہلو بدل رہی تھی اور پیشانی عرق آلود ہو رہی تھی کیونکہ سامنے بیٹھا وہ شخص اسے گھورتا ہوا زہر لگ رہا تھا اسے۔ پنکی رحاب اور پاشا ان سے ہلکی پھلکی گفتگو کر رہے کہ تبھی،

بھاری بوٹوں کی مخصوص آواز سے حسبِ معمول فجر کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ سینے میں سانس الجھی۔ پنکی نے بڑی فرصت سے سنوارا تھا اسے اورنج ڈریس پہنا کر۔

شدید نفرت کرنے کے باوجود وہ اس جلاد کے طیش و غصے سے اب تک خائف ہی تھی۔ لاونج میں وہ ان مہمانوں کے سامنے رحاب کے پاس بیٹھی تھی۔ جب وہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ کوئی سامنے بیٹھا بڑے پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اور یہ منظر دیکھ ماہ بیر کے انگلیوں میں اسکیلپل بڑی شدت سے گھوم رہا تھا۔

لاؤنج کا یہ منظر دیکھ اس کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

اور پھر وہ وہیں جیسے جم سا گیا تھا۔ اور خونخوار نگاہوں سے فجر کو گھورا۔ فجر نے بری طرح پہلو بدلہ۔

بڑی دیر سے وہ تنی رگیں لیے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ ضبط کے کڑے مرحلوں سے گزرتا۔ وہ اپنے آپ کو آزما رہا تھا۔

ہمیں تو لڑکی بہت پسند ہے، تو ہم یہ رشتہ پکا سمجھیں، مہمانوں میں سے کسی نے کہا تھا۔ ماہ بیر کا دماغ کھول اٹھا۔ بھوکا شیر بنا وہ فجر پر جھپٹا تھا۔

ارے یہ کیا بد تمیزی ہے، کیا بد سلوکی ہے، چھوڑو میری ہونے والی بہو کا ہاتھ،، یہ کیا۔

شٹ اپ،، وہ دھاڑا،، بیوی ہے یہ میری، اور اگر نہیں چاہتے کہ میں پیٹرول ڈال کر ابھی تم لوگوں کو آگ لگا کر یہاں زندہ جلا کر سکون حاصل کروں تو گیٹ لاسٹ۔ وہ دھاڑا اور پورا وائٹ پیلس ہلا ڈالا۔
سوہم نے اسے کھا جانے والے نظروں سے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو اب کیوں آگ لگی ہے۔۔
مگر اسے اس وقت کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی آگ ہی تو لگی تھی اسے۔

چھوڑیں مجھے،، آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی۔ وہ بھی چلائی، مگر ماہ بیر اسے گھسیٹتا اپنے کمرے میں لایا تھا۔ پاؤں سے دھاڑ سے دروازہ لاک کر اسے اپنے بیڈ پر پٹخا تھا۔

اورنج پیروں تک فراک، اونچا جوڑا، دودھیا رنگت پر اورنج لپ اسٹک، ماہ بیر نے اس کا یہ سجا سنوار روپ خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔ دل کیا اس کا حشر بگاڑ دے۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی ان لوگوں کے سامنے ڈیکوریشن پیس بن کر بیٹھنے کی، مسز فجر ماہ بیر، اس ہمت کی تو داد دینی پڑے گی،، وہ غرایا۔

اور ایک گھٹنے پر جھک کر اس کا منہ اپنے ہاتھ میں دبوچا۔

فجر نے اپنی پوری طاقت لگا کر اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی تھی۔

کس حق سے لائے آپ مجھے یہاں، کس حق سے کیا یہ تماشہ، بہت کم وقت رہ گیا ہے ناں اس نام کے رشتے سے چھٹکارے کا تو اب کیوں کیا ایسا،، وہ بھی غرائی۔

اور شاید غلطی کی کہ اس زخمی شیر کو اپنے الفاظ سے اور زخمی کر رہی تھی۔ تبھی وہ پیچھے ہٹا اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تھا۔

ی،،، یہ،، کک،، کیا کر رہے ہیں آپ،، وہ اب سٹپٹائی تھی۔ اٹھ کر باہر بھاگنے کو تھی تبھی وہ اس کی راہ میں حائل ہوا تھا۔ اسے پکڑ کر دیوار سے پن کیا۔

بہت کم وقت رہ گیا ہے ناں تو رجوع کرنے لگا ہوں، ماہ بیر سرسراتے لہجے میں بہت قریب آ کر اس کان میں بولا تھا۔

اور حق کی بات کر رہی تو فکر مت کرو ڈارلنگ آج سارے ہی حق وصول کروں گا، یہ کہتے اس نے فجر کے ہوش اڑائے تھے۔

ہونٹوں نے گردن سے شہ رگ تک کا سفر کیا۔ کمر کو جکڑا اس کا ہاتھ اور کندھے میں پیوست ہوتا دوسرا۔

وہ بری طرح مچلی مگر اس کی آہنی گرفت میں ہل بھی نہیں سکی۔

ماہ بیر نے اپنے لب اس کے گداز، گال پر رکھے، تو اس نے سختی سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

چھوڑیں مم،،، وہ پھر کسمسائی تھی مگر ماہ بیر آج اس کے سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔ تبھی اس کی بولتی بند کی تھی۔

فجر کو لگا آج وہ اس کی جان نکال لے گا، اذیت و بے بسی کے احساس سے اس کے تواتر سے آنسو بہے۔ جو ماہ بیر کے گریبان میں گرے۔

جانے کس احساس کے تحت وہ پیچھے ہٹا تھا۔ اور وہ نڈھال سی دیوار سے لگی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

اب اس کمرے سے نکلنے کی گستاخی ہر گز مت کرنا مسز فجر ماہ بیر، نہیں تو ایسا حشر بگاڑوں گا کہ خود کو بھی نہیں پہچان پاؤ گی، سمجھیں؟

وہ پھنکارتا اپنی شرٹ اٹھا کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

جے کے اور سوہم ایشان کے سرہانے بیٹھے تھے۔جس کی اب کی بار لمبی ہی طبیعت خراب ہوئی تھی۔
اب بھی وہ نڈھال سا تکیے کے ساتھ لگا نیم دراز تھا۔
جے کے اور سوہم اسے علیزے والی بات بتانا نہیں چاہتے تھے جواب چپکے چپکے اپنے ٹکٹس وغیرہ کا بندوبست کرتی پھر رہی تھی۔ مگر وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ایشان بھی باخبر ہے۔ کیونکہ بابوا سے فون پہ سب کچھ بتا چکا ہے۔

جبران اسے سوپ پلا رہا تھا۔ یار جلدی جلدی ٹھیک ہو جاؤ، ابھی تو تم سے ضروری کام ہے اور ابھی تم بستر سے لگے بیٹھے ہو، جبران نے کہا تو ایشان نے چونک کر اسے دیکھا۔
واٹ؟ وہ کیا جلدی بتاؤ جے کے،، ایشان کو تجسس ہوا
پہلے جلدی جلدی ٹھیک تو ہو جاؤ، جبران مسکرایا۔
نہیں تم بتاؤ مجھے، ایشا بضد ہوا۔

کسی کو لوگوں کو پاگل ثابت کر کے مینٹل آزائلم بھیجنے کا کچھ زیادہ شوق ہے تو اسے بتانا ہے کہ پاگل بنانا کسے بولتے ہیں، میں اسے اس قدر مینٹلی ٹارچر کرنا چاہتا ہوں کہ اسے خود بھی یہی لگنے لگے کہ ہاں وہ پاگل ہے۔ جبران کے سرسراتے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ ایک مرتبہ تو ایش کے ساتھ ساتھ اس گرین مونسٹر نے بھی اسے چونک کر دیکھا تھا۔

اور یہ کرنے کے لئے تمھارا ٹھیک ہونا بہت ضروری ہے،

ہمم، رائٹ تو یہ بات ہے، میں بھی بلکل ٹھیک ہونا چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے آروشے کی فکر ہو رہی ہے بھائی، میں اچھی طرح جانتا ہوں علیزے یہاں سے بھاگنے کی تیاری میں ہے۔ اسے جو غلط فہمی ہوئی وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ اگر جے کے کی بجائے وہ مجھے ایسے دیکھتی تب بھی اس کا یہی ری ایکشن ہوتا۔

وہ سانس لینے کو رکا جبکہ سوہم اور جے کے کی سانس اٹک گئی۔

کیونکہ وہ لڑکیاں ہیں تو آپ لوگوں کو ہینڈل کرنے میں دقت پیش آ رہی ہے۔ تو میں ہی آپ کو بتا دیتا ہوں کہ کیا کرنا ہے۔ جے کے آپ علیزے کو اپنے ہوسپیٹل لے جائیں اور وہاں اسے ایڈمٹ کر دیں کیونکہ اس کے پاس بہت کم وقت بچا ہے اور وہ بہت تکلیف میں، ماہر بھائی اپ آروشے کو میرے پاس لے آئیں، میں اسے سنبھال لوں گا۔

ایشان نے اطمینان سے کہا۔

مگر ایشان تمھاری اپنی طبعیت،،،،

میں ٹھیک ہوں سوہم بھائی،،بس مجھے آروشے چاہیئے وہ مجھے لا دیں آپ۔

اوکے،،

ایشان میرے نکاح میں کیسے شرکت کرو گے یار،، جبران نے جھنجھلا کر کہا۔ مگر ایشان کے حیرت سے دیکھنے پر دانتوں تلے لب دبایا۔

یہ میں نے جے کے کے منہ سے ہی سنا ہے ناں ماہر بھائی، زرا چٹکی کاٹنا مجھے،

شٹ اپ ایش، اور بتاؤ شامل ہونا ہے کہ نہیں، جبران خجل سا ہوا۔

کیوں تم نے میرے نکاح میں شرکت کی تھی جو میں تمھارے نکاح میں آ کر بھنگڑے ڈالوں، وہ چمک کر بولا۔

جے کے نے گھورا۔

بحث بند کرو یار، اور چلو وقت بہت کم ہے پھر روشے کو بھی لانا ہے میں نے۔ ماہر سوہم خان نے انھیں غصے سے گھر کا تو جبران شرافت سے اس کے آگے ہو لیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode16.......

سوہم اور جے کے ایشان کے روم سے نکل کر سیدھا لاؤنج میں آئے تھے۔ جہاں سب موجود تھے۔ جنھیں ماہر سوہم خان نے بلایا تھا۔

ڈیڈ جبران نکاح کرنا چاہتا ہے، سوہم نے سکون سے کہا، سب کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

پنکی بھی گہری مسکرائی، اب وہ وقت قریب تھا جب یہ چاروں جلاد بھی کھونٹے سے بندھ جاتے۔

واؤ ماہر، تم نے جے کے کا ہی نام لیا ناں، پاشا نے چھیڑا۔

کم آن ڈیڈ، جلدی کریں ہم نے نکلنا ہے۔ وہ جھینپتا نگاہوں کا زاویہ بدلتا بولا تو پاشا اور رحاب اٹھ کر اپنے روم میں چلے گیے تیار ہونے۔

پنکی نے بھی اثبات میں سر ہلایا کہ وہ تیار ہے۔

تم جاؤ، میں سب کے ساتھ آتا ہوں، ماہ بیر میرے ضروری کام سے گیا ہے وقت پر پہنچ جائے گا۔ سوہم نے کہا تو وہ وائٹ پیلس سے نکلتا چلا گیتھے۔

مفرا ایک ہفتے سے اس گھر میں تھی۔

آزاد فضاؤں میں آزاد پنچھی بنی گھومتی تھی۔ نہیں جانتی تھی کہ وہ ابراہیم ہاؤس میں ہے۔ سونیا اس کے ساتھ رہ رہی تھی۔ سونیا نے اسے کیسے سمجھایا بجھایا یہ ایک الگ قصہ تھا۔ سونیا نے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹر جبران کو بھی نہیں پتا تھا کہ تم ہوسپیٹل سے کیسے غائب ہوگئیں۔ اور یہ کہ اب بھی اسے ڈاکٹر جبران نے ہی بچایا ہے۔

بند پڑے ابراہیم ہاؤس کو مفرا نے بہت خوبصورتی سے سجا دیا تھا۔
اس دوران نرما اور اپنے بھائی کی تو اسے یاد بھی نہیں آئی۔ وہ بھائی جو اتنا بے حس ہوچکا تھا کہ ایک مرتبہ بھی اس کا حال احوال پوچھنے نہیں آیا۔ تو اب اسے بھی پرواہ نہیں تھی کسی کی۔

وہ شاور لے کر ٹاول سے بال رگڑتی واش روم سے باہر آئی تھی۔۔ جب کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا۔ سیدھی ہوئی تو سارا خون نچڑ کر چہرے پر آیا تھا۔ کیونکہ سامنے ہی دیوار سے ٹیک لگائے ڈاکٹر جبران اطمینان سے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔
وہ جھٹکے سے پیچھے مڑی۔
ڈاکٹر آپ یہاں؟ اسے حیرت ہوئی، بنا دستک دئے یوں کسی کے روم میں آنا۔ نہیں جانتی تھی یہ تو پورا گھر ہی سامنے کھڑے شخص کا تھا۔
ہمم، مجھے ڈاکٹر جنت نے بھیجا ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کا نکاح ہوگا مجھ سے، آج، ابھی اور اسی وقت،،

جیییییی،،،،جبران نے اس کا سر پر بم پھوڑا، یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟

کیوں، آپ کو میں پسند نہیں؟ جبران نے برا منایا۔

نن،،، نہیں،، ایسی،، کوئی بات نہیں، مِفرا نے جھجھکتے کہا۔

تو اس کا مطلب پسند ہوں، جبران نے اسے گہری نگاہ سے دیکھا۔

مم،، میں نے،، ای،،، ایسے کب کہا،، وہ بوکھلائی۔

پسند نہیں ہوں، ناپسند بھی نہیں ہوں تو پھر کیا ہوں؟ وہ بظاہر جھنجھلا کر بولا مگر آنکھوں میں ایک شریر سی چمک تھی۔جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اسے تنگ کر رہا ہے۔

ایک منٹ،، مفرا کو کچھ یاد آیا، ڈاکٹر جنت نے مجھ سے تو کوئی بات نہیں کی۔ آپ سے کب بول دیا؟ مفرا نے آبرو اچکا کر ان کا جائزہ لیتے ہوئے سر تا پا گھورا۔

مجھے تو کہا ہے ناں، وہ سکون سے بولا۔

مگر میں کیسے مان لو؟

آپ کو لگتا ہے میں آپ کو آپشن دے رہا ہوں؟ جبران بھی اب آگے بڑھا، وہ چند قدم پیچھے ہٹی۔ وہ دیوار سے لگی تو جبران نے اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے۔

آپ میرے ساتھ زبردستی ایسا نہیں کر سکتے۔۔ مفرا نے بغیر ڈرے اسے گھورا۔

رئیلی،،اور کون روکے گا مجھے، ویسے اس گھر میں رہنے کی بات ہے ناں تو ٹھیک ہے ایسے ہی رہ لیتے ہیں۔۔۔وہ لاپرواٸی سے بولا

کیا،،،،؟مفرا کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔ مگر تبھی جبران کا فون رنگ ہوا تھا۔
جو کہ اس نے یس کر کے اس کی جانب بڑھایا۔ مفرا نے فون تھام کر کان سے لگایا تو ڈاکٹر جنت تھیں۔اور جو انھو ںنے اس سے کہا۔
وہ ماننا اس کے لیئے بہت مشکل تھا۔

کیسے اپنی ساری زندگی ایک اجنبی انجان شخص کے ہاتھوں میں سونپ دیتی۔ وہ بلکل بھی رضامند نہیں تھی۔ مگر اب جبکہ اس کی مسیحا اس کی ہمدرد ڈاکٹر جنت نے بول دیا تھا تو اس کے پاس جیسے کوئی آپشن ہی نہیں تھا اور وہ یہ رسک اٹھانے کے لیئے تیار تھی۔
مفرا نے خاموشی سے فون سامنے کھڑے خود کو گھورتے شخص کو دے دیا۔
وہ اب اس کی نظروں سے خائف جزبز سی کھڑی فرار کا رستہ تلاش کر رہی تھی۔

جبران اس کے صبیح معصوم چہرے میں وہ چیز تلاش کر رہا تھا جس نے اس مشہورِ زمانہ سفاک جے کے کو اپنا زر خرید بنا لیا تھا۔
تیار ہو جائیں، کچھ ہی دیر ہے، تیاری مکمل ہے، وہ اطمینان سے کہتا روم سے چلا گیا تھا۔

اب جب مفرا نے غور کیا تھا تو اپنے بیڈ پر شاپنگ بیگز رکھے نظر ائے تھے۔ اس نے جھجھکتے کھول کر دیکھا تو شاکنگ رنگ میں بہت ہی خوبصورت آنکھوں کو چندھیا دینے والی میکسی تھی، میچنگ سینڈل اور ہلکی پھلکی جیولری۔

اس نے سرد سی آہ بھری اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں سونیا کمرے میں داخل ہوئی۔

باراتی تو پہنچ بھی گئے، اور دلہن صاحبہ تیار نہیں، یہ کیا بھئی، سونیا نے اسے چھیڑا۔

شٹ اپ سونیا، مفرا نے اسے گھر کا،

اوکے بعد میں جلنا بھننا اب اٹھو اور یہ ڈریس پہن کر آؤ، جلدی، سونیا نے اسے ڈریس دے کر تقریباً واش روم کی جانب دھکیلا

پھر اس کے نا نا کرنے کے باوجود ہلکا ہلکا میک اپ کر کے شاکنگ لپ اسٹک بھی لگا دی۔

وہ چاندنی کی طرح دمک اٹھی تھی۔

سونیا بھی ایک مرتبہ تو حیران ہوئی تھی اسے دیکھ۔ جب وہ انھیں ملی تھی تو برسوں کی مریضہ لگتی تھی۔ مگر اب نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔ وہ خود کو آئینے میں دیکھ خود میں سمٹی جا رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد سونیا اس پر چادر ڈالے اسے باہر لائی تھی۔۔ وہ ایک نظر ہی دیکھ پائی تھی۔ سب موجود تھے۔ ڈاکٹر جنت نے بھی شرکت کی تھی۔ سخت نروس ہو رہی تھی۔

فکر مت کرو بعد میں انٹرو کروا دوں گی ابھی ریلیکس ہو کر بیٹھ جاؤ۔

وہ بیٹھی۔

نکاح شروع ہوا اور جلد ہی ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پا گیا۔

پاشا، ماہ بیر اور سوہم نے جبران کو گلے لگا مبارک باد دی۔

رحاب نے اسے ماتھے پر پیار دیا۔ اور پنکی نے ڈھیر سارے نوٹوں سے اس کی مظر اتاری۔

وہ پنکی کو اس فیملی کے ساتھ دیکھ حیران اور کنفیوز ہوئی۔

جب سونیا پھر اس کے کان میں گھسی۔

تمھارا سسرالی خاندان ایک مسٹری ہے، بعد میں آہستہ آہستہ سمجھ لینا ابھی چلو۔

سونیا اسے کمرے میں لے آئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

باہر وہ خوش باش بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

آج سے کئی سال پہلے بھی وہ سب یونہی خوش باش تھے۔۔

سوہم خان کا بیٹا ماہر،

پاشا کی بیٹی میرال،

راسم کی بیٹی دانیہ، اور کچھ ہی عرصے بعد ماہ بیر پیدا ہوا

ابھی کبیر کے پاس کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ لیکن پانچ سال بعد ان کے ہاں جبران اور ایشان اور پاشا کے ہاں آریان نے جنم لیا۔

ماہر دانیہ اور میرال پندرہ سال کے تھے اور ماہ بیر چودہ سال کا

جب ان کے خلاف بہت بڑی سازش رچی گئی۔ اور وہ سازش رچنے والے کوئی اور نہیں جنھیں وہ دردناک موت مار چکے تھے بادشاہ کا بیٹا چیمہ منیر بادشاہ، ڈفینس منسٹر اور ہیلتھ منسٹر شامل تھے۔ جن کی غداری کے ثبوت جلادوں نے اکٹھے کیا تھے اور ان کا مکروہ چہرہ چیف جسٹس آف پاکستان کے سامنے بے نقاب کیا تھا۔

انھیں دشمنوں کی سازشوں اور ملی بھگت سے ان پر بہت بڑا حملہ ہوا تھا اور بظاہر Executioners کو شکست ہوئی۔ اس سازش اور حادثے میں راسم اور فانیہ کی ڈیتھ ہو گئی۔

ماہ بیر کے زہن پر گہرا اثر ہوا تھا جب اسے یہ پتا چلا کے دشمنوں کی صف میں اس کی سوتیلی خالہ نایاب بھی شامل تھی۔ جس کی بیٹی کے ساتھ فانیہ نے بڑی ہنسی خوشی اس کا نکاح کروایا تھا۔ یہ بات کافی حیران کن تھی کیونکہ بظاہر وہ تب زمانے کی ٹھوکروں میں رہ کر اچھی خاصی سدھر چکی تھی۔

دشمنوں کی نظروں میں وہ سب جلاد ختم ہو چکے تھے۔ کیونکہ پورے وائٹ پیلس کو ایک دھماکے سے اڑا دیا گیا تھا۔

بڑا مشکل وقت تھا وہ۔ جب وہ سب امریکہ میں چھپے رہے۔

پاشا نے بڑی مشکل سے اپنا خاندان سنبھالا تھا۔

اس حادثے میں روحا کو اتنی چوٹ لگی تھی کہ وہ کافی سال کوما میں رہی، جبکہ ریشماں پنکی اور باقی کہ ان کی شاگردیں اتنے عرصے حویلی میں بی جان کے اور فجر کے پاس رہیں۔

کافی وقت لگا دوبارہ سنبھلنے میں، وائٹ پیلس کو کہیں اور خفیہ جگہ شفٹ ہونے میں، دوبارہ پھر سے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال ان کا مقابلہ کرنے کے لئے طاقتور اور مضبوط بننے کی۔

پاشا رحاب کو لیے، سوہم کے بیٹے ماہر اور ماہ بیر کے ساتھ پاکستان لوٹ آیا۔ میرال اور دانیہ کی امریکہ میں ہی شادی کر دی گئی۔ پھر جبران اور ایشان بھی پاشا کے پاس آ گئے۔

جبکہ سوہم، روحا، کبیر زمل اور آریان امریکہ میں ہی رہائش پزیر رہے۔

مگر اب آریان نے جب سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی تھی وہ بضد تھا کہ پاکستان ہی جائے گا۔

سوہم کے بیٹے ماہر سوہم خان کے دل میں جوان کی برباد ہونے کی آگ لگی تھی۔ اور اپنی ماں کی حالت سے جو دل میں غم و غصہ تھا۔ وہ اسے بے حس و پتھر بنا گیا تھا۔

اور اب وہ وقت تھا جب وہ پھر انبیٹ ایبل بن چکے تھے۔ جنھیں کوئی نہیں ہرا سکتا ہے۔ کوئی شکست نہیں دے سکتا تھا۔

اب جبران کو چھیڑتے وہ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔
شاندار سے لنچ کے بعد وہ سب وہاں سے رخصت ہوئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

جبران آہستگی سے چلتا روم میں داخل ہوا تھا جب وہ آئینے کے سامنے کھڑی جیولری اتارنے کا شغل فرما رہی تھی۔۔
جبران کو تپ چڑھی، طیش کے عالم میں وہ اس تک آیا تھا۔ اس پکڑ کر اپنی جانب گھمایا کمر پر گرفت آہنی تھی۔ وہ بوکھلائی۔

ارے ے ے ے،،، چچ، چھوڑیں مجھے،، ی،، یہ کک کیا کر رہے ہیں؟
ابھی تو کچھ نہیں، ڈارلنگ، جبران نے اس کے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔
ہییے غور سے سنو، ابھی میں کچھ دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں، ایک ضروری کام ہے، چینج مت کرنا، ہاں ہو سکے تو اپنے حسن کو اور سنوار لینا۔ آج جبران کا لہجہ خود بخود خمار آلود ہو چکا تھا۔ مفرا کی سانس اٹکی۔

کیون،، کیوں،، میں توکروں گی چینج، اور زہر لگ رہیں اس وقت آپ مجھے یوں دھونس جماتے، کان کھول کر سن لیں، یہ رشتہ صرف ڈاکٹر جنت کے کہنے پر جوڑا ہے میں نے، نہیں تو مجھے زرا برابر بھی اعتبار نہیں آپ پر، اسی لئے مجھ سے ابھی دس فٹ کے فاصلے پر رہیے گا ڈاکٹر، اسی لیے کیوں سج سنور کر بیٹھوں؟ میں تو چینج کروں گی۔

وہ تڑخ کر بولتی اس کی پوری بات سنے بغیر کچھ اور ہی سمجھتی اس کے بازوؤں میں مچلی۔

آں، ہاں، کرلینا چینج، اٹس اوکے، پھر میں دوبارہ اپنے ہاتھوں سے یہی پہنا دوں گا، آج تو گولڈن نائٹ ہے ناں تو سب چلتا ہے۔ وہ شرارت سے آنکھ ونک کر کے ہکا بکا اسے منہ کھولے دیکھے گیا۔

آپ ڈاکٹر نہیں، بہت بڑے چھچھورے ہیں، وہ پھر مچلی۔ جبران اس خطاب پر گہرا مسکرایا۔

جو بھی سمجھو، مگر چینج مت کرنا، کہیں جانا ہے ہم نے،

کک،، کدھر،، مفرا کو خوف آیا۔

ایک بہت اسپیشل جگہ پر، ویٹ کرنا میرا اور آخری بار بول رہا ہوں چینج مت کرنا، نہیں تو دوسرا آپشن تو دے ہی چکا ہوں۔

وہ اس کے چہرے پر جھکا۔

مفرا کے چودہ طبق روشن ہوئے۔

مگر بندہ زرا شریف تھا۔ پھونک سے اس کے لب کو چھوتی لٹ کو پیچھے ہٹا کر کمرے سے نودو گیارہ ہو گیا۔

پیچھے وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ ٹریکنگ ڈریس اپنا سپورٹ بیگ کمر پر باندھے وائٹ پیلس کے سامنے سے گزر رہی تھی۔

نرالے کام تھے شفا کامران کے، لوگ صبح کو جاگنگ کرتے تھے اسے شام کو اس وقت یاد آیا تھا پارک میں جانا۔

پاشا کے ساتھ اس دن وائٹ پیلس میں اس نے خوب انجوائے اور ہنگامہ کیا تھا۔ پورا وائٹ پیلس گھوم کر بھی طبیعت سیر نہیں ہوئی تھی۔

واقعی ایک مسٹیریس پلیس تھی۔

جس میں عجیب سی کشش اور پراسراریت تھی۔ وہ بہت اکسائیٹڈ ہوئی تھی۔

پنکی اور اس کی شاگردوں سے ملی۔ ان سے باتیں کیں۔ ایک الگ قسم کا ایکپیرنس تھا جو حاصل ہوا۔

اب بھی قدم خود بخود وائٹ پیلس کی جانب اٹھے تھے۔

گیٹ تک پہنچے تو واچ مین اور گارڈز نے رستہ روک لیا۔

کدھر بیٹا جی، واپس جائیے، ادھر کہاں آ رہی ہیں، واچ مین نے جھڑکا۔

ہاااااااااا، ، شفا کا منہ کھلا، اتنی بڑی مسٹیک، اوئی ماں، تم لوگ تو گئے پکا گئے، ، وہ ڈرامہ کوئین الگ ہی دہائیاں دینے لگی۔

پتہ ہے ہینڈسم انکل پاشا کی کتنی بڑی والی لاڈلی گیسٹ ہوں میں، اور اگر انھیں پتہ چل گیا کہ تم لوگوں نے مجھے اندر نہیں آنے دیا تو بینڈ بج جانی تم لوگوں کی، کیونکہ انھوں نے ہی فون کر کے مجھے یہاں بلایا، نہیں تو میں یہاں کیوں آتی، اور ویسے بھی آ چکی ناں میں ان کے ساتھ اندر، اور ان کی جان بھی بچائی تھی۔۔

وہ چھوٹی سی آفت اب کمر پر ہاتھ رکھے اتنی دیدہ دلیری سے جھوٹ بول رہی تھی کہ واچ مین اور گارڈ بھی اس کی بات پر ایمان لے آئے تھے کہ واقعی اسے پاشا سر نے بلایا ہوگا۔

اور وہ اپنی ہی ایکٹنگ پر عش عش کر اٹھی تھی۔

جھوٹ تو نہیں بول رہی لڑکی، ، واچ مین نے آبرو اچکا کر اس آفت کو گھورا۔

اوکے، میں بات کرواتی ہوں، ہینڈسم انکل سے، وہ اب اپنی غائبانہ پاکٹوں میں ہاتھ مارنے لگی موبائل ڈھونڈنے کے لئے،

واچ مین اور گارڈز اسے اب بھی گیٹ پر روکے کھڑے تھے جب ان سب کی گاڑی گیٹ تک آئی۔

اس نے پنکی کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔

پنکی نے گارڈ کو اشارہ کر دیا کہ اندر آنے دو اسے۔

وہ تفاخر سے اپنی پونی ٹیل جھلاتی اندر داخل ہو گئی۔

وہ سب گاڑی سے اترے۔

پاشا نے اسے گھورا۔

بیٹا کیوں آئیں ہیں آپ یہاں، آپ کے پاپا نے منع کیا ہے تو،

جانے دیں ناں پاشا، بہت پیاری بچی ہے اور اس دن بھی خوب ہی رونق لگائی تھی۔ رحاب نے کہا۔

ارے ہاں ناں بہت پیاری ہے اور آفت اور دھماکہ بھی۔،اس کے بولنے سے پہلے ہی پنکی نے مسکرا کر کہا۔

جبکہ آفت اور دھماکہ کے خطاب پر وہ بھی شریر سی ہنسی ہنس دی۔

ہنڈسم انکل پلیز اب ان گارڈ سے کہیں کہ مجھے مت روکا کریں اب تو میرا روز ہی آنا جانا لگا رہنا ہے ناں، اب دیکھیں میں جاگنگ کرنے وہاں پارک میں جاتی ہوں لوگ عجیب عجیب نظروں سے گھورتے ہیں میں یہاں آجایا کروں گی ناں۔

یہ اتنے ے ے ے ے ے بڑے لان میں خود بھی جوگنگ کروں گی اور سب کو کرواؤں گی۔

وہ پنکی کے بازو پر جھولتی چٹکی بجا کر بولی تو وہ بھی اس کے اوٹ پٹانگ بہانوں پر ہنس دئیے۔

اور سچ تو یہ تھا کہ وہ ان سب کو ہی بہت اچھی لگی تھی۔

پاشا مسکراتا اندر چلا گیا۔

بلکہ اب وہ ان کے کان کھانے میں زور شور سے مصروف تھی

اور اس آفت کے کہنے پر پنکی نے گارڈ کو بلا کر اس کے سامنے ہی بول دیا تھا کہ وہ بہت اسپیشل ہے

اسے نا روکا جایا کرے۔

ماہر جبران اور ماہ بیر علیزے کی طرف آ رہے تھے۔

کیا اپ ڈیٹ ہے ماہ بیر، ماہر سوہم خان نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

دونوں کراچی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں بزدل، ہر جگہ دیکھ لیا مگر کہیں نہیں ہیں، بائی ائیر لاہور گئے ہیں

اور یہ بھی کنفرم ہے کہ وہ رستم اور منیر ہی تھے۔

ہمم ، مجھے لگا وہ رستم دام میں پھنس جائے گا مگر وہ منیر چالاک ہے ، کوئی بات نہیں آسان ہدف تو ماہر سوہم خان کو بھی پسند نہیں ، کچھ اور سوچنا پڑے گا۔

وہ علیزے کے گھر پہنچ چکے تھے ۔ اندر آئے تو وہ آروشے کے روم میں ہی تھی۔ جبران نے علیزے کے کچھ کرنے سے پہلے اسے بے ہوش کیا تھا۔

آروشے نے شور مچانا شروع کر دیا، گندے انکل ، ، گندے انکل ، ، میں ایش کو بتاؤں گی ، ، وہ ڈشوم ڈشوم کرے گا تم لوگوں کو ، ، وہ خود بھی ہاتھ پیر چلا رہی تھی۔ مجبوراً سوہم کو اسے باندھنا پڑا۔

جبران علیزے کو لیے ہوسپٹل کے لیے نکلا تھا۔ ۔ اور سوہم اور ماہ بیر آروشے کو لئے وائٹ پیلس کی جانب نکلے۔

جبران نے اسے ہوسپٹل ایڈمٹ کر دیا تھا۔ خود ایک بہت ضروری کام کے لئے وہاں سے نکلا تھا۔

ماہ بیر اور سوہم وائٹ پیلس پہنچے تھے۔

وہ اس نازک سے وجود کو کندھے پر لادے ایشان کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔ پیر اور ہاتھ رسی سے باندھے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپ تھی۔ ۔ آروشے بری طرح مچل رہی تھی۔ ۔

اس نے لا کر اسے صوفے پر گرایا تھا۔ ۔

وہ جو ابھی ابھی اتنے بڑے دھچکے کے بعد ہوش میں آیا تھا،، ایک اچٹتی نگاہ اس گلابی وجود پر ڈال کر سوہم خان کی طرف دیکھا۔۔

تھنیکس برو،،،،، وہ مسکرایا،،، سوہم خان کبھی ہنستا نہیں تھا مگر آج وہ بھی کائی جمی آنکھوں سمیت مبہم سا مسکرایا۔۔

ایوری تھنگ فار یو مائی شیر،،،، وہ کہہ کر ایشان کا ماتھا چوم وہاں سے جا چکا تھا۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don't copypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode17....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ایشان نے سوہم کے جانے کے بعد اٹھ کر نرمی سے اسے کھولا تھا۔ اور اس کے منہ سے ٹیپ اتاری۔

ایش،، یو نو واٹ یہ گندے والے انکل تھے، انھوں نے آپو کو بھی کڈ نیپ کر لیا اور روشے بے بی کو بھی،، اب روشے بے بی کیا کرے گی ایش، وہ شاید علیزے کی وجہ سے یا یہ سب سمجھ نہیں پائی تھی تبھی خوف سے اس کے سینے میں منہ دئیے سسک پڑی۔۔

او نو، نو، کڈ نیپ تھوڑی کیا تھا وہ تو وہ اچھے والے انکل روشے بے بی سے گیم کھیل رہے تھے ہائیڈ اینڈ سیک والی۔ روشے بے بی کو آپو سے ہائیڈ کیا ہے اب آپو ڈھونڈے گی اور روشے بے بی ملے گی ہی نہیں تو آپو ہار جائے گی کیونکہ ایش اب روشے بے بی کو اپنے پاس چھپا لے گا۔
ایشان نے تفصیل سے سمجھایا مگر وہ اب بھی سختی سے اس کے سینے سے لگی سوں سوں کرنے میں مصروف تھی۔

ایش مجھے آپو کے پاس جانا ہے۔ وہ مچلی۔
کیوں روشے بے بی نے گیم نے کھیلنی، ایش کے موبائل فون میں، اور ایش روشے بے بی کے لئے ڈھیر سارے ٹوائز، ڈول ہاؤس چاکلیٹس اور آئسکریم لایا ہے وہ سب کون لے گا۔
وہ اسے خود میں سیمٹے سکون سے آنکھیں موندے بیٹھا محسوس کیے گیا۔

سچ،،، اس کی آنکھیں چمکیں۔ بٹ آپو،
وہ جاب پر ہیں نا تو آجائے گی، آؤ میں روشے بے بی کو اس کا ڈول ہاؤس دکھاؤں۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے کمرے سے ملحقہ کمرے میں آیا جہاں فی الوقت روشے بے بی کے لئے ٹوائز اور ڈول ہاؤس موجود تھا۔

وہ جنھیں دیکھ خوشی سے کلیپنگ کرتے اچھل پڑی

اویس،، وہ سب سے پہلے اس بڑے سے ڈول ہاؤس کے پاس گئی تھی جس میں ایک باربی ڈول اور اس کا گڈا موجود تھا۔

وہ کافی دیر ادھر کھیلتی رہی پھر ایشان نے اسے چاکلیٹ کھلائی۔

کافی رات ہو گئی مگر روشے بے بی ایسی اکسائیٹڈ ہوئی کہ کسی اور چیز کا ہوش ہی نہیں رہا۔

اسی لئے ایشان نے وہیں کھانا منگوا کر اسے کھلایا۔ اور میڈیسن دیں۔

آروشے بس کرو اب،، ناؤ کم ٹو سلیپ، وہ ہنوز کھیلنے میں ہی مصروف رہی تو ایشان نے ٹوک دیا مگر۔

نو، نو ایش، ابھی نہیں، وہ مچل گئی۔

ایشان کے فون پر کال آئی تو وہ سننے ٹیرس پر چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد واپس آیا تو ہنسی چھوٹ گئی، وہ کارٹون سی لڑکی وہیں کارپٹ پر نیند سے بے حال ہوئی تھکن سے چور سو چکی تھی۔

آگے بڑھا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر اپنے پہلو میں لٹا کر کمفرٹر درست کیا۔

اب وہ اس کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔ معصوم چہرے کو دیکھے گیا۔ جھک کر عقیدت سے ایک ایک نقش چوما۔ اس کے پر تپش لمس کا اعجاز، تھا کہ وہ کسمسا کر اپنی آنکھیں نیم وا کر اسے دیکھنے لگی اور سمجھنے لگی کہ اس کے پاس کون ہے۔

ایش،، کہتی وہ اسے ٹائیٹلی ہگ کرتی اس کی گردن میں منہ دے گئی تھی۔ شاید کہنا چاہتی تھی ڈونٹ ڈسٹرب می،

لیکن،

وہ خود تو سو گئی تھی مگر ایشان کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔ کیونکہ اس کی پیشانی عرق آلود ہوئی تھی۔ ایشان نے بھی نرمی سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیے تھے۔

یو نو واٹ روشے بے بی، جانتی ہو سب حقوق رکھتا ہوں، اور چاہوں تو حاصل کر سکتا ہوں، مگر یہ میری تمھارے لیے بے تحاشا محبت اور کئیر ہے کہ جانتا ہوں، ابھی نا تم اس رشتے کو سمجھ پاؤ گی، نا تمھارا دماغ یہ سب تسلیم کر پائے گا، اور نا ابھی تم میں اتنی ہمت ہے کے ایشان کبیر ابراہیم کی شدتیں برداشت کر سکو۔

وہ سرگوشیوں میں اسے اپنے دل کی باتیں بتاتا تکیے پر سیدھا کر چکا تھا۔

آہستگی سے جھکا اور اس کے ہونٹوں کی نرماہٹ کو زرا سا محسوس کر کے پیچھے ہٹا اور مسکرا کر سکون سے آنکھیں موند لیں۔۔

بلیک پینٹ کے اوپر کیمل کلر کی شرٹ پہنے بلیک جیکٹ میں سن گلاسز لگائے کافی دیر سے وہ لمبا چوڑا بھرپور مردانہ وجاہت کا شہکار بے تحاشا ہینڈسم اور ڈیشنگ سرخ وسفید شخص ایک گھر کے باہر ایک فائل تھامے کھڑا بیل دے رہا تھا۔

پیچھے ہی بلیک بی ایم ڈبلیو کھڑی تھی۔ اور لوگ اسے دیکھنے گھروں سے باہر جھانک رہے تھے۔

جے کے کو معلوم تھا اس وقت گھر میں سالے صاحب یعنی مِفرا کا بھائی سعد شفیق موجود ہوگا۔

ارے کہا ہے بھئی، دروازے ہی اکھیڑ کر ساتھ لے جاؤ،، اب کیا بیل کی جان لو،،،،،،،،،،،،،

تیسری بیل پر دروازہ کھلا تھا اور آنے والی نان سٹاپ بولتی جا رہی تھی۔ مگر اسے دیکھ کر زبان کو بریک بھی لگا تھا۔ بے حد تحیر سے سر تا پا جے کے کو دیکھا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں پکڑی اس سرخ فائل کو،،

کون ہیں آپ؟ اور کس سے ملنا ہے آپ کو؟ نرما نے اب سامنے والے کی پرسنیلٹی اور اسٹیٹس سے مرعوب ہوتے ہوئے اپنا لہجہ بے حد مہذب کیا تھا۔

مجھے سعد شفیق سے ملنا ہیں، یہیں رہتے ہیں کیا؟ وہ سن گلاسز اتارتا اب اپنی براؤن آنکھوں کی نمائش کرتا بولا تھا۔

جی بلکل یہی گھر ہے، مگر آپ کون میں نے آپ کو پہچانا نہیں، نرما نے پر شوق سے لہجے میں پوچھا۔

ایکچوئلی میں ان کا ریلٹو ہوں، آپ نہیں جانتی ہیں، پلیز کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

جے کے کے اندر جو اس ناگن کو دیکھتے ہی اس کا سر کچلنے کا دل کیا مگر اس اشتعال کو اندر دباتے اپنا لہجہ حتی الامکان نارمل رکھا۔ کیونکہ جو سزا جے کے کی عدالت نے اس پاگل عورت کے لئے طے کی تھی۔ اس کے سامنے تو یہ اشتعال کچھ بھی نہیں تھا۔

اس کی معیت میں وہ چھوٹے سے ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تھا۔ سعد نہا رہے ہیں، کچھ دیر تک آتے ہیں، آپ کیا لے گیں؟

کافی پلیز، جبران نے اس کی منحوس شکل کو گم کرنے کو کہا تو وہ مجبوراً وہاں سے چلی گئی۔

کچھ ہی دیر میں ڈرائنگ روم میں سعد آیا تھا۔ نرما نے تو کہا تھا کہ اس کا کوئی رشتہ دار ہے مگر وہ ایک اجنبی کو اپنے گھر میں دیکھ حیران ہوا۔

سعد نے آ کر جبران سے مصافحہ کیا۔

سوری،، میں نے آپ کو پہچانا نہیں،،

ایکچوئلی آپ مجھے نہیں جانتے، مگر میں آپ کو جانتا ہوں، جبران نے اپنا وزٹنگ کارڈ نکال کر سعد کو دیا۔ میں ڈاکٹر جبران کبیر ابراہیم ہوں، اور مِفرا میری پیشنٹ تھی۔

سعد نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اور لفظ تھی پر اٹک گیا۔

اتنے میں نرما ٹرالی گھسیٹتی اندر داخل ہوئی تھی۔

ایکچوئلی جب مِفرا اس گھر سے گئی تھی تو اس کی مینٹلی ہیلتھ کچھ ہی خراب تھی۔ یہ یہاں سے جانے کے بعد اس کی پہلی رپورٹ،

مِفرا کے نام پر نرما کو سانپ سونگھ گیا تھا جبکہ سعد اب دلچسپی سے وہ رپورٹ دیکھنے لگا۔ اور توجہ سے اس کی بات سننے لگا۔

اسے جس مینٹل ہوسپیٹل لے جایا گیا تھا۔ وہ بدنام ترین مینٹل ہوسپیٹل تھا۔ جس میں مفرا کو جان بوجھ کر مزید پاگل ہونے کی میڈیسنز دی جارہی تھیں۔ یہ وہ رپورٹس ہیں؟ اور پھر وہاں سے اسے لاہور میں کسی ریڈ لائٹ ایریا میں بھی بیچنے کی کوشش کی گئی،

وہ اب اطمینان سے بتا تا سن گلاسز کے پیچھے سے نرما کا دھواں دھواں ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

لیکن ہم آپ کی ان باتوں کو کیسے سچ مان لیں ڈاکٹر؟ وہ اب دانت پیس کر بولی تھی۔

جبران اب اس کی حالت سے حظ اٹھاتا گہرا مسکرایا تھا۔

اس یو ایس بی ڈرائیو میں اس بیڈ کی ویڈیو و آڈیو ہے جس میں یہ سب ریکارڈنگ موجود ہے۔ جے کے نے وہ ڈرائیو ٹیبل پر رکھی۔

اب نرما کا چہرہ خوف سے نیلا پڑا تھا۔ کیونکہ یقیناً اس قیمتی گفتگو میں کہیں نا کہیں اس کا نام بھی لیا گیا ہو گا۔

(نہیں ابھی نہیں، نرما ناگن) جبران نے دل میں اسے مخاطب کیا۔

مگر اپنی بہن کے متعلق ایسی گندی گفتگو کوئی بھی بھائی نہیں سننا چاہے گا۔ بہر حال وہ ہوسپٹیل سیل ہو چکا ہے، اور مفرا ہمارے ہوسپٹیل میں علاج کے لیئے آئی۔ اس فائل میں اس کی اب تک کی سب رپورٹس ہیں اور آپ دونوں کو یہ جان کر بے تحاشا خوشی ہوگی کے کہ وہ مکمل صحت یاب ہو چکی ہے۔

جبران نے ان کے سر پر بم پھوڑا۔ سعد تو خوشی سے نہال ہو گیا جبکہ نرما کا چہرہ دیکھنے لائق تھا۔

بلکہ آپ لوگوں کو ایک اور خوشخبری بھی سنانی ہے،، وہ سر خوشی سے بولا جبکہ نرما نے اب اسے خونخوار نظروں سے دیکھا کہ یقیناً وہ اگلی خوشخبری بھی اسی نوعیت کی سنانے والا ہو گا جس سے نرما کے پیروں نیچے سے آہستہ آہستہ زمین کھسک جائے۔۔

وہ یہ کہ جب وہ ہوسپٹیل آئی تو شروع دن سے مجھے اس کی معصومیت نے اٹریکٹ کیا۔ اور مجھے اس سے شدید قسم کی محبت ہو گئی، ہم اسے بے یارومددگار سمجھتے رہے،، ہماری ایک سنئیر ڈاکٹر جنت نے آج ہی ہمارا نکاح کروایا ہے، یہ ہمارے نکاح کے پیپر،

(اب سہی معنوں میں نرما کے اوپر جیسے کسی نے تیل ڈال کر آگ لگائی تھی)

کیونکہ پولیس نے آج ہی اس دوسرے ہوسپٹل کا ریکارڈ ہمیں دیا پیشنٹس کے لواحقین کو ڈھونڈنے کے لئے تو مجھے مِفرا کی فائل میں سے ادھر کا ایڈریس ملا۔ اسی لئے میں یہاں چلا آیا۔

اور یہ ہم کیسے مان لیں کہ تم بھی ایک ڈاکٹر ہو؟ کوئی بہروپیے بھی تو ہو سکتے ہو؟۔ نرما نے دانت کچکچائے۔ اسے یہ کیسے گوارا ہو سکتا تھا کہ اس کی دشمن کے نصیب میں ایک ہارٹ سرجن امیر و کبیر ڈاکٹر لکھا جائے۔ اس کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔

شٹ اپ نرما کیا بکواس کر رہے ہو سب سے پہلے ڈاکٹر نے آ کر اپنا آئیڈینٹٹی کارڈ اور وزیٹنگ کارڈ ہی دکھایا مجھے، اور جس ہوسپٹل کا یہ کارڈ ہے وہ پاکستان کے بڑے ہوسپٹل میں سے ایک ہے۔، سعد غرایا تو نرما کو چپ ہونا پڑا جبکہ جبران گہرا مسکرایا۔

سعد بھائی، آپ کراس چیک کروا سکتے ہیں اس فائل میں سب ڈیٹیلز ہیں، وہ مسکرا کر بولا۔ اب سعد نے اسے کافی دی اور اسے کھانے کی چیزیں سرو کرنے لگا۔
ارے ہاں میں مین بات بتانا تو بھول ہی گیا آپ کو بھائی، کچھ دیر تک میں مفرا کو ادھر لا رہا ہوں، ہم کچھ دن آپ لوگوں کے پاس رہیں گے جب تک مِفرا کے پیپر نہیں بن جاتے، پھر میں اسے اپنے ساتھ امریکہ لے جانے والا ہوں، کیونکہ مفرا کے معاملے میں میں تو بھئی کسی پر بھروسہ نا کروں، بہت محبت کرتا ہوں اس سے، اور میرے بنگلے میں وہ تن تنہا رہے آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے،

کبھی نہیں، اور ویسے بھی وہ یہ کچھ دن اپنے میکے رہ لے گی بعد میں جانے کب چکر لگے۔

وہ اب نہایت اطمینان سے بیٹھا سعد سے باتیں کر رہا تھا۔ تاک تاک کر لفظوں کے خنجر کسی کے کلیجے میں گھونپے تھے۔

میں کیسے تمھارا شکریہ ادا کروں جبران، تم نے میری بہن کو بچا لیا۔ جلدی سے لے آؤ اسے، اتنا میں شاندار سے ڈنر کا انتظام کرواتا ہوں۔ بس مجھے مِفرا سے ملنا ہے۔ وہ بے چین ہوا۔
کیوں نہیں بھائی اور یقیناً بھابھی اتنی ہی بے چینی سے انتظار کریں گی اس کا۔
جبران اب ہتک آمیز مسکان لیے کسی کے جلے پر نمک چھڑکنے میں مصروف تھا۔
نرما نے پہلو بدلا۔

وہ مسکراتا اٹھا، سعد گرمجوشی سے اس سے بغلگیر ہوا۔ تو وہ باہر نکلتا چلا گیا۔
گاڑی میں بیٹھ کر ایک فاتحانہ مسکان لیے اس گھر پر ایک آخری نگاہ ڈالی۔ جس کی چھت والی کھڑکی پر اب وہ کھڑی اس کی گاڑی دیکھ رہی تھی۔
اونہہہہ،، میں تو سمجھا تھا بہت مشکل ٹاسک ہو گا مگر تم تو بہت آسان ہدف نکلیں میڈم نرما،،
وہ دل میں کہتا زن سے گاڑی نکال لے گیا

وہ جو دھمکی لگائی تھی اسے کہ کمرے سے مت نکلنا۔ واقعی فجر کی ہمت نہیں ہوئی تھی کمرے سے باہر نکل کر اپنے کمرے میں جانے کی جس قدر وہ غصے سے آؤٹ آف کنٹرول ہوتا بول کر گیا تھا۔

مگر وہ نازک جان یہ بھی تو کہاں برداشت کر سکتی تھی کہ اب اسے اس سڑیل کے ساتھ رہنا پڑے گا۔

وہ تھکا ہارا آیا تھا روم میں، مگر روم میں اسے نا پا کر اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔ جبڑے بھینچتا وہ فریش ہونے چلا گیا تھا۔

مگر جب ٹاول سے بال رگڑتا باہر آیا تو دیکھا وہ نماز پڑھنے میں مصروف ہے۔ ماہ بیر نے ایک گھری نگاہ اس پر ڈالی۔ بلیک ٹی شرٹ ٹراؤزر میں کسرتی سفید جسم مردانہ وجاہت کا شہکار وہ اب لیپ ٹاپ لیے بیڈ پر آن بیٹھا تھا۔

وہ نماز پڑھ کر اٹھی۔ اور صوفے پر جا بیٹھی۔

اب صوفہ صوفہ کھیلنا ہے میرے ساتھ، بیڈ پر آؤ، اس جنگلی کی دبی غراہٹ نے اس کی جان ہوا کی تھی۔ مگر

میں آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتی، کام کریں اپنا، وہ بیزاری سے بولی۔ تو لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کر اس نے تعجب سے اسے دیکھا جیسے یقین کرنا چاہتا ہو کہ واقعی یہ الفاظ اس نے میڈم فجر کے منہ سے سنیں ہیں۔۔

میڈم، دماغ درست جگہ پر ہی ہے ناں، ہل ول تو نہیں گیا۔ ماہ بیر نے آبرو اچکا کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ میں نے کیا کہا سنا نہیں یا تم یہ چاہتی ہو کہ اٹھ کر خود بیڈ پر پٹخوں۔ وہ دھاڑا۔

تو فجر بوکھلا کر صوفے سے اٹھی تھی۔

آہہہہہہہہ،،،، مگر اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی اپنے دوپٹے میں ہی الجھ کر زمین بوس ہوئی تھی۔ پاؤں بری طرح مڑا تھا۔

ماہ بیر تیزی سے اٹھا تھا۔

اففففففف اندھی ہو گیا۔ اس کی جانب بڑھا۔

خبردار، آپ نے ہاتھ لگایا مجھے، میں خود ہی اٹھ جاؤں گی۔ اپنی جانب بڑھتے اس نے ماہ بیر کے ہاتھ جھٹکے تھے۔

تمھارے خبردار کی ایسی کی تیسی،،، ماہ بیر نے دانت پیستے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے جھٹکے سے اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا تھا۔

اب تکلیف سے آنسو تواتر سے بہے تھے۔ ماہ بیر گھٹنے کے بل اس کے سامنے جھکا تھا۔ اور پاؤں اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھا۔

نہیں،،، نن،، نہیں،، مم، مجھے درد ہو رہا ہے،، وہ تکلیف سے کراہی، اور پاؤں پیچھے کھینچنے کی کوشش کی،

جانتی ہو تمھاری فراک کی کمر پر سے زپ کھلی ہے، اپنا ڈریس سنبھالنے کی بھی تمیز نہیں تمھیں، ابھی میں نے دیکھا اگر کوئی اور دیکھ لیتا تو، وہ غصے سے دھاڑا۔

کک،،، کب،،، نن،، نہیں،، تو،،،، فجر کے ہاتھ بے اختیار اپنی کمر کی جانب گھومے تھے، فجر کا دھیان ہٹا۔

ماہ بیر نے ایک جھٹکے سے پاؤں کا بل نکالا تھا۔ وہ چلا اٹھی۔ ماہ بیر نے دانتوں تلے لب دبایا۔

(ایڈیٹ، اسٹوپڈ گرل)

اٹھ کر اسے سیدھا کر کے بیڈ پر لٹایا۔

آ،،، آپ،،، ایک،، نن، نمبر،، کے،، جھوٹے،، اور، لوفر،، انسان ہیں، وہ سوں سوں کرتی اب دانت پیس کر بولی۔

وہ جو اس کے پاؤں پر اب موو کریم لگا کر گرم پٹی باندھ رہا تھا ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔

پٹی باندھ چکا تو یک دم اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر جھٹکے سے زپ کھولی تھی۔

کب جھوٹ بولا، اب دیکھو کھلی ہے، اس کے چہرے کے بہت قریب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہا گیا تھا۔ جواب ہکا بکا منہ کھولے اسے دیکھ بلکہ گھور رہی تھی۔

بب،، بہت،، بڑے،، چھچھورے، اور لوفر انسان ہیں آپ،، وہ اب بچوں کی طرح کمفرٹر کو نوچ رہی تھی ایسے جیسے سامنے والے کا منہ نوچ رہی ہو۔

ماہ بیر کا چہرہ ہنسی ضبط کرنے کے چکر میں لال سرخ ہوا تھا۔

تھینکس تعریف کے لئے،،، ڈھیٹ بنے ماہ بیر کو اسے جلا کر، پٹا کر، تپا کر بہت مزا آ رہا تھا۔

جب بی جان کے پاس تھی تو اس کے دور جانے سے جھنجھلاتی تھی اب اس کے قریب آنے سے پاگل ہو رہی تھی تو وہ کیوں موقع ہاتھ سے جانے دیتا اسے تپانے کا۔

وہ اطمینان سے اپنی سائیڈ آ کر آنکھیں موندے لیٹ گیا۔ وہ بھی دانت کچکچاتی دوسری جانب رخ کیے جھنجھلا کر لیٹ گئی۔

ماہ بیر نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور گہرا مسکرایا۔

زپ کھلی ہے تمھاری، اسے مزید چھیڑنے کو ہانک لگائی۔ اور اس میں سے کچھ اور بھی نظر آ رہا ہے،

وہ جھنجھنا کر سیدھی ہوئی تھی دل کیا پاس پڑے شخص کا منہ توڑ دے۔ کمفرٹر سر تک تان لیا۔

آپ کو کیا تکلیف ہے، مائنڈ یور اون بزنس،، چپ چاپ سو جائیں،،

کمفرٹر میں سے بھوکی شیرنی کی غراہٹ پر وہ عش عش کر اٹھا۔

اور اب واقعی عافیت اسی میں جانی کہ چپ چاپ کروٹ بدل کر آنکھیں موند لیں۔ مگر لبوں پر شریر سی مسکراہٹ تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آزادی کیا ہوتی ہے، آزاد فضاوں میں سانس لینا کسے کہتے ہیں رواحہ کو اب پتا چلا تھا۔ کیونکہ وہ اپارٹمنٹ کے باہر سمندر کنارے پانی سے کھیلتی اب منی کے اوپر شرارت سے پانی گرا رہی تھی اور اس کی کھلکھلاہٹیں اپنے عروج پر تھیں۔

ان چار پانچ دنوں میں اس نے جیسے اپنی اٹھارہ سال کی زندگی جی لی تھی۔ دو تین اور جگھوں پر بھی منی اسے لے جا چکی تھی اور آج انھوں نے شاپنگ کرنے بھی جانا تھا۔جس کے لئے وہ اور بھی زیادہ خوش تھی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کے لیے یہ سب وہ کر رہا ہے، اس دن کا وہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا مگر وہ جانتی تھی کہ وہ اس دیکھا کرتا ہے۔

وہ اب بلیک روم کی بجائے منی کے ساتھ والے روم میں رہ رہی تھی۔ وہ لاؤنج اور کچن میں ہر جگہ آزادی سے گھومتی،

بہت خوش تھی۔

مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ خوشی کتنے کم وقت تک کے لئے ہے اس کے پاس، ایک غموں کا طوفان آنے والا ہے جو اس سے سب چھین لے جائے گا۔ سب کچھ،

وہ سی ویو پر ایک دوسرے کے اوپر پانی اچھال رہی تھیں۔ جب دو گاڑیاں وہاں آ کر رکیں، اور ان میں سے ایک گاڑی میں سے رستم کے خاص وفادار کتے ٹونی کو نکلتے دیکھ رواحہ کا چہرہ خوف سے سفید پڑا تھا۔

وہ بہت جلد ان کے سر پر آن پہنچے تھے۔

اور آتے ساتھ ہی اس نے منی پر فائر کیا تھا۔ ایک شعلہ سا اس کے پیٹ کے آر پار ہوا تھا۔

رواحہ کی دلدوز چیخیں سمندر کی لہروں سے ٹکرا کر واپس آئیں،

ٹونی نے اس گاڑی میں دھکیلا تھا۔

دونوں گاڑیاں زن سے وہاں سے نکلیں تھیں۔

رواحہ نے دھاڑیں مار مار کر روتے ایک آخری نظر منی کو مرتے دیکھا اور ایک الوداعی نگاہ اپارٹمنٹ پر ڈالی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don't copy paste without my permission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode18.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ ابراہیم ہاؤس آیا تھا اور حسب توقع وہ اس شاکنگ میکسی میں جھنجھلائی سی صوفے پر بیٹھی تھی۔ بلکہ اس کی ہدایت پر سونیا نے کچھ اور اس کی نوک پلک سنوار دی تھی۔ جس سے اس کا حسن دو آتشہ ہو چکا تھا۔

وہ مسکراتا روم میں آیا۔

لیٹس گو ڈئیر وائفی، جبران نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ اس نے پہلو بدلہ۔

کدھر؟ مِفراب اس کی گہری نگاہوں سے خائف ہونے لگی تھی۔

سرپرائز ہے، وہ لاپروائی سے بولا۔

مگر مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا، وہ اس پر رتی برابر بھی بھروسہ نہیں کر پا رہی تھی۔

مگر میں تو لے جاؤں گا، چاہے اٹھا کر ہی کیوں نا لے جانا پڑے، وہ اطمینان سے بولا، مفرا کو غش پڑ گیا۔

میں آپ کی دھمکیوں سے نہیں ڈرتی، اب وہ بھی لہجہ پر سکون کرتی بولی تھی۔ مگر اگلے ہی پل اس کا یہ سکون بھک سے اڑا تھا جب جبران نے اس کے بہت قریب آ کر اچانک جھک کر جھٹکے سے اسے بازوؤں میں بھر لیا۔

ی،،، یہ،، کک، کیا،، کر،، رہے،، ہیں آپ،، چھوڑیں مجھے،، میں خود چلتی ہوں،، وہ مچلی۔

میں اپنی وائف کو یہ بتا رہا ہوں کہ میں خالی دھمکی نہیں دے رہا تھا۔

اوکے ٹھیک ہے ناں، مجھے پتہ چل گیا اب نیچے اتاریں، میں خود چلوں گی، وہ روہانسی ہوئی مگر بندہ تھوڑا شریف ہونے کے ساتھ ڈھیٹ بھی واقع ہوا تھا تبھی اسے لیے باہر آیا۔ لا کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا تھا۔

اور مسکرا کر اس کا پھولا منہ ملاحظہ کیا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔ ایک نظر پھر اپنے پہلو میں دوڑائی۔

جانے کیسے مگر ساتھ بیٹھی لڑکی خون بن کر رگوں میں کب دوڑنے لگی اسے تو پتہ ہی ناں چلا۔ لاکھ جھٹپٹایا، اپنے احساسات سے انکاری ہوا مگر دل تھا کہ محبت کے آگے جھک چکا تھا سر تسلیم خم کر چکا تھا۔ تبھی اسے اپنا بنا کر ہی سانس لیا تھا۔

گاڑی جس گھر کے آگے کھڑی ہوئی تھی اب مفرا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھے گئی۔

سب بھول جاؤ، اور اپنے بھائی کا سوچو، جو اب دنیا میں واحد خونی رشتہ ہے تمھارا، تمھارے پیرینٹس کی جگہ پر ہے۔ تمھارا بھائی تمھیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا رہا ہے اس دوران،

جبران نے اسے سمجھاتے ان بہن بھائیوں کا پیچ اپ کرانے کے لئے اینڈ میں جھوٹ بولا۔

گاڑی کی آواز سن کر سعد بھی باہر نکل آیا تھا۔ جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور مِفرا کو کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔

کہاں چلی گئیں تھیں میری گڑیا، تمھیں پتہ ہے یہ تمھارا بھائی تمھارے لئے کس قدر پریشان رہا ہے۔ میں روز وہاں تم سے ملنے آتا رہا مگر مجھے یہ کہہ کر ملنے نہیں دیا جاتا تھا کہ تمھاری طبیعت مجھے دیکھ کر اور بگڑ جائے گی۔ سعد رو رہا تھا اور اس کے یہی آنسو ساری ناراضگی دھو گئے تھے۔ وہ بھی رو دی تھی۔

نرما اس کے پیچھے ہی کھڑی بہن بھائی کا یہ میلوڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

مفرا کا سجا سنورا خوبصورتی کی اعلیٰ مثال لیے ہوئے روپ وہ بغور دیکھ رہی تھی۔ مگر دن کے مقابلہ میں اب اس کے چہرے پر کافی سکون تھا۔ یعنی وہ اپنے آپ کو سنبھال چکی تھی نئے سرے سے سازشیں رچانے کے لئے۔

ارے ہٹیں بھی ،مجھے تو ملنے دیں اس سے ، کیسی ہو مِفرا ، وہ سعد کو پیچھے ہٹاتی اس کی جانب بڑھی۔

مفرا کا حلق کڑوا ہوا۔

مگر اس کی یہ مشکل بھی جبران نے حل کی ، فورا مفرا کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

چلیں ناں بھائی اندر بہت بھوک لگی ہے اور سچ میں تو بہت اکسائیٹڈ ہوں ، بھابھی کے ہاتھ کا کھانا کھانے کے لیئے ،

وہ اسے لیئے سعد کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

نرما شعلے برساتی آنکھوں کے ساتھ انھیں گھورے گئی۔

رات کا گہرا اندھیرا چاروں اور پھیل چکا تھا۔ اور یہی اندھیرا اس کی دنیا میں بھی مچ چکا تھا۔

رواحہ جو گاڑی میں بیٹھی اپنی قسمت پر بلک بلک کر رو رہی تھی۔ اور سخت مزاحمت کر رہی تھی۔ اگر رستم کی کمزوری نا ہوتی تو اب تک تو ٹونی اسے ادھیڑ کر رکھ دیتا۔

انجان سنسان رستے تھے۔ وہ کس کو مدد کے لیئے پکارتی۔

کہ تبھی ٹونی نے لیپ ٹاپ جس میں رستم کی ویڈیو کال آ رہی تھی آن کر کے اس کے سامنے کیا تو اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑتا گیا۔

چندہ میری جان،، واہ، واہ،، واہ،،، تمھاری ہمت کی تو داد دینی پڑے گی ویسے مجھے،، تمھیں کیا لگا مجھ سے جان چھوٹ گئی تمھاری،، بولو،، بولتی کیوں نہیں،، وہ دھاڑا۔۔

ن ن۔،،، نہیں،،، نہیں،، آنسوؤں کا پھندا اور سانس گلے میں اٹک گئی تھی۔۔کیسے بولتی۔

تیری بہن کا خاندان اسی لیے تیری آنکھوں کے سامنے ختم کیا کہ پھر تو دنیا پر کسی سے سہارا لیتی ہزار بار سوچے،، اور آج تیری وجہ سے وہ ہیجڑا اپنی جان سے گیا،،، ان کا انجام بھول گئی کیا، جو نیا یار بنا لیا تو نے،، بتا وہ کون ہے؟ کہیں اس جلاد کو تو نہیں یار بنا لیا،، تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ اسے کتنی بری موت دوں گا،، تیری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کاٹ کر پھینک دوں گا۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھیں لیے بس نفی میں سر ہلائے گئی۔۔

تجھے پتہ ہے چندہ بائی تیرے لئے دنیا پر ایک ہی مرد ہے اور وہ میں ہوں، سمجھیں کہ نہیں،،

وہ چلایا،، رواحہ نے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔۔

امید کرتا ہوں جیسی گئی تھی ویسی ہی میرے پاس آؤ تم، نہیں تو اس کے تو ٹکڑے کر کے پھینکوں گا تجھے بھی تیزاب میں نہلا دوں گا۔ اب بول اپنے منہ سے بول کہ تو صرف رستم کی ہے،، ایک طوائف،، میری رکھیل بنے گی تو،، ساری زندگی کے لئے،، بول،،،

رستم کا بس نہیں چل رہا تھا اسکرین سے نکل کر اس کا گلا دبوچ لے،

مم،،،میں،،ص،،صرف،،،رر،،رستم،،ک،،،کی،،ہوں،،،

وہ چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی جب کہ یہ سن کر رستم کے چہرے پر خباثت بھری ہنسی چھائی۔

اتنی بے بسی،،اس قدر زلت،،اس نے ہزار بار کی سوچی ہوئی بات اب سوچی کہ کاش وہ پیدا ہوتے ساتھ ہی مرجاتی یا کم ازکم اتنی زلت بھری زندگی سے بہتر ہے اب مر جائے۔۔

تبھی اچانک گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔کیونکہ اگلی گاڑی بھی بیچ سڑک رک چکی تھی،،ٹونی کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔تو گاڑی سے باہر آیا۔

مگر سامنے ہی ایک بڑی گاڑی بیچ سڑک کے کھڑی تھی اور اس سے ٹیک لگائے چار لمبے چوڑے آدمی جن کے چہرے رومال سے بندھے تھے۔

خاص بات یہ تھی کہ ان میں سے ایک سبز آنکھوں والے شخص کی آنکھوں سے جو شعلے نکل رہے تھے اس نے ان گاڑی سے نکلنے والے رستم کے سب کتوں میں گھبراہٹ پیدا کر دی تھی۔ٹونی نے پسٹل تان کر فائر کرنا چاہا۔جب اس کی کلائی کی دھچیاں اڑ گئیں تھیں۔

جو جو فائر کرنا چاہ رہا تھا ان کی کلائیوں کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا تھا جبکہ وہ چاروں اب بھی اطمینان سے سامنے کھڑے تھے۔

پھر ان میں سے کافی سارے غنڈے ان چاروں کی جانب لپکے۔ نہیں جانتے تھے اپنی موت کو آواز دینے جا رہے ہیں۔

پھر حسبِ معمول اپنے کٹے پھٹے اعضاء لیے سڑک پر پڑے تھے۔

ماہ بیر نے ٹونی کے ماتھے پر اپنی گن تانی جب،،

مجھے یہ زندہ چاہیے، گرین مونسٹر دھاڑا،

ماہ بیر اسے گھسیٹتا وہاں سے لے جا چکا تھا۔ راستہ کلئیر تھا۔ ان کے بندوں نے سڑک بھی کلیئر کرنی شروع کر دی تھی۔

جب گرین مونسٹر گاڑی تک آیا۔ دھاڑ سے ڈور اوپن کیا،، وہ اچھل کر دوسرے دروازے سے سہم کر لگی تھی۔

رواحہ باہر آؤ،، وہ اپنا لہجہ حتی الامکان نرم کرتا بولا۔ مگر گرین مونسٹر کا غصہ آؤٹ آف کنٹرول ہی ہو رہا تھا تبھی سڑک پر خون کی ندیاں بہا دیں تھیں اس نے۔

کیونکہ وہ تو چہرہ چھپائے دبک کر بیٹھی تھی اسی لئے دیکھ ہی نہیں پائی تھی کہ کیا کیا ہوا یہاں۔

نن،، نہیں،، نہیں،، مم مجھے، واپس جانا،، ہے،، نہیں آنا، باہر،، وہ،، مم،، مار،، دے گا،، سب، کو،،

بہت کھو چکی تھی اپنوں کو، ، بہت سہہ چکی تھی، اب اس کی وجہ سے اس کی زندگی اس کی محبت کو ایک کھروچ بھی آتی، یہ کیسے گوارا کرتی، اپنی ذات کا روند دیا جانا گوارا تھا مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اسے ایک آنچ بھی آتی تو کیسے سہے گی۔۔بس اسی سوچ نے جسم سے جیسے روح کھینچ لی تھی۔

اس کے منہ سے یہ گوہر افشانیاں سن اب تو اس گرین مونسٹر کا دل کر رہا تھا وہاں موجود ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دے۔

روح، ، باہر آؤ میں نے کہا، کوئی کچھ نہیں کرے گا، ، وہ دانت پیس کر بولا،

نن، ، نہیں، ، مم، ، منی، ، بھی، ، ، مر، ، گئی، ، وہ، ، ، آپ، ، کو، ، بھی، ، نن، ، نہیں، ، توڑ توڑ کر جملے ادا کرتی وہ سفید پڑ چکی تھی آنسو روانی سے بہہ رہے تھے۔

کچھ نہیں ہوا ہے منی کو، ، ٹھیک ہے وہ بلکل، ، اب باہر آؤ۔ سوہم نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔

نن، ، نہیں، ، جج، ، جھوٹ، ، ، منی، ، کو، ، مار، ، دیا، ، مم مجھے، ، نن، ، نہیں آنا، ، ،

اب سوہم کی بس ہو چکی تھی۔ اپنے ہر لفظ کے ساتھ وہ پاگل لڑکی اس کی روح تک کو گھائل کیے دے رہی تھی۔

وہ جو نہیں چاہتا تھا اس سے زور زبردستی کرے مگر وہ اسے مجبور کر چکی ہو۔ اس کا دماغ گھما چکی تھی۔

اس گاڑی میں بیٹھی یہ سب کہتی وہ اسے کانچ کی طرح چبھ رہی تھی۔

تبھی وہ تن فن کرتا دوسری جانب آیا تھا جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اسے بازو سے دبوچ کر باہر نکالا تھا۔

مگر وہ اور زیادہ پینک ہوئی تھی۔

تبھی اس کا گریبان پکڑ کر چلائی تھی۔

سمجھ نہیں آ رہی آپ کو، مجھے جانا ہے واپس، نہیں رہنا یہاں، منحوس ہوں میں،، جہاں جاتی ہوں وہاں بس موت آتی ہے، وہ مار دے گا سب کو،، آ،،،، اپ،،، کک،، کو،، بھی،، جانے دیں مجھے،، روح،، سٹاپ دس نان سینس، اب اگر ایک لفظ اور منہ سے نکالا تو بہت برا پیش آؤں گا،

تنے اعصاب، لال انگارا آنکھیں اور چہرہ لیے وہ اسے بازوؤں سے جھنجھوڑتا دھاڑا۔

مگر اس کے رونے میں اضافہ ہی ہوا تھا۔ اس کے دل و دماغ پر اس بات کا گہرا اثر ہوا تھا تبھی وہ اتنی پینک ہو رہی تھی۔ اور اب جب اس نے بولنے سے منع کر دیا تو مزاحمت کرتی اپنے آپ کو چھڑواتی وہ زور زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

آخری حربہ کے طور پر سوہم نے گردن سے پکڑ کر ایک مخصوص نس دبائی تو وہ ہوش و خرد سے بیگانہ اس کے سینے سے آ لگی تھی۔ اسی دوران گاڑی میں پڑے لیپ ٹاپ پر ویڈیو کال بلنک کرنے لگی۔

گرین مونسٹر نے اسے سینے سے لگائے اطمینان سے اب لیپ ٹاپ نکال کر گاڑی کے بونٹ پر رکھا تھا۔ اپنے چہرہ رومال سے ڈھانپا رواحہ کو بازوؤں میں اٹھا کر اب اس کا چہرہ اپنی گردن میں دیا تھا۔

اور ویڈیو کال یس کی۔

لے جائیں گے،، لے جائیں گے دل والے دلہنیا لے جائیں گے،

آس پاس کوئی نہیں تھا، رات کے گہرے سناٹے میں ایک دل جلانے والی انتہائی خوبصورت بھاری سرسراتی آواز چاروں اور گونجی تھی۔

گاڑی کی ہیڈلائٹس میں جو منظر رستم نے اسکرین پر دیکھا مزید جو بھسم کرتی آواز سنائی دی وہ اسے جلتے کوئلوں پر گھسیٹنے کو کافی تھی۔ جبکہ ان سبز آنکھوں سے نکلتے شعلے دیکھ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ ہوئی تھی۔

اے جلاد،، نیچے اتارو اسے نہیں تو میں،،،
شٹ اپ،، صرف بھونکنے والے کتے،، میں تو بول کر آیا تھا کہ مرد کے بچے ہو تو لے جانا اسے، مگر تم تو ادھر ہی بیٹھے بھونک رہے ہو۔ خیر اب دوبارہ بول رہا ہوں ایک ہی مرد کے بچے ہو تو آؤ اور لے جاؤ۔
اے تم جانتے نہیں کس سے الجھ رہے ہو، تم،،
جانتا ہوں، تبھی تمھاری بزدلی پر یقین ہے، اچھا ٹھیک ہے نکاح میں انوائٹ کر رہا ہوں ضرور آنا اور بہن کو دعاؤں تلے رخصت کرنا میرے ساتھ۔۔
کیا بکواس،،،
اس سے پہلے کو وہ اور منہ سے جھاگ اڑاتا سوہم نے لیپ ٹاپ پر فائر کیا تھا۔

اور اطمینان سے اسے لئے اپنی گاڑی تک آیا۔ اسے گاڑی میں لٹا کر خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور زن سے گاڑی بھگائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آریان نے سوہم اور کبیر سے پاکستان آنے کی پرمیشن لی تھی اور فون پر اپنے ڈیڈ پاشا سے کو بھی کنوینس کر ہی لیا تھا کہ وہ پاکستان آ رہا ہے اسی لئے اس کی ضد کے آگے وہ سب ہار گئے تھے۔

تبھی آج کی فلائیٹ سے وہ پاکستان پہنچا تھا۔

راستے بھر وہ اپنی اگلی زندگی کے بارے میں سوچے گیا۔ وہ بلکل اپنے بھائی ماہر سوہم خان جیسا بننا چاہتا تھا شروع دن سے۔ وہ اس کے رول ماڈل تھا۔ گھر پہنچ چکا تھا دور سے ہی پر شکوہ سی عمارت بہت مسٹیریس لگتی تھی۔

آریان بہت اکسائیٹڈ سا وائٹ پیلس کا طویل ترین لان عبور کر اب لاؤنج میں داخل ہی ہوا تھا۔ جب ایک نسوانی غراہٹ سنائی دی۔

ہیے یو، کہاں منہ اٹھائے چلے آ رہے ہو؟ کس کی پرمیشن سے ؟ شکل سے تو کوئی چور ڈاکو نہیں لگتے، مگر کرتوت بلکل ایسے ہی ہیں، یوں کسی کے گھر میں بغیر پرمیشن بغیر ناک کیے گھستے ہیں؟ نہیں مطلب یہ گھر ہے کہ باوا جی کا باڑا، ، چلو اپنا آئیڈینٹٹی کارڈ چیک کرواؤ ابھی کے ابھی۔

وہ جو کوئی بھی تھی اس وقت مکمل پولیس یونیفارم میں اس بالکل سامنے تن کر کھڑی اس پر رعب جھاڑتی اسے زہر ہی لگی۔ اس نے بولنے کی تو زحمت گوارا نہیں کی۔
ہاں مگر کمر پر بندھے ہاتھ کی انگلیوں نے کف لنک سے اپنا اسکیلپیل ضرور نکال لیا تھا۔

اور میڈم آپ کی تعریف، آپ دوسروں کے گھر میں بواخیرن بنی کیوں گھوم رہی ہیں؟ آریان کے سرسراتے لہجے میں شفا نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں سکیڑ کر اس لمبے چوڑے شخص کو دیکھا۔
جو اپنے بارے میں بتانے کی بجائے الٹا اسی سے سوال پوچھ رہا تھا۔ اس کے انداز نے شفا کو آگ لگائی یعنی اس قدر خوبصورت لڑکی اسے اندھے باجے کو بواخیرن لگ رہی تھی۔

پہلے تم بتاؤ، ویسے شکل سے تو جھینگا لالا ہو کرنے والے لگ رہے ہو کہیں سیدھا ساؤتھ افریقہ سے تو نہیں آئے، اس نے حساب بے باک کرنا چاہا۔

اور تم سیدھا انڈونیشیا سے تو نہیں آئیں کیونکہ بلکل مریل فاقے زدہ چھپکلی لگ رہی ہو۔

آریان بھی آپ سے تم پر آیا اوراس کے دبلے پن پر چوٹ کی بجائے چھری چلاتا بولا۔

واٹ یو، چلغوزے تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے فاقے زدہ چھپکلی کہنے کی۔ شفا نے اس کے بازو پہ انگلی رکھ کر غصے سے بل کھاتے کہا۔

اینڈ یو کالی توری تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ٹچ کرنے کی۔ وہ برابر اس کی گال پر انگلی رکھتے بولا۔

ہاں،، تم نے شفا کامران حسن کو ٹچ کا یو میں تمہارا منہ نوچ لوں گی وائٹ چلغوزے، شفا غصے سے پھنکارتی اس کی جانب لپکی۔ جب

آریان،،، میرا بچہ، رحاب بھاگ کر اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔

شفا خجل سی ہوئی۔ اب یہاں سے کھسکنے میں ہی بھلائی تھی۔ وہ جو کالج کے کسی فنکشن میں پولیس آفیسر کا رول کر کے سیدھا ادھر چلی آئی تھی ان کا دماغ کھانے اب خود بخود قدم پیچھے ہٹے تھے۔

یہ تم دونوں کیوں جھگڑ رہے تھے، پاشا نے لاؤنج میں داخل ہو کر آبرو اچکا کر پوچھا۔

آریان ان کے سینے سے لگا۔ اب دونوں کیا بولتے کیوں جھگڑے تھے اور اب تک ایک دوسرے کو کون کون سے خطاب سے نوازتے تعریفوں کے پل باندھ چکے تھے۔

آریان لاپرواہی سے ان سے مل کر ریشماں کے کمرے کی جانب چل دیا۔ جبکہ وہ بھی بہانہ بنا کر وہاں سے کھسک آئی۔

فجر ریشماں سے پوچھ کر بہت چھپ چھپا کر خفیہ طریقے سے وائٹ پیلس سے نکلی تھی۔
مگر شاید بھول گئی تھی کہ وہ ماہ بیر راسم حفیظ کی بیوی ہے جس کی حفاظت کے لئے پل پل اس پر نظر تھی ماہ بیر کی۔
تبھی جب وہ اپنے آفس میں بیٹھا کسی بہت ضروری فائل پر جھکا ہوا تھا۔ اس کا فون رنگ ہوا تھا۔
یس، فون کان سے لگائے وہ مصروف سا بولا۔ دوسری طرف سے وسیع کی آواز نے اسے چونکایا۔
سر آپ کو یاد ہے آج کیا ڈیٹ ہے ؟ سمیع کی بات نے اس کی رگیں پھلا دیں تھیں۔ آنکھوں میں خون اترا۔

واٹ دا ہیل وسیع ہاؤ ڈیر یو، ، تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یاد دلانے کی ؟
وہ دھاڑا تھا۔ سر وہ اس لیئے کہ میم حویلی گئی ہیں۔
واٹ وہ دھاڑا، کس کی پرمیشن سے اور تم نے روکا کیوں نہیں،
سر آئی تھنک وہ وائٹ پیلس میں کسی کی پرمیشن سے گئی ہیں کیونکہ ان کے ساتھ گارڈز اور ڈرائیور بھی تھے۔

ماہ بیر نے غصے سے پاگل ہوتے موبائل دیوار میں دے مارا تھا اب جبکہ اسے یہ تدارک ہو چکا تھا کہ وہ اس کی زندگی کا حصہ ہے اور نہیں رہ سکتا اس کے بغیر،، اب جبکہ ان میں سب ٹھیک ہونے لگا تھا تو ایک مرتبہ پھر فجر ماہ بیر اس کی روح کو چھو کے لگا گئی تھی۔

فجر نے پھر اسے وہاں تکلیف دی تھی جہاں اسے لگی بھی تھی۔ اور محسوس بھی ہوئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don't copypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode19......

فجر وائٹ پیلس سے نکلی تو سنٹرل جیل کے باہر پہنچی تھی۔ کچھ ہی دیر کے انتظار کے بعد وہ عمر رسیدہ سی جھکے کندھوں کے ساتھ عمر قید کاٹ کر جیل سے باہر آئی تھا۔

ماں،،، کپکپاتے لبوں سے تڑپ کے ساتھ لفظ ادا ہوا اور روح تک بے چین ہوئی۔ وہ تڑپتی برسوں کے بعد ماں کی آغوش سے لپٹ کر دھواں دار روئی تھی۔

مگر گارڈز نے انھیں وہاں زیادہ دیر کھڑے نہیں ہونے دیا۔ اسی لئے جیسے برسوں کی مسافت طے کر کے گاڑی حویلی کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔

اور اب وہ دونوں بی جان کے کمرے میں بیٹھیں اپنا برسوں کا غم غلط کرنے میں مصروف تھیں۔
نایاب دیوار پر لگی بی جان، فانیہ اور راسم کی تصویروں کو دیکھ بے تحاشا آنسو بہا رہی تھی۔ فجر نے ہی ہمت کی جیسے تیسے ہلکا پھلکا کھانا بنایا۔ اور اپنے ہاتھوں سے ماں کو کھلایا۔
کھانا کھا چکیں تو برتن سمیٹ کر آ کر فجر نے ماں کی گود میں سر رکھا تھا۔ دونوں ماں بیٹی باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔
جب وہ اچانک اٹھ کر بیٹھی تھی اور ماں کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا تھا۔
نایاب کی آنکھوں میں برسوں کا درد، تھکن، بے بسی، اور تکلیف تھی۔
امی مجھے کیوں لگتا ہے کہ آپ اس جرم کی سزا بھگت کر آئی ہیں جو آپ نے کیا ہی نہیں،، صرف ایک بیٹی کو ان آنکھوں میں سچائی نظر آتی ہے، فجر نے اچانک نایاب کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تھا وہ جو اسے ٹالنے کو کچھ بہانہ بنانے والی تھی لب وہیں خاموش ہو گئے، آپ کو میری قسم امی سچ سچ بتائیں کیا ہوا تھا، کیسے ہوا، ہم تو اتنا خوش تھے، تو پھر،،

نایاب نے بے بسی سے اپنی بیٹی کا زرد چہرہ دیکھا تھا۔ ہاں ہم بہت خوش تھے،،، زمانے نے اپنی ٹھوکروں پر مجھے رکھا تو سمجھ آئی کی بی جان اور فانیہ ہی بس میرے ساتھ مخلص تھیں،، انھوںنے ہی مجھے سہارا دیا تھا،، میں ان کے ساتھ ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی،، تمھارا اور ماہ بیر کا نکاح کر کے ہم کتنے خوش تھے،، وہ تمھیں لے کر بہت ٹچی تھا،، کسی کو تمھارے قریب نہیں آنے دیتا تھا،،،

بس ہر وقت تمھیں خود میں الجھائے رکھتا کہ تم کسی اور سے دوستی نا کر لو،،، نایاب دور کہیں خوبصورت ماضی میں کھو گئی تو فجر کے چہرے پر ایک تلخ سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی جیسے وہ ماں سے چھپا گئی۔

وہ تمھارے معاملے میں بے حد جنونی تھا، تبھی میں نے،، فانیہ اور راسم بھائی نے تم دونوں کا نکاح کر دیا،،، مگر پھر ایک طوفان آیا،، اور اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے گیا،، پتہ نہیں اتنی سکیورٹی میں وہ درندہ تمھیں کیسے اٹھا کر لے گیا، نا صرف تمھیں اٹھایا بلکہ ماہ بیر کو بھی نشانے پر رکھا ہوا تھا،، منیر نام تھا اس کا،، کچھ اور لوگ بھی ساتھ ملے ہوئے تھے اس کے،، بارہ سال کی تو تھیں تم، اس نے مجھے ایک ویڈیو دکھائی جس میں تم بے ہوش تھیں اور وہ درندہ تمھارا اسکارف کھینچ رہا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ تمھاری شرٹ،،،،
نایاب نے تکلیف کی انتہا سے لب کچلے، فجر کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ سانس جیسے گلے میں اٹکی ہوئی تھی۔

میں نے چلا چلا کر کہہ دیا جو بھی جیسے بھی تم کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں، مگر میری بیٹی سے دور رہو،، وہ تم سے تو دور ہو گیا اور ماہ بیر پر سے بھی اپنا آدمی ہٹوا لیا،، مگر مجھے فون کر کے فانیہ اور راسم کو حویلی بلانے کا کہا،،۔ میں نے ایسے ہی کیا،، اور پھر اس درندے نے میرے ہاتھوں سے ان کو زہر دلوا دیا،، کیونکہ وہ بزدل جانتا تھا کہ اکھٹے تو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو الگ الگ اور ایک ایک کر کے انھیں

مارنا چاہا، میں نے اپنی بیٹی کو ایک درندے سے بچانے کے لئے اپنی معصوم بہن کی جان لے لی۔ کیسے معاف کر دیتی خود کو،، بھلے ہی مجبوری ہی سہی قاتل ہوں میں ان کی،،، تو اپنا جرم سب کے سامنے قبول کر لیا۔ مگر اصل وجہ کسی کو نہیں بتا سکی،، ساری زندگی اسی گلٹ میں گزاری کے میں ایک قاتل ہوں۔۔

نایاب اپنی بہن کو یاد کرتی خون کے آنسو رو رہی تھی اور فجر اپنی ماں کی بے بسی اور تکلیف پر تڑپ ہی تو گئی تھی۔ اس کا بھی جی چاہا خون کے آنسو روئے اور ماں کو بتائے کہ اس نے بھی ان گزرے ماہ و سال میں اسی گناہ کی پاداش میں ایک عذاب جھیلا ہے کہ وہ ایک قاتل کی بیٹی تھی۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ کیونکہ باتوں میں رات ہونے کا پتہ ہی نا چلا اور فجر صبح سے گھر سے نکلی ہوئی تھی اور اب رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ باہر شیلا اور وسیع تھے۔ جنھیں دیکھ فجر کا چہرہ خوف سے سفید پڑا تھا۔

میڈم واپس چلیں، سر بلا رہے ہیں آپ کو،، شیلا نے سنجیدگی سے کہا تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ کیسے بھول گئی کہ وہ اس کے پل پل کی خبر رکھتا ہے تو یہ کیسے نا جانتا۔۔ گلے میں پھندا سا لگ چکا تھا۔ آواز کیسے نکلتی۔

ادھر ایک شخص خونخوار لہو ٹپکاتی نگاہوں سے اسکرین پر اپنی متاع کو اس عورت کے حصار میں دیکھ رہا تھا جس سے دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کی تھی اس نے۔ وسیع کی شرٹ میں مِنی کیمرے سے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

تم لوگ گاڑی میں بیٹھو،، کچھ دیر تک آتی ہے یہ،، نایاب نے ہی اس کی مشکل حل کی۔۔ وہ خاموشی سے چلے گئے۔۔

مم،،، ماں،، میں اس کے پپ،،، پاس،، نہیں جاؤں گی،، مم،، میں آپ کے پاس رہوں گی،، میں آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں، اتنے سالوں بعد آپ ملی ہو مم مجھے،، وہ نفرت،، کک،، کرتا ہے مجھ سے،، وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تو نایاب نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

خبر دار فجر،، آئندہ ایسی بات منہ سے مت نکالنا، شوہر ہے وہ تمھارا،، سب کچھ وہی ہے اب،، تمھارا محافظ،، نفرت کرتا تو ابھی میرا پتہ چلنے کے بعد بھی بلاتا نہیں تمھیں اپنے پاس،، چلو اٹھو شاباش اپنے گھر جاؤ،، میں رکھ لوں گی اپنا خیال،، نایاب نے اس کا منہ چومتے کہا۔ وہ زور زور سے روتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

کیسے کہتی کہ اب جانے وہ کیا کرے گا اس کے ساتھ،،

مگر نہیں اب نہیں،، فجر نے اپنے آنسو صاف کیے،

پہلے تو وہ اس کا ہر ظلم ہر زیادتی اس لیے سہہ جاتی تھی کہ کہیں نا، کہیں اسے بھی گلٹ تھا کہ واقعی وہ اس ماں کی بیٹی تھی جو ماہ بیر کی گناہگار ہے، مگر اب جب اسے سچائی پتہ چل گئی تھی تو اسے رتی برابر بھی دبنے، ظلم سہنے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تبھی وہ اٹھی ماں کے سینے سے لگی اور انھیں خدا حافظ اور اپنا خیال رکھنے کا بول کر باہر نکلتی چلی گئی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا۔ سعد اور مِفرا بہت خوش تھے تبھی سعد اس لئے اپنے روم میں چلا گیا تھا۔ جبران ٹیرس پر چہل قدمی کر رہا تھا جب وہ اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہوئی۔۔

یہ بلیک کافی،، شام کے مقابلے میں اس کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکان تھی۔
تھینکس بھابھی،، اس نے بھی مسکرا کر کہا۔ اور کپ تھام لیا۔
بھابھی نہیں تم مجھے نرما بول سکتے ہو۔ چلو یہ ہائیڈ اینڈ سیک کھیلنا بند کریں، اور کھل کر اچھے کھلاڑیوں کی طرح میدان میں آئیں، وہ سکون سے بولی تو جبران چونکا تھا اور اس کی بات کی گہرائی جانچ کر اس کی دیدہ دلیری پر عش عش کر اٹھا۔

ویسے اگر تم مفراکہ بارے میں جانتے ہو تو میری بھی ہسٹری جغرافی جانتے ہو گے تو پوچھ سکتی ہوں میری حقیقت سعد کے سامنے کیوں نہیں آنے دی تم نے، وہ اسی اطمینان سے بولی تھی۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم خود سعد بھائی کے سامنے اپنے ہر گناہ ہر جرم کا اعتراف کرتے ہوئے میری محبت میری بیوی سے معافی مانگو وہ بھی پاؤں پکڑ کر، اب وہ بھی کافی کے سپ لیتے سکون سے بولا تھا۔

اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں ایسا کچھ کروں گی۔ وہ لہجہ ہتک آمیز کرتی پھنکاری۔

کیونکہ میں تمھیں یہ کرنے کے لئے مجبور کر دوں گا۔

اونہہ پہلے اپنی محبت اپنی بیوی کو تو میرے وار سے بچاؤ۔

اسے اب تم سے کھروچ بھی پہنچی تو بھیانک نتائج کی زمہ داری قبول کرنا،

وہ تو ابھی میں کر چکی۔ اسے مرچوں بھری چائے دے کر، مرچوں بھری چائے پی کر وہ گلہ پکڑ کر دوہری ہو رہی ہوگی۔ کیونکہ زیادہ مرچیں بیچاری برداشت نہیں کر سکتی ناں، اس نے جبران کی بات ہوا میں اڑائی۔

اب جبران نے کپ فرش پر دھاڑ سے مارا تھا۔ نرما اچھلی۔ وہ اس کے قریب آیا تھا۔ اتنی سی دیر میں اس کی آنکھیں لال انگارا ہو چکیں تھیں۔

اگر ایسی بات ہے نرما میڈم تو اس کا خمیازہ بھی آج کچھ دیر بعد ہی بھگت لو گی۔ تم اسے ایک سوئی چبھو کر تکلیف دو گی تو بدلے میں تمھیں ہزار سوئیاں چبھنے جتنی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی۔

جبران کے سر سراتے لہجے نے ایک مرتبہ تو اسے گڑبڑانے پر مجبور کر دیا تھا۔ مگر وہ صدا کی ڈھیٹ۔ دیکھی جائے گی، وہ اسے تپانے کو اطمینان سے بولی۔ جو مرضی بولو، میں تم لوگوں کا یہ رشتہ کبھی آگے بڑھنے نہیں دوں گی، کبھی پروان نہیں چڑھنے دوں گی، ٹوٹے گا یہ رشتہ، اٹس نرماز چیلنج فرینڈ،، رئیلی ساؤنڈ نائس،،، چیلنج،، قبول ہے مجھے، وہ کہتا اس پاگل عورت پر ایک نگاہ غلط ڈالتا نیچے گیا تھا۔

اپنے روم میں آیا جو سعد نے اس کے اور مفرا کے لئے سیٹ کروایا تھا تو وہ واقعی گلا پکڑ کر اوندھے منہ گری۔

مفرا،، وہ لپک کر اسکے قریب آیا اور اس کی پیٹھ رب کی، سیٹریٹ ہو جلدی،،، اسے سیدھا کیا چکپے سے کچن میں گیا اور شہد کا جار لے آیا۔

اب جبران نے اسے شہد دیا تو کچھ ہی دیر میں اس کی تو طبیعت سنبھل چکی تھی۔

مگر نرما نے جو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی بد بختی کو آواز دی تھی اس جلاد سے الجھ کر،،، اس کا کیا انجام ہونے والا تھا یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

جبران کو معلوم تھا وہ مفرا کا تماشا دیکھ کر انجوائے کرنے کے لئے ونڈو کے پاس آن کھڑی ہوئی ہے۔ تبھی وہ اچانک مِفرا کو بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا تھا۔ مفرا بوکھلا گئی۔

میری جان،، اگر معملہ ایک کس لینے کا تھا تو مجھے بتا دیا ہوتا، غلام حاضر تھا یہ مرچی کا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب اتنے سے میں ہی سانس اٹک گئی اور مرچیں بھی ٹھیک ہو گئیں ہاں،،،

وہ لہجے کو شوخ کرتا بولا۔

مفرا کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ یہ وہ کیا بول رہا تھا۔ جبران نے اپنے لب اس کی شہہ رگ پر رکھے تھے۔۔

ی،،، یہ،، کک،، کیا،، کر، رہے ہیں آ،، آپ،، وہ مچلی۔

اوونہوں،، میری جان، اب مجھے چھیڑ کر بھگتنا تو آپ کو اپنی اس چھوٹی سی جان پر ہی پڑے گا ناں،،

وہ ونڈو سے ہٹ چکی تھی۔

مم مگر میں نے کیا کہا آپ کو،، مفرا کو غش پڑا۔ جبران نے اس کی چھوٹی سی ناک چومی، وہ کانوں تک سرخ ہوئی۔ وہ پیچھے ہٹا۔۔

ابھی تو کچھ نہیں،،

اور یہ کیا بول رہے تھے آپ،، اب وہ آبرو اچکا کر پوچھتی مشکوک ہو چکی تھی۔

جبران نے اسے اس کی بھابھی کے سارا چھٹا کٹھا کھول کر بیان کر دیا۔ جو وہ حیرت سے منہ کھولے سنے گئی۔ پھر ہراساں ہوئی تھی۔

مم، مجھے اس سے ڈر لگتا ہے ڈاکٹر،، وہ روہانسی ہوئی اس کی بات پر جبران گیرا مسکرایا تھا۔

آں ہاں،، بہت جلد وہ ہم سے ڈرنے لگے گی،،

کک،، کیا کریں گے آپ اس کے سسس،، ساتھ، وہ خوفزدہ ہوئی۔

میں تو کچھ بھی نہیں کروں گا ہاں مگر میرا بھوت بہت کچھ کرے گا۔ وہ معصومیت طاری کرتا لاپروائی سے بولا۔

واٹ،، آپ مجھے ڈرا رہے ہیں، وہ منہ بنا کر بولی،۔

اور تم مجھے بہکا رہی ہو،،، میری جان،، وہ خمار آلود لہجہ میں بولا تو وہ جو اس کے بلکل قریب شتر بے مہار شاکنگ میکسی میں قیامت بنی بیٹھی تھی خود میں سمٹی۔

جبران کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ وہ چونک کر سیدھے ہوئے جبران نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے سعد اور نرما تھے۔

آؤ یار تھوڑی سی چھت پر چہل قدمی کرتے ہیں، تمہاری بھابھی بھی تھوڑا وقت مفرا کے ساتھ سپینڈ کرنا چاہتی ہے۔

جبران گہرا مسکرایا۔

اور کب سے یہی تو وہ چاہتا تھا۔ وہ مفرا کی طرف اشارہ کر سعد کے ساتھ چلا گیا۔

وہ جو سہمی کھڑی تھی۔ نرما نے اسے تنفر سے دیکھا۔ جو ہاتھ میں ڈریس لائی تھی مفرا کے منہ پر پھینکتے اسی کی کلائی مروڑی تھی۔

وہ کراہ اٹھی۔ بڑا شوق ہے دلہن بننے کا،، سج سنور کر مردوں کو اپنے جال میں پھانسنے کا، کونسی آدائیں دکھا کر یہ کروڑپتی ڈاکٹر پھانسا ہے تھوڑی سی ٹپس مجھے بھی دے دو،،

یہ کیا کہہ رہ ہو تم،، مفرا چلائی۔ اور اس کی گرفت میں مچلی۔

آواز نیچی کرو، اور کان کھول کر سنو، اسے بھول کر بھی اپنے قریب مت آنے دینا، نہیں تو کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر تمھارے اس خوبصورت چہرے پر تیزاب پھینک دوں گی، سمجھیں، دفع ہو جاؤ جا کر یہ لباس بدلو، وہ پھنکاری۔

اتنی ہی دھمکی کافی تھی کیونکہ وہ لرزاٹھی تھی اس کے جنگلی پن پر، کپڑے اٹھا کر وہ واش روم میں بند ہو چلی تھی۔ وہ تمسخر اڑانے والے انداز میں ہنس پڑی۔

تبھی بیرونی دروازہ کھول جبران اندر آیا تھا۔

تم،، نرما چونکی

مگر آتے ساتھ ہی اس نے ایک گرم تپتی آئرن اس کی کلائی پر رکھی تھی۔ اس نے چلانے کو منہ کھولا مگر وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ اس کی آواز کا گلا گھونٹ چکا تھا۔

کلائی کے گوشت میں سے دھوئیں اٹھے تھے۔ اور اسکن جلنے کی سمیل پورے کمرے میں پھیل گئی۔

تبھی وہ بجلی کی سی تیزی سے اسے بیڈ پر دھکیل کر کھڑکی میں سے باہر گیا تھا۔ اور اسی وقت بیرونی دروازے سے سعد اور جبران اندر آئے تھے۔

وہ بیڈ میں منہ دیئے حلق کے بل چلا رہی تھی۔ سعد اور جبران اس کی جانب لپکے۔ اسے سیدھا کیا،، یہ کیا کیا تم نے نرما، اندھی ہو کیا دیکھ نہیں سکتی تھیں،، سعد دھاڑا۔

یہ میں نے نہیں اس نے کیا، اس نے جلایا میرا بازو،، وہ چلائی اور جبران کی جانب اشارہ کیا۔

واٹ؟ پاگل ہو گئی ہو کیا نرما، یہ ابھی میرے ساتھ اندر آیا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا، بکواس بند کرو۔ وہ دھاڑا۔

وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے جبران کو دیکھے گئی۔ جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کوئی بات نہیں مجھے چیک کرنے دیں۔ جبران آگے بڑھنے لگا۔

تبھی گھبرائی سی مفرا ڈریس چینج کیے واش روم سے باہر آئی تھی۔

کک،، کیا ہوا،، بھابھی،،

تمھارے یہ پاگل شوہر نے جلایا بازو میرا، اب جانے کیا ڈرامہ کر رہا ہے سعد بھی نہیں مان رہے،،، وہ چلائی،، آنسو تواتر سے بہے،، جلن اور تکلیف تھی کہ حد سے سوا،، سعد دانت پیستا آگے بڑھا اور اسے گھسیٹتا وہاں سے لے گیا۔ نرما نے مڑ کر شرربار نگاہوں سے اسے دیکھا تو اس نے بھنوئیں اچکا کر ایک آنکھ ونک کر دی۔

جو کہ مفرا اچھی طرح دیکھ چکی تھی۔

وہ جا چکے جبران نے ڈور لاک کیا۔

یہ آپ نے کیا ناں،، وہ کڑے تیور لیے پوچھ بیٹھی۔

کیوں،، سعد بھائی نے کہا ناں کہ میں ان کے ساتھ تھا تو اپنے بھائی کا بھی نہیں اعتبار؟ وہ لاپرواہی سے بولا

اس سے زیادہ تو آپ ڈینجرس لگ رہے ہیں مجھے، وہ جھنجھلائی سی بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر میں دبکی تھی۔

جبران مسکراتا بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رواحہ جب سے ہوش میں آئی تھی منی کے سرہانے بیٹھی بس روئے جا رہی تھی۔ بلٹ پروف جیکٹ کی وجہ سے بچت ہو گئی تھی اور اسے تھوڑی سی چوٹ لگی تھی۔

اب وہ اس وقت اپارٹمنٹ کی بجائے ابراہیم ہاؤس میں تھے۔

وہ سب چال تھی۔ ماہر سوہم خان کی چال۔

اس نے ایک پل کو بھی ان سے نظر نہیں ہٹنے دی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کراچی میں ان کے کون کون سے آدمی چھپے بیٹھے ہیں۔

اور اب اس کا خاص آدمی ٹونی ان کے شکنجے میں تھا۔ جوان کے لئے کام کا آدمی تھا۔

مگر ماہر سوہم خان کے لئے اس نازک لڑکی کی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی جو مینٹلی بہت ڈسٹرب ہو چکی تھی۔

منی اسے کب سے سمجھا رہی تھی کہ وہ بلکل ٹھیک ہے مگر وہ تھی کہ روای چناب سندھ میں بہانے پر تلی ہوئی تھی۔

اے سہیلی اتنا پیار نا دو مجھے،، عادت نہیں ہے اتنے پیار کی۔ وہ مسکرا کر اسے چھیڑتی بولی۔

رواحہ کا دھیان بٹانے کو وہ پھر بولی۔۔

جانتی ہو جب میں پیدا ہوئی تو ابا بہت خوش ہوئے تھے پورے خاندان میں مٹھائی تقسیم کی تھی اور نام منیب رکھا تھا۔ مگر جب میرے عقیقہ پر خواجہ سراؤں نے میری حقیقت میرے ابا اماں کو بتائی تو میرے وہی ابا میری جان لینے کے درپہ ہو گئے، روز مجھے قتل کرنے کا ایک نیا منصوبہ بناتے جو کسی طرح میری جھلی ماں ناکام بنا دیتی۔ ماں تھی ناں۔ کیسے اپنے کوکھ جنے کو مرتے دیکھتی۔ مگر کب تک، پھر ایک دن میرے ابا مجھے ایک سنسان جگہ لے گیا اور زندہ جلانے کی کوشش کی، مگر زندگی تھی جو پاشا ابراہیم نے بچا لیا۔ اور اپنے ساتھ لے آیا۔ تب سے یہ ہے ناں تمھارا گرین مونسٹر ہے وہ اپنے ساتھ ساتھ رکھنے لگا۔ اور مجھے اپنا بھائی بنا لیا۔ دنیا نے تو بہت مارنے کی کوشش کی مگر یہ سالہ مجھے مرنے نہیں دیتا۔ اسی لئے تم فکر مت کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔

وہ لاپروائی سے اب تکیہ پر نیم دراز ہوتی بولی۔

اس کی کہانی سن رواحہ بجائے چپ ہونے کے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ تو منی کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

وہ جو کب سے روم کے ڈور سے ٹیک لگائے سب سن رہا تھا۔ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالتا اندر آیا تھا۔ اسے منیب کا "تمہارا گرین مونسٹر "کہنا مزا دے گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کی تپش سے رواحہ خود میں سمٹی تھی۔ ایک آگ تھی جو رواحہ کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

یار منیب کیا بستر پکڑ کر بیٹھ گئے ہو، میرے نکاح کی تیاری کون کرے گا۔ اب اٹھ جاؤ۔ وہ اچانک بھاری بوجھل لہجے میں بولا تو منی کا تو دل بلیوں اچھل پڑا۔

مگر رواحہ نے پہلو بدلہ تھا۔

کیا سچ پھر تو میں بلکل بھلی چنگی ہوں، سوہم خان،، کب،،، منی اس سے پہلے اپنی بات پوری کرتی رواحہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

منی ان سے بول دو،، مم،،مجھے،، نن،، نہیں کرنی،، شادی،، ان،، سے، وہ کہتی وہاں سے بھاگ کر دوسرے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

ماہر سوہم خان کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی تھی۔ کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

وہ جو ایک انجانی سے عشق کی آگ کی بھٹی میں جھونک دیا گیا تھا۔ پل پل تڑپ رہا تھا۔ پل پل اس کے بغیر مر رہا تھا۔ وہ یہ کیا بول کر جا چکی تھی۔ وہ جو پتھر دل میں سوراخ کرتی اسے چھلنی چھلنی کر چکی تھی۔ اب اسے کس عذاب میں جھونکنا چاہتی تھی۔

منی ہق دق سوہم کی جانب دیکھنے لگی۔ جبکہ وہ خالی خالی نگاہوں سے دروازے کو دیکھے گیا تھا۔

آروشے یہ کیا کیا تم نے ؟ یہاں کیا کر رہی ہو؟ ایش جو ابھی ابھی ایک ضروری کام نمٹا کر اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔ آروشے کو روم میں نا پا کر اس کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

واش روم سے کھٹ پٹ کی آواز پر وہ پر تجسس سا واش روم میں داخل ہوا تھا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔

کیونکہ سامنے کا منظر نہایت مضحکہ خیز تھا۔

آدھا ٹب پانی سے بھرا ہوا تھا۔ روشے بے بی باتھ ٹب میں گھسی پانی میں اپنی ییلو ڈکلنگ چھوڑے خود بھی ڈک بن کر بظاہر تیرنے میں مصروف تھی۔

اپنے بھی ییلو کپڑے بھیگ کر جسم سے چپکے ہوئے تھے اور لگتا تھا سیانی روشے بے بی نے شاور جیل بھی ٹب میں رج کے ڈالی تھی تبھی جھاگ باہر تک بکھری ہوئی تھی۔

وہ سرد سی آہ بھرتا آگے بڑھا۔

رات کی گہرائی، وائٹ پیلس پر قبرستان کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کم از کم فجر کو تو یہی محسوس ہوا تھا۔
چاہے جتنی مرضی بہادر بنتی مگر اب اس جن کے کمرے میں وہ دھڑکتے دل اور لرزتے قدموں سے داخل ہوئی تھی۔

کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔ اور اس اندھیرے میں سگریٹ کے مرغولے سے اٹھ رہے تھے۔
وہ ہمت کر کے آگے بڑھی۔ گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

کس سے پوچھ کر گئیں تھیں اس عورت کے پاس۔
سرسراتی بوجھل بھاری آواز کمرے کا سناٹا چیرتی چاروں اور گونجی تھی۔

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode20.......

رات کی گہرائی، وائٹ پیلس پر قبرستان کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کم از کم فجر کو تو یہی محسوس ہوا تھا۔
چاہے جتنی مرضی بہادر بنتی مگر اب اس جن کے کمرے کا میں وہ دھڑکتے دل اور لرزتے قدموں سے وہ داخل ہوئی تھی۔

کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔ اور اس اندھیرے میں سگریٹ کے مرغولے سے اٹھ رہے تھے۔

وہ ہمت کر کے آگے بڑھی۔ گلے میں گھٹلی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

کس سے پوچھ کر گئیں تھیں اس عورت کے پاس،،

سرسراتی بوجھل بھاری آواز کمرے کا سناٹا چیرتی چاروں اور گونجی تھی۔ وہ جو راکنگ چئیر پر جھول رہا تھا اب اپنا جواب طلب کرنے اس کے سامنے آیا تھا۔

بکھرا حلیہ، ماتھے پر بکھرے بے ترتیب بال، لہو ٹپکاتی آنکھیں، سلوٹ زدہ ٹراؤزر ٹی شرٹ، فجر نے اسے دیکھ جھرجھری لی تھی۔

ریشماں دادو سے،، وہ اتنے دھیمے لہجے میں بولی تھی کہ آدھ فٹ کے فاصلے پر کھڑے اسے بھی بمشکل ہی سنائی دیا تھا۔

حسبِ معمول ماہ بیر نے اس کے بازوؤں کو اپنے سخت شکنجے میں دبوچ کر دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

پہلی اور آخری مرتبہ بول رہا ہوں مسز فجر ماہ بیر، یہ آخری مرتبہ تھا،، تم اب اس سے کبھی نہیں ملو گی،، کبھی بھی نہیں،،، تمھیں ہم میں سے کسی ایک کو چننا ہوگا۔ سمجھیں؟

تو ٹھیک ہے،، آپ چھوڑ سکتے ہیں مجھے،، مگر میں ملوں گی ان سے،، فجر نے رخ موڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھے بغیر بول کر جیسے وائٹ پیلس کی چھت اس کے سر پر گرائی تھی۔ وہ بے یقینی سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

کیا کیا کہا تم نے ابھی ابھی،، ماہ بیر نے بے یقینی سے پوچھا۔

جو آپ نے سنا میں نے وہی کہا، فجر نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

ماہ بیر کا دماغ گھوما تھا۔ اس کی پکڑ میں سختی آئی۔ نو،، نو،، مسز فجر اگر تمھیں ایسے لگتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں تمھیں چھوڑدوں گا تو اپنی یہ غلط فہمی دور کر لو، ہر مرتبہ اس عورت کی وجہ سے میں ہی کیوں اپنے رشتے کھودوں، ہاں، مزاق سمجھ رکھا ہے،، مگر اس بار نہیں،، اور یہ بھی یقیناً اسی کی سازش ہوگی،، ہے ناں،،، وہ غصہ سے دھاڑتا پاگل ہو چکا تھا۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں،، ماہ بیر چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے،،، فجر اس کی پکڑ میں مچلی مگر نہیں جانتی تھی چھوڑنے کا بول کر کتنی بڑی غلطی کر بیٹھی ہے۔ کہ اب تو وہ اس کی سانسوں پر بھی دسترس حاصل کرنا چاہے گا۔

کبھی نہیں مسز،، چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،،، ماہ بیر اسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ تک لایا تھا۔ بیڈ پر لٹا کر اس پر حاوی ہوا۔ مزاحمت کرتے اس کے ہاتھ بیڈ سے لگائے تھے۔

ی،،، یہ،، کک،، کیا،، آپ،، پاگل،، ہو،، گئے،، ہیں،، فجر نے اس کے ہر عمل پر بے یقین ہوتے چلا کر کہا۔

جس کی وحشت،، شدت اور اس پاگل پن سے وہ ابھی بیت خوفزدہ ہوئی تھی۔

اس کی گردن اور چہرے پر جا بجا سفر کرتے اس کے ہونٹ اور شدت نے فجر کے اوسان خطا کیے تھے۔

ماہ بیر، ،چھوڑیں م، ، ، وہ بات پوری نہیں کرپائی تھی جب ماہ بیر نے اسی شدت سے اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔

اس کے عمل میں اتنی شدت تھی کہ وہ چند ہی پلوں میں بے حال ہو چکی تھی۔ اسی لیے آنسوں میں روانی آئی تھی۔

اس کے آنسو محسوس کر کے وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹا تھا۔ ۔ مگر اسے چھوڑا نہیں۔ گستاخیاں اور بے باکیاں بڑھتی گئیں۔ ۔

ماہ بیر آپ میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں، ، وہ بلک بلک کر رو دی، تبھی وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا تھا۔

اٹھ کر اس سے دور ہوا تھا اور اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

وہ جس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔ بمشکل اٹھی اور بیڈ کراؤن سے لگی تھی۔

فجر کان کھول کر سنو، وہ اگر سمجھتی ہے کہ یہ آخری رشتہ بھی مجھ سے چھین لے گی تو میں ایسے ہونے نہیں دوں گا۔ یاد رکھنا،

آپ سچ نہیں جانتے، ، وہ بے قصور، ، ، ،

شٹ اپ فجر،، مجھے نہیں سننا کچھ بھی،، آخری بار بول رہا ہوں میری پرمیشن کے بغیر اس روم سے مت نکلنا، نہیں تو تمھیں امریکہ لے جانے میں، میں زرا دیر نہیں لگاؤں گا۔ اس لئے لاسٹ وارننگ ہے یہ،، وہ کہتا وحشت زدہ سا اپنا والٹ،، موبائل اور کیز اٹھا تا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

فجر بے بسی سے اپنے لب کچل کر رہ گئی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آروشے یہ کیا کر رہی ہو تم؟ ایشان نے کڑے تیور لیے اس سے پوچھا،

افففففف،،، ایش تم تو ایک دم بدھو ہو،، میں روشے بے بی تھوڑی ہوں میں تو ڈک ہوں اور دیکھ نہیں رہے واٹر میں اتنی ساری ڈکس سوئمنگ کر رہی ہیں،، وہ مچھلی بنی تیرتی جھلا کر بولی۔

آں ہاں،، اور اگر اس ڈک کو ٹھنڈ لگ گئی تو؟ وہ گھٹنوں کے بل باتھ ڈب کے کنارے بیٹھ کر اس کی چھوٹی سی ناک کھینچتا بولا۔

او،، نو،، یہ، یہ تو ڈک نے سوچا ہی نہیں،، وہ اب کچھ پریشان ہوئی۔

اب سوچ لو ڈک میڈم،، اور اس اپنے جوڑی دار میل ڈک پر رحم کھاؤ،، کیوں میری جان لینے پر تلی ہوئی ہو۔ وہ اب اس کی گال کھینچتا بولا۔ اس قدر ٹوٹ کر پیار آ رہا تھا اپنی ڈک بے بی او سوری روشے بے بی پر کہ وہ جھلا کر رہ گیا۔

میں نے کیا کیا، ،مجھے تو میری ان ڈکلنگ نے کہا تھا چلو سوئمنگ کرتے ہیں تو میں نے کہا یس، ، بٹ ایش مجھے اب ٹھنڈ لگ رہی ہے، واقعی وہ کپکپا رہی تھی۔

توکس نے کہا تھا خود کو سچ مچ کی ہی ڈک سمجھ لو، ، وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکالتا بولا۔ مگر جب وہ باہر آئی تو ایش کا بھی توازن قائم نہیں رہ پایا تھا کیونکہ آروشے نے شاور جیل کا ہی اتنا کباڑا کیا تھا کہ جھاگ سے باہر تک پھسلن بن چکی تھی، ، اور پہلے ایشان، ، اور اس کے اوپر آروشے باتھ ٹب میں گرے تھے۔

وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی، ایشان نے نروٹھے پن سے اسے گھورا۔

ایش بھی ڈک بن گیا، ، ییے ے ے ے ے، ، وہ اس کے سینے سے لگی اب بھی ہنس رہی تھی۔ جسم سے چپکی ییلو فراک، ، توبہ شکن حسن، ایشان کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

دعا کرو ایش اس سچویشن میں عمران ہاشمی نے بن جائے، ، وہ سرد سی آہ بھر کر اس کے گداز لب سہلاتا بولا۔

ڈک تو سوئمنگ کرتا ہے عمران ہاشمی کیا کرے گا؟ وہ حیران ہوئی۔

وووووہ، ، ، ، وہ کس کرے گا، ، وہ مسکرا کر بولا۔

ایش مجھے بھی عمران ہاشمی بننا ہے مجھے بھی کس کرنی ہے، روشے بے بی کے شوشے پر ایشان عش عش کر اٹھا۔

تو کرو پھر کس کافر کو انکار ہے،، وہ بڑبڑایا۔

واٹ؟ کیا کہا ایش نے؟

میں نے کہا بن جاؤ عمران ہاشمی اور ایش کو کس کرو،، وہ سکون سے بولا۔

روشے بے بی نے اپنے نرم لب اس کی پیشانی پر رکھے،

اور،،ایشان نے دایاں گال آگے کیا۔،دائیں گال کو چوما، اور،،،،،وہ آنکھیں بند کیے پھیلتا گیا اور بایاں گال آگے کیا۔۔

نو ایش،،،روشے بے بی کو یہ تمھارے ہئیر چبھ رہے ہیں،، وہ منہ بنا کر بولی۔

تو ایشان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ انداز نہیں تھا اپنی ہلکی بڑھی ہوئی بئیر ڈا سے زندگی میں کبھی اتنی بری لگے گی جس سے وہ بے تحاشا ہینڈسم لگتا تھا۔

اوکے رائٹ ناؤ اٹس مائی ٹرن، وہ اطمینان سے بولا۔

اوکے،، وہ سکون سے سٹیچو بن کر باتھ ٹب میں اس کی گود میں بیٹھی تھی۔

ایشان نے اس کے ماتھے پر لب رکھے، پھر دائیں گداز گال پر پھر بائیں،،

رائٹ روشے بے بی اس سے پہلے ایش کا دل مزید بے ایمان ہو جائے اٹھو۔ وہ اسے لئے فوراً باتھ ٹب سے نکلا۔

اب گیزر آن کر کے نیم گرم پانی کے شاور نیچے اسے کھڑا کر کے شاور جیل اتاری۔

ایک منٹ ادھر رکو۔ اب ہلنا مت ادھر سے۔

ایشان اسے ایک سائیڈ کھڑا کر کے اپنی شرٹ اتارتا باہر آیا۔ ڈریسنگ سے اس کا ڈریس لیا اور پھر واش روم گیا۔

یہ لو آروشے چینج کرو ڈریس۔

بٹ،،

نو،، علیزے آپو نے بولا تھا، روشے بے بی گڈ گرل ہے اپنا ڈریس خود چینج کر لیتی ہے، میں ادھر ڈور میں کھڑا ہوں، چلو چینج کر کے باہر آؤ، ہری اپ۔

وہ ڈور تک آیا۔

کچھ دیر لگی مگر پھر وہ چینج کر کے باہر آگئی۔ فیروزی ٹی شرٹ اور بلو ٹراؤزر میں۔

ایشان نے اسے گھنے لمبے بال ٹاول میں لپیٹے۔

ادھر بیٹھو میں چینج کر کے آتا ہوں پھر تمھارے ہیئر ڈرائی کروں گا او کے۔

اس نے شرافت سے اثبات میں سر ہلایا۔

ایشان واش روم گیا اور چینج کر کے آیا۔ اس کے بال سکھائے۔

پھر دونوں نے کھانا کھایا۔ ایشان نے اسے میڈیسن دی۔

ابھی وہ پھر سے اپنے ڈال ہاؤس کی جانب بڑھتی کے ایشان نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

ایش،،

نو،، بلکل نہیں،، اب سونا ہے بس،، کیونکہ صبح ہم نے ہوسپٹل جانا ہے روشے بے بی کے چیک اپ کے لیئے،، ایشان نے کہا تو اس نے برا سا منہ بنایا۔

مگر پھر ایشان کے سینے پر سر رکھ کر وہ بہت جلد نیند کی وادی میں اتری تھی۔

ایشان آج کی کاروائی سوچنے لگا۔ جے کے نے اسے ایک ایڈریس پر بلایا تھا۔ وہ وقت پر وہاں پہنچ بھی گیا تھا۔ اور پھر پلان کے مطابق اس نے اس عورت کا بازو جلایا تھا۔ اسے زرا برابر بھی افسوس نہیں تھا کیونکہ باہر کھڑا ہو کر اس نے جو اس عورت کے منہ سے باتیں سنیں تھیں جو وہ اس کی بھابھی سے بول رہی تھی اس نے ایشان کو آگ لگائی تھی۔ اور موقع ملنے پر اس نے ایک پل بھی ضائع کیے بغیر اسے سزا دی تھی۔

اور وہاں سے چلا آیا۔

سوچتے سوچتے ایشان بھی گہری نیند سو چکا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

صبح سے کافی سکون تھا گھر میں، مفرا نے ہی سب کا بریک فاسٹ بنایا تھا۔۔

نرما نے اپنے کمرے سے نکلنے کی غلطی ہرگز نہیں کی تھی۔

وہ واقعی اس شخص سے خوفزدہ ہوئی تھی کہ اس نے جب اسے اپنا ہاتھ جلاتے دیکھا تو وہ اسی وقت سعد کے ساتھ کیسے ہو سکتا تھا۔ سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو چکی تھی۔

کہ ایسے کیسے ممکن تھا۔

باہر وہ تینوں ڈائینگ ٹیبل پر بریک فاسٹ کر رہے تھے۔

مِفرا بھابھی کی ٹرے ریڈی کرو انھیں بریک فاسٹ میں خود دے کر آؤں گا۔

تھنکس یار جبران،، تم نے رات مائنڈ نہیں کیا۔ وہ جانے کیا کیا بکواس کرتی رہی۔ تم بہت اچھے ہو،، سعد تشکر کے احساس سے بولا تھا۔

مِفرا نے کن اکھیوں سے اس بندے کو دیکھا۔ جس کے چہرے پر یہ نرم سی مسکان نرما کے سامنے آنے پر جانے کیوں اسے شیطانی سی لگتی تھی۔

مفرا نے اسے ٹرے تیار کر کے دی تو وہ اسے لیے اس کے کمرے تک آیا۔ ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوا۔

نرما نے آنے والے کو دیکھا جو ناشتے کی ٹرے لئے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں، وہ گڑبڑا کر اٹھ کر بیٹھی۔ مگر اپنے موبائل فون پر چپکے سے ویڈیو ریکارڈنگ آن کرنا نہیں بھولی۔

او،، نو،، نو،، ڈرنے کی ضرورت نہیں بھابھی، فی الحال کچھ نہیں کروں گا، اور رہی بات رات کی تو وہ تو محض تمھارے ایکشن کا ری ایکشن تھا۔ میں نے کہا تھا ناں اگر اسے ایک سوئی چبھنے جتنی تکلیف دو گی تو بدلے میں تمھیں ایک ہزار سوئیوں جتنی تکلیف جھیلنی پڑے گی تو نمونہ تمھارے سامنے ہے تمھارے جلے بھنے بازو کی صورت میں،، کیونکہ تم نے اسے جلن دی تو تم نے تو جلنا ہی تھا ناں پھر، وہ ٹرے اس کے سامنے رکھتا پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالتا بولا تھا۔

یہ،، تم نے کیا ناں،، وہ تم ہی تھے،، ہے نا جس نے میرا بازو جلایا،

وہ چلائی۔

ہمم،، ہاں بھی،، اور نہیں بھی،، ہاں اس لیے کہ میں نے تمھارا بازو جلایا، اور ناں اس لیے کہ میں تو سعد بھائی کے ساتھ تھا تو ایسا کیسے کر سکتا ہوں، تو وہ میرا ہمزاد ہو سکتا ہے۔ یا میرا بھوت،،

جبران نے اطمینان سے کہا۔

خیر میں کہنے آیا تھا کہ ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں تو میری بیوی سے بیس فٹ کے فاصلے پر رہنا، نہیں تو،،

اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

اور اس غلط فہمی میں تو ہر گز مت رہنے کہ تم کچھ بھی کرو گی اور مجھے پتہ نہیں چلے گا تو یاد ہے ناں میرا ہمزاد یا بھوت،، اس نے آنکھ ونک کی۔

اور دروازے کی جانب بڑھا۔

وہ جو ویڈیو بنانے میں کامیاب ہو چکی تھی خباثت سے ہنسی اور حقارت سے اس کی پیٹھ کو گھورا جو دروازے پر اچانک کھڑا ہوا تھا۔۔ جیسے کچھ یاد آیا ہو۔

ہیے ویسے اس ویڈیو کا کوئی فائدہ نہیں،، کیونکہ یہ سعد بھائی تک نہیں پہنچ پائے گی، اسے لئے دماغ چلانا بند کرو،

وہ کہتا اسے ہکا بکا چھوڑ باہر جا چکا تھا۔

وہ موبائل میں وہ ویڈیو چلانے کی کوشش کرنے لگی مگر ناکام وہ چل نہیں رہی تھی جیسے اس موبائل پر کسی اور کا کنٹرول ہو۔

اب تو واقعی نرما میڈم کے یہ سوچ کر دانتوں تک پسینے چھوٹے تھے کہ یہ ہے کیا بلا تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اگلے دن شفا دعا کرتی وائٹ پیلس داخل ہوئی تھی کہ کم از کم اس بدتمیز، بددماغ، بدزبان بندے سے تو ہرگز اس کا سامنا نا ہو۔ اس نے آج پنکی کی پانچ چھوٹی چھوٹی شاگردوں کو جو بمشکل تیرا یا چودہ سالہ تھیں ان کو پڑھانا تھا۔

وہ اندر سب سے مل کر انھیں لیے پچھلے لان میں کرسیوں پر بیٹھ گئی تھی۔ ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ شفا بھیانک بھاری آواز سن کر اسے کے ماتھے پر بل پڑے۔

آریان بیزار سا منہ بناتا اپنے روم سے باہر آیا تھا۔ ایک تو کوئی اسے اس پیلس سے باہر نہیں جانے دے رہا تھا دوسرا اس کی (کسی مقصد کے تحت بنائی گئی) گرل فرینڈ میرین نے اس کی جان کھائی ہوئی تھی۔

جب سے یہاں آیا تھا وہ تو گلے ہی پڑ گئی تھی کہ اسے بتائے بغیر کیوں گئے۔ کس لئے گئے کیا کرنے گئے اور جانے کیا کیا۔

اب بھی مسلسل بجتی بیل سے اس کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا تبھی برے برے منہ بنا تا فون یس کر کے کان کو لگایا۔

شفا جو کہ منہمک سی بچوں کو پڑھا رہی تھی ایک بھاری اونچی آواز نے بری طرح ڈسٹرب کیا تھا۔

او، نو، نو بے بی،، تم غلط سمجھ رہی ہو، تمھیں اگر ایسا لگتا ہے کہ مجھے میرے پیرینٹس نے ایمو شمل بلیک میل کر کے یہاں بلایا ہے شادی وادی کروانے تو ایسا کچھ نہیں ہے، میں یہاں صرف گھومنے پھرنے آیا ہوں اور جلد ہی تمھارے پاس واپس آ جاؤں گا۔

شفا کا دماغ گھوما تھا یہ بکواس سن کر،، جاہل انسان، بھلا پبلک پلیس پر یہ باتیں کرنے والی تھیں۔ اتنا ہی شوق ہے روٹھی گرل فرینڈ منانے کا تو اپنے روم میں سکون سے بیٹھ کر منائے۔۔

شفا کا دماغ گھوم گیا۔ دانت کچکچاتی پیلو بدلہ۔

یار سمجھنے کی کوشش کرو ایسا کچھ نہیں ہے نہیں کروں گا میں شادی یہاں،، او کے نکاح بھی نہیں کروں گا،، تم سمجھ کیوں نہیں رہی،،،

اب تو شفا کامران حسن کے پارے نے اپنی آخری حد کو چھوا تھا۔ غلطی کی تھی آریان نے جانے انجانے اسے ڈسٹرب کر کے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالا تھا۔
وہ اپنی جگہ سے دانت کچکچاتی اٹھی تھی اور ٹھیک آریان کے پیچھے فون کے بہت پاس تقریباً چلا کر بولی تھی۔

ہیے آن ڈارلنگ،، چھوڑو بھی،،، اس بچ کو وضاحتیں دینا بند کرو،، ٹائم ویسٹ مت کرو ہنی،، اور چلو ابھی نکاح کی کتنی شاپنگ رہتی ہے،،
اس کے شوشے پر آریان ہکا بکا آنکھیں پھاڑے اس پاگل لڑکی کو دیکھے گیا کیونکہ میرین نا صرف اس کی یہ گوہر افشانی سن چکی تھی بلکہ فون بند بھی کر چکی تھی۔
جبکہ اب وہ ہاتھ جھاڑتی پونی جھلاتی اطمینان سے آ کر اپنی جگہ پر براجمان ہوئی تھی۔

آریان تن فن کرتا اس کے سر پر پہنچا تھا۔
ہیے یو انڈونیشین چھپکلی،، ہاؤ ڈئیر یو تمھاری ہمت کیسے ہوئی یہ کرنے کی۔ اور یہ تو وہی جانتا تھا کہ وہ اپنے مقصد کے کتنے قریب تھا جب اس پاگل لڑکی کی وجہ سے اب اسے شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یو وائٹ چلغوزے تمھیں دکھائی نہیں دیتا کہ میں انھیں پڑھا رہی ہوں اور تم ہمیں ڈسٹرب کر رہے تھے ،، اور ویسے بھی پرائیویٹ باتیں اپنے روم میں کرتے ہیں ناکہ پبلک پلیس پر۔ وہ اطمینان سے بولی

تم مجھے یہ بول بھی سکتی تھی چمگادڑ،، وہ دانت پیس کر بولا۔

پونی جھلاتی وہ زہر لگ رہی تھی اسے سر پھری لڑکی۔

تو وہی تو کیا،،، میں نے بول دیا،، میل چمگادڑ،، وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو آریان کا دل کیا اس کا گلا دبا دے۔

اس سے پہلے کے غصہ آؤٹ آف کنٹرول ہوتا وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا مگر بدلہ لینے کا دل میں پختہ ارادہ باندھ لیا تھا۔

ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ رواحہ کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔ اس دشمنِ جاں ظالم شخص نے پلٹ کر اسے دیکھا تک نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی وہ ناراض ہے اس سے، تبھی تو پلٹ کر آیا بھی نہیں تھا یہاں،، اب بھی رات گہری تھی۔ چاروں اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چاروں اور گہری خاموشی کا راج تھا۔

بے چینی سے کروٹیں بدلتے طبیعت بیزار ہو چکی تھی۔ جب وہ بے تحاشہ اکتا کر بستر سے جھلاتی اٹھی تھی۔

بے چینی حد سے سوا تھی۔ وہ دبے قدموں کمرے سے باہر نکلی۔

دم گھٹتا سا محسوس ہوا تو قدم خود بخود سیڑھیوں کی جانب بڑھے۔

چھت پر آئی تو ٹھنڈی ہوا کے نرم سے جھونکوں نے استقبال کیا۔

انرجی سیور بلب کی مدھم سی روشنی چھت پر پھیلی ہوئی تھی۔

وہ آکر ٹیرس کے پاس کھڑی ہوئی ذہن و دل پر بس ایک شخص سوار تھا۔

اب تو ہر آتی جاتی سانس میں بس ایک ہی نام پرویا تھا اس نے، کہ اپنی سانسوں سے بھی رواحہ کو ماہر سوہم خان کی ہی خوشبو آتی تھی۔

وہ اس کے حواسوں پر اس قدر سوار تھا کہ اب بھی اسے جیسے خود میں سے اسی کی خوشبو آرہی تھی۔ تبھی اس نے آنکھیں موندے اس خوشبو کو محسوس کیا تھا۔

مگر اپنے پیچھے جانی پہچانی آہٹ پر وہ خود میں سمٹی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode21.....

میری زندگی، تیرا پیار،

تو قریب میرے دل کے، یہ نصیب میرے دل کے،

سوہنیا تیرا پیار

گہری رات، سناٹا، تنہائی اور چھت کی ریلنگ کے قریب کھڑے وہ دو نفوس جن کی دھڑکنیں عشق کی تال پر محوِ رقص کرتی ایک ہی لے پر دھڑک رہیں تھیں۔۔ رواحہ جیسے اپنی جگہ پر منجمد ہو چکی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے ان دونوں کو چھو کے گزرتے محبت کی خوشبو چاروں جانب بکھیر رہی تھی۔
دونوں خاموش تھے۔ بس ایک دوسرے کی موجودگی، دھڑکنیں اور خوشبو روح تک محسوس کر رہے تھے۔
اب وہ دھیمے قدموں سے چلتا بلکل اس کے روبرو آیا تھا۔ کئی پل ایک دوسرے کی نگاہوں سے روح میں اترتے گزرے تھے۔

میں نے لاکھ کوشش کی تم سے دور رہنے کی۔ مگر رہ نہیں پایا،، یہ میرے عشق کی انتہا سمجھو یا جنون کی حد، کہ تمھیں پائے بغیر اب شاید چین سے مر بھی ناں پاؤں،، جس دن تمھارے لبوں سے انکار سنا

توتہیہ کر کے گیا تھا کہ نہیں آؤں گا، تمھارے بغیر مر نہیں جاؤں گا،، مگر آج جب تمھارے بغیر واقعی مرنے لگا تو چلا آیا۔ اب مجھے انکار کی وجہ جاننی ہے۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو اسے نگاہ چرانی پڑی۔
جبکہ ماہر سوہم خان پاگل نہیں تھا، مشہورِ زمانہ جلاد ہونے کے ساتھ ساتھ گرین مونسٹر تھا۔ تو کیسے نہیں جانتا اس کا ڈر وہم اور وسوسے۔ مگر مشکل تو یہ تھی کہ وہ اسے اپنے بارے میں اپنی طاقت کے بارے میں بھی نہیں بتا سکتا تھا۔
نہیں بتا سکتا تھا اسے حقیقت کہ وہ جس شخص سے خوف کھائے بیٹھی ہے اس طرح کے کتے تو گرین مونسٹر جیب میں لیے پھرتا تھا۔
اور وہ اس وجہ سے خود کو ماہر سے دور کرنا چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے ماہر سوہم خان کو کچھ ہو نا جائے تو وہ تو یوں بھی اس کے دور ہونے سے ایک عذاب جھیل رہا تھا۔ سینے میں سانس الجھائے بیٹھا تھا ،،،مرنے کو تھا۔۔

آ،،،،پ،،نہیں،،جانتے،،آپ،،کچھ،،نن،،نہیں،،جانتے،،مم،،میرے،بارے میں،، مم،،،میں،،کہاں،،سے،،آئی،،،،ہوں،،کک،،کدھر،،رہی،ہوں،،
ماہر سوہم خان کو اس کی چالاکی پر ٹوٹ کر پیار آیا کہ وہ اصل بات چھپا گئی تھی،،اور ایک اسٹوپڈ سا بہانہ گھڑ گئی۔

اور اگر میں کہوں کہ میں سب جانتا ہوں رواحہ عبدالستار تو، ، کہ کیسے چھوٹی سی عمر میں ہی تمھارے سوتیلے باپ نے تمھیں رانی بائی کے حوالے کر دیا۔۔ تمھاری ماں اسی صدمے سے تڑپتی مر گئی، ، کیسے اس درندہ نے تمھاری اکلوتی بہن کے خاندان کو بھی ختم کر دیا۔

وہ بولتا گیا۔ جبکہ وہ روانی سے بہتے آنسوؤں سمیت پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھے گئی۔ جواب اس کے بے حد قریب آ چکا تھا۔ انگلیوں کی پوروں سے وہ آنسو چنے۔ اور ماتھے سے ماتھا ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

مگر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ رانی بائی کے پاس رہنے کے باوجود تم چندا نہیں بن پائی۔ نا ہی دنیا کی کوئی بھی طاقت، ، کوئی بھی مطلب کوئی بھی، ، تمھیں چندہ بنا سکتی ہے، تم صرف میری ہو، ، تمھیں صرف میرا ہونا ہے، ، تم صرف میرے لئے بنائی گئی ہو۔

وہ نفی میں سر ہلانے لگی تو سوہم خان نے ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ بھرا

ہیے، ، ڈونٹ یو ڈئیر، ، کوشش بھی مت کرنا ایسے کہنے کی کہ تم میری نہیں۔ نہیں تو اپنے ہاتھوں سے جان لے لوں گا تمھاری، سمجھیں۔۔

اب خود پر قابو پانا مشکل ترین امر ہو چکا تھا سو وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوا تھا۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ پیچھے اس نے بے تحاشا بے بسی کے احساس سے اپنے لب کاٹے۔ اور اپنے کمرے میں بھاگ آئی۔۔

صبح رواحہ کی بہت لیٹ آنکھ کھلی تھی۔ فجر کے لئے بھی بمشکل اٹھ پائی تھی۔ نماز پڑھ کر سوئی تو اب بارہ بجے کے قریب آنکھ کھلی تھی۔ مگر آنکھ کھلتے ہی اس رحیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے اس کے کپڑے ایک بیگ میں رکھے ہوئے تھے۔ اور پورے بیڈ پر سرخ اور اورنج کمبنیشن کا برائیڈل ڈریس جیسے پھیلا پڑا تھا۔ ساتھ جیولری باکس، سینڈل اور میک اپ کا ڈھیر سارا سامان،

منی،،، منی،،، اس نے آوازیں دیں تو منی معنی خیز سی مسکراتی کمرے میں داخل ہوئی۔
ارے کیا ہوا سہیلی؟ کیوں اتنا شور مچا رکھا ہے؟
یہ سب کیا ہے منی؟ رواحہ کے ہوش ٹھکانے لگے تھے یہ سامان اپنے روم میں دیکھ کر۔
یہ،،،،،، دلہن بھابھی،، آج تیرا نکاح ہے خیر سے ماں صدقے واری جائے میرے بھائی ماہر سوہم خان سے،، وہ شوخ ہوئی۔

ی،،، یہ کک،، کیا کہہ رہی ہو منی،، رواحہ کے سر پر بم پھوٹا تھا۔
ہاں ناں ٹھیک بول رہی ہوں،، سچی،،،، سب تیاریاں مکمل ہیں اور آج تو امریکہ سے آنا ہے اس خاص نکاح میں شرکت کرنے سوہم خان کے ماما بابا آنے والے ہیں، اب جلدی سے اٹھو ہم نے وائٹ پیلس بھی جانا ہے ناں بھئی۔۔

یہ،،، یہ،،کک،،،کیا،، منی،،، مم،،مجھے نہیں کرنی،یہ شادی،،وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

منی نے بے بسی سے اسے اور کن انکھیوں سے اندر آتے ماہر سوہم خان کو دیکھا۔۔

اس کی بات سن کر حسبِ معمول اس گرین مونسٹر کے ماتھے پر بل آئے تھے۔ روم میں آ کر اس نے منی کو باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔ منی کی جان حلق میں اٹکی۔

کہاں سامنے کھڑا وہ مونسٹر اور کہاں بیڈ پر بیٹھی وہ موم کی گڑیا۔

سوہم خان،،،

منیب جاؤ یہاں سے،،وہ دانت پیس کر بولا۔

وہ جھلاتی روم سے باہر گئی تو وہ اس کی جانب متوجہ ہوا جو موم کی گڑیا ہونے کہ باوجود اس گرین مونسٹر کی جان کا آزار بن چکی تھی۔ اور اپنی اس فضول کی ضد اور بے جا وسوسوں سے اپنی اور اس کی جان عذاب میں جھونک رکھی تھی۔

روح،،

پلیز ایسا مت کریں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی میں یہ نکاح نہیں کر سکتی میں،،،

شٹ اپ رواحہ ماہر سوہم خان ٹو بی،، پہلی اور آخری مرتبہ بول رہا ہوں دوبارہ نہیں کہوں گا۔ چپ چاپ سامان اٹھاؤ اور چلو ہمارے ساتھ اور نکاح ہونے تک اگر اب تمھارے منہ سے میں نے انکار

سنا تو تمھیں شوٹ کر کے خود کو بھی گولی مار لوں گا سمجھیں، فی الحال جو ہو رہا ہے ہونے دو بعد میں بات کریں گے اس ٹاپک پر،، ابھی ٹائم نہیں ہیں ۔ ۔مجھے ائیر پورٹ جانا ہے۔ جلدی اٹھو۔

وہ کہتا لاپروائی سے باہر گیا تھا۔

منی اندر آئی تو وہ رونے کا ہی شغل فرمانے میں مصروف تھی۔ اس نے سرد سی آہ بھری۔

منی نے آ کر سارا سامان پیک کیا تھا۔ وہ باہر ہارن پر ہارن دیئے گیا۔ وہ بے بسی سے روتی رہی۔ منی نے سامان باہر بھیجا اور اس کا ہاتھ تھام کر باہر لائی اس نے التجائیہ نگاہوں سے ایک مرتبہ پھر اس شخص کو دیکھا۔۔

اس نے لاپروائی سے نگاہیں چرائیں اور گاڑی کا دروازہ اپنی شہزادی کے لئے کھولا۔۔

وہ بیٹھ گئی۔ سارے راستے گاڑی میں اس کی سسکیاں گونجتی رہیں مگر وہ پتھر بنا بیٹھا رہا آج اگر زرا سی نرمی دکھاتا تو اس نے یونہی اس کی اور اپنی جان سولی پر لٹکائے رکھنی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وائٹ پیلس کی رونقیں لوٹ آئیں تھیں۔۔ سب تیار تھا۔۔ آروشے کے لئے ایشان بہت ہلکا پھلکا ڈریس لایا تھا۔۔ فجر نے اسے تیار کیا تھا۔ بہت خوبصورت گرے فراک تھی۔ وہ با آسانی کیری کر پا رہی تھی۔ وہ پورے لاؤنج میں اچھلتی کودتی پھر رہی تھی۔ سب اس کا بے تحاشہ خیال رکھتے

تھے۔ خاص کر فجر نے خود کو اسی میں گم کر لیا تھا۔ ایشان کے ساتھ اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کا خیال رکھتی تھی اب بھی وہ صبح سے اس سڑیل بلا سے بچنے کے لئے آروشے کے پاس ہی تھی اور ایشان کو بول دیا تھا کہ وہ فجر کو تیار کر کے خود بھی اسی کے ساتھ ہی تیار ہو جائے گی۔۔

ماہ بیر دو تین روم کے چکر لگا چکا تھا مگر وہ صبح سے اسے نظر نہیں آیا تھا وہ جھنجھلایا پھر رہا تھا۔

رواحہ کو پنکی نے گھیرا ہوا تھا۔ شہر کی ٹاپ کی پارلر والی بلائی گئی تھی اسے تیار کرنے کو۔

امریکہ سے کبیر، زمل، سوہم اور روحا پہنچ چکے تھے۔ سب کے چہروں پر ایک طویل عرصے بعد ایک الگ ہی خوشی ایک الگ ہی چمک تھی۔

جبران موجود تھا مگر مفرا کو نہیں لایا۔ ابھی اس کا مینٹل اسٹیٹ ابھی بھی اس قابل نہیں تھا کہ وہ اتنی اچانک یہ سب اور اس کی فیملی کو قبول کرتی۔ وہ مکمل جے کے کی نگرانی میں تھی اور ابھی تک تو کافی شانتی ہی تھی۔ اور نرما نے کوئی گڑبڑ نہیں کی تھی۔

سب تیار ہو کر لاؤنج میں پہنچ چکے تھے۔ پنکی کی شاگردوں نے ابھی سے ادھم چوکڑی مچا رکھی تھی۔ ماہ بیر اور جے کے ایک جگہ بیٹھے تھے۔۔

ماہ بیر کی نگاہیں کسی کی متلاشی تھیں۔

روٹھ کر ہم انھیں بھول جانے لگے

وہ ہمیں،،،،،،،اور بھی یاد آنے لگے

ہم نے دل سے کہی اپنی مجبوریاں

دل کو لیکن یہ،،سارے بہانے لگے

آخر آنکھوں کو من چاہا منظر دکھائی دے ہی گیا۔ وہ سراپا قیامت بنی یوں اس کے سامنے آئی کہ نگاہ پھیرنا تو دور پلکیں جھپکنا تک ناممکن سا لگ رہا تھا۔ دل سینے میں نہیں جیسے کانوں میں دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا تھا۔

گولڈن چولی اور ملٹی کلر لہنگے میں نفاست سے کیے گئے میک اپ میں توبہ شکن حسن تھا۔ یا شاید وہ پہلی مرتبہ تیار ہوئی تھی۔ اسی لئے اس قدر حسین لگ رہی تھی۔

رحاب سے کوئی بات کرتے ہوئے اس نے خود کو کسی کی پگھلاتی نگاہوں کے حصار میں مقید پایا تو نگاہ بے اختیار اٹھی تھی۔

آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائیں۔ فجر نے فوراً سے پہلے نگاہ پھیری۔

کہ کہیں دل کا چور آنکھوں میں نا دکھائی دے جائے۔ کتنا مشکل تھا اس شخص سے نفرت کرنا۔ اب تو یوں لگتا تھا جیسے روم روم میں بس چکا ہے وہ۔

ان کے قدموں میں گر جائیں مر جائیں ہم

اس طرح اپنی مٹی ٹھکانے لگے

ان سے اک پل میں کیسے بچھڑ جائیں ہم
جن سے ملنے میں شاید زمانے لگے

فجر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ تبھی منظر سے غائب ہوئی۔ مولوی صاحب بھی پہنچ گئے تھے اور دلہن بھی تیار تھی۔ ماہرا اپنے روم سے تیار ہو کر نکلا تھا نیوی بلو کلر کے تھری پیس میں شہزادوں جیسی آن بان لیے وہ لاؤنج میں داخل ہوا تھا تو سب نے ہوٹنگ شروع کر دی۔

تبھی روحا اور رحاب لرزتی کانپتی رواحہ کو باہر لے کر آئیں تھیں۔ وہ شاید اب بھی رو ہی رہی تھی۔ ماہر نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

نکاح کی شروعات ہوئی اور بہت جلد ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پا گیا۔ لاؤنج میں مبارک باد کی صدائیں بلند ہوئیں تھیں۔

سوہم اپنے بیٹے کے پاس آیا تھا جسے ماں کی چوٹ، بیماری اور پھر کومے میں جانے نے گرین مونسٹر بنا دیا تھا۔

بڑے چھپے رستم نکلے یار، ، بڑا میدان مارا، سوہم نے آنکھ ونک کرتے چھیڑا تو وہ مبہم سا مسکرایا۔

پلیز ڈیڈ، ، اب آپ مت شروع ہو جانا۔ اس نے دوسری جانب دیکھا جہاں رواحہ میڈم ساس کے پہلو میں دبکی بیٹھی تھی۔ جیسے چوزا چیل کے ڈر سے ماں کے پروں میں دبک جاتا ہے۔ اسے خواہ مخواہ ہنسی آئی تو دانتوں تلے لب دبایا۔

آں ہاں گرین مونسٹر ہنستا بھی ہے وہ بھی اپنی برائیڈل کو دیکھ کر مجھے تو آج پتا چلا، ، سوہم نے پھر شوشا چھوڑا۔

ماہر نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔ کیونکہ سوہم تو ہٹ نہیں رہا تھا چھیڑنے سے۔

ماہر نے نوٹ کیا تھا وہ مسلسل روئے چلی جا رہی تھی اس نے ایک سرد سی آہ بھری اور منی کو اشارہ کیا۔ منی اسے وہاں سے اس کے روم میں لے جا چکی تھی۔۔

آج وائٹ پیلس کی رونقیں اور سجاوٹ ہی الگ قسم کی تھیں۔ پورے وائٹ پیلس کو دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔

اس وقت لاؤنج میں ایک طوفانِ بدتمیزی برپا تھا۔ نکاح ہو چکا تھا۔ دلہن دلہے کے کمرے میں پہنچا دی گئی تھی۔ پنکی کی شاگردوں نے اودھم چوکڑی مچائی ہوئی تھی جن میں منی اور شیلا بھی شامل تھیں۔ منی تو آج پاگل ہی ہو گئی تھی۔ ایشان، اور آریان الگ سے دیوانے ہو رہے تھے ناچ ناچ کے۔ اور ان کا پورا پورا ساتھ دے رہیں تھیں سونیا اور عاشی۔۔ روشے بے بی نے بھی بیچ میں اپنا چمچہ ہلا رکھا تھا۔ ہر کچھ دیر بعد ان کے بیچ میں گھس جاتی تھی۔۔ جے کے اور ماہ بیر ایک طرف کھڑے بس دیکھ کر ہی مظوظ ہو رہے تھے۔۔

سب صوفوں پر بیٹھے تھے۔ آج تو سوہم پاشا اور کبیر نے ان پر نوٹوں کی برسات ہی کر دی تھی۔

دلہے میاں بلو تھری پیس پہنے سکون سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے پلر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ جب منی اسے گھسیٹتے زبردستی سب کے بیچ کھینچ لائی تھی۔ وہ گرین مونسٹر اب بھی سب کے بیچ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

پنکی کی شاگردیں اسے چھیڑتی بڑی زور سے اس کے گال کھینچ رہیں تھیں مگر اس پر زرا بھی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

ارے کہیں دلہے میاں کا اس لیے تو موڈ خراب نہیں کہ اسے کمرے میں نہیں جانے دے رہے ہو تم لوگ۔ پنکی نے ہانک لگائی۔

ارے نہیں وہ تو کوئی ایشو ہی نہیں کیونکہ آج ساری رات یہ اپنے ڈیڈ کے ساتھ گزارے گا آخر اتنے عرصے بعد جو ملے ہیں۔۔ سوہم نے اس کے گلے میں بازو ڈال کے بولا۔ تو اس نے اپنے ڈیڈ کو گھورا۔

تو اور کیا؟ کیا خوب جمے گی جب مل بیٹھے گے باپ بیٹے، پاشا نے بھی مسکرا کر کہا تو ماہر جی کی جان پر بن گئی تھی۔

ڈیڈ یار پلیز،، وہ جھنجھلا کر بولا۔ تو محفل زعفران زار بنی تھی۔ سب قہقہے لگا کر ہنسے تھے۔ اس نے جھینپ کر سر نیچے جھکایا تھا۔ سب نے اور خاص کر سوہم نے حیرت سے اس گرین مونسٹر کی سرخ پیشانی اور یہ انوکھا ہی روپ دیکھا۔ کچھ ہی دیر کے مزید ملے گلے کے بعد بڑے سب اپنے اپنے روم میں جا چکے تھے کیونکہ رات کے دس بج چکے تھے۔

اس سے پہلے کہ وہ سب گرین مونسٹر کو مزید تنگ کرتے وہ سب کو پرے دھکیلتا اپنا فون کان سے لگائے باہر جا چکا تھا۔

ایشان کو آج ایک شرارت سوجھی تھی۔ وہ جو ماہ بیر کو دیکھ رہا تھا بار بار فجر کو دیکھتے ہوئے اس نے ان کا پیچ اپ کرانے کا ایک انوکھا طریقہ ڈھونڈھا تھا۔ اور اس شرارت کی ملی بھگت میں جے کے اور آریان بھی شامل تھے۔۔ تبھی انھوں نے سوفٹ ڈرنک کے گلاس میں ایک طاقتور نشہ آور ٹیبلٹ ڈال دی تھی۔

فجر بھابھی،، ایشان نے اسے آواز دی جواب اپنے روم کی جانب جانے لگی تھی۔
جی؟،،،،وہ قریب آئی۔
یہ ڈرنک اپنے ہبی کو تو دے دیں،، انھوںنے منگوائی ہے۔ ایشان نے کہا۔ وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔
وہ جو دور بیٹھا یہ سب کاروائی دیکھ رہا تھا۔ ان کی کرتوت بھی دیکھ چکا تھا۔
کاش انھیں بول پاتا کہ بیٹا جہاں سے تم لوگوں نے یہ سیکھا ہے اس کا پرنسپل آج بھی میرے پاس ٹیوشن لینے آتا ہے۔
ابھی تو اس شعلہ جوالا سے نمٹنا تھا جو ڈرنک لیے لمحہ بالمحہ جھجھکتی اس کے قریب آ رہی تھی۔ آج تو وہ زہر بھی پلاتی ماہ بیر آنکھیں بند کر کے پی لیتا مگر یہ ڈرنک پی کر وہ جانے کیا کرتا،،،،

یہ آپ نے منگوائی تھی ڈرنک ،، وہ جھجھکتی اس کی نگاہوں سے خائف جلدی سے اس کی جانب ڈرنک بڑھا کر وہاں سے جانے کو پر تول رہی تھی۔

نہیں چاہیے ،، ایش کو جا کر واپس دو، بولو میں نے کہا ہے نہیں چاہیے ،، یا آروشے کو جا کر پلا دو ،، وہ اطمینان سے بولا۔

فجر کے چہرے پر سایہ سا آکر لہرایا۔ خود ہی مانگ کر شاید اب اس کے ہاتھ سے نہیں لے رہا تھا یہ سوچ کر ہی وہ کراہ اٹھی۔ آنکھیں نم ہوئی۔

واپس مڑی ۔۔ مگر واپس جانے کی بجائے ایک سائیڈ آئی۔

اونہھہہ ،،، کھڑوس ،، سڑیل ،، اکڑو کہیں کے ،، میں کونسا مری جا رہی ہوں سرو کرنے کے لئے ،، گلاس اپنے لبوں سے لگایا اور ایک ہی سانس میں پی لیا۔

وہ جو اس کی جانب دیکھ رہا تھا ابھی کچھ سمجھتا کہ وہ گلاس خالی بھی کر چکی تھی۔

ایش ، جے کے ، اور آریان بھی ان کی یہ ساری کاروائی دیکھ رہے تھے مگر فجر کو وہ گلاس خالی کرتے دیکھ ان کے ہوش اڑے تھے۔

یقیناً حشر خراب ہونے والا تھا فجر کا ۔۔

اب وہ جہاں کھڑی تھی زوردار قہقہے لگانا شروع ہو چکی تھی۔

اسٹاپ اٹ ،، وہ چلا کر بولی تو سب اس کی جانب متوجہ ہوئے ،

وہ لڑکھڑاتی لاؤنج کے بیچ بیچ آئی۔۔

مجھے بھی ڈانس کرنا ہے،، میوزک لگاؤ،،

سنواک تھی کانچ کی گڑیا سنواک تھی پیار کی پڑیا

صدقے اس یار دے

سنواک تھا پنڈ تھا شیرا، آیا کس کے باندھ وہ سہرا

صدقے اس پیار دے

جوگی ماہی ہیر رانجھا سب نوں جا کے میں یہ بولنا

بات بول کے راز کھولنا،،

ارے لگا ہوا ہے گانا،،،، ہاں،، منی نے کہا تو وہ منی کے ساتھ ہاتھ بھنگڑا اسٹائل میں اٹھا کر ڈانس کرنے لگی۔

اب تو آریان اور ایشان بھی آ کر ہوٹنگ کرتے اس کے ساتھ ڈانس کرنے لگے تھے۔ روشے بے بی بھی بیچ میں ہی تھک رہی تھی۔ شیلا اور دیگر شاگردیں بھی ڈانس کر رہیں تھیں۔۔

تبھی اچانک فجر کو کسی نے اپنی جانب کھینچا تھا۔

ماہ بیر نے اس کی ویسٹ پر ہاتھ رکھ کر اپنے بے حد قریب کیا، اس کا ایک ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا اور دوسرا دوسرے ہاتھ میں تھاما۔۔

سب نے ہوٹنگ اور شور مچا کر وائٹ پیلس سر پر اٹھایا تھا۔

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے تیرے بنا کیا وجود میرا
تجھ سے جدا کبھی ہو جائیں گے تو خود سے بھی ہو جائے گے جدا
کیونکہ تم ہی ہو، اب تم ہی ہو میری عاشقی اب تم ہی ہو۔

وہ دھیمے دھیمے اس کے ساتھ موو کرتا محوِ رقص تھا۔ فجر نے خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کے سینے پر سر رکھا۔
سب نے معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ اب خجل سا ہو کر اسے بازوؤں میں بھر چکا تھا۔
سب کی ہلڑبازی کے باوجود وہ اسے لیے اپنے روم میں آ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کمرے میں داخل ہوا اور اپنے پیچھے ڈور لاک کیا۔ تازہ گلابوں اور موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا پورا کمرہ۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا آگے بڑھا۔

اس قدر فسوں خیز ماحول تھا کہ وہ بن پیے ہی مدہوش اور بے خود سا ہوا تھا۔ ۔ آگے بڑھا تو بیڈ کو چھپاتی گلابوں کی جھالریں، اور بیڈ کے بیچوں بیچ مارش میلو برائیڈل صاحبہ تکیہ پر اوندھی لیٹی رونے کا شغل فرما رہی تھی۔ اس کے لب اپنے آپ گہرا سا مسکرائے۔

وہ بیڈ کی ایک سائیڈ آ کر نیم دراز ہوا تھا۔ ہمیشہ کی طرح سرخ گٹھڑی اپنے آپ میں سمٹی۔ مگر سیدھی ہونے کی زحمت اب بھی نہیں کی تھی۔

روح،، جزبات سے بھرپور بوجھل آواز میں پکارا۔

خبردار مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی آپ نے،، بات مت کریں مجھ سے،، وہ سوں سوں کرتی چلملائی۔

ماہر سوہم خان کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی تھی۔ تو اور کیا کروں؟ ذرا سا اس کی جانب جھک کر پوچھا۔ سوال کافی معنی خیز تھا مگر یہاں غور کون کر رہا تھا۔

مجھے کیا پتا؟ وہ جھلائی۔

یہ دیکھو روح میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ مارش میلو، اس نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا۔

وہ بھنا کر اٹھی۔ آپ مجھے چھیڑنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

نہیں تو، وہ چہرے پر معصومیت طاری کرتے بولا۔

جی بلکل،، منی یہ مجھے بولتی ہے آپ کیوں بول رہے ہیں؟ آبرو اچکا کر پوچھا گیا۔

میں نے تمھیں تو نہیں کہا۔ میں نے تو سچ مچ کے مارش میلو کا بولا کیونکہ مجھے یہ بہت پسند ہیں اور میں انھیں کھانے لگا ہوں۔ وہ مزے سے مارش میلوا پنے لبوں میں دباتا بولا۔

آپ مجھے چھیڑ رہے ہیں،، وہ جھنجھلائی۔

آں،، ہاں،، سچ میں،، مگر میں تو اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں،، تو اتنا بڑا الزام میری جان کہ میں نے چھیڑا،، جانتی ہو چھیڑنا کسے بولتے ہیں؟

اب اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے بے حد قریب کیا تھا۔ وہ بوکھلائی۔۔ رونے سے سرخ پڑا چہرہ اور چھوٹی سی ناک،، نرم و گداز خوشبوؤں میں بسا نازک وجود،

ماہر کی نگاہوں کی تپش نے اس کے چودہ طبق روشن کیے تھے۔

چچ،، چھوڑیں،، پپ،، پلیز،،

اب بول سکتی ہو کہ میں نے تمھیں چھیڑا، وہ اس کے بے حد قریب ہوا۔

راوحہ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ ماہر نے اس کندھے پر اپنے پر تپش لب رکھے۔ رواحہ کی سانس اٹک گئ۔ کچھ پل ایسے ہی گزرے۔

جب رواحہ کی جان جسم سے نکلنے لگی تو وہ مچل کر اس کی گرفت سے دور ہوئی۔ اور لمبے لمبے سانس کھینچ کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔۔

وہ پھر رو دی تھی۔۔

آ،،، آپ بہت برے،، ہیں،،

وہ گہرا مسکرایا،، اور کچھ،؟

آ،،،آپ بالکل بھی اچھے نہیں ہیں،،،وہ سسکی،،

اور؟ ماہر اطمینان سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسے سننا چاہتا تھا۔

آ،،،،آپ،،نے مم،،،مجھے،،،دھمکی،،بھی،،دی،،روٹھا سا لہجہ تھا۔

سوری،،،،ایک لفظی جواب تھا،

نو،،میں ناراض ہوں،،اور خبر دار مجھ سے بات کی،،وہ بچوں کی طرح منہ بنا کر اور رخ موڑا،

میں منا لوں گا،،وہ اطمینان سے بولا، مگر ابھی نہیں، ابھی میرا منانا نا تم افورڈ کر سکتی ہو نا برداشت کر پاؤ گی اسی لئے سو جاؤ،،وہ گھمبیر بوجھل لہجے میں بولا تو رواحہ کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی اور فوراً سے پہلے یونہی چینج کیے بغیر کمفرٹر میں دبک گئی۔

پاس بیٹھے گرین مونسٹر نے اس کی پھرتی پر دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

آج جو فون کال آئی تھی اس نے اسے ہلکا سا ڈسٹرب کیا تھا اور اب وہ اس کے سونے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ اسے لئے اپنے روم میں داخل ہوا تھا پاؤں سے ڈور آٹو لاک کیا۔

تو اس نے شور مچا دیا اور بچوں کی طرح اس کے بازوؤں میں مچلنے لگی۔

چھوڑیں مم،، مجھے،، میں نے باہر جا کر اور ڈانس کرنا ہے،، آ آپ،، کے ساتھ اس روم میں تو بلکل نہیں رہنا،،

کیوں کیوں نہیں رہنا میرے ساتھ،، ماہ بیر نے اسے نیچے اتارا اور کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اپنے بے حد قریب کیا۔

کیونکہ آپ بہت،،، بب،،، سڑیل،، ہیں،، آپ جانتے ہیں؟ وہ اب اس کا گریبان پکڑ کر بولی تھی۔۔ آپ جانتے ہیں؟ آپ ایک سڑیل،، اکڑو،، اور کھڑوس ہیں؟

جانتا ہوں،،، وہ اطمینان سے بولا۔ جیسے یہ اس کے منہ سے سننا ماہ بیر کے لئے ایک اعزاز تھا۔

آپ جانتے ہیں آپ کتنے برے ہیں، اور میں کتنی اچھی،، وہ اپنے پاؤں پر کھڑی بھی نہیں ہو پا رہی تھی، وہ ماہ بیر کے پیروں پر اسی کے سہارے کھڑی تھی۔

یہ بھی جانتا ہوں،، فجر سے زیادہ تو اس کا لہجہ خمار آلود تھا جو بن پیے ہی بہک چلا تھا۔

آپ جانتے ہیں مم،،، میں آ،،، آپ سے،، کتنی مم،، محبت کرتی ہوں، فجر نے اس کا گریبان جھنجھوڑا۔

جانتا ہوں،،، اور تم جانتی ہو میں تم سے عشق کرتا ہوں،، ماہ بیر نے اس کا ڈھلکتا دوپٹہ اتار کر صوفے پر رکھا۔

پھر مجھے مارا کیوں؟ فجر نے نشے میں جھولتے بے پر کی اڑائی۔

کب،، کب ہاتھ اٹھایا میں نے تم پر؟

تو کک،،، کیا،، کیا،،؟

بس پیار کیا تھا،،

کیسے؟ وہ پوری آنکھیں کھولنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی اور پوچھ بیٹھی۔

ایسے،،، ماہ بیر جھکا تھا اور اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو عقیدت و محبت سے چوما تھا۔

پھر گردن پر جا بجا اس کے پر تپش لب اپنی چھاپ چھوڑنے لگے۔ فجر نے زور سے آنکھیں بند کر رکھیں تھیں اور اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ رکھی تھی۔

ماہ بیر مدہوش سا ہوتا اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور اس کی سانسوں کی خوشبو سے اپنی سانسیں معطر کیں۔

وہ چند پلوں میں ہی بے حال ہو چکی تھی اس لئے اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑ کر مچلی۔

وہ پیچھے ہٹا تو وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

اب کیا ہوا ہاں،، اب کرنے دو پیار مجھے،،

نن نہیں اب،،، مم،، میں،، کہہ کر اس نے اپنے لب اس کی گال پر رکھے تھے۔ ماہ بیر نے اپنی آنکھیں بند کیں۔

اس نے دونوں آنکھوں کو چوما تھا۔

اب بس ہو چکی تھی ماہ بیر کی تبھی اسے بازوؤں میں بھر کر نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔ خود اس کے اوپر جھکا تھا۔

وہ پور پور اسے اپنی محبت میں بھگونے لگا۔ اپنے عشق کی داستان اس کے وجود پر رقم کرنے لگا۔

اس نے بھی ماہ بیر کی گردن کے گرد اپنے بازو حمائل کیے تھے یوں جیسے خود سپردگی کا عالم ہو۔

رات گہری اور خاموش تھی مگر فجر کی چوڑیوں کی معنی خیز سی کھنک کمرے میں گونجتی رہی۔ آج ان کے ملن پر دھڑکنوں نے بھی ایک ہو کر محبت کی خوشبو سے تال میل بنائے رکھا۔
آج وہ وہ ایک ہو گئے تھے مکمل ہو گئے تھے۔ ماہ بیر کے برسوں کے تڑپتے بھڑکتے دل پر اس کی محبت کی نرم پھوار پڑی تو روح تک میں سرشاری اتری تھی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode22...

جبران رات گیارہ بجے کے قریب وائٹ پیلس سے نکلا تھا۔ گاڑی ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا۔ اب گاڑی میں بیٹھ کر سب سے پہلے اپنی گود میں موجود لیپ ٹاپ آن کر کے جو اس گھر میں کیمرے لگائے تھے ان کی مناظر سب سے پہلے چیک کیے تھے۔ سارا دن اور اب تک تو سکون ہی تھا۔۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی۔۔ مگر اب کچن میں کام کرتی مِفرا کو دیکھ اور اپنے روم میں آئرن کے پلگ کو سوئچ بورڈ میں

لگائے آئرن گرم کرتے اس پاگل عورت کو اس کے کمرے میں دیکھ جے کے کا ماتھا ٹھنکا تھا۔ سعد بھی پورے گھر میں کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

موو فاسٹ،،، وہ دھاڑا تو ڈرائیور بھی سمجھ گیا کہ کوئی گڑبڑ ہے تو اس نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھا دی۔۔ اس نے اپنے موبائل فون پر ایشان کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی بیل پر ریسیو کر کیا گیا۔

ایش فوراً ادھر پہنچو،،

اوکے،، ایک لفظی جواب آیا۔ اور کال ڈسکنیکٹ ہو گئی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے منزل پر رکی۔۔ جے کے نے یہ فاصلہ بڑی بے چینی سے طے کیا تھا۔ جھٹکے سے دروازہ کو بند کرتا وہ اندر کی جانب لپکا۔ بیل دینے یا ڈور ناک کرنے کی زحمت کیے بغیر وہ ڈوبلکیٹ کی سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

وہ کل سے انگاروں پر گھسیٹ لی گئی تھی۔ جلے بازو کو دیکھ اور تکلیف کی شدت سے آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ وہ صبح دھمکی دے کر گیا تھا۔ مگر اب گئے رات تک اس کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ اور رہی بات سعد کی تو آج وہ آفس میں اوورٹائم کر رہا تھا۔

اونہہہہہ اپنے اس یار سے مجھے اتنی تکلیف دلوا کر اب تو خوش ہو گی۔ بدلے لے رہی۔ زہن نے مکروہ عزائم بنائے۔۔ اگر مجھے اتنی تکلیف ہوئی تو تم کیوں سکون میں رہو۔ لیٹ ہو گیا اب تو شاید اس کا وہ ڈاکٹر یار کل ہی آئے۔۔ وہ خباثت سے ہنستی پلگ لگاتی آئرن گرم کرنے لگی۔

جھوٹ بولتا ہے بکواس کرتا ہے ہمزاد،، او ننھہ نرما کو بے وقوف بنائے گا۔۔ ہو نہیں سکتا۔

وہ جو کچن میں سعد کے فون کرنے پر کھانا گرم کر رہی تھی کہ وہ آفس سے نکلنے لگا ہے۔ اپنے پیچھے آہٹ پر سہم کر پلٹی۔ جہاں نرما اپنے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے کھڑی تھی۔

کچھ چاہیے بب،، بھابھی،، وہ اس کے گھورنے سے خائف ہوئی۔
بلکل،، بدلہ چاہیے،، تمھارے اس گھمنڈی شوہر نے تو میرا بازو ہی جلایا مگر میں اس کی بیوی کا یہ خوبصورت چہرہ جلاؤں گی۔
مِفرا صدمے سے گنگ اسے دیکھنے لگی جواب اپنے جملے مکمل کرتی آئرن لے کر اس کی جانب جھپٹی تھی۔
مفرا نے خوف کی انتہا سے اپنے چہرہ پر ہاتھ رکھے۔۔ نرما کا ہاتھ فضا میں ہی بلند رہ گیا جب پیچھے سے جبران نے اس کا بازو اپنی وحشت زدہ سی سخت آہنی گرفت میں لیا۔

واٹ دا ہیل،، ہاؤ ڈئیر یو بچ،،، وہ دھاڑا۔ تو نرما اسے اپنے سر پر دیکھ بہت بری طرح گڑبڑائی تھی۔ سیکنڈوں میں وہ الٹے قدموں بھاگ کر اپنے روم میں بند ہوئی تھی۔
وہ بے تحاشا ڈری سہمی اس کی آواز سن ڈبڈباتی آنکھوں سے اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ اور بے تحاشا رو دی، اگر وہ نا آتا تو آج تو وہ ظالم سفاک عورت اس کا چہرہ ہی مسخ چھوڑتی۔

یہ وہی لمحہ تھا جب سعد گھر میں داخل ہوا۔ غیر معمولی محسوس ہونے پر کچن میں آیا۔۔
ارے مفرا گڑیا کیا ہوا، اسے جبران کے سینے میں دبکے روتے دیکھ وہ گھبرایا تھا۔
کچھ نہیں سعد بھائی،، آپ کے لئے کھانا گرم کر رہی تھی تو اچانک ایک بلیک کیٹ یہاں آئی تو ڈر گئی تھی۔ وہ اطمینان سے بولا کہ فضا میں نرما کی دلخراش چیخیں گونجیں تھیں۔

وہ جو اس جن سے بچ کر اپنے کمرے میں آ کر چھپی تھی یہ سوچ کر کہ اب اس کی خیر نہیں بڑی مشکل سے دھڑکتے دل پہ قابو پایا تھا۔ کمبخت نے اس کے دل میں اتنا خوف جو بٹھا دیا تھا۔
تبھی اپنے پیچھے سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔۔ جھٹکا کھا کر پلٹی تو دنگ رہ گئی۔۔ اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے اٹکا تھا۔ کیونکہ سامنے ہی وہ اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔
(ایش جو کہ سپورٹس بائیک پر ہوا سے باتیں کرتا یہاں پہنچا تھا۔ جبران کے ساتھ ہی گھر میں داخل ہوتا اسے سبق سکھانے اس کے روم میں پہنچ چکا تھا)
تمھیں جو میں صبح بول کر گیا تھا کہ اس سے دس فٹ کے فاصلے پر رہنا تو اثر کیوں نہیں ہوا؟ وہ غرایا۔
اب جو اسے تکلیف دینے لگی تھی اس کی سزا خود ہی طے کرو؟ کہ کیسے جھیلنا پسند کرو گی؟
تکلیف دینے لگی تھی،، دی تو نہیں ناں؟ وہ اطمینان سے بولی تو
میں بھی تمھیں مارنے لگا ہوں،،، پر تم مرو گی نہیں،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

کیا مطلب؟ وہ چونکی مگر سامنے والا اس کے کچھ سمجھنے سے پہلے رومال بندھے ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ چکا تھا۔ دباؤ بڑھاتا گیا اس قدر بڑھایا کہ اسے اپنی ہڈیاں چٹختی محسوس ہوئیں۔ تبھی دلخراش چیخوں سے گھر گونج اٹھا تھا۔ اور اس سے پہلے دروازہ کھول کر وہ اندر آتے وہ اسے بیڈ پر دھکیل کر کھڑکی کی جانب بڑھا۔

کچن میں موجود سعد اور جبران روم کی جانب لپکے وہ جو شاکڈ اسٹیٹ میں کھڑی رہ گئی کچھ پلوں کے بعد ان کے پیچھے لپکی۔

مگر نرما کی کھڑکی سے باہر پھلانگتے اس ہیولے کو دیکھ اس کے چھکے چھوٹے تھے۔ وہ جبران تھا۔۔ وہ دیکھ چکی تھی۔ اس کے ہوش اڑے تھے۔ ایش ٹھٹھک کر رکا اور پیچھے مڑ کر اپنی بھابھی کی آنکھوں میں حیرت،، بے یقینی اور خوف کے ملے جلے تاثرات دیکھے۔ اور فوراً اس گھر سے نکلتے جبران کو ایک میسج ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا۔

ڈرتے ڈرتے مفرا دل میں اپنا خدشہ غلط ثابت ہونے کی دعا کرتی آگے بڑھی تو نرما کو روم میں جبران کو دیکھ اس کے پیروں نیچے سے جیسے زمین کھسکی تھی۔ لرزتے وجود کا نپتی ٹانگوں سے اندر آئی جہاں نرما سعد کے ساتھ لگی زاروقطار رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

کک،، کیا، ہوا بھائی،، اس نے سہمے سے انداز میں پوچھا۔ وہ جو ایش کا میسج دیکھ چکا تھا۔ کن انکھیوں سے اس گلابی گلاب کا خوف کی زیادتی سے سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔۔

تمھاری بھابھی شاید خواب میں ڈر گئی تھی،،

نہیں ڈری میں خواب میں سعد آپ سمجھتے کیوں نہیں،، یہ پاگل آدمی تھا میرے کمرے میں جو میرا گلا دبا کر آج مجھے مار ہی ڈالتا،، وہ چلاتی جبران کی جانب دیکھ کر چلائی۔

اس کا دماغ پھر گیا ہے مفرا،، تم دونوں جاؤ آرام کرو میں اسے ہینڈل کر لوں گا،، سعد دانت پیس کر بولا۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آئی تھی اور فوراََ سے پہلے اندر سے روم لاک کر لیا۔ خوف کے مارے جسم سے جان نکلے جا رہی تھی کون تھا وہ۔۔ کہیں کوئی ہوائی مخلوق تو نہیں تھا۔ مفرا کے پسینے چھوٹے۔

باہر وہ جو اس کے پیچھے آیا تھا اسے اندر گھس کر لاک لگاتے دیکھ ایک سرد سی آہ بھری۔

مفرا،، اوپن دا ڈور،، وہ نرمی سے بولا۔

اندر وہ اس کی موجودگی سن کر اپنی جگہ سے اچھلی۔ بیڈ سے لگی زمین پر بیٹھتی چلی۔۔ گھٹنوں کے گرد بازو فولڈ کیے وہ بازوؤں میں منہ دئیے زور سے آنکھیں بند کر لیں۔۔

اب باہر اس نے سرد سی آہ بھری تھی۔ اور اپنے پاس موجود کی سے آہستگی سے درواز کا لاک کھول کر اندر آ کر دروازہ پھر لاک کیا۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر وہ پھر خوف زدہ ہوئی۔

کک،،، کون،،، آ،،،،، آپ،،، کک،، کون ہیں؟ لرزتے اپنی جگہ سے اٹھتے پوچھا گیا۔۔

تم مجھے کیا سمجھ رہی ہو میری جان؟ وہ آبرو اچکا کر بولا۔

وہ،، کک،، کھڑکی مم،، میں آ،،، آپ، تھے،، میں نے خود دیکھا،، وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

اچھا،،، وہ،،،،، اس نے وہ کو کھینچا اور دھیمے قدموں سے چلتا اس کے بے حد قریب آ گیا۔ وہ میرا بھوت تھا،، اور یجنل میں ہوں،، چیک کر لو،، وہ صرف انھیں پریشان کرتا جو مجھے یا میری کسی کمزوری پر وار کرے،، اور تم میری وہی کمزوری ہو،، جبران کا لہجہ آخر میں خمار آلود ہوا مگر یہاں لہجہ پر غور کون کر رہا تھا۔

(وہ اسے ابھی ایش کی حقیقت نہیں بتا سکتا تھا کہیں وہ جزبات میں سعد سے نا بول دیتی اسی لئے کہانی بنائی اور سب سے بڑھ کر سامنے کھڑی وہ معصوم لڑکی جو اس کی کہانی پر یقین کر بھی چکی تھی)

وہ تو چپکے سے اپنے سکارف میں سے حجاب پن نکال چکی اور یک دم ہی اس کے ہاتھ میں کبھو دی۔

آؤچ،، وہ تڑپا۔۔ خون کی ننھی سی بوند اس کے سرخ و سفید ہاتھ سے نکلی تو مفرا کو سکون آیا کہ شکر ہے وہ بھوت نہیں۔

کیا یار ڈاکٹر ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے پین نہیں ہوتا۔ اوہھھ،،،، تو تم چیک کر رہی تھیں کہ میں بھوت تو نہیں؟ اس نے دانتوں تلے لب دبایا۔

دور رہیں مجھ سے آپ،، وہ اس کے لمحہ بہ لمحہ قریب آنے پر پیچھے ہٹتی بولی۔

یو نو واٹ وہ بھوت ان لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے جو میرا کہنا نا مانے اور تم میں تو میری جان اٹکی ہے تو میرا کہنا نہیں مانو گی تو،،،،،،

اس نے جان بوجھ کر معنی خیزی سے بات ادھوری چھوڑی۔

مانوں گی آ،، آپ، کی ساری باتیں مانوں گی،، وہ اچھے بچوں کی طرح سہمی بولی۔

انگوری کلر کی کرتی اور پٹیالہ شلوار میں وہ سکارف گلے میں ڈالے کانچ کی گڑیا،، میدے کی طرح دمکتی سفید رنگت،، اور شفاف گال کے بیچوں بیچ وہ سیاہ تل،، وہ بڑی دیر سے داگریٹ جلاد جے کے کا ضبط آزما رہی تھی۔

قریب آؤ اور مجھے ہگ کرو،، وہ سکون سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے بولا تو اس کی شفاف بڑی بڑی آنکھیں اس انوکھی فرمائش پر حیرت سے پھیل گئیں۔۔

جج،،، جی،،، وہ لرز گئی،، سفید ماتھا اور پیشانی سرخ ہوا تھے۔

آئی سیڈ،، کم آن،، قریب آؤ اور مجھے ہگ کرو۔ اس کے دوبارہ کہنے پر وہ لرزتی کانپتی اس کے قریب آئی۔ انگلیاں چٹختی ماتھا عرق آلود لرزتے سرخ شربتی گداز لب،، جبران کا دل جیسے پسلیوں سے سر ٹکرانے لگا۔ جب برداشت جواب دے گئی تو جبران نے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

مفرا کی جان پر بن آئی تھی۔ سامنے والے کی قربت اور لمس ناقابلِ برداشت تھا۔۔ اوپر سے آج وہ اس بلا سے شخص سے بہت زیادہ خوفزدہ ہوئی تھی۔ مفرا کے سینے میں اس کی سانس اٹک چکی تھی۔ کچھ کمر پر سرسراتی اس کی آہنی انگلیاں،،، جب کے وہ آنکھیں موندے مدہوش سا اس گداز وجود کی نرماہٹیں اپنے اندر اترتی محسوس کرنے لگا۔۔ جبران نے اپنے دہکتے لب اس کے کندھے پر رکھے تو وہ مزید اس کی سانسوں کو الجھا گیا۔ ہونٹوں نے کندھے سے گال تک کا سفر کیا۔

تو بے تحاشا برداشت کرتے وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔ تبھی اس کی بانہوں میں جھول گئی۔۔ بزدل لڑکی،، اتنے سے ٹریلر میں ہی جان ہوا ہو گئی، وہ گہرا مسکرایا۔ جانتا تھا اس جلاد کی شدتیں سہنا ابھی اس نازک جان کی بس کی بات نہیں۔ اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ پر لٹا کر اس پر کمفرٹر درست کیا۔ اور خود بھی اس کے قریب نیم دراز ہو کر سکون سے آنکھیں موندلیں۔ کہ کل کے بعد تو شاید تھوڑی لمبی جدائی نصیب میں لکھ دی جائے۔ ہجر کے فاصلے درمیان میں آکر جبران کے جسم کو ناگوں کی طرح ڈستے نیل و نیل کر دیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ رات اس کے پہلو سے اٹھ کر گیا تھا تو صبح کے آٹھ بجے لوٹا تو اس نے دیکھا وہ ہنوز اسی دلہن کے لباس میں مٹے مٹے میک اپ کے ساتھ بیڈ پر بے خبر سو رہی تھی۔ جیولری شاید صبح نماز کے وقت نکالی تھی۔

ماہر کی وارفتہ نگاہوں نے اس کے پورے وجود کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیا۔

سرخ اور اورنج کمبینشن کے جوڑے میں جسم روئی کے گالوں کی طرح نرم و گداز،،، اور چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔ ماہر کو لگا کسی نے موم کی گڑیا سجا کر اس کے بیڈ پر لٹا دی ہے۔ کالی پلکیں گداز اور سرخ و سفید گالوں پر سایہ فگن تھی۔ روشن پیشانی، چہرہ نورانی،، گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح سرخ آپس میں

لیپٹے ہونٹ، آسمان سے جیسے کوئی اپسرا اتار کر اس کے سپرد کر دی گئی تھی۔۔ مگر روٹھی روٹھی ناراض سی۔

وہ بے خودی اور مدہوشی کے عالم میں اس کے قریب آ کر بیڈ پر بیٹھا۔ کہ اس کے چوڑے مضبوط اور چٹانی جسم سے وہ نازک وجود چھپ سا گیا۔
اس کی جھلساتی لپکتی نگاہوں کا اعجاز تھا کہ وہ کسمسا کر اٹھی تھی۔ لرزتی گھنی پلکیں آہستگی سے اوپر اٹھیں۔ وہ اپنے اوپر اس جھکے دیکھ یک ٹک اسے دیکھے گئی پھر پہلے برا سا منہ بنایا اور پھر مسکرا دی۔ وہ شاید اسے اپنا خواب سمجھ رہی تھی۔
میں ناراض ہوں آپ سے،، وہ اتنی آہستگی سے بڑبڑائی کی وہ بھی اتنے قریب ہو کر مشکل سمجھ پایا۔ اس کی ان اداؤں نے ماہر سوہم خان کے چھکے چھڑاتے اس کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑا دی تھی۔

رواحہ نے کروٹ لی اپنا پیٹ جیسے ایک چٹان سے ٹکراتا محسوس ہوا تو اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں جبکہ ماہر کو اپنی کمر پر اس کا نرم گرم لمس ملتے ہی چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔ شعور اجاگر ہوتے ہی وہ سچویشن سمجھتے بوکھلا کر اٹھی تھی۔ ماہر گہرا مسکرایا۔ گہری نگاہ نے اب تک اسے حصار میں جکڑا ہوا تھا۔ جس وہ بری طرح بوکھلا رہی تھی۔
ناراض ہو اب تک؟ مسکراہٹ چھپاتے اس سے پوچھا۔

آپ کو کیوں بتاؤں جب کے میں تو بات ہی نہیں کر رہی آپ سے، وہ اپنی بوکھلاہٹ اور جھجھک کو غصے کی آڑ میں نکالتی چمک کر بولی۔

میں مناؤں؟ بھاری بوجھل کی گھبیر تا کو سمجھ رواحہ کی سانس اٹک گئی۔ اور زبان تالو سے چپک گئی۔

پہلے اس مونسٹر کی نگاہیں اور اب یہ لہجہ افففف توبہ،،

وہ اپنے آپ میں سمٹی۔

میں جا رہا ہوں،، اس نے سنجیدگی بھرے لہجے میں کہا تو وہ چونک گئی۔ یا یوں کہنا بہتر ہو گا کہ مرنے کو ہو گئی۔۔

کک،،، کدھر،،

تبھی ماہر نے اسے بازو سے تھام بیڈ سے نیچے اتارا۔ اور اپنے روبرو کھڑا کیا۔ اس کی سہمی ہیزل براؤن آنکھوں میں اپنی سبز آنکھیں گاڑھ دیں۔

اچھے سے الوداع کہو میری جان کہ ماہر سوہم خان کے دل میں تم سے دور جانے کے بعد کوئی حسرت باقی نا رہے۔

آ،،، آپ،،، ممم، مجھے،،، ڈرا،،، رہے،، ہیں،، وہ اس کا گریبان پکڑ کر ہکلاتی چلائی۔ یہی تو وہ ڈر تھا جو اس نازک سی جان کا آزار بن گیا تھا کہ کہیں وہ اس سے دور نا چلا جائے۔

جلد ہی لوٹ آؤں گا۔ ماہر نے اس کے ہاتھ تھامے مگر وہ ہزیانی سی ہو کر زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

مم،،، میں آ،،،، آپ کو کہیں نہیں جانے دوں گی،،، کک،، کہاں،، جا رہے ہیں آپ؟،، اور کیوں؟

اس موم کی گڑیا کی غیر ہوتی حالت دیکھ ماہر نے شدتِ ضبط سے سختی لب بھینچے تھے۔

اتنے سال جس دن کا انتظار کیا تھا جب وہ سر پر آن پہنچا تو نا چاہتے ہوئے بھی ان چاروں کی جان سے چار نازک جانیں جڑ چکیں تھیں۔

کیسی آگ تھی یہ،، کیسی آتشِ عشق تھی کہ جس سے ان جلادوں نے لاکھ دامن بچانا چاہا تھا مگر یہ ایسی گلے پڑی کے ان کے دامن کو جلاتی اب گریبان تک پہنچ چکی تھی جس سے چھٹکارا پانا ناممکن تھا۔

ماہر نے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ پر تپش لب اس کے سر پر رکھے۔ وہ اس کے قربت میں موم کی طرح پگھلتی رو پڑی تھی۔ تواتر سے بہتے آنسوؤں نے اس کی شرٹ بھگو دی تھی۔

ماہر نے بے بسی سے اس کے لرزتے وجود کو دیکھا۔ اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ نمکین موتی اپنے لبوں سے چنے۔ رواحہ سانس روک گئی۔ وہ لمس اسے پاگل کر دینے والا تھا۔ ماہر کی نگاہیں ان سرخ شربتی ہونٹوں پر ٹھہر گئیں تھیں جنھیں دیکھ اسے ایسا لگا کہ وہ صدیوں کا پیاسا ہے۔ رواحہ نے جب اس کا مرکز نگاہ دیکھا تو لہو چھلکاتا چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔

اور اس سے پہلے کے ماہر خان کے منہ زور جزبات اور اس پاگل کرتی موم کی گڑیا کی طلب اسے اس کے پاؤں میں زنجیریں ڈالتیں وہ اس سے دور ہوا۔

کسی بھی چیز کی ضروت ہوئی تو منیب کو بولنا، جلد ہی لوٹ کر آؤں گا ۔ ، تمھاری ہر آتی جاتی سانس میری امانت ہے اسی لئے اپنا خیال رکھنا، کہ جب لوٹوں تو مجھے تم یہیں اسی کمرے میں سہی سلامت ملو، ، اور رونا مت، ، جتنا روؤ گی اتنا لیٹ آؤں گا سزا کے طور پر، ،

وہ کہتا رہا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھے گئی۔

وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

رواحہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ بول کر گیا تھا کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو منی کو بولنا۔

منی کو کیا کہے گی مجھے تمھارا ظالم بے رحم بھائی چاہیے جو اسے کانٹوں پر گھسیٹ کر جانے کہاں چلا ہے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

صبح ماہ بیر کی آنکھ کھلی۔ تو مسکراہٹ گہری ترین ہو گئی۔ کبھی سوچا نہیں تھا کہ اسے پا لینے سے یوں رگوں میں سکون خون بن کر دوڑے گا کہ اس کائنات کا ہر رنگ اسے اپنی بانہوں میں سماتا محسوس ہو گا۔ دل تھا کہ بھرا نہیں تھا اس کی محبت کا نشہ تھا جو سر چڑھ کر بولا تھا اور ابھی تک ہینگ اوور اترا نہیں تھا۔

وہ اس کے بے حد قریب اس کی رات بھر کی شدتوں اور جنونیت سے بے حال ٹوٹی بکھری حالت میں گہری نیند میں تھی۔ ماہ بیر کی نگاہ اس پر سے بھٹکتی کلاک کی جانب اٹھی تو چونک گیا دن کا ایک بج چکا تھا۔

وہ حیرت سے اٹھ بیٹھا۔ اس کی قربت میں تو وہ دنیا بھلا بیٹھا تھا۔ یہ بھی بھول گیا آج کتنا بڑا دن تھا اور انھوں نے کیا کیا کرنا تھا۔

وہ اس نازک بے حال جان کی جانب جھکا۔۔ فجر،،، فجر،،، میری جان،، چہرہ آہستگی سے تھپتھپایا۔ مگر جواب ندارد،،

ماہ بیر نے اس کی نبض اور سانسیں چیک کیں، جو معمول سے مدھم رفتار پر تھیں۔ اسے اب اس کی نیند سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

کیا کروں،، رائٹ ایش کو بلاتا ہوں۔ وہ اٹھنے لگا مگر اپنی بے وقوفی پر لعنت بھیجتا دوبارہ اس کے قریب آیا۔ اس کا بکھرا لباس خود ہی درست کیا۔ اس کے جسم پر پڑے سرخ نشانوں کو دیکھ وہ رات کی اپنی کارستانی سمجھتا نظریں چرا گیا۔۔ کمفرٹر درست کیا اور فوراََ ایش کو کال ملائی کہ جانتا تھا جے کے تو مفرا کے پاس ہو گا۔ اسے فجر کی بھی فکر تھی اور آج جو اتنا اہم ٹاسک پورا کرنا تھا اس کی بھی فکر تھی وہ الریڈی بہت لیٹ ہو چکا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ایشان نے ڈور ہلکا سا ناک کیا تھا۔

کم ان،، اس نے پرمیشن دی تو وہ اندر داخل ہوا۔

خیریت،،، وہ شرارت سے بھرپور بکھرے بکھرے سے کمرے کا جائزہ لیتا آنکھیں گھما کر بولا۔

شٹ اپ ایش،، یہ تم لوگوں نے کس سے پوچھ کر ایسا بیہودہ مزاق کیا تھا اب دیکھو اسے ہوش نہیں آ رہا۔۔

واٹ،، او نو،، ایشان اب سچ مچ پریشان ہوا تھا۔ آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی اور آنکھیں کھول کر چیک کیا۔

وہ بھاگ کر اپنے روم سے اپنا میڈیکل باکس لایا تھا۔ فجر کے اچھی طرح چیک اپ کرنے کے بعد اس کے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں تھیں۔

کیا ہوا ایش جلدی بتاؤ،، اس کو کچھ ہوا تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ وہ اس کی حالت دیکھ تڑپتا اب سٹل غرا رہا تھا۔ مگر وہ خاموشی سے اس کا ٹریٹمنٹ کرنے لگا۔

واٹ ہیپنڈ، ایش ٹیل می ڈیم اٹ،، ایش کو اسے انجیکشن لگاتے دیکھ اب ماہ بیر کا میٹر شارٹ ہوا تھا اسی لیے دھاڑا۔

کافی ہیوی ڈوز تھی جس نے بہت بری طرح ری ایکٹ اور الرجی کی ہے اور یہ اس ٹیبلٹ سے الرجی کا نتیجہ ہے۔ آپ ایسا کرو بھائی انھیں شاور دو، تاکہ باڈی کہ یہ نشان مٹ سکیں، شاید کچھ ہوش بھی آئے میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔ وہ نظریں چرا کر بولا تو ماہ بیر نے طیش میں اسے گھورا۔

اتنے نازک وقت میں نئی ٹینشن گلے پڑ چکی تھی۔

ماہ بیر نے جبڑے بھینچے اثبات میں سر ہلایا تو وہ جلدی سے روم لاک کرتا باہر نکل گیا۔

ماہ بیر نے اس پر سے کمفرٹر اٹھایا۔ رات والے لہنگے میں وہ ہوش و خرد سے بیگانہ اسے جتنا سکون دے چکی تھی اب اتنا ہی بے چین کر چھوڑا تھا۔ وہ اسے اپنے مضبوط کسرتی بازوؤں میں اٹھائے واش روم آیا تھا۔ اسے لئے شاور چلا کر کافی دیر شاور کے نیچے کھڑا رہا۔

ایشان کی ہلکی سی دستک پر اس نے دروازہ کھولا تھا۔ بیڈ کے قریب آ کر اس نے پھر اسے چیک کیا۔ فجر اب سادی سی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں کمفرٹر میں نیم دراز تھی۔ اس نے پھر پلز چیک تو اب وہ قدرے نارمل تھیں۔۔

گھبرانے کی بات نہیں کنڈیشن نارمل سٹیٹ کی طرف آ رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہو سکتا ہے ہوش آنے میں مزید چھ سات گھنٹے لگ جائیں۔

تب تک تو ہم نکل چکے ہوں گے، ماہ بیر نے پریشانی سے کہا۔

میں خود پریشان ہوں،، بھابھی کے بغیر آروشے نے بھی ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ اوپر سے میں بھی چلا جاؤں گا تو۔۔ ایش نے دانتوں تلے لب کچلے۔۔ رگیں تن گئیں۔۔ میں چاہتا تھا آروشے کو بھابھی کے حوالے کر کہ جاؤں مگر ہماری بے وقوفی کی وجہ سے ان کی خود کی یہ حالت ہو گئی۔۔

اسے بے حد افسوس تھا اپنی نادانی کا۔

اٹس اوکے،، اب یہ ٹھیک ہے مجھے تسلی ہے۔ مگر تم چاچو کی بات مان لو اور ساتھ نا،،،

پلیز بھائی،، یہ ہر کوئی مجھے ہی کیوں انڈر ایسٹیمیٹ کر رہا ہے،، وہ جھنجھلایا۔

ایسی بات نہیں ایش تمھاری طبیعت،،،

کچھ نہیں ہو گا مجھے،، وہ کہتا لب کچلتا وہاں سے نکلا تھا۔۔ ماہ بیر الماری تک گیا۔ چینج تو کر ہی چکا تھا۔ اب اپنی گن کوٹ کی کمر پر لے جا کر سیکرٹ پاکٹ میں چھپائی۔ ضروری چیزیں لیں۔ ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ بے چین سا پھر اس کی قریب آ کر پاس بیٹھا۔ دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں ٹکا کر اس کے کان کے پاس جھکا۔

ہیبے،، اپنا خیال رکھنا، سوچا نہیں تھا زندگی کی ایک نئی شروعات کر کے اگلے ہی دن وہاں جانا پڑے گا جہاں سے لوٹنا شاید ممکن نا ہو۔ لوٹ آیا تو پھر سے میرا پاگل پن اور شدتیں سہنا پڑیں کہ ابھی تو یہ ماہ بیر راسم حفیظ کی محبت کے جنون کی پہلی سیڑھی پر قدم تھا تمھارا۔ عشق کی معراج کو چھونا تو ابھی باقی ہے۔۔ نہیں لوٹا تو گزری رات کو ایک مدہوشی بھرا خواب سمجھ کر بھول جانا۔

یہ کہتے ماہ بیر کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ ایک مرتبہ پھر جھک کر اس کے چہرے کو دیوانہ وار چوما۔ کمزور نہیں تھا نا ہی بننا چاہتا تھا۔ اسی لئے وہاں سے اٹھا تو بغیر پیچھے مڑے اسے دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode23....

وہ آروشے کو اپنے ہاتھ سے دوپہر کا کھانا کھلا رہا تھا۔ پاس ہی بیٹھی زمل روئے جا رہی تھی۔

مام پلیز،، وہ جھنجھلایا۔

ایشان تم سمجھتے کیوں نہیں،،

آپ جے کے کو کیوں نہیں روک رہیں مام؟ اور بڑے پاپا آریان کو کیوں نہیں روکتے چھوٹا ہے وہ،،،

وہ شکوہ کناں لہجہ میں بولا۔

جے کے کو وہ والا مسئلہ نہیں،، اگر تمھاری طبیعت خراب ہو گئی تو،، زمل بھی جھلا کر بولی۔

ابھی وہ کچھ کہنے کہ لیئے منہ کھولتا کہ تبھی کبیر روم میں داخل ہوا تھا۔

چلو ایش جانے کا وقت ہو گیا سب بیسمنٹ میں پہنچ چکے ہیں، وہ سنجیدگی سے بولا۔

کبیر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں، آپ نے کہا تھا کہ ہم صرف نکاح میں شرکت کے لیئے پاکستان آئے ہیں۔۔ اور تو اور بجائے ایشان کو روکنے کے اسے ساتھ چلنے کا بول رہے ہیں؟

تسلی رکھو زمل،، ہم پر بھروسہ نہیں ہے کیا تمھیں، کبیر سنجیدگی سے بولا۔

یے ے ے ے ے ے ے،، ایش دیکھو مما پاپا فائٹ کر رہے ہیں۔ آروشے جو کب سے ان کی بحث معصومیت سے سن رہی تھی اب زمل اور کبیر کی بحث پر اچھلتی کودتی کلیپنگ کرنے لگی تو اتنی ٹینشن میں بھی وہ تینوں ہنس پڑے۔

ایشان نے اسے سمجھایا تھا کہ اس نے ان کو مما پاپا بولنا ہے۔

کبیر اس کے پاس آیا۔ ۔ اور روشے بے بی کا ماتھا چوما۔ زمل میری بیٹی کا ایسے ہی خیال رکھنا جیسے تمھارا بیٹا اس کا رکھتا ہے، تمھارے بیٹے کی قیمتی متاع حیات ہے یہ، سمجھ رہی ہوناں، ایش کے جانے کے بعد تمھیں اس کا خیال رکھنا ہے وہ بھی بہت سارا، ، کبیر نے جان بوجھ کر اس کا دھیان بٹانے کو اس کی توجہ آروشے کی جانب دلائی۔

ہاں مجھے تو جیسے پتا ہی نہیں، ، وہ منہ بسور کر بولی۔ تو کبیر نے ہنس کر اس کے ماتھے پر لب رکھے۔ جبکہ آروشے ہونق بنی ابھی پاپا کے اس جملے میں اٹکی تھی ایش کہیں جا رہا ہے۔

اہھم اہھمم، ، ماما پاپا یار کچھ تو بچوں کا خیال کریں، میری تو خیر ہے بٹ آپ لوگوں کے اس رومینس سے میری روشے بے بی کے ذہن پر نا الٹا اثر ہو، ، وہ بے حد شرارت سے بولا تو کبیر جھینپ گیا جبکہ زمل نے ایشان کے بازو پر دھموکہ رسید گیا دونوں بہانے سے وہاں سے نکلے کہ آروشے کا ہوائیاں اڑا چہرہ دیکھ چکے تھے اب ایشان اسے اپنے طریقے سے سمجھا لے گا۔

تھا تو مشکل ہی، ، کیونکہ اب تو وہ اس کی اس قدر عادی ہو چکی تھی کہ اسے زرا بھی کہیں جانے نہیں دیتی تھی۔ اگر سوتے میں چھوڑ کر جاتا تو ایشان کی غیر موجودگی میں اس کی آنکھ کھلتی تو آروشے وہ ہنگامہ مچاتی کہ اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا کجا کہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسے جانے دیتی۔

ایشان الماری کی جانب بڑھا مگرا اپنے پیچھے اسے سسکیاں سنائیں دیں تو ٹھٹھک گیا۔ فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو آروشے زمین پر پاؤں پٹخ پٹخ کر رو رہی تھی ایک تو سب اس کو رو کنے پر تلے بیٹھے تھے اور اب یہ کمزور کر رہی تھی۔

ایشان کی رگیں تن گئیں۔ بے دردی سے اپنے لب کچلے۔ اسی نازک غریب جان میں تو جان اٹکی تھی اس کی اور اگر اسے کچھ ہو جاتا تو؟ تو اس کا کیا ہو گا؟ بس یہ ایک سوچ تھی جس کے آگے وہ کچھ سوچ نہیں پا رہا تھا۔

دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا۔ جو بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے میں مصروف تھی۔

کیا ہوا روشے بے بی کو،

ایش گندہ ہے،، روشے بے بی کو چھوڑ کر جا رہا ہے،، علیزے آپو بھی نہیں آئیں،، ایش بھی جا رہا ہے،، نو،، نو،، میں نہیں جانے دوں گی ایش کو،، وہ ضدی لہجے میں بولی۔

ایشان نے ضبط کی آخری حدوں کو چھو کر صوفے پر بیٹھ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا۔

یو نو واٹ روشے،، ایش اس لئے جا رہا ہے تاکہ روشے بے بی کہ لئے ڈھیر ساری چاکلیٹس، آئس کریم اور ٹوائز لے کر آئے۔ اس کی آنکھیں اس کی زبان کا ساتھ نہیں دیں رہیں تھیں مگر صد شکر کے اس کی گود میں بیٹھی وہ پگلی نادان تھی جسے وہ کھوکھلی باتوں میں الجھا سکتا تھا۔

سچی ایش،، وہ رونا بھول گئی اور بھیگی آنکھوں سے اب اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کی کہی گئی بات کا سچ تلاش کرنے لگی۔

ایشان نے بوجھل ہوتے دل سے اس کی بھیگی آنکھیں چومیں تھیں۔ آج جزبات کے طوفان کو روکنا اسے اپنے بس سے باہر لگ رہا تھا۔ سینے میں دل شور مچاتا جدائی کی لمحوں میں پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا۔ وہ پاگل سا ہوتا دیوانہ وار اس کا ایک ایک نقش چومے گیا۔

ای،،، ایش،، وہ اب گھبرا گئی تھی اپنے ایش کی اس عجیب رویے سے۔ مگر آج ایش ہوش میں کب تھا۔ اس سے بچھڑنے کے خیال نے ایشان کو پاگل کر دیا تھا۔

تبھی آج ایشان نے خود پہ سے اختیار کھوتے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اسے اپنے چہرے پر جھکایا تھا۔ اس اچانک افتاد پر آروشے مچل ہی تو گئی تھی۔

بے حد تڑپ کر اس کی شرٹ کا کالر جھٹکا۔

ایشان نے اسے اپنے اوپر سے صوفے پر اتارا تھا۔ وہ کھانستی لمبے لمبے سانس بھرتی سانس بحال کر رہی تھی۔

وہ سانس بحال کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ اس سے کچھ کہتی وہ سرخ چہرہ لیے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رحاب روحا کے روم میں تھی۔ روحا مسلسل روئے جا رہی تھی جب پاشا اور سوہم خان ایک الوداعی نگاہ ان پر ڈالنے اندر داخل ہوئے۔

روحا کے آنسو دیکھ کر حسبِ معمول سوہم خان کی رگیں تنی تھیں۔ رحاب خاموشی سے پاشا کے بڑھائے ہوئے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھماتی وہاں سے جا چکی تھی۔

روح،، سوہم نے پکارا۔

خبردار سوہم خان آپ نے بات کی ہم سے،، خبردار، وہ پھٹ پڑی جھوٹ بول کر لائے آپ ہمیں یہاں،،

روح جھوٹ نہیں بولا یار،، وہ زچ ہو چکا تھا اس کی ایک ہی تکرار سے۔۔

مگر سچ بھی تو نہیں بتایا آپ نے،، پہلے آپ نے خود کو اس عزاب میں جھونک کر رکھا اب ہمارے بیٹے کو بھی اسی میں جھونک دیا،، آخر ہم آپ سے پوچھتے ہیں ہمارا قصور کیا ہے،

اب سوہم خان نے آگے بڑھ کر حسبِ معمول اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔

تمھارا قصور یہ ہے روح کہ تم اس سوہم خان کے دل کی دھڑکن ہو، اور تمھارے یہ آنسو ہمیشہ کی طرح مجھے دشمنوں سے زیادہ اذیت پہنچاتے ہیں۔ تو رونا بند کرو نہیں تو جانا کینسل کر کے ابھی تمھارے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا ہمیشہ کی طرح،

اس بوجھل بھاری گھمبیر آواز کی سرگوشیوں نے روحا کو ہمیشہ کی طرح بوکھلانے پر مجبور کیا تھا وہ بھونچکا سی اسے دیکھے گئی۔

سوہم خان بڑھتی عمر کے ساتھ آپ کے لوفر پن میں مزید چار چاند لگتے جا رہے ہیں حد ہوتی ہے ،بوڑھے ہو گئے مگر آپ،،،

وہ دانت پیستی بولی اور خود کو اس کی گرفت سے چھڑانے لگی۔ جو کہ ہمیشہ کی طرح ہی ناممکنات میں سے تھا کہ وہ سوہم خان کی مرضی کے بغیر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروا سکتی تھی۔ سوہم نے اپنے لب عقیدت سے اس کے ماتھے پر رکھے تھے۔

روح اپنی بہو کا خیال رکھنا، ہاں، تم لوگ جانتی ہو سب، کئی مرتبہ ہم گھر ادھڑی حالت میں واپس آئے اس لئے تم لوگ اس سب کو جانتی ہو، وہ ابھی انجان ہے اسے سنبھالنا، جانے کیسے واپسی ہو،، سمجھ رہی ہو ناں میری بات؟

روح نے تڑپتے اثبات میں سر ہلایا۔

دیٹس لائک مائی گڈ گرل،،

اونہہ اب گرل کہاں رہی، آپ مزاق اڑا رہے ہیں ہمارا،، وہ منہ بنا کر بولی تو سوہم خان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

یونہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتا وہ وہاں سے نکلا تھا۔

ادھر پاشا رحاب کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا اور وہ حسبِ معمول حجاب اسٹائل دوپٹہ اوڑھے ہوئے اس پر قرآنی آیات پڑھ کر پھونک رہی تھی۔

کچھ اور زوجہ محترمہ،، وہ اس کے فری ہونے کے بعد بولا تو وہ مسکرا دی۔

میرے بیٹے کا خیال رکھیے گا،، وہ بھرائی آواز میں بولی۔

صرف بیٹے کا،، وہ آبرو اچکا کر پوچھنے لگا۔

مجھے پتہ ہے آپ اپنا خیال رکھیں گے میرے کہنے سے پہلے میرے لیے۔ وہ آہستگی سے بولی تو پاشا نے اپنے اندر تک سکون اترتے محسوس کیا۔ تبھی آریان روم میں داخل ہوا تھا۔

کچھ پیار بیٹے پر بھی نچھاور کر دیں مام،، وہ شرارت سے جان نثار کرنے والی نگاہوں سے اپنی ماں کو دیکھتا بولا۔

وائٹ ٹی شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ پہنے وہ باپ کی کاربن کاپی تھا۔ اٹھتا قد،، کسرتی جسم ہاف سلیو سے نکلتے مسلزوالے بازو،،، رحاب نے آگے بڑھ کر اسے سینے میں بھینچا۔

سارا پیار تمہارا ہی ہے، رحاب مسکرا کر بولی۔

اور ئیلی زوجہ محترمہ،، سچ،میں،، پاشا نے آبرو اچکا کر کڑے تیور لیے رحاب کو دیکھا تو آریان اور رحاب قہقہہ لگا کر ہنس دیئے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

جبران جانے کے لئے بلکل تیار کھڑا تھا۔ جب بال برش کرتے آئینے میں اپنے پیچھے اس چھوٹی سی لڑکی کو کھڑے خود کی جانب دیکھتے پایا۔

وہ گہری سوچ میں تھی۔کیا تھا یہ شخص ۔ زمانہ کی سرد و گرم سے محفوظ رکھتا تھا۔ دوسری جانب اس کا عجیب رویہ،، اور وہ کون تھا جسے وہ اپنا بھوت بتاتا تھا۔ کیسے وہ نرما کے مکرہ عزائم سے سائے کی طرح اس کی حفاظت کرتا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس نے بتایا تھا کہ وہ میڈیکل کا ایک بہت بڑا اور اہم سیمینار اٹینڈ کرنے بیرون ملک جا رہا ہے اور نہیں جانتا کتنے دن لگیں گے اسے۔

وہ اس کے جانے کا سن کر اندر تک ہل چکی تھی۔ وہ اس نرما نامی ظالم عورت سے کیسے اپنی حفاظت کر پائے گی۔

بہت آسان ہے،، روز (گلاب) میں تمھاری دھڑکنوں میں دھڑکا کروں گا تو مجھے ہر پل اپنے دل کے قریب محسوس کرو گی پھر اپنی حفاظت بھی کر پاؤ گی۔ وہ ٹھہرے لہجے میں بولا تو مفرا کو سچ مچ اس سے خوف محسوس ہوا کہ وہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے کیسے جان گیا تھا۔

آ،،، آپ،،، کو،،، کک،،، کیسے،، وہ گھبرا گئی۔

وہ پیچھے مڑ کر اس کے قریب آیا تھا۔ ہونٹ چومتی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا وہ اس پاگل لمس سے گھبرائی۔

میں نے کہا ناں محبت کرتا ہوں تم سے،، تمھارے دل کا حال بغیر بولے بتا دیا ابھی تو واپس آ کر تمھاری رگ رگ میں اتروں گا،، بھاری آواز کی سرگوشیاں،،، مفرا کا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا دوبھر ہو گیا۔

وہ سیکنڈوں میں وہاں سے بھاگ جاتی کہ اس نے بازو سے کھینچ کر اسے ایک مرتبہ سینے سے لگایا تھا۔ کچھ پل اسے محسوس کرنے کے بعد وہاں سے نکلا۔

ہاں مگر نرما سے ایک ملاقات کرنا نہیں بھولا تھا۔ جس میں اس نے نرما سے کہا تھا کہ اگر اس نے مفرا کو زرا سی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو انجام اس کا بہت بھیانک ہو گا۔

اور وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ خالی خولی دھمکیاں نہیں دیا کرتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وائٹ پیلس پر عجیب قسم کی وحشت طاری تھی۔ رواحہ نے رو رو کر اپنا حشر بگاڑ لیا تھا۔ نہیں جانتی تھی کوئی ہے جو اس کی یہ حالت دیکھ کر اذیت میں ہے۔

منی بے بسی سے اس کے پاس بیٹھی اسے ٹوٹتے بکھرتے دیکھ رہی تھی۔۔

اوپر سے آروشے نے ایک الگ ہی ہنگامہ مچا رکھا تھا۔ پہلے تو وہ مچل مچل کر روئی اور کسی بھی چیز سے نہیں بہل رہی تھی۔۔

اور اب شدید پینک ہو رہی تھی۔

فجر کی شام پانچ بجے کے قریب آنکھ کھلی تھی۔ بوجھل ہوتی آنکھیں بمشکل ہی کھول پائی۔ وہ بڑی مشکل سے اٹھ بیٹھی۔۔ دماغ پر لاکھ زور ڈالنے کی کوشش کی کہ یاد آجائے کہ رات نکاح کے بعد وہ

اپنے کمرے میں آ رہی تھی اس کے بعد ماہ بیر کو ڈرنک دینے کے بعد سے کیا ہوا کیا نہیں اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ کمرہ خالی تھا اس کا مطلب وہ جا چکا تھا۔ لاکھ کوشش کرنے دماغ پر زور دینے کے باوجود اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوا تھا اور وہ اتنی دیر کیوں سوتی رہی ہے۔ اس کو تو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ اس نے اپنا ڈریس کب چینج کیا۔

باہر سے آتی آروشے کی اونچی آوازوں سے گھبرا کر وہ اٹھی تھی۔ لیکن آنکھوں کے سامنے دنیا گھوم گئی۔

اب بھی پورے جسم میں درد سا تھا اور سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ مگر وہ پھر بھی ہمت کر کے اٹھی۔
باہر آئی تو لاونج میں سب موجود تھے۔ سوائے ان کے جن کے دم سے اس وائٹ پیلس میں رونق تھی، زندگی تھی۔

سامنے سے عاشی آتی دکھائی دی تو وہ رک گئی۔۔ وہ اس کے پاس سے گزرنے لگی۔
سنو،،، فجر نے جھجھکتے اسے پکارا۔
یس،، اسے فجر کے بلانے پر شدید حیرت ہوئی کیونکہ فجر بیچاری کو منہ نہیں لگاتی تھی۔
وہ،،،کک،،،کہاں ہیں،، اور سب،، مطلب بڑے پاپا،، سوہم ڈیڈ،، اور کبیر پاپا،، کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا۔
وہ الجھ گئی تھی کیونکہ ان میں سے کوئی نا کوئی ضرور وائٹ پیلس میں موجود ہوتا تھا۔

وہ سب کہیں کام سے گئے ہیں کچھ دن بعد لوٹیں گے ، ایش کا میسج ہے تمھارے لئے کہ تم سے کہوں کہ آروشے کا خیال رکھنا۔

وہ کہہ کر رکی نہیں چلی گئی جانے کیوں مگر فجر کو اس کی آنکھوں میں وحشت اور نمی نظر آئی۔ وہ الجھی مگر اپنی الجھن ایک طرف رکھتی آروشے کی جانب بڑھی۔

پھر بڑی مشکل سے اس نے آروشے کو بہلایا پھسلایا تھا۔

پنکی جانے کیوں اپنے کمرے میں صبح سے بند تھی۔ وہ سب کھانے کی ٹیبل پر بیٹھیں تھیں۔ رحاب، روحا اور زمل آپس میں ہلکی پھلکی گفتگو کر رہیں تھیں۔ رواحہ سوگوار سی بیٹھی اپنی پلیٹ موجود بریانی کے چالوں سے ہاکی کھیل رہی تھی۔ فجر آروشے کے پاس بیٹھی تھی۔ جو مسلسل ضد کر رہی تھی کہ پہلے ایش کو بلاؤ مجھے اس کے ہاتھ سے کھانا کھانا ہے۔

میں اپنی ڈول کو موبائل فون میں وڈیو گیم لگا کر دوں گی، اور یو نو واٹ ایش گندہ ہے اس سے کٹی ہو جاؤ، وہ روشے بے بی کو چھوڑ کر چلا گیا اب جب تک وہ روشے بے بی کے لئے ڈھیر ساری چاکلیٹ اور ٹوائز نہیں لاتا، روشے بے بی بھی اس سے کٹی رہے گی،، اوکے،، فجر نے اس کے سر پر سے ایش کا بھوت اتارنے کو فی الحال یہی پتہ پھینکا کہ جب تک وہ نہیں آتا تب تک تو سکون آئے۔

اویس یس،، فجر آپو،، ایش گندہ ہے روشے بے بی کو چھوڑ کر گیا،، میں کٹی ہوں ایش سے،، وہ بیڈ بوائے ہے یو نو واٹ،، اس نے جاتے وقت روشے بے بی کے لپس پہ کاٹی بھی کی۔۔

وہ براسا منہ بناتی بولی تو فجر پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ رحاب، روحا اور زمل بھی کانوں تک سرخ ہوتیں قہقہہ لگا کر ہنس پڑیں تھیں جبکہ رواحہ ہونقوں کی طرح سب کو دیکھ رہی تھی۔ منی بھی رواحہ کے پاس بیٹھی پیٹ پکڑ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

روشے بے بی بری بات اپنے فرینڈ کی باتیں سب کو نہیں بتاتے،، فجر نے اسے گھر کا۔
نو،، نو،، فجر آپو،، جب میں باتھ ٹب میں ڈکلنگ بن گئی تھی تب ہم عمران ہاشمی والی گیم کھیل رہے تھے تب ایش نے صرف میرے فورہیڈ اور چکس پہ کسی کی تھی بٹ آج وہ بیڈ اور ڈرٹی بوائے بن گیا تھا۔ روشے نے گندہ سا منہ بنایا۔

روشے بے بی بیچارے ایش کے محبت کی ہانڈی بیچ چوراہے پھوڑنے پر تلی بیٹھی تھی۔ فجر اور رواحہ بھونچکا سی لہو چھلکاتے چہرے کے ساتھ اپنی اپنی پلیٹ کے اوپر جھک گئیں۔

یار زمل اپنے بیٹے سے بولنا اب روشے بے بی کے قریب آنا ہو تو پہلے اسے سمجھا دے کہ یہ سیکرٹ باتیں ہوتی ہیں نہیں تو انجام سامنے ہی ہے،، رحاب وحشت بھرے ماحول کو خوشگوار بنانے کی کوشش کرتی کہتی ہنسے گئی۔۔
زمل بھی اداسی سے مسکرا دی۔ گدھا کہیں کا،،

وہ تو آروشے میں خود کو الجھا لیا تھا انھو ںنے۔جس کی معصوم حرکتیں اور باتیں انھیں ہنسنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔اگر آروشے بھی نا ہوتی تو جانے ان کا کیا ہوتا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مختلف زرائع سے ہوتے ہوئے اب وہ سب اسلام آباد کی ایک بڑی عمارت کے بیسمینٹ میں جمع ہو چکے تھے۔کوئی بائی ائیر یہاں پہنچا تھا کوئی بائی روڈ، کوئی پرائیویٹ تو کوئی لوکل۔غرض وہ سب الگ الگ ہو کر آئے تھے یہاں۔

سربراہی کرسی پر پاشا تھا۔انھیں کچھ دیر میں نکلنا تھا۔بس راسم حفیظ کی جگہ پر ماہ بیر راسم حفیظ بیٹھا تھا۔ وہ سپرایٹ تھے۔اور آج اپنا کچھ پرانا حساب برابر کرنے چلے تھے۔تبھی سب سیاہ پینٹ شرٹس میں منہ پر سیاہ رومال باندھے ہوئے تھے۔سیاہ لانگ بوٹ،،بس دھشت زدہ آنکھیں تھیں جو دکھائی دیتی تھیں۔۔جن کی ہیبت اور قہر دشمن کے دلوں پر لرزا طاری کرنے والا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اسلام آباد کے پوش ایریا کے قدرے ویرانے میں بنی اس بہت بڑی عمارت کی سیکورٹی ان بریک ایبل تھی۔

یہ ایک بہت بڑا فارم ہاؤس تھا۔ رات کے گھرے اندھیرے میں ایک ٹرالر کی آواز چہار سو گونجی تھی۔

وہ ٹرالر بڑی پراسراریت سے اس فارم ہاؤس کے بڑے سے لان میں داخل ہوا تھا۔ اس ٹرالر میں سے ڈرائیور اور پیچھے بظاہر گندم کی بوریوں کے پاس سے گارڈز اتر کر اندر کی جانب بڑھے تھے۔

یہ جانے بغیر کے اس ٹرالر کے نیچے چار افراد جنھوں نے خود کو لوہے کی ہکس سے ٹرالر کے نیچے باندھا ہوا تھا۔ بہت آہستگی سے ہکس سے خود کو آزاد کرتے ٹرالر کے نیچے سے باہر آئے تھے۔

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode24....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

گہری رات کا اندھیرا چہار سو پھیل چکا تھا۔ اسلام آباد کے پوش ایریا کے بنگلوں سے ذرا ہٹ کر کچھ ویرانے میں یہ سابقہ ڈیفنس منسٹر کا پرانا فارم ہاؤس تھا۔ باہر بے شک گہرا سناٹا، تاریکی اور ویرانی تھی مگر فارم ہاؤس کے اندر جشن کا سماں تھا۔

فارم ہاؤس کے چاروں طرف بہت سخت اور جدید طرز ٹیکنالوجی کی سکیورٹی تھی۔

سی سی ٹی وی کیمرے، لیزر ریز جو ساؤنڈ کیچ کرتی تھیں، جرمن شیفرڈ ڈوگز جو چاروں اور پھیلے ہوئے تھے۔ خاص فائٹرز جو کہ گارڈز کے ساتھ ساتھ پہرہ دے رہے تھے۔ شارپ شوٹرز، جو کہ عمارت کی بالکونیز پہ سخت الرٹ کھڑے تھے۔

اسی عمارت کے وسیع و عریض لاؤنج میں سابقہ ڈفینس منسٹر مالک صاحب، ہیلتھ منسٹر کھرل صاحب، ہوم منسٹر منیر چیمہ بادشاہ اس کا چھوٹا بھائی رستم بادشاہ کے علاوہ اور بھی بڑی حساس اور اہم شخصیات موجود تھیں۔

یہ دن ان کے لئے بہت بڑا تھا۔ یہ وہ درندے تھے جو نوچ نوچ کر ملک کی جڑیں کھوکھلی کرتے ہیں۔ ڈفینس منسٹر کی سالوں کی محنت اب کچھ دنوں میں رنگ ل والی تھی۔

قطرہ قطرہ کر کے حساس مقامات سے اسلحہ اور دیگر قیمتی ہتھیار چوری کر کے اب یہ سامان بہت بڑے پیمانے پر بہت جلد بارڈر پار اسمگل ہونے والا تھا جس کی اندر پلیننگ کی جا رہی تھی۔

نہیں جانتے تھے کہ ان کے پیچھے وہ ہیں جو بہت جلد ان کی بارات نکالنے پہنچنے والے ہیں۔

ایک ٹرالر باہر آ چکا تھا۔ جسے ہر طرح سے چیک کر لیا گیا تھا۔ اور اب وہ اندر سکون سے بیٹھے اگلی پلاننگ کر رہے تھے۔ دو ہفتے کہ بعد پلان کے تحت کافی سارے گندم سے لدے ٹرالر جو کہ بارڈر کے کے پار جانے والے تھے انھیں میں ان کے ٹرالر نے شامل ہو کر بارڈر پار جانا تھا۔

ہوم منسٹر صاحب، ،سالوں کی محنت ہے پلین تو پرفیکٹ ہے کوئی بھی گڑبڑ نہیں ہوگی، ،آپ کی موجودگی میں ہونی بھی نہیں چاہیے ، اربوں کا مال ہے آخر محنت رنگ لانے والی ہے، کھرل صاحب مکروہ قہقہ لگا کر بولا۔

بلکل کیوں نہیں ایسا ہی ہوگا۔اس وقت کا کتنا انتظار کیا ہم نے، جو راستے میں دیوار آئی گرا دی، جس نے ہمارے پلان میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کی وہ جڑ سے اکھاڑ دی گئی، اب اس پلان کو کامیاب ہونے میں خود خدا بھی نہیں روک پائے گا۔

منیر چیمہ طاقت کے نشہ میں چور کفر بکتا یہ بھول گیا کہ جس خدا کے بارے میں بول رہا ہے کائنات کا سب سے بڑا پلانر تو وہی ہے اور خدائی دعوے کرنے والوں کا تو یوں غرور خاک میں ملا دیا جاتا ہے کہ نا وہ زمین کا رہتا ہے نا آسمان کا۔

وہ اپنی پلاننگ کرتے رہے، یہ تو وقت ہی طے کرنے والا تھا کہ کون پلانرز ہیں اور کون گیم چینجرز۔۔

کیونکہ باہر اس ٹرالر کے نیچے سے نکلنے والے وہ چار فرد جو مکمل سیاہ لباس میں تھے۔ اب اتنی سکیورٹی کے موجودگی میں لبوں پر تمسخرانہ ہنسی سجائے وہیں کہیں اندھیرے میں غائب ہو چکے تھے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

پھر نکلے ہیں دیوانے کئی پھونک کے گھر کو 😔
کچھ کہتی ہے یہ راہ 🤫 ہر اک راہ گزر سے 😔

انھیں یہاں آئے آج چودہ دن ہو چلے تھے۔۔اپنی منزل اپنے مقصد کے بہت قریب تھے۔ آج کا سارا ٹاسک کمپلیٹ کر کے کل کے لئے بلکل تیار وہ اب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ وہ گرین مونسٹر اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔

وہ دھشت و جنون جو باہر اپنا کام مکمل کرتے اس کی آنکھوں میں موجود تھا۔ اب روم میں داخل ہو کر آنکھوں سے وحشت چھلکنے کو تھی۔ وہ بال کبھی مٹھیوں میں جکڑتا، کبھی ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر دوسرے ہاتھ کا مکا برساتا اپنے روم میں ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔

آخر جب رہا نا گیا۔ تو الماری کی جانب بڑھا۔ اور الماری سے اپنا لیپ ٹاپ نکالا۔ آن کر کے اپنے سامنے رکھا۔

رات گہری تھی۔ اور رواحہ کی سانس سینے میں الجھی تھی۔ آج چودہ دن ہو گئے تھے پل پل بے سکونی اور بے چینی میں گزرتے۔ وہ تو پوچھ پوچھ ہار گئی تھی رحاب مما سے روحا، زمل سے مگران کا ایک ہی جواب کہ بزنس کے سلسلے میں بیرون ملک ہے۔

مگر ایسے کیسے ہو سکتا ہے وہ اب اتنی بھی پاگل نہیں تھی۔ کیونکہ بیرونِ ملک، بیرونِ ملک ہی ہے ناں کالے پانیوں میں تو نہیں گئے ناں جہاں سے ایک فون کال بھی نا ہو سکے۔ اب بھی پہلے عشاء کی نماز ادا کی گھٹنوں بیٹھ کے ان کی سلامتی کی دعائیں مانگی کیونکہ دل میں مسلسل وسوسے اور وہم ستا رہے تھے۔ ایک عجیب اور انجانا سا خوف تھا جس نے دل و دماغ پر اپنا قبضہ جما لیا تھا۔

جائے نماز سے اٹھی۔ اسے فولڈ کر الماری میں رکھ کر پیچھے مڑی ہی تھی کہ دیوار میں اس کی تصویر دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ یہ پہلے تو یہاں نہیں تھی۔ شاید منی نے لگائی تھی۔ وہ تڑپ کر تصویر کی جانب بڑھی اسے اتار کر بیڈ تک آئی تھی۔ بیڈ پر بیٹھ ان سبز کائی نما جھیلوں کو دیکھا اور ان میں ڈوب کر ابھری۔

سُنا ہے ہجر میں چہروں پہ دھول اڑتی ہے.
ہمارے رخ پہ کہیں گرد ہے؟ نہیں ہے نا...؟

وہ بے آواز روتی چلی گئی تھی

ادھر اپنے کمرے کے منظر پر نگاہ اٹھی تو دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی۔ وہ شاید عشاء کی نماز پڑھ کر اب بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اور جس چیز نے اتنے اعصاب شکن ماحول میں بھی اس گرین مونسٹر کے چہرے

پر مسکراہٹ بکھیری تھی وہ یہ تھی کہ میڈم اس کی تصویر سینے سے لگائے بیٹھی رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

جلدی سے دراز میں سے وہ فون نکالا جس سے صرف منی سے بات ہوا کرتی تھی۔ نمبر ڈائل کیا جو دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔

سلام دعا کے بعد

منیب روح سے بات کرواؤ،،

بڑے ظالم ہو گرین مونسٹر،،ایک نازک سی جان کو،،میری مارش میلو کو کس عذاب میں جھونک گئے ہو،،وہ جھنجھلائی۔

آں،،ہاں،،ابھی وہ عذاب تو کچھ بھی نہیں منیب،تمھاری اس نازک جان مارش میلو کو مجھے جھیلنا پڑا تو پناہ مانگے گی مجھ سے،،وہ سکون سے بولا منی نے سامنے والے کی معنی خیزی،تڑپ اور بے چینی پر دانتوں تلے لب دبایا اور اس کے کمرے میں داخل ہو کر فون اس کی جانب بڑھایا۔

رواحہ نے منی کو سامنے آتا دیکھ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اور آہٹ پاتے ہی تصویر دوپٹہ کے نیچے چھپا لی۔

ماہر سوہم خان کا ہے فون،،تم سے بات کرنا چاہتا ہے،منی نے کہا تو رواحہ کو آگ لگی۔

مجھے نہیں بات کرنی ان سے بول دو،اس نے ناراضگی سے منہ بنا کر رخ پھیرا۔

منی فون کان سے لگا کر ابھی کچھ بولتی کہ، اسپیکر آن کرو منیب،،

منی نے اسپیکر آن کیا تو بھاری سر سراتی آواز کمرے میں گونجی۔ روح اگر نہیں چاہتی کہ نکاح کی رات کا ادھورا چھوڑا کام ابھی آکر پورا کر کے تمھارے ہوش ٹھکانے لگاؤں تو بات کرو مجھ سے،، ماہر نے اطمینان سے کہا مگر ادھر وہ گڑبڑا کر اچھل پڑی۔

مسکراتی منی کو دیکھ اس کے چہرے نے لہو چھلکایا فوراً فون پکڑ کر اسپیکر سے ہٹا کر فون کان کو لگایا۔

منی فون پکڑا کر وہاں سے ہٹی۔

مم،، میں نے کہا ناں مم،، میں نے آ،،، آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی، تو کیوں فورس کر رہے ہیں،، وہ لال بھبوکا چہرہ لئے جھلائی مگر تصویر ہنوز گود میں تھی جس پر وہ اپنی مخروطی انگلیاں عقیدت سے پھیر رہی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ کی اسکرین دیکھ پھر مسکرایا۔

اوکے اسے چھوڑو یہ بتاؤ کیا کر رہی ہو؟ سوہم نے سکون سے پوچھ کر اسے بے سکون کیا۔

کک،، کچھ، نہیں،، رواحہ نے چور نگاہوں سے تصویر کو دیکھا تھا۔

آں ہاں، مجھے جانے کیوں لگا کہ ابھی ابھی تم نے میری گال پہ ہاتھ پھیرا،، ماہر سوہم نے اس کی حیرت سے پھیلی آنکھیں دیکھ اب انجوائے کیا تھا۔

اونہہہہہ،، خواب دیکھنے پر کوئی پابندی نہیں، دیکھئے دیکھئے، وہ تلملائی مگر فریم سے بازو لپیٹ کے اسے سینے سے لگا لیا۔

اہھھو،، اور اب مجھے جانے کیوں لگا کہ تم نے مجھے سینے سے لگایا ہے،، اطمینان قابلِ تعریف تھا۔ ادھر وہ اپنی جگہ سے اچھلی اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔

یہاں وہاں نہیں میری جان اپنے دل میں اپنے اندر جھانکو، ادھر ہوں میں، اب تو اس کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔

مگر اس کی شرارت سمجھ ایک گہری سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ اب فون کیوں کیا آپ نے؟ وہ تڑخ کر بولی۔

تم مجھے بار بار چھو کے سینے سے لگا کے ڈسٹرب کر رہیں تھیں تو یہی کہنے کو فون کیا تھا کہ نا کرو مارش میلو،، نہیں تو میں گستاخیوں پر اتر آیا تو پناہ مانگو گی مجھ سے،،

بھاری بوجھل گھمبیر تا سے بھرپور لہجہ نے رواحہ کے رونگٹے کھڑے کیے تھے۔

اسکرین پر اس کے ماتھے پہ پسینے کی ننھی ننھی بوندیں دیکھ اس کی مسکراہٹ ہونٹوں سے جدا ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔

آ،،، آپ،،، کک،، کو غلط فہمی ہوئی،، مم،، میں تو کچھ نہیں کر رہی،، اب رواحہ نے دانتوں تلے لب دبا کہ تصویر میں اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

ماہر سوہم خان کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔

ہممم کافی میٹھا اور نرم تھا سچ میں ماش میلو کی طرح،، ماہر کے شوشے پہ وہ چونکی۔

کک کیا؟

ابھی میرے فورہیڈ پہ جو تم نے لمس چھوڑا اس کی بات کر رہا ہوں ماش میلو،،

اب سچ میں رواحہ کے اوسان خطا ہوئے تھے،، سانس کا توازن بگڑا تو وہ شاکنگ پنک کرتی شلوار میں پوری کی پوری گلابی ہو گئی تھی۔

ویسے یہ شاکنگ پنک پلس ریڈ ماش میلو دکھنے میں بے تحاشا مزیدار لگ رہا ہے، وہ گرین مونسٹر تو آج اس کی چھوٹی سی جان اپنی باتوں سے لینے پر تلا بیٹھا تھا۔

آ،،،، آپ،،، ککک،،، کہاں،، ہیں،، مم،، مجھے،، دیکھ،، رہیں ہیں،، ناں،، آ،،، آپ،،

وہ لال ٹماٹر ہوئی اور سہم کر پوچھا۔

اور افسوس اسی بات کا ہے کہ صرف دیکھ پا رہا ہوں نہیں تو تمہاری رگ و جاں میں اتر جانا تھا میں نے،، لہجہ اور بات کافی معنی خیز تھی۔

رواحہ فوراً سے پہلے کمفرٹر میں دبک گئی تھی۔ ماہر کی مسکراہٹ پھر گہری ہوئی۔

چودہ دن کے بعد آج آپ کو میری یاد آئی آج آپ نے فون کیا، کیوں؟ وہ بھرائی آواز میں شکوہ کر بیٹھی۔

تم دن گن رہی ہو؟ ماہر نے اس کی چوری پکڑی تو وہ پھر بوکھلا گئی اور فون بند کر دیا۔ ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔

ماہر نے سکرین اندھیرے میں ڈوبی دیکھی تو ایک سرد سی آہ بھری۔

کامران حسن کو کہیں سے بھنک لگی تھی کہ ان کی بیٹی وائٹ پیلس جاتی رہی ہے تو انھو ںنے ایک ہنگامہ مچا دیا تھا۔

شفا کو پہلی مرتبہ زندگی میں اس قدر ڈانٹ پڑی تھی کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

کامران نے اس پر زرا سی سختی کرنا شروع کر دی تھی۔ اور اس کے بے جا باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔

اب بھی وہ اپنے کمرے میں اداس سی بیٹھی۔ جب کامران ناک کر کے روم میں داخل ہوئے۔ وہ ناراضگی سے منہ پھیر گئی۔

ہمم تو پاپا کی پری پلس آفت ناراض ہے پاپا سے اب کیا کیا جائے؟

وہ اس کے پاس بیٹھتے بولے۔ اس نے جواب نہیں دیا اور یونہی منہ پھلا کر بیٹھی رہی۔

اوکے رائٹ سوری بابا، مجھے آپ کو نہیں ڈانٹا چاہیے تھا۔ اب خوش،،

یس،، وہ مسکراتی اچھل پڑی۔

مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی منمانی کرو گی۔ بغیر کسی وجہ کہ اب بھی گھر سے نکلنے کی پرمیشن نہیں ہے آپ کو، رائٹ،،

اوکے پاپا، اس نے برا سا منہ بنایا۔ مگر دل میں جو ٹھانی ہوئی تھی وہ تو کرنی ہی تھی مس آفت نے۔

اوکے میرے پاس ایک گڈ نیوز ہے اور ایک بیڈ نیوز پہلے کونسی سناؤں؟

بیڈ نیوز،، اس نے اداسی سے کہا جانتی تھی جب اس کے پاپا کو کہیں جانا ہوتا تھا تو وہ ایسے ہی اسے بہلا کر بتایا کرتے تھے۔

میں کچھ دنوں کے لئے اسلام آباد جا رہا یوں،، تو میری بریو گرل کو پھر سے اکیلا رہنا پڑے گا۔

اینڈ گڈ نیوز،، شفا نے آبرو اچکا کر پوچھا۔۔

تمھاری پھپھو دبئی سے آ رہی ہیں،، پرسوں،،

او نو پاپا یہ بھی بیڈ نیوز ہی ہے،، وہ روہانسی ہوئی۔

شفا بری بات بیٹا،، وہ ناراض ہوئے

او نو،، نو،، پاپا مجھے پھپھو سے کوئی پرابلم نہیں بلکہ وہ تو بہت سوئیٹ ہیں بٹ وہ ان کا چیکو بیٹا بنٹی،،

افففف، اس نے کڑوا سا منہ بنایا تو کامران قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

وہ چیکو نہیں بیٹا بس بچپن سے آپ سے فرینڈشپ کرنا چاہتا ہے اور آپ اتنا ہی اس سے دور بھاگتی ہیں۔

او کم آن پاپا آئی کانٹ ٹولریٹ ہم ایچوئلی،،

کامران ہنستے چلے گئے تو اس نروٹھے پن سے انھیں گھورا اور وہاں سے واک آؤٹ کر گئ۔

جبران نے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا تھا۔ تو ماتھے پر بے شمار بل آئے۔

ان دنوں وہ جب سے یہاں تھا اس نے پل پل اس پر نظر رکھی تھی وہ اس کی سکیورٹی کے حوالے سے ایک پل کو بھی غافل نہیں ہوا تھا۔ ان دنوں سکون ہی رہا اور کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی۔

مفرا کو جیسے سمجھایا تھا بلکل اس کے مطابق وہ اپنا زیادہ تر وقت کمرے میں ہی گزارتی تھی۔ کمرہ کھڑکیاں لاک کر کے۔ بس سعد کی موجودگی میں کمرے سے باہر نکلتی تھی۔

اس نے اسکرین پر دیکھا تو نرما کچن میں گھسی کھڑکیاں بند کر کے اپنے منہ پر دوپٹہ رکھ کر چولہے سے گیس آن کر دی تھی۔

دورازہ بند کر کے باہر کھڑی ہو گئی۔

جبران سمجھ گیا تھا وہ کیا کرنے والی ہے تبھی فورا مفرا کو اتنے دنوں بعد کال ملائی تھی۔

تیسری بیل پر کال لرزتے جھجکتے رسیو کی گئی تھی۔

ہیلو،، دھیمی آواز نے جبران کے کانوں میں رس گھولا۔

سنو مفرا غور سے میری بات سنو،، ابھی کچھ دیر تک نرما تمھیں بلانے آئے گی۔ تم کسی صورت روم سے باہر نہیں نکلو گی۔ انڈر اسٹینڈ،،

کک،،، کیا، ہوا، سب، خیرت، کیا کرنے والی ہے وہ، مفرا خوفزدہ ہوئی۔

وہ سب میں تمھیں بعد میں بتاؤ گا ابھی کھڑکیاں دروازہ اچھے سے لاک کر لو، اور خبر دار باہر مت نکلنا، بلکہ جواب ہی نہیں دینا جب تک سعد بھائی نہیں آتے اپنے روم سے مت نکلنا۔

جج،، جی،، لاک ہی ہیں کھڑکیاں اور دروازہ،، ابھی وہ کچھ اور کہتی کہ اپنی جگہ سے اچھلی کیونکہ نرما دروازہ دھڑ دھڑا رہی تھی۔

مفرا باہر آؤ میرے بازو میں درد ہے مجھے کھانا گرم کر کے دو فوراً،، وہ چلائی۔

وہ صرف کہہ رہی ہے کھانا گرم کر کے دو، مفرا نے کہا تو جبران کے ماتھے پر بل آئے۔

چولہے آن کر کے کچن میں گیس بھر کر آئی ہے تمھیں زندہ جلانے کا ہروا گرام ہے اس کا۔ وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا تو مفرا سہم کر رو پڑی۔

ہیے ہیے،، ڈرو نہیں میں جو تمھارے ساتھ ہوں۔ چلو بیڈ پر لیٹو،،

مفرا باہر آتی ہو کہ نہیں،، سنائی نہیں دے رہا بہری ہو گئی ہو،، باہر وہ چلائے جا رہی تھی۔

مفرا کے آنسو تواتر سے بہے چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

اس کی مت سنو مفرا میں نے کہا بیڈ پر لیٹ کر کمفرٹر اوڑھ لو اور مجھ سے بات کرو۔

مفرا نے فوراً عمل کیا۔ اب وہ کوشش کر رہی تھی کہ نرما کی بکواس نا سنے بلکہ اپنا دھیان اس ظالم کی جانب لگائی ٔ جو اسے یہاں پھر اس پاگل عورت نرما کے آسرے پر چھوڑ گیا تھا۔

پوچھو گی نہیں مجھے کیسے پتہ چلا،، جبران نے اس کا دھیان بٹانے کو اس کی توجہ دوسری جانب مبزول کروائی۔

آپ کو،،، کک،، کیسے پتہ چلا؟

کم آن یار کیمرے لگا رکھے ہیں میں نے پورے گھر میں ، کبھی اپنی چھوٹی سی عقل کو بھی استعمال کر کے کرو،،۔

تت،، تو، کیا، آپ مجھے بھی دیکھ رہے تھے،، مفرا کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ وہ جو دوپٹے کے بغیر کمرے میں شتر بے مہار موجود ہوتی تھی اور بیڈ ہر کسی بھی طرح آڑھی ترچھی لیٹی رہتی تھی۔

اسے سوچ کر جھر جھری آئی۔

ظاہر سی بات ہے تمھیں دیکھنے کے لئے تو لگا رکھے ہیں،، اب میرا ٹیسٹ اتنا خراب نہیں کہ اس پاگل نفسیاتی مریضہ کو دیکھتا پھروں،، جبران نے برا منایا۔

آپ بہت برے ہیں بندہ کبھی کسی بھی حالت میں ہو سکتا ہے اور آپ،، مفرا نے برا سا منہ بناتے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

تو کیا ہوا تمھارے جسم و جاں کا مالک ہوں تمھیں کسی بھی حال میں دیکھ سکتا ہوں میں،، اس چیز کا لائسنس ہے میرے پاس،، وہ اطمینان سے بولا تو مفرا پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

بولتی بند ہو گئی پھر کچھ یاد آیا۔

آپ آج مجھے بتائیں کہ وہ کون ہے جو نرما جو سزا دیتا ہے، بتائیں مجھے،، وہ ضدی لہجے میں بولی تو اس نے سرد سی آہ بھری۔

اوکے رائٹ،، پرامس کرتا ہوں آکر بتاؤں گا۔

کب آئیں گے آپ،، اس نے بیقراری سے پوچھا مگر اپنی جلدبازی پر اپنے ہی لب کچلے۔

وہ گہرا مسکرایا،، تم انتظار کر رہی ہو؟

سس،، سعد،، بھائی ہوچھ رہے تھے،، مفرا نے بہانا گھڑا،، وہ خوب سمجھتا تھا کہ کون پوچھ رہا تھا۔

دو تین دن تک لوٹ آؤں گا۔ تیسرے دن نہیں آ سکا کسی بھی وجہ سے نہیں لوٹا تو ایک گاڑی آئے گی جس میں زمل نامی خاتون ہوں گی وہ میری مما ہوں گی۔ پک بھیج دوں گا تمھیں، بغیر سوچے سمجھے ان کے ساتھ چلی جانا۔

کک،، کیوں،،،،، مم،، مگر،،

نو کوئی اگر مگر نہیں نا کوئی سوال،،بس جو بول رہا ہوں کرتی جاؤ،

مم،، مگر،، آپ کیوں نہیں آئیں گے،، اسے حیرت تھی وہ یہ کیا بول رہا تھا۔

بعد میں بتاؤں گا پنک روز،، ابھی میری مشکل مت بڑھاؤ، یہ کہہ کر جبران نے فون رکھ دیا تھا۔

مفرا کو اور رونا آنے لگا مگر زور سے آنکھیں بند کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode25....

تیری قُربت بھی قیامت تِری دُوری بھی عذاب
دِل کو تسکین کی صُورت کِسی پہلُو نہ ملی۔۔۔!

آج پورے پندرہ دن ہو چکے تھے وہ دونوں جلبے پیر کی بلی بنی وائٹ پیلس میں چکراتی پھرتی تھیں۔
ایک رواحہ اور دوسری فجر۔
ان کی تو الگ بات تھی اور تو اور آروشے بھی اتنے دنوں سے بہت بری طرح ہرٹ ہوئی تھی۔

اب بھی فجر اپنے کمرے میں تکیے کے سہارے نیم دراز نڈھال سی تھی۔ اپنی گری گری طبیعت سے خود ہی جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔ اس بے مہر کے بغیر جیسے دنیا ویران ہو چکی تھی۔ ہاں اس کے جانے کا یہ فائدہ اس نے ضرور اٹھایا تھا کہ اپنی ماں سے دو تین بار مل آئی تھی۔
اب بھی وہ خالی نگاہیں سامنے اس کی تصویر پر جمائے بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ دل و جاں جیسے جل رہے تھے۔

وہ جل رہی تھی۔ ہجر کی آگ بہت سلگانے والی ہوتی کہ بندہ راکھ کا ڈھیر بن جائے اور پتہ بھی نا چلے،، اورقابلِ ستائش بات تو یہ تھی کہ وہ دھواں بھی نہیں اٹھنے دے رہی تھی اور شاید یہی اس کا ہنر تھا۔

تبھی تو سارا سارا دن خود کو آروشے میں الجھائے رکھتی جو کہ بیچاری اب تک ایش کا اس طرح اسے چھوڑ کر جانا نا برداشت کر پائی تھی اور نا قبول۔۔ یا کبھی گم صم سی رواحہ کا دھیان بٹھانے کی کوشش کرتی۔

پتہ نہیں اب اسے اذیت پہنچانے کا کونسا نیا طریقہ نکالا تھا اس ستمگر نے کہ جا کر ایک فون کال کرنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی تھی۔ ساری انا بالائے طاق رکھتے اس نے خود کال کی تھی سامنے سے بند نمبر نے منہ چڑھایا۔

روحا رحاب اور زمل نے خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے رکھے مگر ان تک یہ آنچ نہیں پہنچنے دی اور اب تو وہ دن بھی آن پہنچا تھا جس کے بارے میں سوچتے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

اب بھی فجر رو کر اپنا غم غلط کرنے میں مصروف تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ مکمل تیاری کے ساتھ رات کے گھرے اندھیرے میں اس مقام سے اپنی منزل کی جانب نکلے تھے۔ پاشا، سوہم اور کبیر ان سے الگ تھے جبکہ وہ اس خفیہ گودام میں پہنچے تھے جہاں کے بیسمنٹ سے مال ٹرالر میں لوڈ کیا جا رہا تھا۔ یہاں کی سکیورٹی بھی بہت سخت تھی۔ وہ اندھیرے میں آگے بڑھے۔۔

ہر رکاوٹ کو پار کرتے وہ اندر تک گھس چکے تھے۔ سائیلنسر لگی پسٹلز آگ اگلتی رہیں اور ان کے سکیورٹی گارڈز موت کی نیند سوتے رہے۔

وہ ٹرالر کے قریب تھے جب ڈھیر سارے گارڈ چیونٹیوں کی صورت باہر نکلے تھے اور چاروں طرف سے انھیں گھیر چکے تھے۔۔

اے کون ہو تم اگر چاہتے ہو کہ تمھیں آسان موت ملے تو جلدی بتاؤ نہیں تو بہت دردناک موت ملے گی۔

رئیلی،، ایسا ہے کیا؟ گرین مونسٹر نے (جس کی آنکھوں کی دہشت سے ان کہ دلوں پر ہیبت طاری ہو رہی تھی) سکون سے کہا وہ حیرت زدہ سے ان پانچ اونچے لمبے افراد کو اپنے سامنے کھڑے حیرت سے دیکھنے لگے جو چاروں طرف سے گھیر لیے گئے تھے مگر ان کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

میں آخری مرتبہ پوچھ رہا ہوں بتاؤ کون ہو تم،، سکیورٹی ہیڈ تھا شاید جو چلا کر اپنی اینرجی ویسٹ کر رہا تھا۔

ہمارا تو بتانے کا کوئی موڈ نہیں ہے ہاں تم نے ضرور آخری مرتبہ پوچھا ہے۔

اتنے میں ہی ایک سنسناتی گولی آئی تھی اور اس ہیڈ کے گلے کی دھجیاں اڑ گئی تھیں۔۔

اب جبکہ وہ سب دیکھ چکے تھے سب گارڈز ان کے سامنے تھے۔ اندر کوئی بھی نہیں بچا تھا تو اچانک گودام کی سبھی لائٹس آف ہوئیں تھیں۔

پھر گولیوں کی برسات ہوئی۔ چند ہی پلوں میں تمام گارڈز موت کی نیند سو چکے تھے۔

لائٹس آن ہوئی تو وہ پانچویں ان لاشوں کے ڈھیر کے پاس اطمینان سے کھڑے تھے۔ اب وہ ٹرالر اس گودام سے غائب ہوا تھا۔

حسبِ معمول ڈفینس منسٹر کے فارم ہاؤس میں وہ ٹرالر آ کر رکا تھا مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ ایکسچینج ہو چکا ہے۔

اور آج اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر جے کے تھا باقی چاروں ان کے گارڈز کے بھیس میں ٹرالر سے نیچے اترے تھے۔

اندھیرے میں آگے بڑھتے وہ گارڈز کو موت کی نیند سلا رہے تھے۔

کوئی نہیں جانتا تھا ان میں سے اکثر گارڈز بھی ان کے اپنے تھے جو تیزی سے آگے بڑھتے اس ان بریک ایبل سکیورٹی کو بریک کرتے جا رہے تھے۔ ان کے آدمیوں نے نا صرف سی سی ٹی وی کیمرے کنٹرول کر لیے تھے بلکہ ان ڈوگز کو بھی ابھی ابھی بے ہوش کر دیا تھا۔

لیزر ریز بھی بند کی جا چکی تھیں۔۔

تیزی سے اب اوپر کی طرف بڑھتے اب وہ ان ٹیرس پر کھڑے شارپ شوٹر کا صفایا کر رہے تھے۔

اندر وہ سب اطمینان سے اپنی سالوں کی محنت اپنے پلان کی کامیابی کے لیے جشن کی تیاری کے لئے ڈسکشن میں مصروف تھے۔ یہ جانے بغیر کہ

EXECUTIONERS

ان کی بارات نکالنے آن پہنچے ہیں۔

سب موجود تھے۔ جب انھیں کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔ تبھی دھاڑ سے بیرونی دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہاں سے انتہائی اطمینان سے تین لوگ مکمل بلیک ڈریس میں رومال باندھے اندر داخل ہوئے تھے۔ اور اندر ان کی جرأت، اور دھشت سے پن ڈراپ سائلنس چھا گئی۔

ان غداروں کی چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ وہ تینوں اطمینان سے اندر داخل ہوئے۔۔

اور بڑی شان سے آ کر لاؤنج میں موجود ان صوفوں پر آ کر بیٹھے تھے جب منیر چیمہ غرایا۔

یو کون ہو تم لوگ اور اس جرأت کی تو داد دینی پڑے گی کہ موت کے منہ میں خود ہی آن پہنچے۔ اس نے اپنے پاکٹ میں موجود ایک ریموٹ سے بجلی کی سی رفتار سے بٹن پریس کیا تھا۔

تبھی پانچ اور انھیں کے حلیے جیسے کھڑکیوں دروازوں سے اندر داخل ہو کر ان کے پیچھے آن کھڑے ہوئے تھے۔

باراتی ہیں مال لینے آئے ہیں وہ کیا کہتے ہیں ناں سمتھنگ چوروں کو پڑ گئے مور، پاشا کی سرسراتی آواز اس خاموشی کو چیرتی گونجی۔

تبھی ایک شوٹر نے بالکونی سے اوپر ریلنگ تک آ کر نیچے ان پر فائر کرنا چاہا تھا۔ جب صوفے پر موجود ایک شخص نے ہاتھ بلند کر کے فائر کیا اور اس شوٹر کی شہی رگ کی دھجیاں اڑ گئیں تو وہاں موجود ہر شخص بے تحاشا چونک گیا تھا۔

تت،، تم ،،، سوہم خان ہو ناں ؟ ، تم لوگ
Executioners
ہو۔ تمھیں تو ہم ختم کر چکے تھے ناں ،، منیر غرایا جبکہ کھرل کو اور ہیلتھ منسٹر کو سانپ سونگھ گیا تھا۔
اور سنا ہے گھر سے نکال نکال کے بھگا بھگا کر مارا گیا تھا تم لوگوں کو، رستم حقارت آمیز لہجے میں بولا تو پیچھے کھڑے اس گرین مونسٹر کی سبز آنکھوں سے سرخ شعلے بھڑکے جس کے ماتھے پر اسے دیکھ پہلے ہی بے شمار بل آ چکے تھے۔
وہ درمیان میں تھا۔ اس کے دائیں ماہ بیر اور ایشان تھے جبکہ بائیں طرف جے کے اور آریان۔

ابے بھونکنے والے کتے،، باپ تو کتے کی موت مارا گیا تھا پھر بھی بڑے بھائی نے تمیز نہیں سکھائی کہ جب بِڑے بات کر رہے ہوں تو بیچ میں ٹانگ نہیں اڑاتے،
ماہر کی شعلے لپکتی آواز گونجی تو رستم چونکا۔
بھائی یہ وہی ہے،،جس نے چندا،، رستم غصے سے پاگل ہوا
شٹ اپ رستم،، منیر دھاڑا اتنے نازک وقت میں بھی اسے چندہ کی پڑی ہے۔ جبکہ سامنے موجود افراد اگر جلاد تھے تو ان سب کی دردناک موت طے تھی۔

ویسے اطلاع کے لیئے بتا دیں کہ جو تم لوگ سمجھ رہے ہو ہم وہ نہیں ہیں ہم تو چور تھے جو تمھارا مال لوٹنے آئے تھے۔ پاشا نے اطمینان سے کہا کیونکہ ان کا پلان کچھ اور ہی تھا۔ اب ان غداروں کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کرنا بہت ضروری تھا۔

جو کوئی بھی ہو اور تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ تم لوگ کامیاب ہو جاؤ گے فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اس فارم ہاؤس کو سابقہ ڈفینس منسٹر اور ہوم منسٹر پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں کو وہ دیکھتے ہی گولیوں سے بھون ڈالیں گیں۔ کھرل صاحب استہزاء لہجے میں بولے۔ کیونکہ فوج کے جوان اندر تک پہنچ چکے تھے۔

ہمیں ایسا لگتا نہیں ہے ہم ایسا کر چکے ہیں اور اب گڈبائے فی الحال کے لیئے جو جو چاہیے تھا وہ حاصل کر چکے،،

یہ کہنے کی دیر تھی جب چاروں طرف گہرا دھواں پھیل گیا تھا اور اس دھوئیں میں ہی گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔

سب نیچے لیٹ جاو،، منیر چلایا،، وہ سب زمین پر لیٹ گئے آنسو گیس نے ان کے حشر بگاڑ دیئے تھے۔ اور ان میں سے ہیلتھ منسٹر اور ان کے ایک دو خاص آدمی جہنم رسید ہو چکے تھے۔

ادھر وہ سب دھوئیں کے مرغولے اڑاتے باہر نکلے تھے۔ جانتے تھے ان کے سامنے فوج کے جوان نہیں کھرل کے کتے ہیں۔ تبھی ان کے سامنے جو آیا وہ صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا۔

پاشا، سوہم اور کبیر وہاں سے نکل چکے تھے۔ وہ پانچ بھی نکلنے والے تھے جب ان پر پھر گولیوں کی برسات ہوئی۔

لاونج کراس کر چکے تھے اور اب اندر سے آنے والے گارڈز ان پر پھر حملہ آور ہوئے تھے۔

جبران سب سے آگے تھا جب ہمیشہ کی طرح بزدلوں نے پیٹھ پر وار کرتے ہوئے اس کی کمر پر وار کرنا چاہا۔

ماہ بیر بہت اچانک جے کے سامنے آیا تھا دو تین گولیاں تھیں جو اس کا سینا چیر کر نکلیں تھیں۔

ماہر سوہم خان کی گنز شعلے اگل رہیں تھیں جب ایشان پر نظر پڑی کندھے اور سر اس کا بھی لہولہان ہو چکا تھا۔

تبھی وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گرا تھا۔ ماہر اس کی جانب لپکا تھا۔ جب اپنی پوزیشن سے ہٹا اور دشمنوں کی نظروں میں آیا۔ تبھی سامنے سے آتی دو سر سراتی گولیاں اس کے دل کے مقام پر آر پار ہوئیں تھیں۔

فضا میں بارود کی سمیل پھیلی ہوئی تھی۔۔ ہر طرف لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ مگر فضا میں ایک مرتبہ پھر دھوئیں کے مرغولے اٹھے تھے۔ فائرنگ ہوتی رہی۔ وہ کتوں کی طرح دھوئیں کی جانب لپکے جب دھواں چھٹا تو اپنا سا منہ لے کر رہ گئے کیونکہ وہاں خالی جگہ منہ چڑھا رہی تھی۔

مفرا کا دل بہت ہی زیادہ گھبرا رہا تھا ایک نرما تھی کہ اس کی جان کے پیچھے پڑ گئی تھی اور ایک وہ تھا جو دوسرے تیسرے دن کا بول کر آج بیس دن ہو چکے تھے مڑ کر فون تک نا کیا تھا۔

تبھی اس سے اگلے دن زمل ان کے گھر آئی تھی۔

جبران مفرا اور سعد کو ان کی پک بھیج چکا تھا کہ یہ اس کی مما ہیں اور مفرا کو لینے آئیں گی۔ لہزا مفرا تو تیار تھی۔

پھر سعد نے اسے زمل کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔

وائٹ پیلس آ کر وہ حیران ہوئی تھی اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر مگر جب تعارف حاصل ہوا تھا تو پھر مطمئن ہو گئی تھی اب بس لاشعور میں کسی کی منتظر تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج تقریباً بیس دن بعد آریان نے سب سے پہلے وائٹ پیلس میں قدم رکھا تھا۔ گاڑی سے اتر کر سن گلاسز آنکھوں سے اتاریں۔ جانے کیوں مگر آج یہ سناٹا اسے بہت برا لگا تھا۔

تبھی سنجیدگی سے آگے بڑھا مگر آگے بڑھتے ہی جس ہستی سے پہلا بلکل غیر متوقع سامنا ہوا اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے۔

وہ اندھوں کی طرح سامنے سے آرہی تھی جو فرش پر گرا پانی بھی نظر نہیں آیا اور بہت بری طرح لڑکھڑا کر گری۔ ایک دل خراش، چیخ تھی جو لبوں سے نکلی تھی۔ آریان سنجیدگی اور تیزی سے آگے بڑھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی شفا کی آنکھوں سے آنسو روانی سے جاری ہوئے کیونکہ پاؤں بری طرح مڑا تھا اور موچ شدید قسم کی تھی کہ وہ درد سے بلبلا اٹھی۔ اور اس سے زیادہ دکھ تو اس بات کا تھا جو وہ سامنے سے آتے ناپسندیدہ ترین بندے کے سامنے گر پڑی تھی۔

وہ قریب آکر اس کے پاس بیٹھا۔

مجھے یہ تو پتہ تھا کہ تم عقل سے پیدل ہو مگر یہ آج پتہ چلا کہ اس کے ساتھ ساتھ اندھی بھی ہو،، وہ سنجیدگی سے بولا۔

یو شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ،، وہ غرائی

محترمہ گھر میرا ہے تو یو گیٹ لاسٹ،، وہ بھی اطمینان سے بولا تو شفا کی بولتی بند ہو گئی جبکہ آرایان کے اگلے عمل سے شفا کی آنکھیں حیرت سے پھیل چکی تھیں، وہ اس کا پاؤں تھام کر اس کا معائنہ کر رہا تھا۔

ہیے چھوڑو میرا پاؤں،، درد کی شدت سے وہ پھر چلائی۔

جبکہ آریان نے اب بہت اچانک تیزی سے اس کے منہ پر ٹیپ چپکائی تھی۔ اور اتنی ہی اچانک اس کے بازو پکڑ کر ٹیپ لپیٹ دی۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ وہ چلا بھی نہیں پائی اور سامنے والے کا منہ بھی نہیں توڑ سکی۔ جان تو اس کی تب حلق میں آئی جب آریان نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر پاس کھڑی گاڑی میں بٹھا دیا۔

وہ بہت بری طرح پینک ہوتی مچل گئی۔ جبکہ آریان نے اطمینان سے اس کے پاس بیٹھ کر گاڑی لاک کی۔

تمھیں کیا لگتا ہے کہ کیا کرنے لگا ہوں عقل سے پیدل لڑکی،، تمہاری عقل ٹھکانے لگانے لگا ہوں کہ یوں منہ اٹھا کر کسی کے گھر میں بھی نہیں گھستے،، کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے،، وہ سرسراتے لہجے میں سنجیدگی سے بولا تو شفا کے رونے میں روانی آئی۔

وہ اس کے قریب ہونے لگا شفا ونڈو سے چپک گئی اور زور سے آنکھیں بند کر لیں۔

یہ وہی لمحہ تھا جب آریان نے اس کا پاؤں پکڑ کر زوردار جھٹکے سے اسے سیدھا کیا تھا۔

وہ تڑپ اٹھی۔ سیٹ کے نیچے سے اس نے ایک باکس نکال کر اس میں سے سپرے نکال کر پاؤں پر سپرے کیا۔

آریان نے ایک سرد سی آہ بھری کیونکہ اس کے پاس اس آفت کو قابو کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔ اب بڑی شرافت سے اس نے اس کے ہاتھ کھولے پھر منہ سے ٹیپ اتاری۔

اب وہ چلا کر اپنا غصہ نکال رہی تھی۔

یو،، یو پاگل آدمی چیپ،، لوفر،، گھٹیا انسان، ہاؤ ڈئیر یو،، تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی،، مجھے ڈرانے کی اگر میرا ہارٹ فیل ہو جاتا تو،، یو پاگل تھرڈ کلاس انسان،، وہ چلائے گئی جبکہ آریان نے سنجیدگی سے ڈوران لاک کیے۔

یو ویلکم مس،، ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر کیونکہ میرا تمہاری قوالیاں سننے کا کوئی موڈ نہیں،، کر دیا ہے چلنے کے قابل بھی اور زبان کو قینچی کی طرح چلانے میں بھی۔

وہ بھگو بھگو کر میٹھے سے طنز کرتا وہاں سے اندر جا چکا تھا۔ شفا پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔

جب درد میں تھی تو زبان کو بریک لگ گئی۔۔۔ اس نے اتنا کچھ کیا اس کے لیے۔ شکرادا کرنے کی بجائے اسے ہی اتنا کچھ سنا ڈالا۔ شفا نے جاتے ہوئے اس کی چوڑی پشت کو گھورا۔ اور جلدی سے گاڑی سے نکلی۔

پاؤں پر چل پا رہی تھی اس نے پیچھے مڑ کر پھر اسے دیکھا۔ اور اپنی اتنی بکواس پر دل ہی دل میں شرمندہ ہوئی۔

اتنے بھی برے نہیں ہو وائٹ چلغوزے۔ وہ مسکرا کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آریان اندر آیا تو رحاب، روحا اور زمل نے لپک کر اسے سینے سے لگایا تھا۔ پیاس، متلاشی ترسی نگاہیں اس کے پیچھے اٹھیں تھیں تبھی آروشے اپنے کمرے سے نکل کر سامنے آئی تھی۔

یےےےےےےے،، آن آگیا،،،،، آن آگیا،،،،،، ایش بھی،، وہ لپک کر آریان کے قریب آئی تھی۔

اوراس کی آواز سن کر رواحہ اور فجر بھی اجڑی بکھری حالت میں بیقراری سے باہر لپکی تھیں۔

ایک نیا بیقرار چہرہ بھی دیکھنے کو ملا۔ ایک نظر ان سب پر ڈال کر اس نے اپنا لب کچلا تھا۔

آن،،، وئیر از ایش،،، وہ اس کے قریب آ کر پاؤں پٹخ کر پوچھ رہی تھی۔ ٹیڈی بیر ہاتھ میں تھاما ہوا تھا۔

آریان،،،، اس سے پہلے کہ رحاب کچھ پوچھتی۔۔

مما مجھے بہت زیادہ بھوک لگی ہے پلیز کھانا گرم کریں میں فریش ہو کر آتا ہوں۔

سہی،، رحاب، روحا اور زمل کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ وہ تو سالوں سے ایسی صورت حال کا سامنا کرتیں آئیں تھیں وہ جو اپنے اپنے کمروں سے نکل اب آس بھری نگاہوں سے انھیں دیکھ رہیں تھیں ان سے نگاہیں چرا کر کچن میں جا چکیں تھیں۔

فجر سے رہا نہیں گیا تو آریان کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔۔

وہ جو ڈریسنگ میں گھسا کھڑا تھا آہٹ پا کر پھر رگیں تن گئیں تھیں۔ یہ کس عذاب میں خود کو جھونک بیٹھا تھا۔ یہ سب اعصاب شکن تھا اس کے لئے۔ اوپر سے انھوں نے بلی کا بکرا بنا کر سب سے پہلے بھیجا بھی کسے تھا جسے انھیں ہینڈل کرنا ہی نہیں آ رہا تھا۔۔

آ،،، آن،،،، وہ پاپا،، نہیں آئے،، فجر کی زبان لڑکھڑائی۔

آجائیں گے بھابھی ایک دو دن میں ،اس نے مبہم سا جواب دیا۔

اور وو،،،،،،

پلیز بھابھی تھکا ہوا ہوں،، بعد میں ملتا ہوں، وہ کہہ کر چھپاک سے واش روم گھس گیا تھا۔

فجر نے اپنے لب کاٹے۔ اپنے کمرے میں آ کر بلک بلک کر رو دی تھی۔ایک تو اتنے دنوں سے طبعیت اتنی بوجھل تھی۔

پھر خود میں محسوس ہونے والی تبدیلی دل دہلا دینے والی تھی کیوں کہ اسے رتی بھر یاد نہیں تھا کہ یہ سب کب اور کیسے ہوا۔ اوپر سے وہ دشمنِ جاں بے ہر غائب تھا۔

وہ خود سے بھی چھپتی پھر رہی تھی۔ اور دعائیں مانگ رہی تھی کہ یہ سچ نا ہو۔

وہ جو پہلے ہی اسے بری ماں کی بری بیٹی بولتا ہے کیسے وضاحت دے پائے گی اسے کیسے بولے گی کہ اسے تو کچھ پتا ہی نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔بس اپنی چوبیس گھنٹے کی بے ہوشی یاد تھی۔

کیا کیا خیال کیا کیا وسوسے شیطان دماغ میں ڈال کر اسے نڈھال کر رہا تھا یہ تو وہی جانتی تھی۔

اسے توڑ دیا تھا ان سوچوں نے کہ دل کر رہا تھا اب تو سچ مچ مر ہی جائے۔۔

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima

Episode26……

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دھوئیں کے موغولے چھٹے تھے انھوں نے دیکھا تھا ہر طرف صرف لاشوں کے ڈھیر، خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، اور ہر طرف بارود کی سمیل پھیلی ہوئی تھی۔

اگلے دن سوشل میڈیا، اخباروں اور ٹی وی چینلز پر ہر طرف سابقہ ڈفینس منسٹر پر اور ہوم منسٹر پر دہشت گردوں کی جانب سے حملہ کی خبر وائرل کر دی گئی تھی۔

وہ ان کی سکیورٹی کو ٹھینگا دکھا کر جا چکے تھے۔

اور تو اور سارا مال بھی غائب تھا جس وہ سب صدمے سے پاگل ہو چکے تھے۔ وہ جو کوئی بھی تھے گودام پر بھی یونہی شبِ خون مار کر گئے تھے۔

پورا شہر چھلنی کی طرح چھان مارا تھا۔ مگر مال کا نام و نشان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملا تھا۔ تب منیر، کھرل اور باقی سب نے اپنی اپنی طاقت کا ایڑھی چوٹی تک زور لگا ڈالا تھا مگر نا ان کا پتہ چلا نا مال کا کہ گئے کہاں زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا۔

اب بھی سب سر جوڑے بیٹھے لکیر پیٹ رہے تھے۔

رستم سنجیدگی سے بیٹھا بھائی کو دیکھ رہا تھا جس نے اتنے دن سے اسے یہ کہہ کر ٹالا ہوا تھا کہ پہلے ہم اپنے مال کو اس کی منزل تک پہنچا دیں ۔ بعد میں چاہے اسے زمین کھودنی پڑے یا آسمان وہ اس کی چندہ کو ڈھونڈ کر اس کے قدموں میں پھینکے گا۔

تم لوگ مانتے نہیں ہو وہ،،، وہ سو کالڈ جلاد ہی تھے،، منیر دانت پیس کر بولا۔ رستم نے بھی بتایا کہ وہ بول کر گیا تھا کہ اس کی منظورِ نظر جلاد کے پاس ہے، اور اس طرح کا کام مطلب ہمارے ناک کے نیچے سے اتنی سکیورٹی میں بھی وہ ہمارا مال لے اڑے یہ کام وہ جلاد ہی کر سکتے ہیں اور وہ بھی کسی کی شہہ پر،، وہ منہ سے جھاگ اڑاتا بولا

اب تو مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ یہ کوئی معمولی لوگوں کا کام ہو ہی نہیں سکتا ہے، اور سب سے بڑھ کر اربوں کا مال ہے اسلحہ اور حساس ہتھیار ہے، سوئی تھوڑی ہے جو ڈھونڈی نا جا سکے۔ کھرل صاحب نے بھی دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔

کیا؟ کیا کہا آپ نے،، منیر چیمہ ان کی بات پر بے تحاشا چونکا تھا۔

کھرل نے آبرو اچکا کر اسے دیکھا

میں نے کہا سوئی تو نہیں جو نہیں ملے گی۔ کھرل نے استفامیہ سی اپنی بات دہرائی۔

یہ باااااااات، ، ، ، ، ، یہ بات پہلے کیوں نہیں آئی میرے دماغ میں کہ وہ اتنے سارے تھے، ۔ یقیناً کئی حصوں میں بانٹ کر مال مختلف ذرائع سے یہاں سے نکال کر لے کر گئے ہوں گے تاکہ کسی کی نظروں میں نا آئیں۔

وہ اب اس شاطر کی بات پر بھی چونکے تھے۔ بات میں وزن تھا۔

وہ یقیناً یہاں سے مال لے کر جا چکے ہیں تبھی تو ملا نہیں، اور خود بھی نکل گئے ہیں یہاں سے ہماری اتنی سکیورٹی کے منہ پر طمانچہ مار کر، ، وہ ہتک آمیز لہجے میں کھرل صاحب کو دیکھ کر بولا جو کہ اپنے سکیورٹی سسٹم کو لے کر کچھ زیادہ ہی اوور کانفیڈینٹ ہو رہے تھے۔

منیر جلتا بھنتا رستم کے پاس آیا تھا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ رستم میرے بھائی آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا جو منیر چیمہ کے منہ سے اس کا نوالہ چھین کر کھائے اور اسے ہضم بھی کر جائے اب تو مال بھی واپس آئے گا اور وہ چھوکری بھی، ہر حال میں ہر قیمت میں، ،

وہ خونخوار لہجے میں اپنے ناپاک عزائم ان سب کو بتانے لگا جس سن رستم کی آنکھیں میں ایک انوکھی سی چمک آئی تھی۔

آریان کو بھی آئے آج ہفتہ ہو چکا تھا۔ مِفرا اپنے کمرے میں اداس سی تکیے میں منہ دئیے لیٹی ہوئی تھی۔ سبھی آن سے پوچھ رہے تھے کہ وہ لوگ کہاں ہے؟

مگر اس کی ہمت نہیں ہو پائی تھی کسی سے بھی جبران کے بارے میں پوچھنے کی۔

وہ اپنے کمرے میں حسب عادت بیڈ پر تکیے کو دبوچے آڑھی ترچھی لیٹی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ میرون شارٹ فراک اور پاجامے میں سفید و گلابی سا وجود چاندی کی طرح دمک رہا تھا۔۔ باہر غیر معمولی سا محسوس ہوا مگر وہ یونہی کسلمندی سے لیٹی رہی۔

باہر ایک خوشگوار ہوا کے جھونکے کی طرح پاشا، سوہم، کبیر اور جبران واپس لوٹے تھے۔ کہ سب کے چہروں پر چمک اور مسکراہٹ سی کھل گئی تھی۔۔

تقریباً گھنٹے بعد ہی اسے اپنے کمرے آہٹ سی محسوس ہوئی تھی۔ مگر اپنا وہم سمجھ کر لیٹی رہی۔

چونکی تو تب جب بیڈ پر سرسراہٹ سی ہوئی۔ اور کوئی اطمینان سے قریب آ کر نیم دراز ہوا۔ مخصوص خوشبو کا ایک خوشگوار جھونکا سا تھا جو سانسوں سے ٹکرایا تھا۔

مگر ایسے وہم تو اسے کتنے دنوں سے ہو رہے تھے وہ ڈھیٹ بن کر جھنجھلائی سی لیٹی رہی۔

جبران نے گہری مسکان لیے اس کی کمر کو دیکھا۔ زرا سا جھکا۔

پنک روز،، اس کی کان میں بولا تو وہ اچھل کر سیدھی ہوئی۔

تبھی جبران اس کے وجود پر حاوی ہوا تھا۔

آ،،، آپ،،، وہ شاکڈ سی اسے دیکھے گئی۔

جی میں تمھارا سر تاج، تمھرے سر کا سائیں، تمھارا مجازی خدا، وہ اس کے گال کھینچ کر بولا۔
ہٹیے میرے اوپر سے،، وہ مچلی، لہجے میں سنجیدگی اور ناراضگی تھی۔ جو جبران محسوس کر کے گہرا مسکرایا
پر میرا تو آج کچھ اور ہی پروگرام ہے بیگم جان،، اس لئے پیچھے نہیں ہٹوں گا،، یہ کہہ کر جبران اس کے
مزاحمت کرتے ہاتھ جو اس نے جبران کو دور کرنے کے لئے اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھے نرمی
سے تھام کر اس نے بیڈ سے لگائے اور اس کی نرم و گلابی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں۔
کک،، کیا،، مطلب،، وہ اس کی معنی خیز بات پر ٹھٹھک گئ۔
جبران نے اس کی چھوٹی سی ناک پر اپنے لب رکھے۔

مطلب یہ کہ بیگم جان،، شوہر اتنے دنوں بعد لوٹا ہے اسے سکون دو، وہ کہتا اس کی گردن پر جھکا تھا۔
کافی پل گردن پر سفر کرتے اس کے لب خود کو سیراب کرتے رہے
مگر اس کا پسینے میں نہایا وجود آنکھوں سے بہتے آنسوؤں محسوس کر کے وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔
ناراض ہو بیگم جان، جبران نے نرمی سے پوچھا۔
وہ سوں سوں کرتی جھٹکے سے اس کی جانب سے رخ موڑ گئ۔
آپ کو کیا میں جیوں، مروں، ناراض ہو جاؤں یا کچھ بھی،، آپ تو چلے گئے تھے ناں مجھے اس نرما کے
حوالے کر کے،، اب چاہے وہ مجھے جلا کر مار،،،
ہییے،، جبران نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے اسے خود میں بھینچا تھا۔ مفرا کی کمر اس کے سینے
سے لگی۔

مجبوری تھی یار،، اور تمھیں ایسے کیوں لگتا تھا کہ میں نے ایک پل کے لئے بھی تمھیں اکیلا چھوڑا، ہر پل تم میرے اور میرے گارڈز کی حفاظت میں تھی۔

وہ نرمی سے اسے سمجھائے گیا مگر اس کے بہتے آنسوؤں میں کمی کی بجائے روانی ہی آ رہی تھی۔

جبران کی بھی آنکھیں نم تھیں وہ نرمی سے اس کے کندھے پہ لب رکھے اسے محسوس کرتا۔۔ جبکہ وہ رو رو کر بے حال ہوتی اس کے بازوؤں میں ہی گہری نیند سو چکی تھی۔۔

جبران نے اسے سیدھا کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور سکون سے آنکھیں موند لیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

پورا ڈیڑھ ماہ انتظار کی سولی پر لٹکی جان نے اسے توڑ دیا تھا۔ کچھ اتنے دنوں سے بوجھل اور گری گری طبیعت نے جان نڈھال کر دی تھی۔ کچھ اس بات کا ادراک ہوتے ہی کہ جنت سمٹ کر اس کے پاؤں میں سمانے والی ہے اس کے جسم جیسے روح نکل گئی تھی۔ اور اس نے خود کو آروشے میں الجھا رکھا تھا دھیان بٹانے کو اب تو دس دن ہو گئے تھے وہ بھی وائٹ پیلس سے غائب تھی۔

ایک دن صبح وہ سو کر اٹھی اور آروشے کے کمرے میں گئی تو وہ اپنے بیڈ پر تھی ہی نہیں۔ وہ سب سے پوچھ پوچھ تھک گئی کہ آروشے کہاں ہے مگر سب نے لاعلمی کا اظہار کیا جو حیرت انگیز تھا۔ اور اس کے لئے اور اعصاب شکن بھی تھا۔۔

اور تھوڑا سا بکھر جاوں یہی ٹھانی ھے،،

زندگی میں نے ابھی_ہار کہاں مانی ھے،،

جب دل و دماغ کی یہ وحشت یہ عذاب و اذیت ناقابلِ برداشت ہوئی تو فجر ایک مرتبہ پھر رات کے اندھیرے میں وائٹ پیلس کی طویل سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی تھی۔

اس بے مہر کے منہ سے خود کے لئے بدکردار کا خطاب سننے سے تو بہتر تھا وہ مر ہی جاتی جو شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی امانت کی حفاظت بھی نہیں کر پائی تھی۔

اب بھی فورتھ فلور کی ریلنگ پر کھڑی وہ کود ہی جاتی جب پیچھے سے بہت سختی سے کسی نے اپنی پناہوں میں لیا تھا۔

اسے اپنی جانب گھما کر ایک زناٹے دار تھپڑ مارا تھا اس کے منہ پر، وہ ششدر سی کھڑی پورے ڈیڑھ ماہ بعد اس کو اپنے سامنے دیکھ رہی تھی۔ یہ سب کچھ اتنا ناقابلِ فہم اور ناقابلِ برداشت تھا کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر ماہ بیر کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔

اسے جب ہوش آیا تو وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز تھی اور پاس ہی وہ پر حدت نگاہوں سے مگر غصے سے اسے گھور رہا تھا۔

مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو مجھے کیوں نہیں بولتی تمھاری مشکل آسان کر دوں، کیا تھا یہ، ،کوئی دورا پڑتا ہے یا کوئی آتما سوار ہو جاتی ہے تمھارے سر پر جو آدھی رات کو چڑھ جاتی ہو ریلنگ پر اب ایک جملے میں مجھے جواب چاہیے اس بکواس فعل کا مطلب؟ وہ اپنے مخصوص غصے میں دھاڑا تو وہ سسک پڑی۔

وہ مم، ، ماہ بیر مم، ، میں، ، پپ، ، پریگننٹ ہوں، یہ کہتے اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا، آنسو تواتر سے گال بھگو رہے تھے۔

تو، ، وہ آبرو اچکا کر بولا، ، دنیا کی سبھی بیویاں ہوتی ہیں تم انوکھی ہوئی ہو کہ جا کر ریلنگ پر چڑھ گئیں، ، وہ دانت پیس کر بولا۔

وہ حیرت سے گنگ اسے دیکھے گئی۔ مم مجھے، ، نن، ، نہیں پتا، ، یہ، ، کک، ، کیسے، ، ہوا، ، وہ ہچکچا کر بولی تو ماہ بیر کو اب اس کی زہنی کنڈیشن سمجھ کر اس پر ترس آیا کہ اس پاگل لڑکی نے کتنی زہنی اذیت جھیلی ہوگی۔ کیونکہ اس ہیوی ڈوز سے اسے کچھ یاد نہیں ہوگا کہ کیا ہوا تھا۔

ماہ بیر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچا تھا۔

تمھیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ اس دنیا میں کوئی ایسا پیدا ہوا ہے جو میرے علاوہ تمھیں چھو سکتا ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھاری بوجھل لہجے میں بولا تھا۔

اتنے دنوں بعد اس نرم و گداز وجود کو اپنے اتنے قریب پا کر وہ مچل ہی تو گیا تبھی مدہوش و بے خودی کے علم میں اس نازک سی گڑیا کی سانسوں کو اپنی سانسوں میں الجھایا تھا۔ لمس میں تڑپ شدت و بیقراری تھی۔

وہ مچلی ،اتنے دنوں کی زہنی اذیت کرب اور ابھی تو اس ظالم بے رحم سے ان ڈیڑھ ماہ کا حساب لینا باقی تھا جب وہ پل پل کانٹوں پر گھسیٹ لی گئی تھی۔

اس کی صورتحال پر رحم کھاتے وہ پیچھے ہٹا اور اس کا لال بھبوکا چہرہ دیکھا۔

آ،،، آپ،، بہت برے،، بدتمیز،، سڑیل،،اکڑو،، کھڑوس ہیں،،میں ناراض ہوں آپ سے شدید قسم والی،،خبردار مجھ سے بات بھی کی اوپر سے مجھے ہی ڈانٹ رہے ہیں آئی ہیٹ یو،،چھوڑیں مجھے،، آئی ہیٹ یو،مجھے چھوڑ کر گئے،،جانتے ہیں میں کس قدر تکلیف میں تھی یہ سوچ کر کے آپ مجھے ،،،،آئی ہیٹ یو سنا آپ نے،،آئی ہیٹ یو،،

وہ چلاتی اس کی باہوں میں مچلتی،،جھلاتی سیدھے اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

اتنے دنوں کی وحشت واذیت کے بعد اب کہیں جا کر سکون ملا تھا۔ماہ بیر سکون سے آنکھیں موندے اسے محسوس کر رہا تھا۔جب کہ وہ اب اس کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

پھر اچانک کچھ یاد آنے پر وہ جھٹکے سے اس کی پناہوں سے نکلی۔

آپ،،،آپ نے میرے ساتھ،،آپ نے میری بے ہوشی کا فائدہ اٹھایا،،اس کے ایک اور شوشے پر ماہ بیر نے اپنے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

نہیں بلکل نہیں،،وہ سیدھا ہو کر بیڈ کراؤن سے لگا۔وہ تو اس دن تم نے کہا،،اس نے جان بوجھ بات ادھوری چھوڑی

کک،،، کیا میں نے کیا کہا،، اس نے سہم کر پوچھا۔

صرف کہا،،،،، نشے میں دھت تم نے ایک سیدھے سادھے شریف بندے کو بہکا دیا اپنے جلووں سے پیار کے مظاہروں سے، وہ اطمینان سے دونوں ہاتھ سر پر فولڈ کرتا بولا۔

آپ،، مم،، مزاق کر رہے ہیں ناں،، اس کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

نہیں میرے پاس لاؤنج کی ویڈیوز ہیں جن میں تم خود میرے سینے سے لگی مجھے پیار کر رہی ہو۔

فجر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کانوں تک سرخ ہوئی تھی۔

اور نگاہیں چرا کر وہاں سے بھاگنے کو پر تو لنے آیا۔۔

کدھر بیوی جی،، ادھر قریب آؤ میرے اتنے دنوں بعد شوہر گھر آیا ہے تو سکون لینے دو اسے،، بھاری بوجھل آواز میں اسے پکارا تو فجر کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی۔

کک،، کیوں،، میں تو ناراض ہوں تو جا رہی ہوں، اب آپ اکیلے سڑے ادھر،، ناچاہتے ہوئے بھی لہجہ لڑکھڑا گیا مگر تڑخ کر بولی۔

اوکے رائٹ،، پھر ایسا کرو تم عاشی کے روم میں چلی جاؤ اور اسے یہاں بھیج دو،،

ایک تو یہ عاشی اس کی جان کا آزار بن چکی تھی۔ دل کیا یہ شوشا چھوڑنے والے کا منہ نوچ لے۔

کیوں،، کیوں بھیجوں اسے اپنے روم میں، وہ سامنے کھڑی آبرو اچکا کر کمر پر ہاتھ رکھ کر دانت کچکچا کر بولی تو ماہ بیر کا قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ لال سرخ ہو گیا۔

ننھی بچی جو بتاؤں؟ وہ چٹخارہ لے کر بولا۔

تب وہ آکر بیڈ پر بیٹھ کر پھر رونے کا شغل فرمانے لگی تو ماہ بیر بوکھلا گیا۔

بیڈ سے کھسک کر اس کے قریب آیا۔۔

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode27.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ایک وہ اتنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خوبرو توبہ!

اُس پہ چُھونے کی۔۔۔آرزو توبہ!!

ہاتھ کانپیں گے روح مچلے گی!

جب وہ آئے گا۔۔۔۔۔۔روبرو توبہ!!

چاند تاروں سے رات سجتی ہوئی!

تیری آواز۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور تُو توبہ!!

لب نہیں اُس کی آنکھ بولتی ہے!

ایسا۔۔۔۔۔۔اندازِ گفتگو توبہ!!

وہ کھسک کر اس کے قریب آیا تھا، جو بے آواز رونے میں مصروف تھی۔

ہییے میں تو مزاق کر رہا تھا، ماہ بیر نے سنجیدگی سے کہا اور اس کے قریب ہو کر پیچھے سے اس کے گرد بازو حمائل کیے۔۔ وہ مچلی۔

اونہہہہ، آپ اور آپ کے مزاق زہر لگتے ہیں مجھے،، خبردار مجھے ہاتھ لگایا،، وہ غصے میں پھنکاری۔

اب ماہ بیر کے ماتھے پر بھی بل آئے تھے۔ تبھی اسے کھینچ کر بیڈ پر اپنے قریب نیم دراز کیا تھا۔

اب بول کہ دکھاؤ کہ ہاتھ نا لگاؤں تمھیں، جان لے لوں گا تمھاری میں اور اب رونا بند کرو نہیں تو حشر بگاڑ دوں گا، وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

میرے رونے سے میرے آنسوؤں سے فرق پڑتا ہے آپ کو؟

اور تمھیں ایسے کیوں لگتا ہے کہ مجھے فرق نہیں پڑتا؟ الٹا سامنے سے سوال کیا گیا۔ اور گردن میں ہاتھ پھنسا کر رخ اپنی جانب پھیرا۔

پھر کیوں بار بار مجھے تکلیف دیتے ہیں اس چڑیل کا نام لے کر؟ کیوں؟ وہ جھنجھلائی۔

مزاق کر رہا تھا یار،، ماہ بیر نے ہاتھ بڑھا کر اسے قریب کیا۔

ٹھیک ہے آج تو مزاق کر رہے تھے تو وہ،،، وہ،،، فجر جھجھکی

وہ کیا اب پوچھو جو پوچھنا ہے،، ماہ بیر بات کی تہہ تک پہنچ چکا تھا مگر اس کانچ کی گڑیا کے منہ سے سننا چاہتا تھا جو اس کی دھڑکنوں میں بسی تھی جس کی چاہت اور طلب اس کو موت کے منہ سے واپس کھینچ لائی تھی۔

وہ جب حویلی میں آپ اس کے ساتھ آئے تھے تو تب،، اس نے دانستہ بات ادھوری چھوڑی۔

وہ رات،، وہ رات تو میں نے اپنی بیوی کے ساتھ گزاری تھی۔ وہ اطمینان سے بولا مگر فجر کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئیں۔

آ،،، آپ،،، آپ نے اس چڑیل سے شادی کر لی،، صدمے کے بارے اس کی آواز لرز گئی۔

نہیں تو،، میں نے تو اپنی ایک اکلوتی بیوی اس چڑیل کے ساتھ وہ رات گزاری تھی۔ وہ اس کی چھوٹی سی ناک چومتا بولا۔

جھ،،، جھوٹ،، آپ جھوٹ بول رہے ہیں،، مم، مجھے پتہ ہے، وہ پھر مچلی۔

اچھا پر تمھیں کیسے پتا؟ وہ آبرو اچکا کر بولا تو وہ گڑبڑائی۔

مم،،، میں نے اندازہ لگایا،، وہ نگاہیں چرا کر بولی۔ مگر اس کا گریبان پکڑا، اب آپ بتائیں سچ بول رہے ہیں کہ جھوٹ،

سچ بول رہا ہوں، اس کے پختہ لہجہ اس کی سچائی کی گواہی دے رہا تھا۔

میں کیسے مان لوں؟

یہ دیکھو،، ماہ بیر نے اپنا فون اٹھایا اور اس میں سے کچھ پکس نکال کر اس کے سامنے کیں تو وہ ششدر رہ گئی۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔ ایک دو پکس میں ماہ بیر اس کی گال پر نرمی سے جھکا ہوا تھا۔

لوئیر ہوں بھئی، اپنی بے گناہی کے ثبوت رکھے ہوئے ہیں پاس تاکہ وقت آنے پر جج آف دی لائف عرف وائف کے سامنے پیش کیے جائیں یور آونر،، وہ اب اس کے چہرے پر جھکا گداز گالوں پر پر حدت لمس چھوڑ رہا تھا۔ فجر کی سانس اٹکی۔ پھر کچھ اور یاد آیا۔

ہٹیے پیچھے،، اب بھی وہیں جائیں جہاں ڈیڑھ ماہ سے تھے،، مجھے اتنی تکلیف میں چھوڑ کر چلے گئے، پل پل اذیت اور عذاب میں جھونک کر،، وہ غرائی تو ماہ بیر مسکرایا۔

اس تکلیف اور اذیت کا مداوا کرنے کے لئے ہی تو لوٹا ہوں میری جان،، وہ گھمبیر بوجھل لہجے میں بولا تو فجر کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی۔

ماہ بیر نے زرا سا اوپر ہو کر اپنی شرٹ اتاری تھی۔ تب فجر کی نگاہ اس کے چھلنی ہوئے داغدار سینے پر پڑی جہاں اوپر نیچے تین تین گولی لگنے کے نشانات تھے تو وہ تڑپ ہی گئی۔

وہ بے اختیار اٹھ بیٹھی تھی۔ ی،،،، یہ،،، کیا ہے؟ کیا ہوا تھا آپ کو،؟ یہ کیسے؟ وہ متوحش سی پوچھے گئی۔ یہ بتائیں مجھے،، کیا ہوا تھا آپ کو؟ وہ پینک ہوئی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ہیے کچھ نہیں ہوا تھا، میں ٹھیک ہوں، تمھارے سامنے ہوں، صرف تمھارے لیے، ماہ بیر نے فجر کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا اور اپنے لبوں سے وہ موتی چنے۔ اسے اپنی فاش غلطی کا بھی احساس ہوا۔

وہ تڑپی مگر ماہ بیر نے اسے بیڈ پر لٹایا تھا۔ اور اپنی مضبوط گرفت میں لیا تھا۔ فجر کے نازک وجود پر سفر کرتے اس کے پر حدت لمس نے فجر کو دنیا بھلا دی تھی۔

جیسے سب گلے شکوے دور ہو گئے تھے۔ ماہ بیر نے اپنے وجود کو اس میں گم کر لیا تھا۔ فجر نے بھی جیسے ہار مان کر خود سپردگی کے عالم میں اپنے آپ کو اپنی محبت کے سپرد کر دیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ جب دشمنوں کی گولیوں کی بوچھاڑ کی زد میں آئے تھے۔ تب پاشا، سوہم اور کبیر واپس لوٹے تھے۔ اور بھلا ان کے ہوتے ہوئے ان کے بچوں کو کچھ ہو سکتا تھا۔ دھوئیں کے مرغولے اڑاتے وہ وہاں سے غائب ہوئے تھے۔ ایک سیکرٹ ہوسپیٹل میں لائے تھے جہاں پر جبران سمیت تمام ڈاکٹر کی ٹیم ان کی اپنی تھی۔

ماہ بیر کو تین گولیاں لگی تھیں۔ مگر خوش قسمتی سے اور ڈاکٹرز اور جبران کی سر توڑ کوششوں اور ان کی دعاؤں سے وہ موت کے منہ سے واپس چلا آیا تھا۔ سرجری کے دوران بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔۔ پاشا سوہم اور کبیر اس طرح کی صورتحال سے گزرتے رہتے تھے مگر یہ ان کے بچوں کا معاملہ تھا۔ ہاتھ سیدھا کلیجے پر پڑا تھا تو وہ کیوں نا بلبلاتے۔

ایشان جو کو پہلے ہی اسی طرح کی ایک لڑائی میں سر کے پچھلے حصے کو گولی چھو کر گزرنے کی وجہ سے مستقل بیمار رہتا تھا۔

وہ چوٹ گہری تھی۔ اور ڈاکٹرز نے کہا تھا کہ زیادہ ٹینشن لینے کی وجہ سے اس پر کبھی بھی بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے یا وہ شدید قسم کے سر درد میں مبتلا بھی رہ سکتا ہے۔ اور تو اور ڈاکٹرز نے اسے کہا تھا اب اگر اس کے سر میں دوبار چوٹ لگتی ہے تو اس کی زندگی کو بہت بڑا خطرہ تھا۔ وہ بمشکل ہی سروائیو کر پائے گا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ اب بھی اس کی گردن کو گولی چھو کر گزری تو وہ بے ہوش ہوا تھا اور کندھا خون سے بھر گیا۔ ماہر اس کا خون سے سنا کندھا دیکھ گھبرایا تھا اور بغیر سوچے سمجھے اس کی جانب لپکا تھا تبھی دشمن کی پسٹلز سے نکلی دو گولیاں اس کے سینے میں پیوست ہوئیں تھیں۔ ایک دل کے قریب اور دوسری کندھے پر لگی تھی۔

ان کی سرجری ہو چکی تھی۔ تینوں خطرے سے باہر تھے۔ مگر کم از کم ایسی حالت میں گھر تو واپس نہیں جا سکتے تھے۔ سب سے کریٹکل کنڈیشن ماہر کی ہوئی تھی۔ کہ گولی دل کے بہت قریب تھی۔ سرجری کے وقت بھی ایک بڑا خطرہ سر پر منڈلاتا رہا۔ ماہ بیر سے زیادہ ان کو وقت لگنا تھا ریکوری کے لئے۔

ماہ بیر کی سرجری کے بعد جب آنکھ کھلی تھی تو سب سے پہلے اسے اسی کا ہی خیال آیا تھا۔

وہ نازک جان جسے سہاگن ہونے کا تاج پہنا کر،، اپنا کر،، دوبارہ ادھورا چھوڑ آیا تھا۔ جب اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوا تو سب سے پہلے اسے پر نگاہ رکھی۔ جو بوجھل ہوتی طبیعت کے ساتھ بیزار بیزار منہ

بنائے پھرتی تھی۔ کونوں کھدروں میں چھپ، چھپ کر روتی تو ماہ بیر کو لگتا اس کا وجود بھی پگھل کر ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔ اس دوران اسے یہ بھی اطلاع ملی تھی کہ وہ دو مرتبہ اپنی ماں سے حویلی ملنے گئی تھی۔ تب بھی وہ خاموشی سے بس دیکھے گیا تھا۔ مگر اس سب کے دوران جو ماہ بیر کو اس میں وقوع پذیر ہوتی تبدیلیاں محسوس ہوئیں وہ خوشگوار ترین تھیں مگر اس کا بجھا چہرہ دیکھ وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوا تھا تبھی جلد ہی لوٹ گیا تھا اپنی زندگی کے پاس۔

ادھر ایشان کی طبیعت پورے بارہ دنوں بعد سنبھلی تھی۔ ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اس پگلی کا معصوم چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ خود کو سنبھالتے ہی سب سے پہلے اسی کے خیال نے بے چین کیا تھا وہ جانتا تھا اپنے زرائعے سے پتا چل چکا تھا کہ وہ سارا سارا دن وائٹ پیلس میں ایش ایش پکارتی پھرتی تھی خاص طور پر جب سے آریان، جبران، پاشا، سوہم اور کبیر واپس لوٹے تھے۔ اس نے ان سب کے کان کھا لیے تھے ایش کا پوچھ پوچھ کر۔

بس ایک ماہ ہی گزار پایا تھا ایشان اس کے بغیر یوں لگتا تھا جیسے اس کے وجود کا حصہ کٹ کر کہیں کھو گیا تھا۔ گم ہو گیا تھا۔ تب بڑی خاموشی سے ایشان نے اسے اپنے وجود کے حصے کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔

ادھر گرین مونسٹر کی بھی حالت کچھ مختلف نہیں تھی۔ پندرہ دنوں بعد وہ اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہوا تھا۔ تب اسے اپنی مارش میلو کے خیال نے دن رات تڑپایا تھا۔ پل پل جیسے سینے میں سوئیاں چبھی تھیں۔

اذیت ہی اذیت تھی۔ مگر ہجر کے یہ پل کاٹنے تھے۔ سو صبر کا دامن تھامے رکھا۔ کہ اس نازک جان کو اس سب کی بھنک لگتی تو وہ تو جیتے جی مر ہی جاتی۔

پاشا نے مال مختلف حصوں میں بانٹ کر آریان اور اپنے بھروسا مند آدمیوں کے ہاتھ کراچی بھجوا دیا تھا۔ آریان کو واپس بھیجنے کے لیئے منانا بھی ایک الگ ہی داستاں تھی بہرحال وہ پاشا اور سوہم کے کہنے پر جانے کے لیئے تیار ہو ہی گیا۔
مال اپنے ٹھکانے پہنچ چکا تھا۔۔
دس دن بعد ماہر اور ایشان کے بے حد اصرار کے بعد وہ سب جبران سمیت کراچی لوٹے تھے ماہر اور ایشان کے علاوہ۔ ایشان کو اسلام آباد میں ایک بہت ضروری کام نمٹانا تھا۔ جس کا اس نے بڑی بے صبری سے انتظار کیا تھا۔
پھر کچھ دنوں بعد ہی اس جب اس کی حالت کافی بہتر ہو چکی تھی تو ایشان کے دل کی مراد پوری ہوئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ منظر اسلام آباد میں بنے علیزے اور آروشے کے گھر کا تھا جہاں اب آروشے کے روم میں وہ بیڈ پر منہ پھلائے بیٹھی تھی اور اس کے بہت قریب ایشان اسے بس دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا۔

یو بیڈ بوائے،، روشے کٹی ہے تم سے،، میں نے اتنا سارمس کیا ایش کو، ایش نہیں آیا میرے پاس، اب روشے بے بی بلکل بات نہیں کرے گی ایش سے،، گو آؤٹ فرام ہیر،،

وہ جو بے ہوشی میں اپنے بیڈ سے اٹھا کر ہیلی میں یہاں لا کر سیدھا اس کے روم میں پہنچائی گئی تھی۔

اب سو کر اٹھی تو ایشان کو اپنے سامنے پا کر پہلے حیران ہوئی تھی۔ مگر اب یاد آنے پر فورا منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔

ایشان تو بس مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا کہ کیا تھا اس چھوٹی سی جان میں کہ اتنی بیماری میں بھی وہ پل پل اس کے لئے تڑپا تھا۔

ایش کا کٹی والی بات پہ کوئی رسپانس نا دیکھ کر روشے بے بی کا اور بھی زیادہ موڈ خراب ہوا تھا تبھی چمک کر بولی۔

بیڈ اور ڈرٹی بوائے ہے ایش،، روشے بے بی سے پرامس کیا تھا کہ جائے گا تو ڈھیر ساری چاکلیٹ اور آئسکریم لائے گا روشے کے لئے بٹ یو آر بیڈ بوائے،، ایک دم بیکار ہو گیا ہے ایش تو،، مجھے نہیں چاہیے،، اسی لئے میں نے مما سے اور سب سے کمپلین بھی کی تھی ایش کی کے اس نے میرے پلس پر کاٹی کی، وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

وہ جو اس کی باتیں انجوائے کر رہا تھا۔ اس کی اینڈ والی بات پر ایشان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس نے سرد سی آہ بھری۔ اب تو وہ ایشان کبیر ابراہیم کی محبت کا ڈھنڈورا پورے زمانے کے آگے پیٹ چکی تھی۔

وہ دانتوں تلے لب دباتا خاموشی سے اٹھا۔ الماری کھول کر اس میں سے ایک باکس نکالا اور اس روٹھی ہوئی کے پاس آ کر بیڈ پر پلٹ دیا۔ وہ جو برے برے منہ بنا رہی تھی اب منہ کھولے بیڈ پر پڑے چاکلیٹس، کینڈیز، کے ڈھیر کو دیکھ رہی تھی۔

یے ے ے ے ے ے ے ،،،،،، واؤ، یہ سب ایش لایا روشے بے بی کے لیئے،، وہ اکسائیٹڈ ہوئی۔ ایش بھی مل گیا تھا اور اتنی ساری چاکلیٹس بھی اور کیا چاہیے تھا اب،
تبھی اس نے بچوں کی طرح اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر کے اسے شکریہ کے طور پر ہگ کیا تھا۔
ایشان نے بھی اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے سکون سے آنکھیں موندیں۔
مگر اس سے پہلے وہ اسے محسوس کر پاتا وہ ظالم لڑکی اس سے دور ہو کر چاکلیٹس کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔
ٹھینکس ایش،، بٹ ایش نے اب تک روشے بے بی سے سوری نہیں بولا۔ اسے پھر یاد آیا۔
تو یہ چاکلیٹس سوری بولنے کو ہی تو دیں ہیں ایش نے روشے بے بی کو۔
رئیلی،، وہ خوش ہوئی اور ایک بڑی سی چاکلیٹ اٹھا کر ریپر نکالا۔ اور ایک دو بائٹ لیں۔ وہ اپنی ہی دھن میں مگن تھیں جبکہ ایشان کی نگاہیں ان مخملیں گداز چاکلیٹ سے سنے اس کے لبوں پر تھیں جنھیں دیکھ اس کے حلق میں کانٹے سے اگ آئے تھے۔
مگر اب وہ کم از کم اس کے پلس پر کاٹی کرنے کی حماقت ہر گز نہیں کرنے والا تھا کہ ایشان کو اپنی عزت بہت پیاری تھی۔

وہ اسے مگن دیکھ کر کچن کی جانب آیا مگر چھوٹے سے لاؤنج میں صوفے پر آنکھیں موندے لیٹے پاؤں ٹیبل پر رکھے اس گرین مونسٹر پر نگاہ پڑی تو دل میں اس کی تکلیف محسوس کر کے ایک ٹیس سی اٹھی۔
خیریت طبعیت تو ٹھیک ہے ناں بھائی، ایشان کے پکارنے پر اس نے لال انگارا آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو ایشان کے رونگٹے کھڑے ہوئے
ان سبز کائی جمی آنکھوں کی وحشت اففففففف توبہ۔

میں تو ٹھیک ہوں پر تم اپنی سناؤ ایشان، اپنی اور اس کی زندگی سے کھیلنے جا رہے ہو کیوں؟ وہ سنجیدگی سے بولا تو ایشان نے نگاہیں چرائیں۔
میں تھک گیا ہوں بھائی، ایک نارمل لائف جینا چاہتا ہوں اس کے ساتھ،، اب رسک لینے کا وقت آن پہنچا ہے، اور میں یہ رسک لینے کو تیار ہوں۔
اور اگر نتیجہ توقع کے برخلاف نکلا تو کسے موردالزام ٹھہراؤ گے ایشان؟ ماہر آبرو اچکا کر بولا۔
مجھے نتیجے کی پرواہ نہیں بھائی،، وہ لاپرواہی سے بولا۔
اگر ٹھیک ہونے کے بعد اس نے تمھیں پہچاننے سے ہی انکار کر دیا تو؟ تمھاری ہونے سے ہی انکار کر دیا تو؟
تو میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹ کر اسے جان سے مار ڈالونگا۔

رئیلی،، ماہر نے زخمی سی ہنسی ہنس کر پوچھا تو وہ تنی رگیں سرخ چہرہ لیے خاموشی سے کچن میں چلا گیا تھا۔۔

وہ تینوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ڈنر کرنے میں مصروف تھے۔ شفا نے خاموشی سے اپنی پلیٹ پر سر جھکایا ہوا تھا۔ پاس ہی بیٹھی شاہدہ پھپھو نرمی اور شفقت سے اس سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ جبکہ سامنے بیٹھے شخص کی خود پر پڑتی وقتاً فوقتاً گہری نگاہ سے اسے عجیب سی کراہیت اور گھن محسوس ہو رہی تھی۔
یہی وجہ تھی جو وہ اس شخص کی وجہ سے اپنی اتنی سوئیٹ سی پھپھو سے بھی خار کھاتی تھی۔
دو تین دن سے وہ آئیں ہوئیں تھیں اور اس گھٹیا بندے نے اس کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ پہلے جو وہ مبہم سی فقرے اس پر اچھالا کرتا تھا اب وہ بدل کر کھلم کھلا گھٹیا اور ذو معنی باتوں میں بدل گئیں تھیں۔

آزاد ماحول اور فضاؤں میں پلے بڑھے اس شخص کی نگاہوں میں ڈھونڈنے سے بھی کہیں خواتین کے لئے عزت و احترام دکھائی نہیں دیتا تھا۔
وہ جلدی سے کھانا ختم کر کے اٹھنے لگی۔ جب پھپھو نے اسے ٹوکا

ارے شفا میری بچی کھانا سہی طرح سے کھاؤ ناں،، دیکھو تو سہی کتنی دبلی پتلی ہو گئی ہے کیوں سیفی ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں میں،،

جی،، جی ممی،، کچھ زیادہ ہی،، دبلی پتلی ہے،، تبھی تو برداشت نہیں کر پاتی بیچاری،، میرا مطلب ہوا سے بھی اڑ جائے۔

پھپھو جانی دبلی پتلی ہی سہی مگر کسی کا منہ باخوبی توڑ سکتی ہوں، وہ دانت پیس کر بولی اور اگنور کرتی اپنے کمرے میں آ گئی۔

عجیب ہی الجھن اور کراہیت سی تھی۔

کسی کی احترام میں جھکی نگاہیں یاد آئیں۔ بولتے وقت نگاہوں کا ادھر ادھر بھٹکانہ یاد آیا۔ حتیٰ کہ اٹھا کر گاڑی میں بٹھانے سے لے کر پاؤں ٹھیک کر کے سرپے کرنے تک بھی اسے زرا احساس نا ہوا تھا کہ وہ اس طرح کسی غیر کے اتنے قریب ہے۔ اُس شخص نے عجیب محسوس ہونے ہی نا دیا۔ وائٹ پیلس میں اُچھلتی کودتی پھرتی تھی کبھی ایسی وحشت اور عجیب احساسات کا سامنا نہیں کرنا پڑا جتنا کہ اس شخص نے تین دن میں اس کے اپنے ہی گھر میں اسے زہنی ٹارچر کر چھوڑا تھا۔

اب بھی آہٹ محسوس ہونے پر کھڑکی کے پاس کھڑی چونک کر پلٹی تو سب سے پہلے تو یہ دیکھ کر اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل پڑھے تھے کہ وہ بیغیرت انسان،، بنا ناک کیے گدھوں کی طرح اندر گھستا چلا آیا تھا۔

دودھ لایا تھا تمھارے لیے، پیو جان بناؤ،، تاکہ مجھے آسانی ہو،، وہ مسکرا کر ٹیبل پر کافی رکھتا بولا۔

مسٹر سیف الرحمن گیٹ لاسٹ فرام مائی روم رائٹ ناؤ،، وہ چلائی۔

ارے اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو، صحت کے لیئے ٹھیک نہیں ہوتا، ویسے میں کہنے آیا تھا کہ آنے سے پہلے مما نے انکل سے ہمارے رشتے کہ بات کی ہے تو خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو، وہ ڈھٹائی کا اعلی ترین مظاہرہ کرتا مسکرا کر کہتا اس کے قریب آیا۔

اونہہہہہہ،، غلط فہمی ہے آپ کی سیفی بھائی کہ میں یہ رشتہ منظور کروں گی۔ لگتا ہے پہلے کی ساری ٹھکائیاں بھول چکے ہو جو یہ بکواس میرے سامنے کھڑے ہو کر کر رہے ہو،، وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولی۔

انھیں ٹھکائیوں کا تو بدلا لینا ہے تم سے تمھیں ڈھیر سارا پیار،،۔

شٹ اپ بند کرو یہ اپنی گھٹیا بکواس اور میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ نہیں تو،، شفا نے مکا بنا کر اس کے چہرے کا نشانہ لیا،،

نہیں تو کیا؟ وہ جھٹکے سے قریب آیا تھا اور اس کی کلائی وحشیانہ سلوک کرتے ہوئے بری طرح مروڑی۔ تم بلیک بیلٹ ہو تو میں بھی سیکھ کر آیا ہوں ڈئیر فیوچر وائفی، کہ تم جیسیوں کو کیسے قابو کیا جاتا ہے،، آج تو میں یہ تمھاری کراٹے کی اکڑ توڑتے ہوئے تمھاری عقل ٹھکانے لگا کر ہی جاؤں گا کہ پھر انکار نہیں کر پاؤ گی مجھے۔

اس نے غراتے اسے بری طرح اپنے بس میں کر کے اس کی گردن کے گرد اہنا ہاتھ لپیٹا تھا اور اس کا ارادہ بھانپ کر شفا مرنے والی ہوئی تھی۔

آخری حربے کو طور پر شفا نے پوری طاقت سے اپنا گھٹنا فولڈ کر کے اس کے گھٹنے پر مارا تھا وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ تب شفا اندھا دھند باہر کی جانب بھاگی تھی۔

اپنے ہی گھر سے وہ اس قدر خوفزدہ اور وحشت زدہ ہوئی تھی کہ پچھلے دروازے سے گھر سے ہی نکلتی چلی گئی۔ یہ بھی پتہ تھا کہ وہ اپنے کی بھیس میں بھیڑیا اور وحشی درندہ اس کے پیچھے آ رہا تھا۔

آنکھوں کے آگے بار بار دھند چھا رہی تھی۔ آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے بار بار رستہ دھندلا ہو جاتا۔ اس کا رخ جانے کیوں مگر وائٹ پیلس کی جانب ہی تھا۔

شفا رکو،، نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا سمجھیں، پیچھے سے وہ بھونکا۔

تب وہ اندھا دھند بھاگتے وائٹ پیلس کے پچھلے گیٹ کے قریب ایک چوڑے چٹانی سینے سے ایک مرتبہ پھر ٹکرائی تھی۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima

Episode28.....

وہ جو ایک ضروری کام نمٹا کر وائٹ پیلس واپس آ رہا تھا اور اتفاقاً آج پیدل ہی گیا تھا۔ سامنے سے آتی اس ناگہانی چھوٹی آفت سے ٹکرایا تھا۔ بلیک ہڈی کے نیچے بلیک ٹراؤزر پہنے اپنی دھن میں آتا اب اس نے سامنے دیکھا تو پھر ماتھے پر بل پڑے۔

واٹ دا،،، حسبِ معمول آریان کا میٹر شارٹ ہوا تھا مگر سامنے آج اس کا متوحش سا خوفزدہ آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ زبان کو بریک لگی اور وہ بے تحاشا چونکا تھا۔

ادھر نجانے کیوں شفا کو اس کو سامنے پا کر اب پھوٹ پھوٹ کر رونا آ رہا تھا۔ سامنے کھڑے شخص کا ایک نگاہ دیکھ کر نگاہ پھیر لینا بھی شدت سے نوٹ کیا تھا۔

واٹ ہیپنڈ؟ آریان نے ٹراؤزر کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈال کر خلافِ عادت نرمی سے پوچھا تھا۔ جبکہ اس کی سرخ کلائی پر وہ وحشی نشان اس کی زیرک نگاہوں سے چھپے نہیں رہ سکے تھے۔

ہاف وائٹ ٹی شرٹ کے نیچے یلو ٹراؤزر اور سکارف میں وہ، وہ نشان چھپانے کی کوشش میں ہلکان تھی۔ آریان کے ماتھے پر بل آئے۔

اتنے میں سیفی اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ جسے دیکھ شفا بے اختیار ہی آریان کے پیچھے ہوئی تھی اور روئے چلی گئی۔

ہیے یو،، کون ہو تم پیچھے ہٹو،، شفا میرے ساتھ آؤ،، سیف نے اسے کسی لڑکے کی چوڑی پشت کے پیچھے چھپتے دیکھ دانت پیس کر کہا۔

بوائے فرینڈ ہوں اس کا، کوئی تکلیف،، ناؤ گیٹ لاسٹ فرام ہیر،، آریان نے اطمینان سے کہا۔ جبکہ اس کی بات پر سیف کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ شفا نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا وہ تو اس کے پیچھے کھڑی سوں سوں کیے جا رہی تھی۔

بکواس کر رہے ہو، کزن ہے یہ میری، اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو مجھے پتہ ہوتا، سیف غرایا۔

رئیلی، پر بات یہ ہے ناں کہ ہر بات بھائیوں کے بتانے کے لائک نہیں ہوتی، آریان کے اطمینان میں خاطر خواہ کمی نہیں آئی تھی۔ جس سے سیف کو آگ لگ رہی تھی بلکہ اسے اس لمبے چوڑے کسرتی سینے اور پھولے مسلز والے لڑکے سے الجھنا ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

اب اگر اپنی ہڈیوں کا چورمر نہیں بنوانا تو ہٹ جاؤ میرے سامنے سے،، سیف کی گیدڑ بھبھکیوں پر آریان کو ہنسی آ رہی تھی۔

اوکے ٹرائی کر کے دیکھ لو؟ آریان نے سر دھنتے کہا تو وہ اس کی جانب لپکا۔ مگر وہ تو اس کے سامنے کارٹون ہی لگا کم از کم۔

اس کے دو تین وار آریان نے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے ہی خالی پلٹا دیئے تھے۔ اب آریان نے پوری طاقت لگا کر اس کے سینے پر ایک پاؤں جڑا تھا جس سے وہ سوکھی لکڑی کی طرح ہوا میں اچھلتا دور جا کر گرا تھا۔ وقت رہتے ہی چاند تارے نظر آ چکے تھے۔ کافی وقت لگا اٹھنے میں ناک سے خون بہنے لگا تھا۔

دیکھ لوں گا تم دونوں کو،، وہ بکتا جھکتا وہاں سے جا چکا تھا۔

جبکہ آریان اس کی جانب پشت کیے ہی کھڑا رہا۔

یہ قینچی کی طرح چلتی زبان اور یہ ہاتھ صرف مجھ جیسے مخصوص لوگوں کے سامنے ہی چلتے ہیں بس، وہ اسی اطمینان سے کھڑا اب اس پر خفیف سا طنز اچھال چکا تھا۔

مگر اس کے اگلے عمل نے آریان پر حیرتوں کے پہاڑ توڑے تھے کیونکہ وہ قریب آ کر اسے کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے دبوچے سر ٹکائے رونے کا شغل فرمانے لگی تھی۔

وہ جسے کبھی اس صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا، عجیب آکورڈ سی فیلنگز تھی۔ مگر پیچھے کھڑی لڑکی کا یہ دبو روپ اسے زہر لگ رہا تھا وہ تو اسی جھانسی کی رانی ٹائپ روپ میں ہی اچھی لگی تھی۔

Aystopcryingandstayawayfromme,,,,,

کوئی دیکھے گا تو کیا بولے گا؟ میری تو خیر ہے۔ تم لڑکی ہو تمھیں اس چیز کا خیال کرنا چاہیے،، وہ نرمی سے بولا تو اس کے رونے میں شدت ہی آئی تھی یہ جان کر کہ اس پرائے بندے کو اس کی عزت و بے عزتی کا کتنا خیال تھا اور وہ بیغیرت انسان،،

شفا اس سے دور ہوئی تھی۔

سو کالڈ کزن تھا یہ میرا، اور پاپا دوسرے شہر میں جا کر اطمینان سے بیٹھے ہیں کہ ان کی بہن اور ان کا بیٹا ان کی غیر موجودگی میں میرا خیال رکھیں گے۔ یہ خیال رکھا ہے میرا،، کہ میں اپنے ہی گھر کی چاردیواری سے باہر نکل آئی،، اس بزدل، وحشی بیغیرت کی وجہ سے،، رات کے اس وقت،، وہ سوں سوں کرتی جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں مصروف تھی۔

آریان کا خون کھولا۔ منہ نہیں توڑا گیا تم سے، یا کم از کم سر پھاڑ دیتی اس طرح بزدلی دکھانے سے تو بہتر تھا،،

کوشش کی تھی میں نے پر،، وہ منمنائی اور بے بسی سے اپنے نازک گلابی لب کاٹے۔

چلو میرے ساتھ،، گھر چھوڑ دوں تمھیں،، آریان نے کہا تو وہ خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لی۔

مسلسل اس کی پشت کو دیکھتی وہ کسی اور ہی دنیا میں تھی۔ بات بات پر جانے کیوں ان دونوں کا موازنہ کرنے بیٹھ جاتی تھی اور ساتھ چلتا شخص ہر موازنے میں بڑی اونچی مسند پر سوار ہو جاتا۔

وہ پوچھ پوچھ کر اسے لئے اس کے گھر تک پہنچا۔ یہ شفا کے گھر کا بیک ڈور تھا۔

میں اندر نہیں جاؤں گی۔ شفا کے شوشے پر حیرانگی سے آریان اس کی جانب مڑا۔۔

توساری رات یہیں باہر پہرا دینے کا ارادہ ہے کیا مس ؟ وہ آبرو اچکا کر بولا۔

اگر وہ اندر مم میرا ویٹ کر رہا ہوا تت ،، تو، پہلی دفعہ آریان نے اس کی زبان لڑکھراتی محسوس کی تو اس کا ڈر سمجھتا اس کے ساتھ اندر آیا۔

اس کے روم تک آ کر وہ رکا۔ یہ شاید اس کے روم کا بیک ڈور تھا۔ تو وہ بھی رک گئی۔۔ آریان کا دل کیا ماتھا پیٹ لے۔ کہاں پھنس گیا تھا۔۔ اسے گھورا مگر اس کہ چہرے کی معصومیت سے نگاہ چرائی اور روم میں داخل ہو کر اچھی طرح روم چیک کیا۔ اور گھر کی اندر کی جانب کھلنے والا ڈور اندر سے لاک کر دیا۔

شاکنگ پنک اور وائٹ کلر کمبینشن سے نہایت نفاست سے سجا کمرہ، کمرے والی کے اعلیٰ ترین زوقِ انتخاب کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

اب جاؤں یا یہاں کھڑے ہو کر پہرہ دوں ساری رات، پرنسس میڈونا کا،، آریان نے چھیڑا۔ اس کا چہرہ خفت سے سرخ پڑا مگر خوف بھی جوں کا توں تھا۔

تت،، تھوڑی دیر رک جائیے پپ پلیز،،، وہ پھر رو دی۔

واٹ ؟ سیریسلی،، تمھارا بوائے فرینڈ بتا چکا ہوں خود کو، اور سوچو اگر تمھاری پھپھو آ گئیں تو کیا کہیں گی یا کسی سرونٹ نے دیکھ لیا تو؟

وہ اسے ڈارئے گیا، ہاں مگر جانے کے لئے قدم نہیں بڑھائے تھے۔

بھاڑ میں جائیں سب مجھے کسی کی پرواہ نہیں،، وہ جھلائی۔

آریان نے دانتوں تلے لب دبایا،، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ مجھ سے کیوں ڈر نہیں لگ رہا ہے آپ کو مس؟ آریان جو کب سے حیرت کا شکار تھا پوچھ بیٹھا۔

نہیں لگ رہا،، وہ سنجیدگی سے بولی۔

کیوں، میں بھی تو لڑکا ہوں، بلکل اجنبی، اور رات کے اس وقت تنہائی میں تمھارے روم میں موجود ہوں؟ وہ الجھا اور اسے پانی کا گلاس تھمایا مگر وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا دوبارہ رخ کھڑکی کی جانب کیا۔۔

اس معاملے میں ایک لڑکی کی چھٹی حس بڑی تیز ہوتی ہے۔ جان جاتی ہے وہ سامنے والے کی نیت بھی اور نگاہ بھی۔ شفا نے اسے لاجواب کیا مگر وہ چھیڑنے سے باز نہیں آیا اب اس آفت کا موڈ بھی تو پہلے جیسا بحال اور کڑک کرنا تھا۔

اور اگر میری نیت خراب ہو گئی تو؟

نہیں ہوتی،، وہ اطمینان سے بولی تھی مگر اب کچھ یاد آنے پر پانی گھونٹ گھونٹ پیتے اسے اچھو لگا تھا،، تم نے خود کو میرا بوائے فرینڈ کیوں بتایا؟

بھائی بتاتا تو شاید تمھارے سو کالڈ کزن کو اپنے ماموں پہ شک ہوتا، اسے لئے تمھارے ڈیڈ کو بچا لیا۔

آریان کی آنکھوں میں اب شرارت تھی۔ اس کا ٹائم ویسٹ ہو رہا تھا۔

ButHeloveshiswasteoftime..

پاپا کو بچا لیا اور مجھے پھنسا دیا، اور اگر اس نے پاپا کو بتا دیا تو؟

توکہنا،،،،تھا بوائے فرینڈ پر اب بریک اپ ہو گیا، آریان نے مشورہ دیا۔۔

اونہہہہ شکل دیکھی ہے اپنی وائٹ چلغوزے بوائے فرینڈ بننے والی،، وہ براسا منہ بنا کر بولی۔

رئیلی،، فاقے زدہ چھپکلی،،،،، لکی ہو گی وہ جو میری گرل فرینڈ بنے گی، یو گیٹ دیٹ،، وہ فخریہ سا بولا۔

ہاں لکی تو ہو گی فری کا باڈی گارڈ جو مل جائے گا،، اس نے پہلی مرتبہ اس کی بات پر ایگری کیا مگر اینڈ والے فکرے پر اسے اس پاگل لڑکی کا لہجہ کافی اداس لگا۔۔

چلتا ہوں تم تو ہو ہی عقل سے پیدل لڑکی مجھے بھی بدنام کرواؤ گی، آریان نے اسے چھیڑتے باہر کی طرف رخ کیا تھا۔

شفا نے گہرا سانس بھرا۔۔ اور اسے جاتے دیکھا۔

رات کے تقریبا دو بجے کا وقت تھا ہر سو ہو کا علم تھا۔۔ وائٹ پیلس پر مکمل خاموشی اور تاریکی کا راج تھا۔۔ جب ایک ہیولہ اس تاریکی میں بلوٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں منہ پر رومال باندھے وائٹ پیلس میں داخل ہوا تھا۔

کائی جمی سبز آنکھوں میں عجیب سی بے چینی اور وحشت تھی۔ وہ ڈبل سٹوری پر موجود اپنے مخصوص کمرے میں داخل ہوا تھا۔ کلک کی آواز سے آہستگی سے دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اندر داخل ہو کر اس نے پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا تھا۔ اب رخ پھر بیڈ کی جانب تھا تو رگ وجاں میں سکون سا دوڑ گیا۔

کیسی مجبوری تھی جو اسے اس کی مارش میلو تک پہنچنے نہیں دے رہی تھی۔ دل تھا کہ جیسے صدیوں سے اسے دسترس میں لینے کو بیقرار تھا۔ کیسی تڑپ تھی جو اس کے قرب حاصل کرنے کے لیۓ سینے میں مچل اٹھی تھی۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب تر آیا۔۔ وہ براؤن فراک میں براؤن ٹراوٗزر میں بیڈ پر کمفرٹر نازک بانہوں میں بھرے دائیں کروٹ گہری نیند میں تھی۔

ماہر سوہم خان نے سائیڈ پر جا کر لیمپ آف کیا۔ اب کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔۔ صرف کھڑکی سے چھن کر کے آتی چاندکی چاندنی کی دودھیا رنگت کمرے میں پھیلی تھی۔

وہ اطمینان سے اس کے قریب نیم دراز ہوا۔ گہرا سانس بھر کر وہ روح کو معطر کرتی سانسیں مہکاتی خوشبو اس نے اپنے اندر تک اتاری۔۔

خود پر قابو نا پاتے اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے بے حد قریب کیا تھا۔ اور اس پر حاوی ہو کر اس پر جھکا۔

جانی پہچانی خوشبو اور لمس سا پا کر رواحہ نے بھی غنودگی کے عالم میں اس نے اپنی آنکھیں نیم وا کر کے خود پر جھکے وجود کو دیکھا تو سامنے ہی وہ چمکتی سبز روشن آنکھیں ہی دکھائی دیں۔ خود کو اس کی بانہوں میں پا کر وہ مسکرائی تھی جیسے۔

اب تو یہ عالم تھا کہ ہر سو ہر جانب، دن رات اسے وہ دکھائی دیتا تھا، اپنی دھڑکنوں میں سنائی دیتا تھا۔

آپ خواب میں بھی مجھے پریشان کرتے ہیں،، وہ انتہائی دھیمے لہجے میں بولی کہ ماہر کو بمشکل ہی سنائی دیا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ چھونے کی کوشش کی۔ وہ گہرا مسکرایا۔

اور تم نے جو ہر وقت، ہر پل، ہر لمحہ مجھے تنگ کیا اس کا کیا میری مارش میلو،، دہکتے لب سے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی۔

کک،، کہاں چلے گئے آپ،، مم، مجھے چھوڑ کر، اس نے لرزتے لہجے میں شکوہ کیا، اور ماہر کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔ نیم وا آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے گھنے آبشار کی طرح تکیے پر پھیلے بالوں میں جزب ہوئے تو ماہر کو بہت تکلیف ہوئی۔

جلد لوٹوں گا میری جان،، اور ہر دکھ کا مداوا کروں گا،، کان میں سرگوشی کی اور آئندہ آنے والے خوشگوار دنوں کی نوید سنائی۔

یہ آپ کے گلے میں اور کندھے پر پٹی بندھی ہوئی ہے ناں۔ رواحہ نے محسوس کر کے آنسوؤں کی روانی میں اضافہ کیا۔ اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ وہ خواب کی کیفیت میں ہے۔۔ وہ مچلی مگر ماہر نے اس نرم وگداز وجود کو خود میں بھینچ اس کے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی دسترس میں لیا تھا۔۔

ماہر کے سینے میں جو اس کی طلب کی آگ بھڑکی ہوئی تھی اس کے گداز لمس نے اسے جلا بخشی اور ماہر کے عمل نے شدت اختیار کی تھی کہ رواحہ کو لگا آج وہ اس کی جان نکال لے گا۔

ماہر سوہم خان مکمل بے خود اور مدہوش سا اس پر جھکا ہوا تھا۔ سانس اٹکنے پر رواحہ نے اس کی شرٹ کا کالر اپنی مٹھیوں میں دبوچا تھا۔

ماہر نرمی سے پیچھے رواحہ بے حال سی ہوتی اپنی سانس بحال کر رہی تھی۔ اب وہ مکمل نیند سے بیدار ہوئی تھی مگر اس سے پہلے ہی ماہر نے اس کے چہرے پر رومال رکھا تھا۔

آئم سوری میری جان،، میری مارش میلو،، تمھارے اس گرین مونسٹر کو جانا ہوگا۔ یہ تمھیں اپنا چھلنی وجود نہیں دکھا سکتا کہ تم پھر اپنے بارے میں الٹا سیدھا سوچ کر اپنے آپ کو کوس کر خود کو اور مجھے تکلیف پہنچاؤ گی۔ جب تک مکمل صحت یاب نہیں ہو جاتا تم سے دور رہنا مجبوری ہے میری، اور یہ دوری میرے لیئے ناقابلِ برداشت ہے۔ ان گولیوں سے زیادہ تو مجھے تمھاری دوری نے ایک عذاب میں جھونک رکھا تھا۔ اب تم صبح کو سب کچھ بھول جاو گی۔

وہ کہہ کر بڑی مشکل سے اس کے پہلو سے اٹھا تھا۔ کمفرٹر درست کر کے روم سے باہر آیا تو سامنے ہی منی کھڑی مسکرا رہی تھی۔

تھینکس یار منیب،، میری غیر موجودگی میں اس کا خیال رکھنے کے لیئے اور ابھی کے لیئے۔

رک جاؤ سوہم خان، تمھارے اس جان لیوا ہجر کے ناگ نے اس کی رگ رگ میں زہر اتار دیا ہے میں تو ڈرتی ہوں اسے کچھ ہو نا جائے ۔ منی اداس ہوئی ۔

پلیز منیب ،،، ماہر نے اپنے لب کھولے ،، جب تک میں زندہ ہوں ،، بھروسہ رکھو اسے بھی کچھ نہیں ہوگا۔ بس کچھ دن اور پھر لوٹوں گا، اسی کے لیئے تو موت کے منہ سے واپس آگیا ہوں ۔ تو اب تھوڑے دن اور سہی ۔ جانتے ہوں ناں اسے میری اس حالت کا پتہ چل گیا تو یہ سمجھ کر کہ یہ اس درندے رستم نے کیا وہ کتنا ہنگامہ کرے گی ۔ کچھ دن اور خیال رکھنا میری امانت کا ۔

وہ کہتا وائٹ پیلس جتنی خاموشی سے آیا تھا اتنی ہی خاموشی سے واپس جا نکلتا چلا گیا تھا ۔

صبح بوجھل ہوتے سر کے ساتھ اس نے آنکھیں کھلیں تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ۔ کمرے میں ادھر ادھر دیکھا تو کوئی نہیں تھا ۔

تو کیا رات خواب دیکھا تھا ۔ اگر یہ خواب تھا تو اسے اپنی پوری جزئیات سمیت یاد تھا ۔ خواب کے حقیقت ؟

اگر خواب تھا تو اس قدر حقیقت کے قریب ترین کیوں تھا ۔ کیوں اپنی سانسوں میں رچی اس کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی ۔

اوراگر حقیقت تھا تو وہ دشمن جاں کہاں تھا آخر؟ رواحہ جھنجھلائی اور بستر سے نکل کر فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔ ادھر ماہ بیر چھوٹی موئی سی فجر کو ہاتھ تھامے اپنے کمرے سے لے کر باہر نکلا تھا۔

تبھی منی اس کے قریب آئی تھی۔ چلو مارش میلو،،

کدھر؟ رواحہ نے پوچھا

اماں ریشماں کے کمرے میں، سب کو وہیں بلایا ہے ماہ بیر نے، وہ رواحہ کا ہاتھ تھامے آگے بڑھی۔

ریشماں کے کمرے میں داخل ہوئی۔ تو عجیب سا جلال تھا ان کے کمرے میں وہ مرعوب ہوئی۔ یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ وہاں سب موجود ہیں اور پنکی سمیت سب ہی تقریباً احترام سر جھکائے بیٹھے اور کھڑے تھے۔

جبران اور مفرا بھی ایک طرف کھڑے تھے۔

رواحہ اور مفرا کی آنکھوں میں حیرت اور تجسس سا تھا کہ اب یہ ہستی کون تھی۔ جبکہ فجر اطمینان سے مگر شرمائی لجائی سی بیٹھی تھی۔

رواحہ اس پر پر جلال پر نور سے بوڑھے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی جب ریشماں نے اس چھوئی موئی کی جانب دیکھا۔ رواحہ کی رگوں میں سر سراہٹ سی ہوئی۔

تب ریشماں نے اشارہ کر کے رواحہ کو اپنے پاس بلایا۔ رواحہ جھجھکی مگر منی اسے بازو سے تھام کر ان کے قریب لائی اور بیڈ پر بٹھا دیا۔

ریشماں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ تم رواحہ ہو؟ ماہر کی روح؟

جج،،، جی،،،، وہ جھجھک کر بولی۔

ریشماں مسکرائی اور سوہم خان کی جانب دیکھا۔ سوہم خان اور روحا جو کہ صوفے پر بیٹھے تھے دلچسپی سے اپنی بہو اور ریشماں کو دیکھ رہے تھے۔

ارے جھیلا کیسے تم نے اس سبز بلا کو،، زیادہ تنگ تو نہیں کرتا میری اس گڑیا کو،، ریشماں نے لاڈ سے پوچھا تو رواحہ کا دل کہا کہیں چھپ جائے۔

اب ریشماں نے مفرا کی جانب اشارہ کیا تھا۔ اس کا چہرہ تو سفید ہی پڑ گیا تھا۔ تب جبران اسے ہاتھ سے تھام کر قریب لایا اور بیڈ پر بٹھا دیا۔۔

اب ماہ بیر بھی فجر کا ہاتھ تھام کر آگے لایا تھا۔ سب سے پہلے یہ گڈ نیوز سنانے کے لئے ماہ بیر فجر کو ساتھ لیے ریشماں کے پاس آیا تھا پر ریشماں نے سب کو ہی بلا لیا۔ حالانکہ ابھی ماہ بیر نے بتایا نہیں تھا مگر وہ ریش،ماں تھی۔۔ جیسے سب کی ماں

فجر کی چال ڈھال دیکھ کر ہی معاملے کی طے تک پہنچ گئی تھی۔ تبھی مسکرا کر پاشا،، سوہم خان اور کبیر کو مخاطب کیا تھا۔

مبارک ہو بھئی تم لوگ دادا بننے والے ہو،، میری سڑیل پوتے نے کب کارنامہ سرانجام دیا یہ،

ریشماں نے فجر کا ماتھا چوما اور سب کو خوشگوار حیرت میں بتلا کر دیا فجر کانوں تک سرخ ہوتی ریشماں کی گود میں اپنا منہ چھپا گئی تھی۔ ماہ بیر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے سنا ہی نہیں۔

دادو پلیز،، وہ روہانسی ہوئی۔

ارے واہ اتنے عرصے بعد کوئی خوشی کی خبر ملی ہے اب تو جشن ہو گا۔ پنکی چہکی۔

پاشا، سوہم اور کبیر نے فجر کے سر سے باری باری پیسے وار کر پنکی کو دیئیے تھے۔ حقداروں میں بانٹنے کے لیئے۔

رحاب، روحا اور زمل نے بھی اس سر خوشی سے اس کی نظر اتاری تھی۔

ماہ بیر ترقی کر لی ہاں،، کبیر نے چھیڑا اور جب سب ہی معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے تو اس سڑیل نے عافیت اسی میں جانی کہ چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا۔

اب تم دونوں کب خوشخبری سناؤ گی بھئی۔ ریشماں نے سوال رواحہ اور مفرا سے کیا تھا۔۔ میں تو اپنے سب پوتوں کی اولادیں گود میں کھلا کر پھر ہی مروں گی۔ ریشماں کا نرم لہجہ محبت سے بھرپور لہجہ۔ مگر وہ دونوں گڑبڑا گئیں تھیں۔ جبران نے ایک گہری نگاہ اس گلابی سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا تو ایک سرد سی آہ بھری۔ جبکہ مفرا اس کی خود پر محسوس کرتی نگاہ محسوس کر کے ہی مرنے والی ہو چکی تھی۔

ادھر رواحہ کا پورا جسم لرز گیا تھا۔ ان کی پتلی ہوئی حالت سب نے ہی انجوائے کی تھی۔ تب سب قہقہے لگا کر ہنس پڑے۔

وہ دونوں بھی وہاں سے کھسک لیں۔

رواحہ اپنے کمرے میں آئی تھی۔ سانس یوں پھول گیا تھا جیسے ہل چلا کر آئی تھی۔ بے دھیانی میں ہی ڈریسنگ کے سامنے آئی تو چونک چونک گئی۔ حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا تھا اپنا چہرہ دیکھ کر، کہ نچلے ہونٹ پر بڑا واضح کٹ کا نشان تھا۔

ی،،،یہ،،،کک،،کیسے،،ہوا،،رات خواب میں اس شخص کی گستاخیاں سوچ کر ہی جان ہوا ہوئی جا رہی تھی۔ اور اب یہ،، وہ شدید الجھی۔

مگر ایک اور سوچ نے خود پر ہی گھڑوں پانی ڈال دیا۔ اونہہ اس خواب کے چکر میں لگتا ہے خود ہی کاٹ لیا۔۔۔۔ چھییییییی،، رواحہ ڈوب مرو۔ اس خود سے بھی شرم محسوس ہوئی۔

ادھر مفرا اپنے روم میں آئی تو پیچھے ہی جبران چلا آیا وہ آکر صوفے پر بیٹھی تھی جب جبران نے اس کے سامنے کچھ پیپر بڑھائے۔

مفرا نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode29......

اب تو میری رگ وپے میں سرایت کرچکا ھے لمس تیرے احساس کا
وگرنہ تجھ سے ملنے سے پہلے،،، میں بھی تھی مجھ میں جگہ جگہ...

مفرا نے سوالیہ نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔
ایڈمیشن فارم ہے تمھارا، میڈیکل کالج میں پڑھ رہی تھیں ناں،، تھرائیر چل رہا تھا،، تو اب ادھر کے قریبی میڈیکل کالج میں ایڈمیشن کروایا ہے تمھارا میں نے،، جلدی سے ریڈی ہو جاؤ آج پرنسپل سے ملوانا ہے تمھیں،،
وہ تفصیل بتاتے ڈریسنگ کی جانب بڑھ گیا تھا۔

چاکلیٹ براؤن ڈنر سوٹ میں سرخ و سفید رنگت اور اونچا لمبا سر وقد، مردانہ وجاہت کا شہکار وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا مصروف سا گھڑی اٹھا کر اپنے ہاتھ میں پہن رہا تھا۔
وہ جو چور نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جبران نے اچانک آئینے میں سے اسے دیکھا تو بری طرح گڑبڑائی۔ اور نگاہ پھیر لی۔
جبران گہرا مسکرایا۔

توکیا ہم گھر نہیں جائیں گے؟ وہ پوچھ بیٹھی۔

کیوں بھابھی کی کچھ زیادہ یاد ستا رہی ہے؟ جبران نے چھیڑا اور دانتوں تلے لب دبایا۔

آپ نے کئی جھوٹ بولے ہیں ہم سے؟ وہ اس کا مزاق اگنور کرتی آبرو اچکا کر بولی۔

مثلاً؟ جبران کا اس کو چھیڑنے کا دل کر رہا تھا، چاہتا تھا وہ اپنے دل میں چھپی ہر الجھن کا زکر اس سے کرے، اس سے شئیر کرے۔

مثلاً کہ آپ کے گھر میں کوئی نہیں ہوتا سب امریکہ میں ہوتے ہیں، پر ادھر یہ سب، وہ الجھی الجھی سی بھی اس کے دل میں اتری۔

جانتا ہوں کافی سارے جھوٹ بولے ہیں مگر ان کا آنسر رات کو دوں گا فرصت میں ابھی جانا ہے ہم نے، وہ معنی خیز لہجے میں بولا تو مفرا کے ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں۔

تبھی جبران کا فون رنگ ہوا تھا۔۔ ہوسپٹل سے تھا۔ فون یس کر کے کان کو لگایا۔

یس ڈاکٹر جبران کبیر اسپیکنگ؟

ڈاکٹر،، فوراََ ہوسپیٹل پہنچیں،، علیزے میم کی طبیعت بہت خراب،، وہ کسی بھی وقت،، آپ پلیز فوراََ آئیں۔

دوسری جانب کی بات سن کر جبران نے ٹینشن میں ماتھے پر دو انگلیاں پھیریں۔ ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے بے تحاشا مضبوط اعصاب کے مالک ہونے کے باوجود وہ پریشان ہوا تھا۔ ایشان بھی یہاں نہیں تھا اگر اسے کچھ ہو جاتا تو؟

سنو مفرا تم ریڈی رہنا میں کچھ دیر تک لوٹوں گا، ہاسپٹل میں ایمرجنسی ہو گئی ہے، ،مجھے ابھی جانا ہو گا۔

وہ کہتا فوراً وہاں سے نکلا تھا۔ تیز ڈرائیونگ کرتے ہاسپٹل پہنچا تھا۔

تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سیکنڈ فلور پر موجود آئی سی یو میں پہنچا تھا جہاں علیزے گھرے گھرے سانس بھرتی اپنے آخری سانسیں لے رہی تھی۔

علیزے،، جبران لپک کر اس کے قریب آیا۔ وہ جو اسے سب کچھ بتا چکا تھا۔ علیزے مطمئن ہو چکی تھی۔ اور علیزے کے لئے اب بھی یہی تھا کہ سامنے بیٹھا شخص روشے کا ایش ہے۔۔ کیوں کے اگر اسے پتہ چل جاتا کہ روشے اور ایشان یہاں نہیں ہیں تو وہ سو طرح کے سوال کرتی۔۔ جبران کو دیکھ نیم مردہ وجود میں حرکت ہوئی تھی۔ اشارے سے قریب بلایا۔ جبران اس کے قریب بیٹھا۔ اس نے اپنا آکسیجن ماسک ریموو کیا۔

جبران نے منع کرنا چاہا مگر اس نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا۔

ڈاکٹر،، جانے کا وقت آ گیا،، اس نے زخمی سی مسکراہٹ اپنے خشک اور سیاہ پڑتے ہونٹوں پر سجاتے اسے کہا۔۔

جبران کے اعصاب چٹخ گئے۔۔ لاسٹ سٹیج پر تھی۔ کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہیں ہر انسان پر اسے بنانے والے کی حیثیت اور طاقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر،، روشے کا بہت،،،،،، خیال رکھنا،، میری قربانی،،،،،، ضائع مت ہونے دینا،، وہ بہت معصوم ہے،،،،،،، اس کا بہت خیال،،،،،،،،،،،،، میں نے اس کے لئے،،،،، ویڈیو میسج چھوڑا ہے،،، جب،، ٹھیک ہو جائے تو،،،

تبھی علیزے کی سانس اکھڑی تھی۔

جان کنی کا علم تھا۔ جبران کے لئے یہ اعصاب شکن تھا۔ مگر پھر بھی وہ اس نازک لڑکی کو مرتے دیکھ رہا تھا۔ اور اگر آروشے ٹھیک ہوتی اور اس کے پاس ہوتی تو جیسے قیامت ہی برپا ہو جاتی۔

کچھ پلوں کی سانسوں کی موت سے آخری جنگ تھی۔ جو آخر موت کی جیت پر ختم ہوئی۔

اس کی ساکت ہوئی آنکھوں کی پتلیوں میں جانے کتنے غموں کے ڈیرے اور حسرتوں کی آماجگاہ نے بسیرے کر رکھے تھے۔ جو زیادہ دیر جبران دیکھ نہیں پایا تھا۔ تبھی اس کی مردہ آنکھیں بند کرتا چلا گیا۔

جبران کی آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ انگارا ہوئیں تھیں۔ ای سی جی مشین پر ساکت ہوتی لائنز سے ڈاکٹر اور نرسز چونکے تھے۔

ڈاکٹر جبران شی از،،، ڈاکٹر فیصل جھجھکے۔۔

نو مور،،، آئی نو،،

وہ جھٹکے سے اٹھا اور باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ بیڈ پر اپنے ٹوائز بکھیرے مگن سی بیٹھی تھی۔ پیچ کلر کی شارٹ فراک اور ٹراؤزر میں معصوم چہرہ ہر فکر و پریشانی سے دور تھا۔

ایشان بلکل اس کے سامنے بیٹھا ڈاکٹر جنت سے فون پر بات کر رہا تھا اور انھیں آروشے کی تمام ڈیٹیلز بتا رہا تھا۔

تبھی آروشے بیڈ سے نیچے اتر کر ایشان کے قریب آئی تھی ہاتھ میں ایک خوبصورت ڈول تھی۔ ایشان جو اپنی بات مکمل کر کے فون رکھ چکا تھا۔ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

یہ دیکھو ایش میری علیزے ڈول،، بلکل آپو جیسی بیوٹی فل سی، میری پرنسز،، وہ جانے کیوں مگر ڈول کو چومے جا رہی تھی۔

ایش آپو کب آئیں گی؟ اتنے ے ے ے ے ے ے ے ے سارے ڈیز ہو گئے آپو نہیں آئیں۔ ایش آ گیا،، بٹ آپو نہیں آئیں، مجھے آپو چاہیں، مجھے علیزے چاہیے،، وہ جانے کیوں مگر ضد سی کرنے لگی۔

تبھی ایشان کے موبائل پر میسج بلنک ہوا تھا۔ جبران کا تھا۔ اس نے کھول کر دیکھا تو پیروں نیچے سے زمین کھسکی۔ کیسی روح فرسا خبر تھی۔ سامنے اس معصوم چہرے کو دیکھا جو ابھی تک علیزے ڈول کو چومنے میں مصروف تھی۔

ایش ٹیل می آپو کب آئیں گی؟ اس نے پھر ایشان کو دیکھا۔ ایشان کی سرخ آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ تبھی اسے کھینچ کر سینے میں بھینچا۔

ائم سوری،، آروشے،، آئم رئیلی ویری سوری،، ایشان کے آنسو آروشے کے کندھے پہ شرٹ میں جزب ہوئے تھے۔

جنھیں محسوس کر روشے کے نین کٹورے حیرت سے پھیلے تھے۔

ہوووووو،، واٹ ہیپنڈ ایش،، کس نے مارا،، میرے ایش کو،، ابھی بتاؤ میں ابھی ماروں گی اس کو،، آروشے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ اس کی نم ہوئی آنکھیں دیکھ کر بولی۔

ایشان روتے ہوئے اپنی کارٹون کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

ایش سیڈ ہے؟ اب وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کو پوچھ رہی تھی۔

یس،، ایشان نے کہا کیوں کہ وہ علیزے کی ناگہانی موت سے بہت دکھی تھا۔

اوکے،، ابھی روشے بے بی، ایش کو ایک میجک والی کسی اور ہگ دے گی تو ایش ہیپی ہو جائے گا۔ وہ اسے پیار سے پچکارتے بولی۔

دو،، ایشان نے شکر ادا کیا کہ اس کا دھیان آپو پہ سے ہٹ چکا تھا۔ آروشے نے اس گلے لگایا اور ماتھے پر اپنے لب رکھے۔

یو فیل بیٹر؟ روشے بے بی نے آنکھیں پٹپٹا کر کہا۔

یس،،،، ایشان نے کہتے چپکے سے اس کی علیزے ڈول چھپا دی تھی۔

اب تو وقعی علیزے ڈول اپنی چھوٹی جان سے پیاری بہن کی نگاہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھپنے والی تھی، اوجھل ہونے والی تھی۔ وہ اس کا دھیان دوسری جانب بٹا کر باہر لاؤنج میں آیا تھا۔ جہاں ابھی ابھی گرین مونسٹر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر تا تھکا ہارا لوٹا تھا۔ اسے بھی جبران کا میسج آچکا تھا۔

ایشان،، اس نے ایشان کو پکارا۔

جی بھائی،،

بہت دکھ ہوا یار،، علیزے کا مگر اب تم بھی سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھانا، جبران نے سونیا کو میرے ساتھ بھیجا ہے،

میں سوچ چکا ہوں،، وہ سنجیدگی سے بولا۔

ماہر نے اسے غور سے دیکھا تھا جو اپنی اور آروشے کی زندگی سے کھیلنے چلا تھا۔ اور داؤ ہر ان کا رشتہ لگا تھا۔

رواحہ ظہر ادا کر کے ہٹی تھی جب منی اس کے کمرے میں آئی۔ مگر اسے غور سے دیکھ کر چونک گئی۔۔

ارے یہ تمھارے ہونٹ پہ کیا ہوا مارش میلو،، لہجہ کافی معنی خیز تھا مگر یہاں غور کون کر رہا تھا۔۔

کچھ نہیں،، رات شاید کسی مچھر نے کاٹ لیا،، وہ نگاہیں چرا کر بولی۔

اے اتنی اداس کیوں ہو سہیلی،، وہ سبز بلا یاد آ رہی ہے کیا،، وہ پریشان ہوئی۔

وہ منی،، وہ رات میرے خواب میں آئے،، اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔

جنھیں دیکھ کوئی بے چین و بیقرار ہوا تھا۔

تو،، کیا بول رہا تھا جلاد کہیں کا،، منی نے دانتوں تلے لب دبایا۔

بول رہے تھے جلد لوٹوں گا،، اس نے دھیمے سے کہا۔

اور تنگ تو نہیں کیا میری سہیلی کو خواب میں،، منی نے چھیڑا تو رواحہ کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔

نن،، نہیں،، منی پلیز تنگ مت کرو،، وہ جھلائی۔

اونہہ تنگ میں نے کیا کرنا،، تنگ تو اس نے کیا ہو گا،، کالے لباس میں سبز بلا نے ڈرایا ہو گا میری نازک سہیلی مارش میلو کو،، وہ بھی ہاتھ لہراتی اپنی لے میں بول گئی۔ جبکہ رواحہ بے تحاشا چونکی۔

منی میں نے خواب میں ان کے ڈریس کا کلر تو بتایا ہی نہیں تو؟ رواحہ نے آبرو اچکا کر منی سے پوچھا تو منی شدید گڑبڑائی۔

ارے مجھے یاد آیا میں نے تو اماں ریشماں کو چائے دے کر آنا تھا۔ وہ کہتی وہاں سے کھسک گئی۔

رواحہ جھنجھلائی۔

تو مطلب رات وہ آئے تھے۔۔ مگر واپس کیوں گئے۔۔ کندھے پر پٹی بندھی محسوس ہوئی تھی۔۔ کیا چھپا رہے ہیں۔ اس تکیہ اٹھا کر زمین پر پٹخا۔۔ اور بے آواز گھٹنوں میں منہ دئیے رو دی۔۔ تبھی فون رنگ ہوا تھا جو ایک دو دن پہلے ہی منی نے اسے دیا تھا۔ مگر اس پر کال پہلی مرتبہ آئی تھی۔
مسلسل بجتی بیل پر اس نے گھٹنوں سے چہرہ نکالا اور فون دیکھا۔ فون کے وال پیپر پر ایک خوبرو سے شخص کی تصویر جگمگا رہی تھی۔ اور نمبر پر ماہر لکھا ہوا تھا۔
اس نے بمشکل یس کر کے فون کان کے ساتھ لگایا۔ مگر بہتے آنسوؤں کی وجہ سے خاموش ہی رہی۔

ائم سوری میری مارش میلو،، اس محبت کی پہلی نشانی کے لئے،، جانتا ہوں بہت نازک ہو،، مگر تمھیں اتنے دنوں بعد اتنے قریب دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا،،
چپ بلکل چپ،، بہت برے ہیں آپ،، آپ آئے تھے،، اور چلے گئے کیوں؟ کیا چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں آپ مجھ سے،، آپ کے کندھے پر پٹی بندھی تھی،، کیوں گئے آپ؟ وہ پھٹ پڑی۔
اگر رکتا تو قیامت آ جاتی روح،، برداشت کر پاتی میرا پاگل پن،، سہہ پاتیں میرا جنون اور شدتیں؟ وہ پر سکون تھا۔ آنکھیں موندے بیڈ پر لیٹا تھا۔ رواحہ کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔۔
رونا بند کرو روح،، بولا نا جلد لوٹوں گا،،

آپ کو کیا میرے ہنسنے اور رونے سے ،، اور آپ مجھ سے کیا چھپا رہے ہیں ؟

کچھ نہیں روح ،، پلیز یقین کرو یار ،، اور جلد ہی میں تمھارے یہ سارے ڈر نکال دوں گا ،،

میں آپ سے بات ہی کیوں کر رہی ہوں ،، وہ جھلائی ۔۔ اور فون رکھ دیا ۔ ماہر کے لبوں پر گہری مسکان سجی ۔۔ رات کی کارگزاری یاد آئی تو ایک مرتبہ پھر رگ و پے میں سرور سا دوڑ گیا ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آریان اپنے روم کی بالکونی پر کھڑا رات کے واقعات اپنے زہن میں دہرا رہا تھا ۔ اس پاگل لڑکی نے بہت بری طرح اسے ڈسٹرب کیا تھا ۔ رات بہت اچانک وہ بہت ہی بری طرح اس کے اعصاب پر سوار ہوئی تھی ۔۔ جس سے وہ بری طرح جھنجھلا رہا تھا ۔ سوچا نہیں تھا ہیلپ کر کے یوں مصیبت گلے ڈال لے گا ۔ کچھ ہی دیر میں ہوسپیٹل کے لیۓ بھی نکلنا تھا ۔ پریکٹس سٹارٹ کرنی تھی اور جبران نے بڑے سٹریکلی آرڈرز دیۓ تھے کہ وقت کی پابندی رکھنی ہے ۔ ایوننگ ڈیوٹی تھی سو اسے اپنے کام پر کانسنٹریٹ کرنا تھا جو وہ ہرگز نہیں کر پا رہا تھا ۔

وہ ابھی انھیں سوچوں میں الجھا تھا کہ بیرونی گیٹ سے میڈم خراماں خراماں چلتی اندر آ رہیں تھیں ۔

ایک تو اس لڑکی کو اپنے گھر چین نہیں ،، وہ دل میں دانت پیس کر بولا ۔ ادھر شفا بھی اسے دیکھ چکی تھی ۔ ہاتھ ہلا کر اسے وش کیا تو آریان اور بھی جھنجھلایا اور بالکونی سے ہٹ گیا ۔

وہ رات کافی دیر اسے سوچتی رہی تھی۔ وہ سیف کا بچہ تو ناک تڑوا کر پتہ نہیں کہاں گیا تھا۔ صبح کو بھی اس منحوس کا سامنا نا ہو لہذا وہ جلد ہی کالج کے لئے نکل گئی۔ کالج سے واپسی پر وہ گھر جانے کی بجائے اب سیدھا ادھر آ گئی تھی۔

بیگ کمر پر تھا۔ اندر لاؤنج میں داخل ہوئی تو پہلے کی نسبت کافی رونق نظر آئی۔ پاشا، کبیر اور سوہم بھی ادھر ہی بیٹھے تھے۔

ہائے ایوری ون،، اس نے اونچی آواز میں وش کیا۔

رحاب اسے دیکھ کر مسکرائی۔ وہ سیدھا پاشا کہ پاس گئی۔

اتنے سے سے دنوں بعد ہینڈسم انکل آپ نظر آئے مجھے،، کہاں تھے آپ،، وہ جتنی فری ہو کر ہاشا ابراہیم سے بات کر رہی تھی۔ سوہم اور کبیر کو حیرت ہی ہوئی۔

بزنس کے سلسلے میں بیرون ملک تھا،، ان سے ملو یہ دونوں میرے بھائی ہیں،،

جی جی نظر آ رہا ہے،، ایک تو آپ سب لوگ اتنے ایجڈ ہو کر بھی اتنے ہینڈسم ہیں ایک میرے پاپا ہیں ڈی آئی جی ہو کر بھی توند نکلی ہوئی ہے ویسے آپس کی بات ہے کس چکی کا آٹا کھاتے ہیں آپ لوگ،، اس کے شوشے پر سب ہی ہنس رہے تھے۔

اور یہ تو ماہر بھائی کے ڈیڈ لگتے ہیں ہے ناں،،، وہ اکسائٹڈ سی سوہم خان کے پاس بیٹھ گئی۔۔

یس سہی گیس تھا اور اب میں نے یہ پوچھنا تھا کہ یہ چھوٹی سی گڑیا کہاں سے آئی ہے۔

پھر شفا تھی اور اس کی چلتی زبان ،، فیورٹ ہابی دماغ کی دہی کرنا جو وہ بخوبی ابھی کر رہی تھی۔

تبھی آریان مکمل ڈاکٹرز والے حلیے میں وائٹ کوٹ پہنے اسٹیتھواسکوپ گلے میں لٹکائے باہر نکلا تھا۔۔ جسے دیکھ کسی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں تھیں۔

مام میں ہوسپٹل جا رہا ہوں۔۔ وہ اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈال کر باہر نکلا۔

میں بھی چلتی ہوں،، شفا جلدی سے بول کر اس کے پیچھے لپکی جو سب نے نوٹ کیا۔

شفا باہر آئی تو وہ گاڑی ان لاک کر رہا تھا۔ وہ بھاگ کر اس کے پاس آئی۔۔

واؤ،، تم ڈاکٹر ہو،، شفا اس کے سامنے آئی تھی۔ اس نے سرد سی آہ بھری۔

تمھیں کوئی شک ہے،، اس نے آبرو اچکا کے پوچھا۔

ایکچوئلی،،یس،، وہ کیا ہے ناں شکل سے تو کوئی جمناسٹک ماسٹر لگتے ہو اسی لئے کنفرم کر لیا، وہ چہک کر بولی۔

آں ہاں شکل سے تو تم بھی بھنگن لگتی ہو میں نے کبھی کنفرم کیا؟ آریان نے سکون سے کہا۔

واٹ،،، میں تمھیں بھنگن لگتی ہوں،، اتنی خوبصورت لڑکی اپنی زندگی میں کبھی دیکھی بھی ہے؟ وہ پونی ٹیل جھلاتی پوچھ بیٹھی اور آریان کا دل اس پاگل لڑکی کی عقل پر ماتم کرنے کو کیا۔ جو جانے انجانے کسی غیر لڑکے کی توجہ اپنے نوخیز حسن پر دلا رہی تھی۔

آریان نے سفید یونیفارم میں روئی کی طرح اس نازک وجود اور سرخ ہونٹوں پر سے نگاہ چرائی،، اور گاڑی میں سے نکال کر دو چیزیں اس کی جانب بڑھائیں۔۔

واٹ از دس ؟ شفا کی آنکھوں میں حیرت تھی۔۔ مگر دونوں چیزیں تھام لیں۔

یہ پیپر سپرے ہے،، بہت پاور فل،، اگر کسی کی آنکھوں میں پڑ جائے تو نانی یاد آ جائے اسے، ہر وقت پاس رکھنا اپنے،، اور اس سے یہ بٹن پش کرتے ہی الیکٹر شاک لگتا ہے،، کہ اگلے بندے کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ سیلف ڈیفنس کے لئے تم جیسی ہر لڑکی کے پاس ہونا چاہیئے،، اپنی حفاظت خود کرنا سیکھو کسی پر ڈپینڈ ہونے سے بہتر ہے۔ وہ کہتا گاڑی میں بیٹھ جا چکا تھا۔۔

یہ بندہ ہر ملاقات کے بعد اسے حیرت میں بتلا کر دیا کرتا تھا۔ اس نے اطمینان سے دونوں چیزیں پہلو میں بنی پاکٹ میں ڈالیں اور اپنے گھر کے لئے نکلی۔

اونہہ شیطان کہیں کے اب ہاتھ لگا نا مجھے دیکھنا کیا حشر کرتی میں تمھارا،، اب میرا فرینڈ میرے ساتھ ہے۔۔

ہیں فرینڈ،، دل نے جیسے آبرو اچکا کر پوچھا ہو۔۔

شٹ اپ،، اس نے دل کو ڈپٹا اور با آواز بلند بڑبڑاتی باہر نکلی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا ضروری پیپر فائل میں رکھ رہا تھا۔ بہت ضروری ثبوت اور پیپر ہاتھ لگے تھے۔ کیس بھی ری اوپن کرنے کی فائل دائر کروا چکا تھا۔۔

تبھی فون کی بیل رنگ ہوئی تھی۔ یس کر کے کان کو لگایا۔

بولو وسیع؟ ماہ بیر عجلت میں تھا یہ پیپر کسی محفوظ مقام تک پہنچانے تھے۔

سر بری خبر ہے،، وہ منیر چیمہ اور رستم پھر ادھر آ گئے ہیں،، انھیں یہ تو نہیں پتہ کہ آپ کون ہیں ہاں مگر وہ وکیل جس نے یہ کیس ری اوپن کیا ہے اس کے متعلق وہ ایڑھی چوٹی کا زور لگائیں گے جاننے کے لئے اور اسے اپنے راستے سے ہٹانے کے لئے،، سو وہ آپ کے آفس کی جانب آ رہے ہیں،،

واٹ،، ماہ بیر چونکا۔

او کے رائٹ ابھی میرے پاس ضروری پیپر ہیں، میں نکل رہا ہوں تم سب کو آگاہ کر دو،،

سر آپ کی جان کو خطرہ ہے،، وسیع چیخا۔۔

میں نہیں ڈرتا،، اپارٹمنٹ جاؤں گا،، وہ کہتا فون رکھ چکا تھا۔ وہ پیپر لے کر پچھلے دروازے سے نکلا تھا۔

گاڑی فوراً نکالی تو دیکھا کہ ایک اور گاڑی تعاقب میں ہے اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تبھی ماہ بیر کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی تھی۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode30.....#Eshan&Roshybabyspecial

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہ بیر کی گاڑی پر مسلسل ہوتی فائرنگ سے بھی اس کے اطمینان میں خاطر خواہ فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ کاش دشمن عناصر کی کوششوں میں اتنا دم خم ہوتا کہ وہ ماہ بیر راسم حفیظ کو ڈرانے میں کامیاب ہو جاتے۔۔ فون پر مخصوص میسج رنگ ہوا تو وہ گہرا مسکرایا۔

ایک تو یہ گرین مونسٹر پتہ نہیں کب تک ہمیں بچہ سمجھتا رہے گا۔

وہ تیزی سے ڈرائیونگ کرتا انھیں گھما کر ٹارگٹ کی جگہ پر لا چکا تھا۔۔ پھر جب ان گاڑیوں کے تعاقب میں آتی گاڑیوں سے ان دشمنوں پر فائرنگ ہونا شروع ہوئی تو شدید قسم کی چیخ و پکار شروع ہو گئی۔

اونہہہہ،، بزدل، الو کے پٹھے،، کچھ کو زندہ پکڑ لیا گیا تھا، کچھ اس کے تعقب میں آتے لوگوں کو جہنم رسید کر دیا گیا تھا۔ جبکہ وہ اطمینان سے گاڑی ٹھکانے لگا تا اب فائل لے کر اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ چکا تھا۔۔ وہ وائٹ پیلس کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔۔

اب اس کے پیچھے راستہ بلکل کلئیر تھا۔ وہ گھوم کر وائٹ پیلس کے خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے بیسمینٹ میں آیا تھا جہاں پر سب موجود تھے۔

پاشا سوہم اور کبیر،، جو اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

کتنی مرتبہ کہا ہے ماہ بیر اپنے ساتھ گارڈز رکھا کرو،، یا کم از کم اپنے آفس کے ارد گرد ہی سکیورٹی بڑھا دو،، پاشا نے دانت پیس کر کہا تو وہ ان کی فکر پر مسکرا دیا۔

اوکم آن بڑے پاپا،، سکیورٹی کی ضرورت مجھے نہیں انھیں ہے، جانتے نہیں،، گرین مونسٹر کی پل پل نظر رہتی ہے ہم پر،، اور وہ اس معاملے میں سب سے زیادہ ظالم ہے،، اس نے منہ بنایا۔ ابھی بھی مجھے تو کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی جانے کیسے ان کے بندوں کو خواب آ جاتا ہے کہ ہم پر اٹیک ہوا ہے،،

وہ اطمینان سے کہتا اب پاشا کے اشارہ کرنے پر فائل انھیں تھما چکا تھا۔ جبکہ اس کی اس بات پر سوہم خان گھرا مسکرایا۔

بڑے پاپا اس فائل میں وہ سب ثبوت اور پیپر موجود ہیں جو میجر عاصم حسین کو بے گناہ ثابت کرتے ہیں۔ ان میں موجود ہے کہ کیسے اس کمینے ڈیفنس منسٹر نے اپنا کیا ہوا میجر عاصم کے سر پر تھوپ کر کیسے انھیں اور آپ لوگوں کو غدار ثابت کیا تھا۔

کیسے ان پر کورٹ مارشل لگایا گیا، کیسے آپ لوگوں کے دہشتگردوں سے تعلقات کے جھوٹے ثبوت پیش کیے گئے ہر ثبوت موجود ہے اب،،،، وہ تمام مائیکرو چپس، ریکارڈنگز بھی ہیں،، اب دنیا کی کوئی طاقت انھیں سزا سے نہیں بچا پائے گی، اور سچ سب کے سامنے آ جائے گا۔

ماہ بیر نے ڈیٹیلز بتائیں۔۔

بہت خوب ماہ بیر،،، اس وقت کا بہت انتظار کیا ہے ہم نے،، اور مال بیسمیٹ میں پہنچا دیا ہے ناں،،

بلکل بہت خفیہ طریقے سے اور پوری حفاظت کے ساتھ پہنچا دیا گیا ہے،، پلان کے مطابق وہ سب یہاں پہنچ چکے ہیں اب بس ماہر اور ایشان کا انتظار ہے اور عدالت کی اگلی تاریخ کا،، بس ایک مرتبہ عدالت اپنا فیصلہ سنا دے اور میجر عاصم اور آپ لوگوں پر سے یہ الزامات ہٹ جائیں،، پھر اس کے بعد

Executioners

کی اپنی عدالت لگے گی، جہاں نا تاریخ نا کوئی جج نا وکیل سیدھا سزائے موت،،

ماہ بیر اطمینان سے بتا تا چلا گیا۔ مگر اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

اچھا اچھا بھگتا لینا دشمنوں کو بھی،، پہلے جا کر اپنی جج صاحبہ کے سامنے پیشی دو جا کر،، زمل بتا رہی تھی طبیعت ٹھیک نہیں،، جاؤ جا کر دیکھو اسے،، ہم آتے ہیں،،

جی،، چھوٹے پاپا،، وہ کہتا کان کجھا تا وہاں سے کھسک لیا تو وہ سب معنی خیز سا مسکرا دیئے۔

اتنے سالوں کے انتظار کے بعد یہ فائل ہاتھ لگی تھی وہ تینوں سر جوڑے اب فائل کھولے کچھ ضروری پوائنٹس ڈسکس کرنے لگے۔

جبکہ ماہ بیر مسکراہٹ دبا تا مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وائٹ پیلس کے اندرونی سائیڈ کی طرف بڑھا۔

وہ کھڑکی میں کھڑا تھا جب ڈاکٹر جنت کے الفاظ کانوں میں دوبارہ گونجے۔۔

میڈیسنز سے آروشے کے اعصاب سٹرونگ کرنے کی کوشش کی ہے اتنے عرصے،، اب دو آپشن ہیں اسے نارمل کرنے کے لیئے،، اور سب کچھ یاد دلانے کے لیئے،، یا تو الیکٹر شاک کا سیشن جو کہ نہایت تکلیف دہ ہوگا یا پھر یہ کہ وہ حادثہ اس کے سامنے دہرایا جائے جو اس کے لیئے سب سے بڑے صدمے کا باعث بنا تھا۔ ہوگا تو یہ بھی تکلیف دہ مگر الیکٹرک شاک سے کم،،
اور سب سے بڑھ کر کوئی گارنٹی نہیں ہے،، بلکہ میں تو یہ کہوں گی ون ہنڈرڈ میں سے ٹو پرسنٹ چانس بھی نہیں ہیں کہ وہ نارمل ہونے کے بعد پاگل پن کے اس دور کی کوئی بھی چیز یاد بھی رکھ پائے گی۔ وہ سب بھول جائے گی ایشان،، حتی کے تمھیں بھی پہچان نہیں پائے گی اور بھول جائے گی،، اس کے لیئے مینٹلی خود کو تیار رکھنا۔
اور ڈاکٹر جنت کے یہ آخری الفاظ اس کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برسے تھے۔۔ کہ اس کی روح تک کانپ گئی تھی۔ وہ اندر تک ہل چکا تھا۔ اسی گہری سوچ میں تھا کہ اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو ماہر تھا،،

سب تیاری مکمل ہے ایشان تم تیار ہو؟ ماہر نے ایک مرتبہ پھر جانچتے لہجے میں اس سے پوچھا۔
جی بھائی،، ضبط کے طوفان پر بند باندھتے اس نے کہا اور پیچھے مڑا۔۔

تم سوچ لو دوبارہ ایشان،، وہ کس قدر خوفزدہ ہے جب سے اس گھر میں آئی ہے کمرے سے باہر نہیں نکلتی۔ شاید اس کا لاشعور اس گھر کو پہچان چکا ہے تبھی تو وہ اس دن کی لاونج میں نکلی ہی نہیں جبکہ وائٹ پیلس میں سب جگہ کھیلتی پھرتی تھی،، اگر اسے کچھ ہو گیا تو،،، میں چاہتا ہوں ہر طرف سے سوچ سمجھ کر تم یہ قدم اٹھاؤ، ماہر نے کہا تو ایشان نے جبڑے بھینچے۔۔

آئم ریڈی بھائی،، ہر طرح کے نتیجے کے لئے میں تیار ہوں،،

چلو پھر لاؤ اسے باہر لاؤنج میں،، ماہر کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔

ایشان آروشے کے کمرے میں آیا جہاں وہ اس کے موبائل میں کارٹون دیکھ رہی تھی۔

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا۔

آروشے،، اس نے پکارا،، پکاریں صدیوں کی تڑپ تھی جیسے۔ بکھرا حلیہ اور لال انگارا آنکھیں،،

اووو،، پلیز ایش ڈونٹ ڈسٹرب می،، بہت اچھے کارٹون ہیں،، وہ موبائل میں مگن تھی ایشان اسے دیکھے گیا۔

آں ہاں،، میں تو آیا تھا کہ روشے بے بی کے ساتھ ہائیڈ اینڈ سیک کھیلوں گا مگر اب تو روشے بے بی بزی ہے تو جا رہا ہوں۔۔

نو،،، نو،،، ایش،، وہ والی گیم زیادہ مزے کی ہوگی مجھے وہی کھیلنی ہے۔۔ وہ اچھل کر اٹھی اور موبائل ایک طرف رکھا۔

تو ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ،،، میں اور روشے بے بی چھپ جائیں گے اور ماہر بھائی ڈھونڈیں گے ہمیں اوکے،، وہ کہتا اسے باہر اس چھوٹے سے لاؤنج میں لایا تھا۔

اکے رائٹ،، وہ اس کے پیچھے تھی مگر جب ایشان اسے اس سیکرٹ کیبن تک لایا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔

وہ زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی اور اس سے پہلے کے واپس روم میں بھاگ جاتی ایشان نے زبردستی پکڑ کر اسے اس کیبن میں بٹھا دیا تھا۔

نو،،، نو،، نو،، ایش،،،، یہ بہت ڈرٹی گیم ہے،، گندی والی،،، روشے بے بی کو نہیں کھیلنی،، نو،، نو،، وہ شور مچانے لگی پینک ہونے لگی،، مگر ایشان تنے اعصاب اور لال انگارا آنکھیں لیے اسے زبردستی وہاں لاک کر چکا تھا،، ہاں مگر اس کی شرٹ پر ایک منی مائیکروفون اور کیمرا لگا ہوا تھا۔ کیبن میں ہول بھی بڑا کر دیا تھا انھو نے جہاں سے وہ سب بڑے واضح انداز میں دیکھ سکتی تھی۔۔

ایشان اسے وہاں بند کر کے گیا تو فوراً لائٹس جلی بجھیں،، اور ماہر اپنے چند آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ آروشے پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ منظر دیکھنے لگی۔ آواز حلق میں اٹک گئی تھی۔ جب سونیا اندر سے بھاگ کر باہر آئی۔۔

کون ہو تم لوگ اور اندر کہاں گھسے چلے آ رہے ہو۔

تب ماہر نے اس کے مما بابا پر تشدد کرنے کی ایکٹنگ کی تھی۔ آروشے کی چیخ و پکار شروع ہوئی تھی۔

نہیں،، جانے دو انھیں،، چھوڑ دو مما بابا،، وہ چیخنے گئی۔

ادھر باہر نقلی مما بابا فرش پر ڈھیر ہوئے تو ماہر سونیا کی جانب بڑھا تھا۔

علیزے آپی،، وہ چلائی،، چھوڑو،، دور ہٹو ان سے،، درندے پاگل انسان،، دور ہٹو میری آپی سے
،، آپی خدا کے لئے اپنی قسم واپس لے لیں،

وہ کیبن میں بغیر پانی کی مچھلی کی طرح پھڑ پھڑا رہی تھی۔

ماہر نے سونیا کو بازو سے پکڑ کر صوفے پر دھکیلا،، سونیا کی چیخ و پکار گھر میں گونج رہی تھی اور آروشے کے جسم سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ تمام دھندلے مناظر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دماغ میں روشن ہوئے تھے۔ کیسے انھیں یتیم کیا گیا۔ کیسے انھیں برباد کیا گیا۔ کیسے اس کی بہن نے اسے بچانے کو خود کو اس درندے کے سامنے پھینک دیا کہ جس کا گلٹ نے اس کا دماغ ہی الٹا دیا تھا۔

ہیے چھوڑو میری آپی کو،، علیزے آپو،،، گندے،، درندے جانور چھوڑو انھیں،، وہ اب چیختی چلاتی،، تمام پچھلی باتیں دہراتی کیبن کو زور، زور سے دھڑا دھڑا رہی تھی۔ آخر جب برداشت ختم ہوئی تو وہ کیبن میں بے ہوش ہوتی ایک جانب لڑھک گئی۔ تبھی باہر ایشان نکل کر سامنے آیا تھا ماہر کو اشارہ کیا۔۔

سونیا اور ان کے آدمی باہر چلے گئے تھے جب کے وہ دونوں کیبن کی جانب لپکے۔

ایشان نے اسے باہر نکالا۔۔

ڈاکٹر سمیرا کو بلانا ہوگا بھائی ،، ایشان نے کیا تو ماہر سر ہلاتا باہر گیا جبکہ ایشان اسے بازوؤں میں اٹھائے اندر روم میں لایا۔

کچھ ہی دیر بعد ڈاکٹر سمیرا بھی آ گئیں تھیں۔ انھوں نے آروشے کا تفصیلی چیک اپ کیا۔۔

وہی صدمے کی حالت ہے ،، میرا خیال ہے انھیں سب یاد آ گیا ہے۔ اٹھ کر پینک کریں گی ،، اسی لئے سکون آور انجیکشن دے رہی ہوں کچھ گھنٹوں بعد اٹھیں گی ، مجھے یقین ہے کہ اپ اچھے سے ہینڈل کر پائیں گے۔۔

جی ڈاکٹر ، ایشان نے کہا۔ ڈاکٹر چلی گئیں۔۔

تب ایشان ماہر کے پاس ایا تھا۔

بھائی ہمارا ادھر کا کام ختم ہو گیا ہے تو واپس چلیں ،، میں چاہتا ہوں اب اسے ابراہیم ہاؤس میں ہی ہوش آئے۔۔ ویسے بھی ہمارے کافی سارے کام پینڈنگ پڑے ہیں اور علیزے کی بھی آخری رسومات ادا کرنی ہیں ابھی ،، وہ بظاہر لاپرواہ سا بولا۔

ٹھیک ہے تیاری مکمل ہے ،، ہیلی ریڈی ہے ،، چلو ،، ماہر نے کہا تو ایشان آروشے کے پاس آیا۔ سامان تو پہلے ہی سونیا لے جا چکی تھی۔ اب بس انھیں نکلنا تھا۔

جبران ہوسپیٹل سے گھر آیا تھا۔ وہ کافی مضبوط اعصاب کا مالک تھا مگر علیزے کی موت نے اسے دکھی کیا تھا۔

مگر ضبط کا دامن تھامے رکھا، انھوں نے گرین سگنل دے دیا تھا کہ واپس آ رہے ہیں تو وہ بھی اطمینان سے اب مفرا کو کالج لے کر جا سکتا تھا۔۔

وہ وائٹ پیلس آیا۔ مفرا تیار تھی۔ وہ اسے لے کر نکلا اور کچھ دیر بعد کالج کے پرنسپل آفس میں داخل ہوا تھا۔

آئیے آئیے ڈاکٹر جبران،، ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ تشریف لائے،، ویسے تو کافی مشکلوں سے وقت لینا پڑتا ہے اپنے کالج کے سیمینارز اور کانفرنسز کے لئے،،،

پرنسپل صاحبہ نے گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا۔

آپ کے لئے ایک اسپیشل سٹوڈنٹ لایا ہوں میم،، امید ہے آپ کے کالج کا نام روشن کریں گی۔

وہ کہتا گہری نگاہوں سے مفرا کو دیکھتا بولا تو وہ جو پہلے ہی گھبرا رہی تھی پہلو بدل کر رہ گئی۔

سوئیٹ پنک گرل کیا لگتی ہیں آپ کی،، یقیناً بہت اسپیشل ہوں گی،، جو آپ خود تشریف لائے ڈاکٹر،، پرنسپل کو تجسس ہوا۔

بہت اسپیشل ہے میم،، میری ایک اکلوتی وائف ہوتی ہیں،، جبران نے بتایا تو پرنسپل کو حیرت ہوئی

۔۔

رئیلی واؤ،، یہ تو بہت ہی اچھا ہو گیا کہ آپ کی وائف نے ہمارے کالج کے نصیب جگائے، اب جب بھی ہمیں آپ کو کالج بلانا ہوا کرے گا آپ کی ہوم منسٹر سے سفارش کروالیا کریں گے،،

اس بات پر وہ دونوں ہی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے۔ جب کہ مفرا بلش ہوتی مسکرا رہی تھی۔۔

چلیئے میں آپ کو پروفیسر ساجدہ میڈم سے ملواتی ہوں اور آپ کی مسز کو ان کے سپرد کر کے آئیں۔ پرنسپل اٹھنے لگی۔

ارے رہنے دیجئے میم،، آپ یہ تکلف مت کیجئے میں خود ہی لے جاتا ہوں،، اس کالج کے چپے چپے سے تو واقف ہوں، وہ کہتا اٹھا۔ مفرا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

پرنسپل نے ایک مہربان سی مسکراہٹ کے ساتھ سر سے اشارہ کیا۔ تو وہ اسے لئے باہر آیا۔

مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ اسے سمجھاتا رہا کون سا کس سٹینڈرڈ کا اپارٹمنٹ ہے، ایک بات جو مفرا نے نوٹ کر رہی تھی وہ یہ کہ جہاں جہاں سے وہ اسے لئے گزر رہا تھا لڑکیوں کا ہجوم سا اکھٹا ہو جاتا۔

وہ تھرائیر کے اپارٹمنٹ میں پہنچ چکے تھے۔ پروفیسر ساجدہ سے مل کر بہت اچھا لگا۔ وہ اور جبران کھڑے ہو کر باتیں کر رہے تھے۔

جب کلاس میں نسوانی بھنبھناہٹیں سنائی دیں۔ جو کہ مفرا بخوبی سن رہی تھی۔

یہ دیکھو ڈاکٹر جبران،، اس قدر ہینڈسم اور ڈیشنگ،، سچ میرا تو پچھلی کانفرنس سے ہی کرش تھا ان پر،،

ہائے ڈاکٹر جبران،، ہاؤ سوئیٹ اینڈ نائس پرسن،، میں تو مر ہی نا جاؤں ان پر،،

ارے وہ دیکھو فورتھ ائیر کی چڑیلیں،، کیسے انھیں دیکھنے ادھر تک آن پہنچی ہیں،،

اور یہ ان کے ساتھ کون ہے،،

مفرا کو جانے کیوں پتنگے لگے۔

مفرا،، ہییے،، پروفیسر صاحبہ تم سے کچھ پوچھ رہی ہیں،، جبران نے پکارا تو وہ گڑبڑائی اور جان بوجھ کر اب دو قدم آگے ہو کر جبران کے بلکل قریب ہو گئ۔

اور پروفیسر کے سوالوں کا جواب دینے لگی۔ بات مکمل ہوئی تو پروفیسر نے کہا کہ آپ انھیں چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔۔

مفرا گھبرائی تھی۔ اور ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔

پروفیسر میری وائف تو گھبرا رہی ہیں زرا انھیں تسلی دے کر اندر بھیجتا ہوں،، پروفیسر مسکرا دیں۔

وہ شرارت سے آہستگی سے کہتا اس کا ہاتھ تھام کر باہر آیا تھا۔ وہ اسے لئے طویل گراؤنڈ میں سے گزر کر باہر گیٹ تک آئے تھے۔۔

لڑکیاں شہد کی مکھیوں کی طرح ان کا پیچھا کر رہی تھیں مگر اسے تو جیسے فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ تھامے پہلو میں چلتے اس شاندار شخص کو دیکھے گئ۔

گاڑی تک پہنچ کر وہ رکا۔ میں جا رہا ہوں،، گھبرانا نہیں میری ہر وقت تم پر نظر رہنی ہے، اور لینے بھی میں ہی آؤں گا تمھیں،،، وہ اسے قریب کرتا بولا تو مفرا کی گھبراہٹ میں اضافہ ہی ہوا۔

میں ٹھیک ہوں آپ چلے جائیے،، میں انتظار کروں گی آپ کا،، وہ جلدی سے بولی مگر وہ اس کے قریب تر ہوتا گیا۔

سسس،،، سب،، دیکھ رہی ہیں،، اس کی زبان لڑکھڑائی۔

انھیں ہی تو دکھا رہا ہوں میری جان، وہ کہتا جھک کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھ چکا تھا۔ مفرا کو جانے کیوں مگر سکون سا ملا۔

وہ پیچھے ہٹا گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی نکالتا چلا گیا۔ وہ مسکراتی جان بوجھ کر ہاتھ ہلاتی رہی۔۔

اونہہ بندریاں کمینیاں،، وہ نخوت سے سوچتی اپنی پونی ٹیل جھلاتی کسی کو بھی دیکھے بغیر اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر اپنے روم میں داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا۔ وہ انھیں قدموں واپس لوٹا،،

رحاب مما،، رحاب مما،، ماہ بیر کی آواز وائٹ پیلس میں گونجی۔ فجر جو کہ ریشماں سے نایاب سے ملنے کی اجازت طلب کرنے گئی تھی اس کی آواز سن کر گڑبڑا گئی۔

تیز قدموں سے ریشماں کے کمرے سے نکلی۔ اور سامنے سے آتے اس کے چوڑے چٹانی سینے سے ٹکرا گئی۔

واٹ دا ہیل،،کس بات کی جلدی ہے تمھیں،،ہوش تو ہے کہ کس کنڈیشن میں ہو تم،،وہ اسے بازوؤں سے تھام کر سنبھالتا غرایا۔

آئم سوری،،مم،،میں نے دیکھا نہیں،،وہ مم،،میں،،اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

پاگل لڑکی،،میری تو خیر ہے تم اگر گر جاتی تو،،اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

ماہ بیر کے اگلے قدم سے وہ بوکھلائی تھی۔ ی،،،یہ کیا کر رہے ہیں،،آپ نیچے اتریں مم،،مجھے،،سب،،گھر،پر ہیں،،پپ،،پلیز،،

وہ اس کے بازوؤں میں مچلی۔

مجھے کوئی پرواہ نہیں،،جب تم ایسے گرتی پڑتی پھرو گی تو میں تو یونہی بازوؤں میں اٹھاؤں گا۔ وہ لاپروائی سے بولا

تبھی رحاب اور زمل سامنے سے آئیں تو فجر کا رنگ اڑ چکا تھا مگر اس ڈھیٹ انسان پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔

تبھی ان کے سامنے اسے لئے اپنے روم میں آگیا۔ اور لا کر بیڈ پر اسے نرمی سے اتارا۔

آپ بہت بے شرم ہیں،،وہ دانت کچکچا کر بولی،اب بعد میں زمل ممانے اس کی خوب درگت بنانی تھی۔

جانتا ہوں،،زرا بے شرم ہوا ہوں تو باپ بننے والا ہوں،وہ اطمینان سے کہتا اس پر گھڑوں پانی ڈال گیا۔

کانوں تک سرخ ہوتی وہ جھلاتی خاموش ہی ہو گئی۔

تمھاری طبیعت ٹھیک ہے؟ گہری نگاہوں سے جائزہ لیتے پوچھا گیا تھا۔

جج،، جی،، وہ گھبرائی۔۔ ایسی نگاہوں سے تو جان نا چلی جائے بندے کی۔۔

ریشماں دادو کے روم میں کیوں گئیں تھیں؟ عام سے لہجے پوچھا گئے سوال سے وہ لرز اٹھی تھی۔

و،، ویسے ہی،، انگلیاں چٹخاتی وہ اس کی نگاہوں سے چھپ جانا جاتی تھی۔ اور وہ شار پر،، اس کی خوفزدہ حالت سے اچھی طرح جان چکا تھا کہ وہ ریشماں کے کمرے میں کیوں گئی ہو گی۔

تبھی ماہ بیر نے کھینچ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔

اس کے چہرے پہ آتی آوارہ سے لٹ کو کان کے پیچھے اڑستا گویا ہوا۔ مسز فجر ماہ بیر کوشش بھی مت کرنا اس جانب رخ بھی کرنے کی،، میں ہر گز اجازت نہیں دوں گا کہ تمھیں یا میرے بچے کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان ہو۔

اس کے سر سراتے دھیمے لہجے میں وارننگ بھی تھی۔ اور فکر و محبت بھی۔ یہ بول کر ماہ بیر نے اس کے بالوں میں اپنا منہ دیا تھا۔

فجر کی آنکھیں نم ہوئیں۔

کک،، کیا آپ اپنے بچے سے دور رہ پائیں گے۔ تت،،، تو مم،، مجھے، کیوں،،

ماہ بیر نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی وہ اس خوشی اور شادمانی کے موقع پر اس فضول بحث میں پڑنا چاہتا ہی نہیں تھا۔ تبھی اپنی شدتوں سے اس نے فجر کو دنیا بھلا دی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ ابراہیم ہاؤس پہنچ چکے تھے۔ ماہر کسی کام کا بول کر باہر نکلا تھا اور اب ایشان اپنے روم میں موجود اس کا سر اپنے سینے پر رکھے آنکھیں موندے سکون محسوس کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد آروشے کی آنکھ کھلی تھی۔ پہلے تو خالی الذہنی کے عالم میں وہ کچھ دیر یونہی لیٹی رہی مگر کچھ دیر بعد ہی دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو سارے واقعات کسی فلم کی طرح دماغ میں چلنے لگے۔ سر اٹھا کر دیکھا تو خود کو ایک اجنبی کے بازوؤں میں دیکھ اس کی روح فنا ہوئی تھی۔

تڑپ کر اٹھنا چاہا۔۔ مگر گرفت آہنی تھی۔ ایشان اس کی ہلچل سے محظوظ ہوا تھا۔ مگر نہیں جانتا تھا کہ اس کی زندگی کس قدر تکلیف دہ ہونے والی ہے۔

یہ چھوٹی سی لڑکی کیسے اسے کانٹوں پہ گھسیٹنے والی ہے۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode31....

فضا میں کب رچی ہے،،،،،،اس کی خوشبو جان لیتی ہوں
میں بند آنکھوں سے بھی اس شخص کو پہچان لیتی ہوں

آج وہ کافی دن کے بعد وائٹ پیلس لوٹا تھا۔ گرے ہڈی کے نیچے بلیک ٹراؤزر میں اونچے لمبے سر وقد میں بھاری بوٹوں کی آواز لاؤنج میں گونجی تو سب متوجہ ہوئے تھے۔۔

وہ جو کھڑکی سے اسے دیکھ چکی تھی اپنے آس پاس اس کی خوشبو محسوس کر چکی تھی۔ اب بے حد ناراضگی سے کہیں جا چھپی تھی۔

روحا نے بیٹے کو سینے سے لگایا تھا۔ رحاب اور زمل نے بھی اس کی بلائیں لیں اور سینے میں بھینچا۔ سب موجود تھے۔ مگر دو کائی جمی سبز آنکھیں جس کی متلاشی تھیں وہ کہیں بھی ایک مرتبہ بھی دکھائی نہیں دی تھی۔۔

بھائی کسے ڈھونڈ رہے ہیں؟ ماہ بیر نے چھیڑا۔ سب کے چہرے پر دبی دبی ہنسی تھی۔ ماہ بیر کہ بولتی بند کرنے کے دو شعلے لپکاتی سبز نگاہوں کی ایک گھوری ہی کافی تھی۔۔

مگر اس مارش میلو کی اتنی ناراضگی کا سوچ ایک مرتبہ تو اس گرین مونسٹر کے لبوں کو بھی گھری مسکان نے چھوا تھا۔

شام کا وقت تھا۔ سب چائے پیتے خوش، گپیوں میں مصروف تھے۔

تب وہ ہڈی کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ ایک گھری نگاہ کمرے کے چاروں اطراف ڈالی۔ آ کر کھڑکی میں کھڑا ہوا۔

زخم کافی مندمل ہو چکے تھے۔ مگر سینے پر ابھی بھی دل کی جگہ بینڈیج موجود تھی۔ مگر وہ پھر بھی اس کہ ناراضگی کا سوچ چلا آیا تھا۔ مگر وہ ایسے اسے سزا دے گی سوچا نہیں تھا۔

اب اسے اس کی تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر سے ہی سہی اس کی نگاہوں سے اوجھل تھی تو سینے میں سانس الجھنے لگی تھی اس نے تو پورا ڈیڑھ ماہ اپنی مارش میلو کو ہجر کی سولی پر لٹکایا تھا۔

اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تو پیچھے مڑا۔۔ منی تھی۔

کہاں ہے؟ ماہر سے زیادہ دیر انتظار نہیں ہوا۔

اماں۔ریشماں کے کمرے میں،، منی نے جواب دیا۔

بلاؤ اسے منیب،، کہو ماہر نے بلایا ہے،، تو آ جاؤ۔بچت ہو جائے گی،، اگر گرین مونسٹر خود اٹھانے گیا تو اس کی چھوٹی سی جان پناہ مانگے گی مجھ سے،، اس کی آنکھوں میں لپک اور لہجے میں سرسراہٹ تھی کہ منی کو جھرجھری آئی۔

بلایا تھا،،اس نے آنے سے انکار کردیا،،اب پتا چلا وہ کتنی تکلیف سے گزری ہوگی،، منی نے جتایا۔

اٹھا لاؤ منیب اسے،، وہ جھنجھلایا۔

منی کو ہنسی آئی۔ مگر ضبط کر گئی اس وقت اس بلا کے آگے ہنس کر اسے اپنے دانت نہیں تڑوانے تھے۔

ارے ہٹ،، اماں ریشماں کے سامنے اٹھاؤں؟ اتنی جرات نہیں ابھی مجھ میں،، مگر ایک مرتبہ بلانے کی کوشش ضرور کرتی ہوں رکو،،

اس کی ضبط کی طنابیں ٹوٹتی دیکھ منی اب ریشماں کے کمرے میں آئی تھی۔

دستک دے کر اندر آئی۔ ریشماں جو رواحہ سے قرآن مجید کی تلاوت سن رہی تھی۔ اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ بری طرح گڑبڑائی۔

وہ اماں،، رواحہ کو فجر بب،،، بلا رہی ہے، ششش،، شاید اس کی طبیعت ٹھیک نہیں،، جھوٹ بولتے زبان لڑکھڑائی۔ جو رواحہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی اسی لئے منی کو نروٹھے پن سے گھورا۔

ریشماں جو رواحہ کی یہاں بے وقت موجودگی دیکھ بہت کچھ سمجھ گئی تھی منی کو کڑے تیوروں سے گھورا۔۔ منی کی تو جان ہی ہوا ہو گئی۔۔

جج جاتی ہوں میں تو،، اماں سنیں آپ تلاوت،، منی کہتی وہاں سے کھسکی۔

اور سیدھا ماہر کے پاس آ کر دم لیا۔ اب جب کڑے تیوروں سے اس گرین مونسٹر نے اسے گھورا تو وہ رونی شکل بنا کر بولی۔

ارے مارو، مجھے مارو، ، ایک مرتبہ ہی جان نکال لو مجھ غریب کو سب کے سب وہاں اماں اور یہاں یہ ہری بلا، ، وہ روہانسی ہوئی۔

ماہر نے جبڑے بھینچے۔ اففففف ڈرامہ کوئین، ، جاؤ منیب تم، ، میں خود ہی دیکھ لونگا اسے۔ اس نے اطمینان سے کہا۔

منی جھلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس نے گہری سانس بھری اور ریشماں کے کمرے کی جانب آیا۔

ہلکی دستک دی۔ اجازت ملنے پر اندر آیا۔

السلام و علیکم دادو، ، کیسی ہیں آپ؟ اس نے اندر آ کر سلام کیا اور اپنی جانب پیٹھ کیے بیٹھی اس شاکنگ پنک وجود کو گہری نگاہوں سے دیکھا جو اس کے ضبط کا امتحان لینے پر تلی بیٹھی تھی۔ شاکنگ فراک کے نیچے چوڑی دار پاجامہ، شاکنگ دوپٹے میں لپٹی وہ اس کے دل پر مسلسل اپنا چہرہ نا دکھا کر قہر ڈھا رہی تھی۔ ہاں مگر براؤن کرلی بالوں کی موٹی چوٹی کمر سے نیچے ضرور دوپٹے میں سے جھانک کر اپنا دیدار کروا رہی تھی۔

جبکہ اس کی آمد پر اور آواز سن کر رواحہ کے گلے میں گٹھلی سی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ پیشانی عرق آلود ہوئی مگر جی کڑا کر کے بیٹھی رہی۔

میں ٹھیک ہوں بچے،، تم کیسے ہو،، ریشماں نے اس کا ماتھا چوما۔

میں بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوں دادو،، وہ اطمینان سے بولا۔ ریشماں گہرا مسکرائی۔ جبکہ رواحہ نے پہلو بدلہ۔

کیوں کیا پریشانی ہے میرے بچے کو؟ مجھے بتاؤ میں ابھی دور کرتی ہوں۔۔ ریشماں نے اسے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھ پوچھا اور ایک گہری نگاہ اپنے بیڈ پر سکڑی سمٹی بیٹھی اس نازک جان کو دیکھا۔

کچھ خاص نہیں دادو،، ہے کوئی پرابلم،، بس کچھ ناسمجھ لوگ ہیں جو منہ زور طوفانوں اور بھیانک مونسٹرز سے الجھتے ہوئے اس بات کا بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا ان کی چھوٹی سی جان ان منہ زور طوفانوں اور مونسٹرز سے الجھنے لائق ہے بھی کہ نہیں،،

وہ گہری سنجیدگی لیے مبہم سا کہتا، کچھ نا کہہ کر بھی اپنی مارش میلو کو بہت کچھ باور کروا چکا تھا۔

رواحہ کا تو دم حلق میں ہی اٹک گیا تھا۔ واقعی سہی تو کہہ رہا تھا وہ اس منہ زور طوفان اور گرین مونسٹر سے الجھتے اس نے اپنی چھوٹی سی جان کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔۔

اب وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اس کا کیا حشر ہونے والا تھا۔

چلتا ہوں دادو،، آپ کریں جو کر رہی تھیں،، ابھی مجھے کچھ کام ہے،، کچھ دیر کے لئے ملنے آیا تھا، واپس جا رہا ہوں،، پھر جانے کب ملاقات ہو،۔۔ وہ کہتا،، ایک گہری نگاہ اس کی کمر پر ڈالتا وہاں سے نکل آیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اس کی باہر جاتی گاڑی کے ہارن کی مخصوص آواز سن کر رواحہ کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ بھاگ کر کھڑکی میں سے باہر نکلتی گاڑی دیکھی۔۔ ریشماں نیچے منہ کر کے مسکرائی۔ آج سے کئی سال پرانے مناظر دماغ میں گھومے۔ جب اس سبز بلا کے باپ کی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔۔

رواحہ سے بیٹھنا دوبھر ہو گیا۔ حلق میں پھندا سا لگ چکا تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں اپنے روم میں چلی آئی۔ اور تکیے میں منہ دئیے پھر رو دی۔۔

بہت برے ہیں آپ،، اسی قابل ہیں سبز کڑوے کریلے،،، اونہہہہہ منہ زور طوفان اور مونسٹر،،، میں نہیں ڈرتی آپ سے۔۔ وہ روتی تکیہ نوچتی با آواز بلند بڑبڑائی اور سخت جھلائی۔۔

رئیلی،، ایسا ہے کیا؟ بھاری سرسراتی پیچھے سے آتی ماہر سوہم خان کی آواز نے اس کے چاروں طبق روشن کیے تھے۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

تیرا جسم تو نہیں ھے، میری آرزو کی منزل 💔

تیری رُوح تک رَسائی، میری رُوح چاھتی ھے 💔

آروشے کو جب ہوش آیا تو متوحش سی اڑی رنگت لیے اس اجنبی کے بازوؤں سے نکل ر بیڈ سے اتر دراوزے کی جانب لپکی تھی۔ وہ ایشان کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے میلے میں گم ہوئی بچی اجنبی لوگوں کو دیکھتی ہے ڈری سہمی نگاہوں سے۔۔

ایشان بیڈ سے اتر کر اس کی جانب آیا جو دروازہ دھڑ دھڑا رہی تھی۔

علیزے آپی،، مما،، بابا،، کوئی ہے،، علیزے آپی؟ وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔

میں ہوں نا آروشے،، ایشان نے اسے پکارا۔

کک،، کون؟ آپ کون؟ سوال تھا کہ ہتھوڑا جو ایش کے اعصاب پر برسا تھا۔ مگر معلوم تھا کہ کچھ ایسا ہی ہونے والا ہے تو زہنی طور پر تیار بھی تھا۔

میں ہزبینڈ ہوں تمہارا آروشے،، تمہارا ایش،، شادی ہوئی ہے ہماری،، علیزے نے کروائی تھی۔۔ پیپرز پڑے ہیں ٹیبل پر، چاہو تو چیک کرلو،، یقین کرو،، ایشان نے رسان سے سمجھانا تھا۔

وہ بے یقینی سے اسے دیکھے گئی۔

نہیں،، میں تب یقین کروں گی جب علیزے آپی کے منہ سے سنوں گی، مجھے علیزے آپی سے ملنا ہے،، ڈور کھولو،، وہ چلائی۔

آروشے، میری بات سنو جان،، ایشان نے اسے بازوؤں سے تھامنا چاہا۔

ڈونٹ ٹچ می،، اس نے ایشان کے ہاتھ بری طرح جھٹکے۔۔

میں نہیں جانتی آپ کو،، کون ہیں آپ؟ وہ غرائی۔

ایشان کے شدتِ ضبط نے اپنی آخروں حدوں کو چھوا تھا۔ پھر بھی سرخ چہرے، لال انگارا آنکھیں اور تنے اعصاب لیے اس نے اسے سمجھانے کی آخری کوشش کی تھی۔

آروشے میں نے کہا ناں میں شوہر ہوں تمھارا،، تم اپنے سائن کیے پیپر دیکھ لو،، اب کی بار لہجے میں سختی تھی۔

مگر وہ پیچھے مڑ کر پھر دوازدہ بجا کر علیزے کو آوازیں دینے لگی تھی۔۔

ایشان نے اسے بازو سے پکڑا اپنی جانب گھمایا تھا۔ گرفت میں سختی اور شدت تھی۔

آروشے میرا ضبط مت آزماؤ،، یہ نا ہو میں کچھ کر بیٹھوں،، وہ دانت پیستا غرایا جس سے وہ اور زیادہ خوفزدہ ہوئی۔

پلیز چھوڑیں مجھے اپنی آپی کے پاس جانا ہے،،چھوڑدیں،، وہ اس کی گرفت میں مچلی۔۔ مگر ایشان کا میٹر شارٹ کر چکی تھی۔۔

بس آروشے بس،، بہت کچھ بول چکی تم اور بہت کچھ سن چکا میں،، اب دیکھو میں کرتا کیا ہوں تمھارے ساتھ۔ بہت ہلکے میں لے لیا ایش کو،، زرا میرا جلاد والا روپ تو دیکھ لو،، شاید عقل ٹھکانے لگ جائے۔

وہ کہتا زرا سا جھک کر اسے کندھے پر اٹھا چکا تھا۔ وہ بری طرح مچلتی چیخ و پکار کر رہی تھی ساتھ میں اس کی کمر پر مکے برسا کر نیچے اترنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔ وہ اسے لئے قدرے ایک اندھیرے والے روم میں آیا تھا۔ اسے نیچے اتار کر اسے اس کی کلائی دبوچی۔۔

خدا کے لئے چھوڑ دو مجھے،، جانے دو، مجھے علیزے کے پاس جانا ہے،،

شٹ اپ،، تمھاری تو سانسوں پر بھی دسترس حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو علیزے کے پاس کیسے جانے دے دوں،، وہ دھاڑا۔۔ اور لا کر اسے اس روم میں پڑی ایک اکلوتی چئیر پر پٹخا۔ اب اس نے رسی اٹھائی تھی۔ وہ زور زور سے نفی میں سر ہلاتی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ مگر آج تو جیسے اس کا لونگ کئیرنگ ایش پتھر کا ہو چکا تھا۔ تبھی اس کے ہاتھ پیر چئیر سے باندھ چکا تھا۔

نو نو،، میرے ساتھ کچھ غلط مت کرنا،، تمھیں خدا کا واسطہ، مجھے جانے دو،، چھوڑ دو مم،،،،،،

اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب ایشان نے اس کے منہ پر ٹیپ لگا دی۔۔

وہ بری طرح جھٹپٹا رہی تھی۔ اب ایشان نے چئیر کے دونوں آرمز پر اپنے ہاتھ رکھ کر وہ اس کے چہرے کے سامنے جھکا تھا۔

مزاحمت بند کرو روشے بے بی نہیں تو حشر بگاڑ دوں گا،، وہ دھاڑا تو وہ بے تحاشا ڈر کر ایک دم ساکت ہو گئی۔ اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے اپنے اتنے قریب دیکھنے لگی۔۔ جو اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے اس کا چہرہ تھوڑا اوپر اپنی جانب اٹھائے اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس پر قیامت ڈھا رہا تھا۔

بہت بڑی غلطی کی تم نے روشے بے بی اپنے ایش کو بھول کر،، اب سزا کے لئے تیار ہو جاؤ،، تمھیں کیا لگا ایش بھی تمھارا کوئی ٹوائے تھا جسے تم بھول جاؤ گی،، تم مجھے بھول جاؤ گی اور ایشان کبیر ابراہیم ایسا ہونے دے گا،، مضحکہ خیز،،

نو،،، نیور،، کبھی نہیں،، میں تو خون بنا کر تمھاری رگوں میں اپنی یادیں انڈیل دوں گا،، تم نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے،،

وہ دھیمے مگر سر سراتے لہجے میں اپنی گڑیا سے مخاطب تھا۔ مگر وہ گڑیا جس نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

آروشے کا پورا وجود لرز رہا تھا اور تواتر سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

ایشان نرمی سے جھکا تھا اور اس کے سب آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنا تھا۔ وہ شدید مزاحمت کرتی رہی۔ مگر ایشان نے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما تھا۔ پھر ٹیپ لگے نرم ہونٹوں پر نرمی سے اپنے ہونٹ رکھے اور کچھ دیر بعد پیچھے ہٹا۔

رونا بند کرو آروشے،، اور میری بات غور سے سنو، کسی کام کے لئے باہر جا رہا ہوں، جب تک نا آؤں تم جاگو گی،، میرے آنے کے بعد تم سو جانا یا آرام کر سکتی ہو،، میری نظر تم پر ہی ہے،، ایک سیکنڈ کے لئے بھی آنکھ جھپکی تو اس چئیر سے اٹھا کر سیدھا اپنے بیڈ پر پٹخوں گا،، اور وہ گولڈن نائٹ جو ابھی پینڈنگ ہے پھر پینڈنگ نہیں رہے گی سمجھیں،،

اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا تھا۔ اس نے خوفزدہ ہوتے اثبات میں سر ہلایا،،

ڈیٹس لائک مائی گڈ گرل روشے بے بی،، وہ اس کی گال تھپتھپاتا باہر نکل آیا تھا۔

باہر نکلا تو سامنے ہی اسے جے کے کھڑا نظر آیا۔ ایشان کی آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی۔۔ وہ لپک کر جبران کے سینے سے لگا تھا۔۔ چند باغی آنسو تھے جو جبران کی شرٹ میں جزب ہوئے تھے۔

جب نہیں برداشت کر سکتے تو مت کرو اس کے ساتھ ایسا،، کیوں خود کو اذیت دے رہے ہو؟ اسے اذیت دے کر،،، جب معلوم ہے کہ نہیں کر سکتے ایسا،،، جتنا اس ٹارچر کر رہے ہو وہ سہہ بھی پائے گی؟ ایشان ہاتھ ہولا کر میرے بھائی،،

نہیں جے کے ابھی نرمی دکھائی تو میں اسے کھو دوں گا جو میں برداشت نہیں کر پاؤں گا۔ مر جاؤں گا۔ ہییے،، خبر دار آئندہ یہ بکواس میں نے تمھارے منہ سے سنی تو ایشان کبیر ابراہیم،، اس لڑکی کی وجہ سے اگر تمھیں کچھ ہوا تو گرین مونسٹر تو دور میں اس لڑکی کو نہیں چھوڑوں گا۔ تم میرے وجود کا ایک حصہ ہو ایشان میں پوری دنیا کو آگ لگا دوں گا اگر تمھیں اب زرا سی تکلیف ہوئی،،

وہ دانت پیس کر بولا۔۔

ایشان زخمی سا مسکرایا۔ اور وہ میرے وجود کا حصہ ہے جے کے، اس وقت میں کتنی تکلیف میں ہوں،، نہیں بتا سکتا وہ لاؤنج میں صوفے پر ڈھے گیا تھا۔

آگے کا کیا پلان ہے،، جبران نے تنی رگوں سمیت پوچھا، بس میں ہوتا تو ابھی اس پاگل لڑکی کو اپنے بھائی کی زندگی سے دور کر دیتا۔ مگر کاش ایسا کر پاتا۔

میں اسے ہر بات یاد کرنے پر مجبور کر دوں گا،، بھول کر تو دکھائے مجھے،، وہ دانت پیس کر بولتا اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا۔

چلو وائٹ پیلس چلتے ہیں،، تمھاری بھابھی کو بھی کالج سے رسیو کرنا ہے میں نے،،

چلو،، وہ کہتا ایک حسرت بھری نگاہ بند دروازے پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شفا اپنے روم میں اپنی بکس پڑھ رہی تھی۔ شام کا وقت تھا۔ اس کے پاپا بھی کبھی پہنچنے والے تھے۔ اور وہ اب کی دفعہ اس گھٹیا شخص کی تمام حرکتیں اپنے پاپا کو بتانے والی تھی۔۔

نہیں جانتی تھی اس گھٹیا شخص کے گھٹیا پن کے لیول تک اس کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔۔

دروازے پر ہلکی ناک ہوئی۔۔

یس،، اس نے اجازت دی۔۔ تو اس کے پاپا اندر داخل ہوئے۔۔

پاپا،، وہ تڑپ کر اٹھی اور ان سے لپٹ گئی۔۔ بہت مضبوط بنایا تھا کامران حسن نے اسے مگر آج وہ رو دی تھی۔

پاپا،، شکر ہے آپ آ گئے مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے،،

شفا بیٹا پاپا تھک گئے ہیں،، بعد میں بات کریں،، شفا نے نوٹ نہیں کیا ان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

نو پاپا،، مجھے آپ سے بات کرنی ہے ابھی کہ ابھی آپ بیٹھے ادھر،، شفا نے ان کا بازو تھام صوفے پر بٹھایا تھا خود ان کے پیروں میں بیٹھ کر جب بات کرنا شروع کی تو حرف با حرف ان کے بھانجے کی تمام کمینہ پن اور رزلیل حرکتیں بتاتی چلی گئی۔ ہاں مگر آریان کی خود کو اس کا بوائے فرینڈ بتانے والی بات گول کر گئی۔۔

وہ سنا چکی تو اپنے پاپا کے سرد و سپاٹ چہرے کی جانب دیکھا اور ششدر رہ گئی،،

پاپا آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے؟ کچھ ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہے؟ پلیز کچھ بولیں،، شفا کو رونا آیا۔

میں کیا بولوں شفا،، سیف مجھے ساری بات پہلے بتا چکا ہے، اس نے کہا اس نے تمھیں اور اس لڑکے کو جو خود کو تمھارا بوائے فرینڈ بتاتا ہے ساتھ دیکھا اور تم سے بازپرس کی،،

کامران حسن نے کہتے شدتِ جزبات سے جبڑے بھینچے تھے۔ اور شفا پھٹی پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھے گئی۔

اس نے یہ بھی کہا کہ تم خود کو بچانے کے لئے ایسی کہانیاں بناؤ گی،، اور اس پر الزامات بھی،، اس نے یہ بھی کہا کہ تم میرے منع کرنے کے باوجود وائٹ پیلس جاتی رہی ہو جہاں وہ رہتا ہے،،

پاپا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ،، آپ کو اپنی بیٹی سے زیادہ اس جھوٹے مکار، فریبی پہ ٹرسٹ ہے،، شفا صدمے کی شدت سے بے تحاشہ رو دی تھی۔

پھر تم نے مجھے اسی دن سب سے پہلے یہ بات کیوں نہیں بتائی شفا؟

پاپا میں چاہتی تھی آپ دوسرے شہر میں میری وجہ سے پریشان نا ہوں مگر،،

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے شفا کے فون نمبر پر واٹس ایپ میسج ٹون بجی تھی۔۔ اسے حیرت ہوئی۔ مگر تجسس بھی کہ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ اس نے میسج اوپن کر کے دیکھے تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ویڈیو تھی۔۔

اس میں اس کے گھر کے باہر کی وہ ویڈیو تھی جب شفا سیف سے بچ کر بھاگی تھی اور سیف اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ دو تین اینگلز کی ویڈیو تھی جس میں سیف اس کے پیچھے بھاگتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ یعنی شفا کے حق میں ایک پختہ ثبوت، مگر بھیجنے والے کا نمبر شو ہونے کی بجائے پرائیویٹ نمبر شو ہو رہا تھا۔ ویڈیو میسج کے نیچے بس ویل وشر لکھا ہوا تھا۔

پپ،، پاپا،، پاپا یہ دیکھیں،، اس نے موبائل کامران کی جانب بڑھایا۔ جو بے حد ٹینشن میں اپنی کنپٹیاں سہلا رہے تھے۔ کس پر بھروسہ کرتے جان سے پیاری بیٹی جس نے کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا، کبھی ان کے اعتبار کو ٹھیس نہیں پہنچنے دی یا بھانجے پر جو پہلے دن ہی انھیں تمام صورتحال سے آگاہ کر چکا تھا۔

کامران نے سر اٹھا کر شفا کو دیکھا۔ جواب بے تحاشا روتے ہوئے خاموش ہو کر انھیں کچھ دکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ شفا نے ویڈیو آن کر کے ان کے سامنے کی۔ کامران اچانک سیدھے ہوئے۔ اور شفا کے ہاتھ سے موبائل چھین کر ویڈیو دیکھی۔ اور بار بار دیکھی۔

تب ان کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔ روتی شفا کو بھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔

شفا خاموش ہو جاؤ، اب میں سیف کے ساتھ کیا کروں گا یہ میرا اور میرے بھانجے کا معملا ہے۔ ہاں میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم اب اس لڑکے سے کبھی نہیں ملوگی، اور نا وائٹ پیلس کا رخ کروگی،مجھے تم پر ٹرسٹ ہے مگر میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری پاکدامن بیٹی کا نام بھی کسی کے نام کے ساتھ لیا جائے،، آج میرے سگے بھانجے نے بکواس کی ہے کل کو کوئی اور بھی بول سکتا ہے،، سمجھ رہی ہو ناں میری بات،، امید ہے اپنے پاپا کی بات کا مان رکھوگی۔

وہ اس کا ماتھا چومتے شدید طیش واشتعال کے عالم میں اس کا موبائل لیے باہر نکل گئے۔

اس نے آنسو صاف کرتے ایک سرد سی آہ بھری۔ کون ہوگا وہ۔ کہیں ڈاکٹر آریان تو نہیں،، سوچ سوچ کر دماغ ہل چکا تھا۔ اور اوپر سے اپنے ویل وشر کو تھینکس بھی نہیں بول پائی تھی۔

ہاں اس کا اندازہ درست تھا یہ اسی داگریٹ آریان پلس

Executioner

نے کیا تھا۔ وہ کیوں اس میں اتنی دلچسپی لے رہا تھا خود ابھی تک نہیں جانتا تھا۔

وہ تو یہ جانتا تھا کہ وہ گھٹیا شخص ضرور اس معصوم لڑکی کے ساتھ کچھ غلط کرے گا۔ تبھی اس کی کالز ریکارڈ نگز نکلوائی تھیں۔ یہ سن کر اسے اپنے اندازے کی درستی پر ہنسی آئی جب وہ اپنے ماموں کو ماموں بناتے ہوئے انھیں شفا اور آریان کی نادیدہ لو سٹوری چٹخارے لگا لگا کر سنا رہا تھا۔

آریان کو اس کا غرور یہ دھوکہ اور فریب خاک میں ملانا تھا۔ سو وہ ویڈیو حاصل کرنا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اور جب اسے خبر ملی کہ اس کے پاپا واپس آ گئے ہیں تب ان کے آنے کے کچھ دیر بعد اس نے شفا کے نمبر پر وہ ویڈیو بھیج دی۔

جس سے اسے کافی سکون محسوس ہوا تھا۔ جانے کیوں ؟

کالج کا دن اچھا رہا۔۔ تمام پچھلے لیکچرز اور نوٹس کور کرنے کے لئے اسے سخت محنت کی ضرورت تھی۔ تبھی وہ بے تحاشا مصروف رہی۔ لڑکیوں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر اس نے کسی کو لفٹ نہیں کروائی۔ کیونکہ فی الحال آج تو اسے ساری کی ساری اپنے ڈاکٹر کی وجہ سے زہر لگ رہیں تھیں۔۔

جبران کی گاڑی کالج کے باہر رکی تھی۔ وہ گاڑی میں سے نکل کر اب گاڑی سے ٹیک لگائے مفرا کا ویٹ کر رہا تھا۔ لڑکیاں جو گیٹ سے باہر آ رہی تھیں اج ایک دن میں دوسری مرتبہ ڈاکٹر جبران کے درشن کر خوشی سے نہال ہوئی تھی۔

وہ غیر محسوس طور پر ان کی گاڑی کے آس پاس رکیں تھیں۔

ہائے ڈاکٹر جبران میں عنایہ ہوں اور آپ کو اپنا آئیڈیل مانتی ہوں۔۔ وہ سر خوشی سے بولی تو جبران نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

تبھی مفرا گیٹ سے باہر آئی تھی۔۔

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode32.....

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ منظر دیکھ مفرا جی جان سے جلی تھی۔۔ پہلے ہی کالج کی سب منحوس ماری لڑکیاں زہر لگ رہیں تھیں اسے۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی جبران کے قریب آئی جو ہنس ہنس کر لڑکی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

وہ بھناتی گاڑی کی جانب بڑھی اور جان بوجھ کر ناراضگی سے پچھلی جانب کا دروازہ کھول کر کھٹاک سے اس میں بیٹھ گئی۔ مگر بیٹھتے ساتھ ہی کمر کسی چٹانی چیز سے ٹکرائی تو وہ گڑبڑا گئی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو دنگ رہ گئی۔

جبران بڑی شرارتی اور معنی خیز مسکان لیے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔

تبھی باہر کھڑا ایشان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

وہ منہ کھولے دونوں کو دیکھ رہی تھی اور ساتھ کنفیوز تھی کہ ان نمونوں میں سے اس کے والا کون تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ایشان نے اپنی بھابھی کی پتلی ہوئی حالت دیکھ دانتوں تلے لب دبایا۔ یہ ساری شرارت پیچھے بیٹھے جبران کی تھی۔۔

اسی نے ایشان کو چپ رہنے کے لئے بولا تھا۔ یہ تو صرف وائٹ پیلس کے رہائشیوں کو معلوم تھا کہ جبران کی گھنی مونچھوں کے بلکل ساتھ بڑھی ہوئی گھنی بئیرڈ میں ایک سیاہ دھبے کا نشان تھا جو اسے ایشان سے مختلف بناتا تھا۔ سامنے بیٹھی اس معصوم کو نہیں۔۔

اب مفرا سمجھ نہیں پا رہی تھی جبران سمجھ کر کسے مخاطب کرے،، عجیب خجالت کا سامنا تھا تبھی ایشان کو ہی اس کی ہونق شکل پر رحم آیا تھا۔

ہائے بھابھی،، میں آپ کا پیارا دیور ایشان کبیر ابراہیم،، دیور اس لئے کہ آپ کے ہبی پورے آٹھ منٹ بڑے ہیں مجھ سے،، وہ خوشگوار لہجے میں بولا تو مفرا نے مسکرا کر سر ہلایا اور نروٹھے پن سے پاس بیٹھے ہبی جی کو گھورا۔

تب جبران نے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا تھا۔ وہ شدید بوکھلائی۔ ایشان اب ڈرائیونگ کی جانب متوجہ تھا۔ مگر داگریٹ جے کے مفرا کے ہوش اڑا چکا تھا۔

ہییے نہیں کرو پنک روز،، اتنے غصے میں پنک سے ریڈ کشمیری سیب بنوگی تو میں کھا جاؤں گا،، زرا سا جھک کر کان میں کی گئی بوجھل سی سرگوشی نے مفرا کو پانی پانی کر دیا تھا۔

وہ بری طرح کسمسائی،، آپ،،، آ،، آپ،، بہت،،، اس نے دانت پیسے مگر بات مکمل نہیں کر پائی۔

جبران نے سے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا اور بمشکل قہقہہ ضبط کیا اور اپنے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

کب دعاؤں کا ___ محتاج ہوتا ہے
عشق تو ___ لاعلاج ہوتا ہے
عشق کے اپنے ___ اصول ہوتے ہیں
عشق کا اپنا ___ رواج ہوتا ہے

عشق کے __ عین سے __ عبادت ہے
عشق روح کا __ اناج ہوتا ہے
عشق جسموں کو ___ سر نہیں کرتا

عشق کا ذہنوں پہ__راج ہوتا ہے

عشق میں شاہ__فقیر ہوتے ہیں
عشق کانٹوں کا__تاج ہوتا ہے
عشق میں کوئی حد__نہیں ہوتی
عشق میں کل__نہ آج__ہوتا ہے
عشق خود پر ہی__ظلم کرتا ہے

عشق خود__احتجاج ہوتا ہے

وہ کرسی سے بندھی شدید مزاحمت کرتی بری طرح رو رہی تھی۔

وہ بول کر گیا تھا کہ پلک بھی مت جھپکنا،، یہاں نیند آ کسے رہی تھی وہ تو بھاگنے کو پر تول رہی تھی۔ تبھی دروازہ کھول کر ایک لڑکی اندر آئی تھی۔

اے،، ادھر آؤ، کھولو مجھے،، جانے دو،، پلیز،،، وہ پھر چلائی۔

مگر سامنے سونیا تھی۔ جبران اور ایشان کی خاص چہیتی،
جواب یوں بن گئی تھی جیسے گونگی بہری ہو۔ اب روم میں آ کر اس نے لائٹ آن کی تھی۔

تب سامنے ہی دیوار پر نصب ایک بڑی ایل ای ڈی میں سونیا نے یو ایس بی ڈرائیو لگا کر ایل ای ڈی آن کی تھی۔۔

یہ سر نے بولا ہے کہ آپ نے دیکھنا ہے،، اب میں چلتی ہوں،، وہ کہہ کر جا چکی تھی۔

اب آروشے تھی اور سامنے سکرین پر کچھ غیر متوقع مناظر،، آروشے جنھیں حیرت سے پھیلی نگاہوں سے دیکھنے میں محو ہو گئی۔۔

ایک گھر تھا جس میں وہ بچوں کی طرح کھلونوں سے کھیلنے میں مصروف تھی۔ پھر وہ شخص جو اسے اب ظالم درندہ لگ رہا تھا بڑے پیار سے اس کی کئیر کرنے میں مصروف تھا۔ ویڈیو میں علیزے بھی تھی۔۔ جو ایش کو ڈاکٹر پکار رہی تھی۔۔ کافی دیر اسی طرح کے مختلف سینز چلتے رہے جن میں وہ کبھی اس کے ساتھ کھیل رہا تھا تو کبھی اسے کھلانے پلانے، میڈیسن دینے میں ہلکان ہو رہا تھا۔۔
اگلی ویڈیو میں علیزے اسے میکسی میں تیار کر کے باہر لاؤنج میں لا رہی تھی۔۔ پھر بڑی وضاحت سے اس پورے نکاح کو دیکھا تھا اس نے جو علیزے نے اپنی مرضی سے کروایا تھا۔۔ بعد میں اس شخص کا اٹھا کر آروشے کے کمرے میں لے جانا۔۔
پھر مناظر تبدیل ہوئے تھے۔۔ اب وہ ایک نہایت بڑے اور شاندار سے گھر میں تھی۔۔
اب علیزے اس کے پاس نہیں تھی (شاید علیزے نے اسے رخصت کر دیا ہو) صرف وہی شخص تھا اس کے پاس اور اس کی فیملی تھی۔
پھر اسی گھر کے اسی طرح کے اور کافی سارے مناظر تھے۔۔

پھر ایک سین آیا تھا جس میں وہ واش روم داخل ہوا تھا۔۔ شاید وہ اس کی ان معصوم حرکتوں کی کہانی ساری زندگی یاد رکھنا چاہتا ہو تبھی وہ سب ریکارڈ کیا ہو۔ اور شرٹ پر کیمرہ لگا ہو۔

وہ واش روم داخل ہوا تو وہ باتھ ٹب میں گھسی بیٹھی تھی۔۔ کافی ساری ییلو ڈکلنگ بیشمار جھاگ میں چھوڑے اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے میں مصروف تھی۔۔

پھر آگے جو بھی ہوا دل کیا آنکھیں بند کر لے۔۔ مگر یہی تو اجازت نہیں تھی اسے کہ اس جن سے اتنا خوفزدہ ہو گئی تھی کہ آنکھیں بھی بند نہیں کر سکی۔

کاش وہ سکرین پر چلتی اس حقیقت کو جھٹلا سکتی مگر یاد کروانے والے نے اس کے پاس کوئی آپشن نہیں چھوڑا تھا۔۔

پھر اور کئی مناظر تھے اسی طرح کے،، پھر شاید وہ کہیں جا رہا تھا۔ وہ اس سے بحث کر رہی تھی کہ مت جاؤ۔۔ وہ بڑے پیار سے اسے سمجھا رہا تھا کہ اسے جانا ہے۔

اس کے بعد جو وہ کر کے گیا تھا وہ ناقابلِ ہضم تھا۔۔ وہ سر تا پا پسینے میں بھیگ چکی تھی۔۔

پھر ان کے اسلام آباد والے گھر کے مناظر تھے اور سکرین اس کے بعد خود ہی آف ہو گئی۔

تو وہ اس لئے بول کر گیا تھا کہ اس کہ یادیں وہ کبھی بھولنے نہیں دے گا۔۔ اب وہ لڑکی اندر آئی تھی۔

آروشے کا رونا خود بخود بند ہو چکا تھا جانے کیوں؟

وہ لڑکی اسے خاموشی سے کھول کر دوسرے روم میں لے گئی تو وہ چپ چاپ ساتھ چل دی تھی۔ اب سونیا نے اس کے سامنے کھانا رکھا تھا۔ وہ نوالہ بنانے لگی تو آروشے نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ وہ خود کھا سکتی ہے۔

آروشے نے بمشکل کھانا کھایا اور اس نے اسے میڈیسنز دیں۔۔ تب وہ کمفرٹر میں دبک گئی تھی۔۔

جان دینے کی اجازت بھی نہیں دیتے ہو
ورنہ مرجائیں ابھی مرکہ منالیں تم کو

ماہر اس کے پیچھے کھڑا اسے گہری نگاہوں سے دیکھ کر پکارا تھا۔
وہ جس کی پیچھے کھڑے شخص کی آواز سن کر حلق میں جان اٹک چکی تھی۔ یونہی ناراضگی سے گٹھڑی سی بن کر تکیے میں منہ دے لیا۔
مگر اصل میں تو وہ اپنی اٹکی سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔
وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے بے حد قریب آ کر بیٹھ گیا۔ وہ پرے کھسکنے کو تھی جب ماہر سوہم خان نے اپنا ایک ہاتھ بیڈ پر رکھ کر اس کے فرار کا رستہ مستود کر دیا۔۔
نہیں ڈرتی مجھ سے مارش میلو؟ سنجیدگی سے پوچھا گیا۔۔
نہیں،، تکیے میں منہ دیئے ہی جواب آیا۔

آں،، ہاں،، مگر آج رات ڈرو گی،، اور پناہ بھی مانگو گی مجھ سے مارش میلو،،، وہ اطمینان سے بولا۔
مگر ادھر اسکے ہوش اڑے تھے اس گھمبیر لہجے میں بولے گئے معنی خیز جملے سے۔۔

ماہر نے اس کے گرد بازو لپیٹ کے اسے اپنے روبرو کیا۔۔

آ،،،آپ،،،نے جانے کک،،کا،،جھوٹ کیوں بولا،،اس کی پر حدت نگاہوں کی تاب نا لاتے ہوئے جب اسے کچھ اور نا سوجھا تو لڑکھڑاتے پوچھ بیٹھی۔۔

پہلے تم۔ بتاؤ مجھ سے دور کیوں گئی تھی؟ چھپی کیوں تھیں،،ہاں بولو زرا،،ماہر نے اس سینے میں بھینچا تھا۔ اور منہ اس کی گردن میں چھپایا۔۔

اس سے الجھ تو بیٹھی تھی مگر اب جب وہ حساب لینے بیٹھا تھا تو روح کی روح فنا ہو رہی تھی۔۔ سانسوں کا توازن بگڑ رہا تھا۔

مم،،،ماہر،،آ،،،آپ،،مم،،مجھے ڈرا،،رہے ہیں،،وہ روہانسی ہوئی،

ابھی سے،،ابھی تو منہ زور طوفان اور اس مونسٹر کا جھیلنا ہے تمھیں وہ بھی آج ہی،،بوجھل آواز کی سرگوشی اس کی جان ہوا ہونے لگی تھی۔۔

تب وہ اس پر ابھی فی الحال کے لئے ترس کھاتا زرا سا پیچھے ہٹا تھا مگر اسے چھوڑا نہیں۔۔

سنو روح،،سانس بحال کرو،،خود کو تیار کرو،،کیونکہ آج جان بخشی نہیں ہوگی،،وہ نرمی سے اسے چھوڑتا اٹھ کر کھڑا ہوا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی بے حال ہو رہی تھی۔۔

ابھی فی الحال جا رہا ہوں مگر تمھارا انتظار کروں گا،، منیب تمھیں تیار کر کے جدھر لائے گا اس کے ساتھ چلی آنا مگر زرا جی کڑا کر کے آنا،، وہ اطمینان سے کہتا اس کے ہاتھوں کے طوطے چڑیاں کبوتر سب اڑا چکا تھا۔

کک،، کدھر،،، مم،، مجھے،، کہیں،، نن،، نہیں،، جانا،، وہ روہانسی ہوئی۔۔

ماہر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں،، ان نگاہوں کے سوال کا مطلب سمجھ کر وہ بے اختیار نگاہیں چرا گئی تھی۔۔

میں انتظار کروں گا،، نہیں آئیں،، تو یقین کرو اس انتظار کے بعد کا وائٹ پیلس لوٹا ہوا ماہر سوہم خان زیادہ خطرناک ہو گا تمھاری چھوٹی سی جان کے لیئے،،،

وہ کہہ کر چلا گیا مگر رواحہ کافی دیر تک خود کو سنبھالنے کی تگ و دو کرتی رہی تھی۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہ بیر اپنے روم میں لیپ ٹاپ گود میں رکھے صوفے پر ٹانگیں پھیلائے نیم دراز تھا۔ وہ آفس کم ہی جا رہا تھا

وہ جانتے تھے کہ دشمن اسے ٹارگٹ کیے بیٹھے ہوں گے۔ مگر کورٹ کی تاریخ آنے تک وہ ان کے ہاتھ نہیں لگنا چاہتا تھا۔۔

فجر آہستگی سے اندر آئی تھی۔ ہاتھ میں کافی کا مگ تھا جو اس نے لا کر ماہ بیر کے پاس ٹیبل پر رکھا تھا۔

اب وہ بیڈ پر بیٹھ کر اپنی انگلیاں چٹخانے لگی اور بار بار ایک نگاہ سامنے بیٹھے بندے کو بھی دیکھ لیتی۔۔ جانے کیوں مگر صبح سے دل عجیب طرح سے بے چین سا تھا مگر ماہ بیر اسے کچھ الٹا سیدھا سوچنے ہی نہیں دے رہا تھا اور خود میں ہی الجھائے رکھا تھا۔

سوچا نہیں تھا یہ سڑیل یوں مہربان ہو جائے گا۔۔ وہ اس کا اس قدر خیال رکھ رہا تھا فجر کو خود حیرت ہو رہی تھی کہ اگر وہ اس سے اس قدر محبت کرتا ہے تو پہلے اسے اتنی تکلیف کیوں دیتا تھا۔

جب وہ مسلسل اس کی جانب دیکھے گئی تو وہ چونکا تھا۔ اور اس کی جانب دیکھا۔۔

ہییے کچھ چاہییے؟

نن،،، نہیں،، وہ چوری پکڑے جانے پر گڑبڑائی تو ماہ بیر اس کی حالت سے محظوظ ہوا۔ تبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔

وسیع کا تھا بے وقت۔۔ یقیناً کوئی منحوس خبر ہو گی۔۔

او نو،، ناٹ اگین،، وہ جو پر سکون سا اپنی زندگی کے پاس بیٹھا تھا اور جلد ہی اٹھ کر اس کے ساتھ چھیڑ خانی کا ارادہ رکھتا تھا اب برے برے منہ بنانے لگا۔۔

فون یس کر کے کان کو لگایا۔۔ بولو وسیع؟

سر بری خبر ہے؟ آپ نے میم کی،،، مطلب حویلی میں ان پر نظر رکھنے کو بولا تھا میں نے دو میڈ بھیجیں تھیں ان کے پاس تو انھوںنے فون کر کے بتایا کہ وہ شدید بیمار ہیں،، اور اب بے ہوش ہو چکی ہیں،،

واٹ،،، ماہ بیر جھنجھلایا۔

یس سر،، وسیع نے تصدیق کی۔

تو مجھے کیوں بتا کر ٹائم ویسٹ کر رہے ہو ہوسپٹیل لے کر جاؤ انھیں،، میں آتا ہوں،، ماہ بیر نے کن اکھیوں سے فجر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اب چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں تھیں۔

یس سر،، اس نے فون رکھا۔

کک،،، کون،، بیمار ہے،، وہ گھبرائی سی اس کے قریب آئی۔۔

دوست کی مدر،، وہ نگاہیں چرا کو بولا۔ اور ٹیبل سے اپنا موبائل اور والٹ اٹھایا۔۔

پیچھے مڑ کر اس کا گھبرایا چہرہ دیکھا۔

اور قریب ہو کر اس کا ماتھا چوما۔۔ سب ٹھیک ہے،، کچھ الٹا سیدھا مت سوچو،، بس اپنا اور میرے بے بی کا خیال رکھو۔

کہتا وہ چیزیں اٹھا کر چلا گیا۔ مگر ایک بیٹی کے دل کو کیسے سمجھاتا جو پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا۔

شفا بے تحاشا خوش تھی۔۔ اس کے پاپا اٹھ کر گئے تھے اس کے بعد سے اس نے اس سیف کا منحوس چہرہ نہیں دیکھا تھا ہاں مگر پھپھو بیچاری ضرور شرمندہ شرمندہ سی اس کے آگے پیچھے پھر رہی تھیں۔

وہ پھپھو کے ساتھ کچن میں تھی۔ اور آج نیا خبط سوار ہوا تھا ان کا ہاتھ بٹانے کا۔۔ باہر کامران حسن ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے تھے اور پھپھی بھتیجی کی کھٹر پٹر ملاحظہ کر کے مسکرا رہے تھے۔

مگر کچھ ہی دیر میں حسن مینشن میں شفا کی دلخراش چیخوں سے گونجا تھا۔ زرا سی بے احتیاطی سے کھولتا آئل چھلک کر اس کا بازو جلا گیا تھا۔ زیادہ حصہ نہیں جلا تھا مگر تھوڑے سے جلے حصے نے ہی اس کو تڑپا دیا تھا۔۔ کامران بوکھلائے۔ مگر جلد ہی وہ دونوں اسے لئے ہوسپیٹل پہنچے تھے۔
اس کی آہ و بکا جاری تھی۔ جب اسے ایک سسٹر پرائیویٹ روم میں لے کر گئی۔

سوری ٹو سے مسٹر کامران حسن اس وقت کوئی ڈاکٹر ہوسپیٹل میں اویل ایبل نہیں ہے، مگر میں کوشش کرتی ہوں کسی کو بلانے کی۔۔
سسٹر باہر آئی تھی جب سامنے سے ڈاکٹر آریان آتے دکھائی دیئے۔
وہ لپک کر ان کے قریب آئی۔۔
ڈاکٹر،،
ٹائم ویسٹ مت کریں سسٹر،، اور میڈیکل سٹور سے یہ میڈیسنز ڈریسنگ اور انجیکشن لے کر آئیں۔۔ آریان نے اسے پیپر پکڑایا اور خود روم میں آیا۔
سامنے دیکھا تو رو رو کر جہاں اس نے اپنا چہرہ لال سرخ کر لیا تھا۔ وہ ماسک لگائے قریب آیا۔
ہٹیے مجھے چیک کرنے دیں سر،،

ڈاکٹر پلیز،، جلدی سے اسے کوئی میڈیسن دے دیں،، میری بچی بہت تکلیف میں ہے،،، کامران کی آنکھیں بھی نم تھی۔۔

پلیز سر آپ باہر ویٹ کریں،، سسٹر سنبھال لیں گی انھیں،، آریان نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو انھیں باہر جانا پڑا۔

آریان نے بازو چیک کیا جس پر موٹے موٹے چھالے بن چکے تھے۔ اتنے میں سسٹر وہ سامان لیے اندر داخل ہوئی تھی۔

آریان سیزر لیے اس کی جانب مڑا ڈیڈ سکن الگ کرنے کے لئے،،، شفا نے بھیگی پلکیں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ آنکھوں سے آنکھیں ٹکرائیں۔۔

وہ سیکنڈوں میں سامنے کھڑے اپنے مسیحا کو پہچان چکی تھی۔

آریان سیزر لیے اس کے بازو پہ جھکا شفا نے چیخ مار کر بازو پیچھے ہٹایا آریان نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

اب کیا سیزر سے بازو کاٹو گے وائٹ چلغوزے،، وہ غرا کر بولی۔ آریان نے دانتوں تلے لب دبایا۔

جبکہ نرس نے حیرت سے اس چھوٹی سی نازک لڑکی کو دیکھا کیونکہ جب سے وہ ہوسپیٹل میں آیا تھا ڈاکٹر آریان نے کم ہی کسی کو منہ لگایا تھا۔

ایسے بات کرنا تو دور کی بات ڈاکٹر آریان سے بات کرنے کے لئے سو بار سوچنا پڑتا تھا۔

اور تو اور سب ڈاکٹرز تو کانفرنس روم میں تھے تو ڈاکٹر آریان یہاں اچانک کیسے آ گئے تھے۔

رئیلی؟ فاقے زدہ چھپکلی،، پہلے والا علاج بھول گئی کیسے کیا تھا؟

آرایان نے اچھی طرح یاد دلایا تھا۔

سسٹر نے دلچسپی سے انھیں دیکھا۔

کیونکہ ان انوکھے ڈاکٹر اور پیشنٹس کا یہ دنگل یقیناً اب بڑا دلچسپ اور دیکھنے لائق ہونے والا تھا۔

#Don'tcopypastewithoutmypermission 💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode33....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

جو بات بات پہ،،،،،،تکرار کرنے والا تھا

وہ شخص ہم سے بہت پیار کرنے والا تھا

وہ جو نا چاہتے ہوئے بھی اس پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا مگر ایسا ہو رہا تھا۔۔ نہیں جانتا تھا کہ یوں کیوں کر رہا ہے۔۔ مگر اس کے باوجود کیے جا رہا تھا۔

تبھی کانفرنس میں بیٹھے فون پر میسج ٹون بجی تھی۔ اوپن کر کے دیکھا تو حسن مینشن کے باہر کے منظر کی پک تھی۔ جس میں وہ بھیگے چہرے سے گاڑی میں بیٹھنے لگی تھی۔

تبھی وہ سب سے ایکسکیوز کرتا بے چینی سے باہر آیا تھا۔ تبھی دوبارہ میسج آیا کہ وہ اسی ہوسپیٹل میں ہیں نیچے والے فلور میں تو وہ بھاگ کر نیچے آیا۔

اس کے آنسوؤں سے تر سرخ چہرے نے آریان کے دل کو تکلیف پہنچائی تھی۔ اور اب وہ اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جو معمولی زخم پر واویلا مچا رہی تھی۔۔

نو نو نو، مجھے پین ہو رہا ہے،، وہ مچلی، آریان نے سسٹر کو اشارہ کیا۔ سسٹر نے اس کا بازو تھام لیا۔

ہٹو پیچھے وائٹ چلغوزے،، وہ چلائی۔

شٹ اپ چھپکلی،، وہ بھی غرایا،، اب اگر شرافت کا مظاہرہ نا کیا تو بہت برا پیش آؤں گا۔۔ آریان نے اسے بری طرح جھڑکا۔

وہ منہ بسور کر رہ گئی مگر اب شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش ہو گئی تھی۔

آریان نے اس کے بازو کی ٹریٹمنٹ شروع کی،، مگر شفا نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

آریان کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔ مگر ضبط کیے رکھا۔ اور اس کا وہ ہاتھ تھام کر سسٹر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

آریان نے جب اس کے چھالے نکالنے چاہے تب اس نے دلخراش چیخ مار کر اس کی شرٹ دبوچی تھی۔

وہ آریان کے لئے سراپا امتحان بن چکی تھی۔ تبھی آریان نے اپنے جبڑے بھینچے تھے۔۔

اب اگر نہیں چاہتی کہ اس دن کی طرح تمھیں باندھ کر تمھارے ہوش ٹھکانے لگاؤں تو مجھے اپنا کام کرنے دو،،، وہ غرایا شفا نے سرخ چہرہ لیے اس کی شرٹ چھوڑ دی۔۔

اس بھرپور دنگل کے بعد آخر آریان اس کی بینڈیج کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ اور اب باری تھی اسے پین ریلیف انجیکشن لگانے کی۔

جسے آریان کے ہاتھوں میں دیکھ وہ پھر بدک گئی تھی۔۔

نو نو، مجھے نہیں لگوانا،، کسی صورت نہیں،، وہ نفی میں سر ہلاتی پیچھے کھسکنے لگی۔۔

تب آریان نے سسٹر کی جانب دیکھا۔ سسٹر یہ میڈیسنز کی لسٹ ان کے فادر کو دیں،، بلکہ ایسا کریں انھیں خود فارمیسی تک لے کر جائیں۔۔

اوکے ڈاکٹر،، سسٹر نے کہا اور پیپر تھام کر دبی دبی سی مسکان لیے وہاں سے چلی گئی تھی۔ شاید جانتی تھی کہ اب ڈاکٹر آریان اس میڈ گرل کو خود ہی قابو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔۔

وہ گئ تو آریان اس کی جانب متوجہ ہوا۔۔ میڈم اب شرافت سے لگوانا ہے کہ زبردستی کروں ؟

آریان کا لہجہ معنی خیز تھا۔۔

واٹ،، ہاؤڈئیریو،، تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ بولنے کی کہ تم میرے ساتھ ایسا کچھ کر،،،،

ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے جب آریان نے سرد سی آہ بھری اور بلکل اچانک ہی اس کی ٹانگوں پر اپنا گھٹنا رکھا ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھ پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے اس کے بازو میں انجیکشن انجیکٹ کر دیا۔۔

آؤچ،،،، وہ چلائی۔۔ آریان کو ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔ مگر اس زخمی شیرنی سے اس وقت الجھنے کا مطلب تھا وہ گنجا ہو جاتا۔ تبھی اتنی ہی تیزی سے پیچھے ہٹا تھا اور خاموشی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔۔

ہاوڈئیریو،،، یو وائٹ چلغوزے،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی،،،، وہ بیڈ پر بلیوں کی طرح ناخنوں سے سکریچ مارتی چلائی۔۔

ایسے ہی ہوئی جیسے ابھی ہمت کر کے دکھائی،،، وہ اطمینان سے بولا۔

اتنے میں کامران حسن اندر داخل ہوئے تھے۔۔ ویل ڈن ینگ مین یقیناً جگرے والے ہو،، کامران حسن نے آریان کا کندھا تھپتھپا کر کہا (یقیناً اپنی جنگلی بیٹی کے واویلوں کا اندازہ ہو گا)

اب شفا نے اپنے پاپا کو گھورا تھا۔ تو وہ ہنس دئیے۔۔

شفا مجھے جانا ہو گا کال آئی ہے ضروری،، تم کچھ دیر آرام کرو پھر پھپھو کے ساتھ گھر چلی جانا،، اوکے اوکے پاپا،، وہ اداس ہوئی کامران اس کا ماتھا چومتے نکلتے چلے گئے۔

آریان بھی اپنی چیزیں سمیٹ چکا تھا،، وہ سسٹر کے ساتھ باہر نکلا تو شفا نے اس کی چوڑی پیٹھ کو دیکھا۔ ہو جنگلی مگر کافی سوئیٹ ہو چلغوزے،، وہ دل میں مخاطب ہو کر مسکرائی یہ جانے بغیر کے آگے زندگی اسے بہت ٹف ٹائم دینے والی ہے کہ وہ بہت رونے روئے گی بہہہہہت۔۔

مِنی ایک بڑا سا پیکٹ لے کر رواحہ کے روم میں داخل ہوئی تھی۔ وہ جو بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔اس کے تو ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوئے جا رہے تھے۔ مِنی کو ہنسی تو بہت آ رہی تھی مگر دبائے رکھی کہ اس کے چھیڑنے سے وہ اور زیادہ گھبرا جاتی۔۔

مِنی نے پیکٹ لا کر بیڈ پر رکھا،، ارے مارش میلو چلو جلدی سے اٹھو،، اور یہ پہن کر آؤ،، یہ سب تیرے سر تاج کی پسند کا ہے اس نے بھیجا ہے سامان، مِنی جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔ اور پیکٹ میں سے ڈریس نکالا۔

جسے دیکھ رواحہ کی سٹی گم ہوئی تھی۔۔ سرخ میکسی تھی شاید،،

مم،، مِنی،،، ی،، یہ،،

ارے اٹھ بھی جا دیر ہو رہی ہے پورے گیارہ بجے پہنچنا ہے وہاں اور بس آدھا گھنٹا رہ گیا ہے،، مِنی نے زبردستی اسے پکڑ کر ڈریس تھما کر واش روم دھکیلا۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ لرزتی کانپتی ڈریس پہنے باہر آئی۔ تو مِنی تو فدا ہی ہو گئی۔۔

پیروں تک سرخ میکسی، جس کے گلے پر سلور پرل لگے ہوئے تھے۔ مگر آگے پیچھے کے گلے کافی گھرے تھے۔ جن سے اس کی تمام رعنائیاں صاف چھلک رہیں تھیں۔

منی یہ،،، وہ بری طرح جھنجھلائی۔

ارے فکر کیوں کرتی ہے یہ دیکھ یہ بھی ہے نا،، اس نے پیکٹ سے ایک سرخ جیکٹ نما اپر نکال کر رواحہ کو تھمایا جو اس نے پہن لیا۔

ویسٹ تک آتی اس خوبصورت ڈیزائن والی اپر نے اس کا جسم چھپا لیا تھا۔

اب منی نے اسے ڈریسنگ کے سامنے بٹھایا تھا۔ اور بہت ہی مہارت سے بس لائینر مسکارا لگا کر بلڈ ریڈ کلر میں لپ اسٹک لگا دی۔ منی یہ،، اس نے احتجاج کرنا چاہا۔

اے چپ کر،، یہ سب تو اس ہری بلا کی فرمائش پر کر رہی ہوں میں،، سجنا ہے تجھے سجنا کے لئے،،،، منی نے کہا اور اینڈ میں شرارت سے گنگنایا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔

پھر منی نے کانوں میں ہلکے سے ٹاپس پہنائے اور میچنگ ریڈ سینڈل،، اوپر سے سٹریٹ اور نیچے سے ہلکے کرلی بالوں کو کھلا چھوڑ دیا،، لو جی تیار ہے دلہن،، منی نے کہا تو وہ جی جان سے لرزی۔۔

مم،، منی سسب،، کیا سوچیں گے،، وہ گھگھیا گئی،، ایک تو وہ گرین مونسٹر اوپر سے اس کی توبہ شکن تیاری اس کے ابھی سے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

ارے کوئی نہیں دیکھے گا، سب اپنے اپنے روم میں ہیں،، وہ کہتی اس کے کندھوں پر شال پھیلاتی بولی۔۔

اب چلو،، منی اسے لئے باہر آئی۔۔ گاڑی تیار ہی کھڑی تھی جیسے،، وہ گاڑی میں بیٹھیں۔۔

آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد گاڑی سی ویو والے اپارٹمنٹ کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تھی۔ رواحہ نے مضبوطی سے منی کا ہاتھ تھام لیا۔۔ دل تیزی سے دھڑک دھڑک کر پسلیوں سے سر ٹکرانے لگا۔

لو جی مارش میلو،، میرا ساتھ تو یہیں تک تھا اب تمھیں اکیلے ہی اگلی منزل طے کرنی ہے،مجھے تو واپس جانا ہے،، منی بے نیازی سے بولی۔۔

چارہ بھی تو کوئی نہیں تھا دامن بچانے کا اور نا ہی کوئی جائے فرار تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر دھیمے دھیمے چلتی لاؤنج میں آئی۔۔

لاؤنج میں کھڑے گارڈز نے باہر سے ڈور بند کر دیا تھا۔

رواحہ حیران ہوئی۔ اپارٹمنٹ کا تو نقشہ ہی بدل دیا گیا تھا۔

زمین پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ملگجی سی روشنی میں ہر طرف تازہ پھولوں کے بوکے اور کینڈلز لگیں ہوئیں تھیں۔۔

وہ وہیں پتھر ہو گئی قدم من من کے بھاری ہو گئے تب وہ جو صوفے پر اس کی جانب پیٹھ کئے بیٹھا تھا اٹھ کر اس کی جان۔ مڑا بلیک پینٹ کے اوپر ریڈ شرٹ پہنے وہ نہایت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ مگر اس کی خود کی نگاہ ایک منظر پر آ کر جم سی گئیں تھیں۔

وہ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا۔ جو شال مضبوطی سے تھامے نگاہیں جھکائے سراپا قیامت بنی کھڑی تھی۔۔

ماہر سوہم خان نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا جو اس نے لرزتے کانپتے تھام لیا۔
ہیے ریلیکس یار،، اتنا گھبرا کیوں رہی ہو،، وہ اس خود سے لگائے بولا تو اس کی اٹکی سانس بحال ہوئی۔۔
وہ اس لئے صوفے تک آیا اور کندھے سے تھام کر اسے صوفے پر بٹھا دیا۔۔ خود اس کے قریب بیٹھ گیا۔
کیا کھاؤ گی؟ ٹیبل پر انواع و اقسام کی گرم گرم اشیا چنی گئیں تھیں۔۔ منی نے جو نکل کر اسے میسج کر دیا تھا تب اس نے آرڈر کیا تھا۔
ماہر نے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اسے کھانا کھلایا۔۔ اس نے بھی ہمت کر کے اس کے منہ میں نوالے ڈالے تھے۔۔
ماہر کی خود پر اٹھتی گہری نگاہ اسے پانی پانی کر رہی تھی۔

کھانا کھا چکے تو ماہر نے اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر سہلائے۔۔
اور مجھے کسی نے بولا تھا کہ وہ مجھ سے نہیں ڈرتی،، اب کیا ہوا ہے مارش میلو؟ وہ اطمینان سے بولا۔۔
چلو،، وہ اس کا ہاتھ تھامے اب اپارٹمنٹ سے باہر آیا تھا۔ کچھ دور چل کر اب وہ دونوں ننگے پاؤں تھے۔ سمندر کی نرم گرم لہریں پاؤں سے ٹکرا کر واپس لوٹ رہیں تھیں۔
ایک دوسرے میں مگن وہ یونہی باتیں کرتے رہے۔ چاندنی رات کی بکھری چاندی میں وہ سرخ لباس میں آسمان سے اتری اپسرا لگ رہی تھی۔

ماہر آپ کو پتہ ہے یہ میری کتنی بڑی خواہش تھی سمندر دیکھنے کی،، وہ چہکی مگر خود پر اٹھتی اس کی پر حدت نگاہ نے اس کی چلتی زبان کو بریک لگائی تھی۔۔

تب ماہر سوہم خان نے نرمی سے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو حمائل کیے اسے خود سے لگایا تھا۔ رواحہ کی نگاہیں جھک گئیں۔ ماہر نے جھک کر عقیدت سے اس کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چوما۔ اور اب پر حدت دہکتے لب اس کہ گردن پر رکھے۔

مم ماہر،،، اس نے اتھل پتھل ناہموار سانسوں کے ساتھ اسے پکارا۔

اوونہوں،،، بوجھل سی آواز میں بولا گیا۔

کک کوئی دد،، دیکھ لے گا،، سرگوشی مدھم سی تھی۔

ماہر گہرا مسکرایا تب اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا۔۔ ماہر نیچے اتاریں،، گارڈز دیکھ لیں گے،، وہ روہانسی ہوئی۔

اشششش مارش میلو،، خاموش رہو،، کوئی نہیں دیکھے گا۔۔

وہ اسے لئے اپنے روم میں آیا تھا۔ اور پیر سے دروازہ لاک کیا۔۔ روم لاؤنج سے بھی زیادہ خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ ماہر نے اس بیڈ پر پھولوں کے درمیان اتارا تھا۔۔ وہ جی جان سے لرزی۔

ماہر نے اس کے سامنے بیٹھ کر پینٹ کی پاکٹ میں سے کچھ نکالا تھا۔ اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا تو اس میں ایک بہت ہی خوبصورت بریسلٹ تھی۔ ماہر نے خود ہی اس کی کلائی آگے کی اور وہ بریسلٹ پہنا

دی۔ اس نے ہاتھ پیچھے کرنا چاہا مگر ماہر سوہم خان نے کلائی مضبوطی سے پکڑ کر جھک کر اس کلائی پر اپنے لب رکھے۔

پورے بازو پر لب رکھتا وہ گردن تک آیا تھا۔

مم،،ماہر،،،

اششششش،،،،خاموش رہو روح،،، اس نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے، انگوٹھے سے اس کا سرخ رنگ میں رنگا لب سہلایا۔۔ تب بے چین سا ہوتے ہوئے اس نے رواحہ کی سانسوں کو اپنی دسترس میں لیا۔۔

ماہر کے عمل میں نرمی، عقیدت اور محبت تھی۔ رواحہ نے اس کی شرٹ اپنی مٹھیوں میں جکڑی۔
رواحہ کو آج ہر حال میں اس منہ زور طوفان اور مونسٹر کی شدتیں،، جنون اور دیوانگی برداشت کرنی تھی۔

کمر پر سرکتے ماہر کے ہاتھوں نے اس کے کندھوں سے وہ اپر سرکایا تھا۔ رواحہ کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی۔

اس کی محبت اور شدت سے بے حال ہوتے رواحہ نے خود کو اس کے کشادہ سینے میں چھپایا تھا۔ یہ خود سپردگی کا عالم تھا۔

ماہر کے لبوں پر ایک آسودہ سی مسکان بکھری تھی۔ تب اس نے اپنی روح کو اپنی آغوش میں لے کر بیڈ پر لیٹتے لائٹ آف کی تھی۔۔

بند کھڑکیوں سے چھن کر کے آتی چاند کی چاندنی بھی جیسے ان کے ملن پر شرما کر واپس چلی جاتی تھی۔

گہری رات نے محبت نے پر پھیلا کر سمیٹے تو ان کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ محبت عقیدت اور پاکیزگی لیے یہ دو دلوں اور روحوں کا بندھن آج مکمل ہو گیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کافی دیر کے بعد ابراہیم ہاؤس لوٹا تھا۔ اب جب اسے حقیقت کا تدارک ہو گیا ہو گا تو وہ بلکل وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اسے وائٹ پیلس لے جانے میں تبھی دھیمے قدموں سے چلتا اس اس روم میں داخل ہوا تھا جہاں وہ دشمن جاں بیڈ پر کمفرٹر میں دبکی بھرپور نیند لے کر اٹھ چکی تھی اور اب بیزاری سے کروٹیں بدل رہی تھی۔

تب وہ بیڈ کے قریب آیا۔۔

آروشے مجھے پتہ ہے تم جاگ رہی ہو اٹھو،، ہمیں جانا ہے کہیں،، وہ مصروف سا بولا۔

بیزار تو وہ پہلے ہی تھی۔ اٹھ بیٹھی۔ اور یہ دیکھ کر بوکھلا گئی کہ وہ بلکل اس کے سر پر کھڑا تھا۔ ایشان نے اس کی گھبراہٹ دیکھ مسکراہٹ چھپائی۔۔

وہ اٹھ کر اس کے روبرو آئی۔

ٹھیک ہے آپ کی ساری باتیں ٹھیک،، مگر مجھے علیزے سے ملوا دیں،، وہ انگلیاں چٹخاتی بولی۔۔

تمھیں اس کی بیماری کا پتہ ہے؟ ایشان نے بالآخر بات شروع کی (مگر مجبور تھا ڈاکٹر جنت کے مطابق ڈیتھ کا تو ابھی بھی نہیں بتا سکتا تھا۔۔)

جج جی،، مم ،مجھے پتہ ،ہے ،وہ اس حادثے سے پہلے ہی بیمار تھی،، علاج چل رہا تھا،، مگر اس نے سب سے چھپایا،، وہ جانتی تھی،، کہ بیمار ہے،، مگر مم ،مجھے کسی طرح معلوم ہو چکا تھا،، وہ خود پر ضبط کرتی بولی۔

ہمم،، تو اسے علاج کے لئے امریکہ بھیجا ہے،، وہ ادھر ہے،، ایشان نے نگاہیں چراتے کہا۔۔

تو میری فون پر بات کروا دیں،، اس نے اگلا آپشن بتایا۔

وہ انڈر آبزرویشن ہے اور رات کے اس وقت بات کرنی ہے تمھیں،، ایشان نے اسے سمجھانا چاہا۔

بس ایک جھلک دکھا دیں،، وہ رو ہی پڑی۔۔

صبح کو،، ایشان نے اسے کندھوں سے تھاما،، وہ کسمسائی۔ اور جھٹکے سے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔۔

چلو،، ایشان نے سنجیدگی سے کہا۔ تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

وائٹ پیلس پہنچ کر اس نے جو سب سے پہلا چہرہ دیکھا اور پہچانا تھا وہ فجر کا تھا تبھی وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی تھی۔۔ جبکہ ابھی وہ سب انجان تھے کہ آروشے ٹھیک ہو چکی ہے۔

ارے روشے بے بی کو کیا ہوا ہے ،مجھے بتاؤ اس ایش نے پریشان کیا ہے میں ابھی اسے ہو چھتی ہوں،، فجر نے اسے پچکارنا چاہا۔

ایشان نے دانتوں تلے لب دبایا۔

فجر آپو،، مم،، میں ٹھیک ہوں اب،، وہ سرخ چہرہ لیے اس سے الگ ہو کر بولی تو فجر کو خوشگوار حیرت ہوئی۔۔

ارے،، واقعی،، فجر نے اس کا منہ چوما۔

بھابھی آپ کیوں جاگ رہی ہیں اس وقت تک ؟ خیریت تو ہے ؟ آپ کو اس کنڈیشن میں آرام کرنا چاہیے،، ایشان کے شوشے پر فجر لال سرخ ہوئی۔ مطلب وہ بھی جانتا تھا۔

وہ نیند نہیں آرہی تھی اور یہ بھی شام کے نکلے ہوئے ہیں اپنے کسی دوست کی امی کو ہوسپٹل لے گئے ہیں،، اور تو اور حویلی میں بھی کوئی فون نہیں اٹھا رہا ایشان میرا دل گھبرا رہا ہے،،

آروشے تم روم میں جا کر فریش ہو میں بھابھی کو ان کے روم میں چھوڑ کر آتا ہوں،، وہ کہتا فجر کا ہاتھ تھامے اسے روم تک لایا۔ آروشے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی۔

ایشان نے فجر کو لا کر بیڈ پر بٹھایا۔

بھابھی بلکل ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں چلیئے لیٹ جائیں،، آپ کو پتہ ہے اس وقت آپ کے لئے ٹینشن لینا کتنا نقصان کا باعث بن سکتا ہے،، وہ اسے سمجھاتا ہوا بیڈ پر لیٹنے کا اشارہ کرتا کمفرٹر درست کرنے لگا۔

شاباش،، سو جائیں اچھا اچھا سوچیں، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا،، اوکے۔

فجر نے کمفرٹر میں لیٹ کر آنکھیں موند لیں،، تو وہ خاموشی سے

وہاں سے نکل کر اپنے روم میں چلا آیا۔۔

وہ جو ڈریسنگ سے ڈریس نکال کر بیڈ پر رکھ کر گہری سوچ میں تھی قدموں کی روم تک آتی بھاری چاپ سن کر ہڑبڑا کر واش روم میں گھس گئی۔۔

ایشان اندر آیا تو بیڈ پر ڈریس پڑا تھا۔ وہ ویٹ کرنے لگا کیونکہ ابھی اسے کھانا کھلا کر میڈیسن بھی دینی تھی۔۔ مگر اس کا یہ انتظار طویل ترین انتظار میں بدلتا چلا گیا جب وہ گھنٹے بھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ اب تو کافی دیر ہو چکی تھی اور جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کا میٹر شارٹ ہوا جا رہا تھا۔۔ پریشانی جو ہو رہی تھی سو الگ کہ اتنی دیر ہو چکی تھی وہ اندر آخر کون سے جھمیلوں میں پھنس گئی تھی۔۔

اندر واش روم میں آروشے باتھ ٹاول میں لپٹی باتھ ٹب کے کنارے اطمینان سے گھٹنوں پہ چن ٹکائے بیٹھی تھی۔ اپنی کی گئی حرکتیں یاد آتے ہی اس شخص کی وارفتگی میں ڈوبی حدت بھری نگاہوں کا سامنا کرنا مشکل امر تھا تبھی وہ اس سے بچ کے گھنٹے بھر سے یہی ڈیرہ ڈالے بیٹھی تھی۔۔ یہ وہی ٹب تھا جہاں ایک دن وہ ڈکلنگ بنی بیٹھی تھی۔۔ اففففففف کیا کیا کیا تھا اس نے۔۔
Sssssssssshhhhhiiiiiitttt

اب بھی بس ایک پریشانی تھی وہ اس کے آنے سے پہلے باتھ روم میں گھسنے کے چکروں میں کپڑے باہر بیڈ پر ہی بھول آئی تھی۔
اور اب پنڈلیوں تک باتھ ٹاول پہنے بیٹھی تھی۔۔

ایشان کی برداشت نے جواب دیا تھا۔ تبھی کلک کی آواز پر دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ بری طرح بوکھلائی تھی۔۔

جبکہ ایشان اندر آکر اب اطمینان سے اسے ملاحظہ کر رہا تھا۔

آ،،، آپ کی ہمت کک،،،، کیسے ہوئی،، ایسے،، اندر آنے کی،، وہ سہمی۔

جیسے پہلے ہوئی تھی ہمت روشے بے بی،، مجھے لگا وہ گیمز جو ہم اس باتھ ٹب میں کھیل چکے ہیں انھیں تم مس کر رہی ہوگی تبھی تو یہاں ڈیرہ ڈال کر بیٹھی ہو۔۔ اسی لئے تمھیں کمپنی دینے چلا آیا۔۔

کک کونسی گیمز؟ اس کی زبان پھسلی مگر یہ احساس ہونے پر کہ وہ کس قدر بے ہودہ سوال کر بیٹھی ہے دانتوں تلے زبان دبائی۔۔

ڈکلنگ والی اور عمران ہاشمی والی،، ایشان نے اس کا سرخ ٹماٹر چہرہ دیکھ دانتوں تلے لب دبایا۔۔

میں آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتی،، وہ جو جی جان سے لرزی تھی اپنی گھبراہٹ پہ بمشکل قابو پاتی غراتی اس کے پہلو سے باہر نکلنے لگی۔۔

جب بہت اچانک ایشان نے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کر اسے دیوار سے پن کیا تھا۔۔ اس کی گردن سے گیلے بال ہٹائے۔

ابھی منہ لگنے کی گستاخی کی ہی کب ہے روشے بے بی،،،

گردن پر دہکتے لب رکھے۔۔ آروشے کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے یہ بھی پنگا اس نے جان بوجھ کر لیا تھا جو اس کے گلے پڑ چکا تھا۔

چھ،،،چھوڑیں، مجھے،،وہ بری طرح مچلی،، مگر گرفت آہنی تھی سامنے والے کی مرضی کے بغیر اس گرفت سے نکل پانا آروشے کے لئے ناممکن تھا۔

تبھی مدہوش اور بے خود سا ہوتے ایشان نے خود پر سے کنٹرول کھوتے اس کی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر ان گداز لبوں کی نرماہٹیں اپنے اندر اتاریں تھیں۔

آروشے کی روح فنا ہوئی تھی۔ کیونکہ لمس پر حدت پگھلاتا ہوا سا تھا۔

آروشے نے اس کی شرٹ دبوچ کر اسے دور ہٹانا چاہا۔۔ بے حال ہوئی اس کی حالت دیکھ ایشان نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ آروشے لمبے لمبے سانس بھرتی اپنا سانس ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگی جو وہ منٹوں میں اٹکا چکا تھا۔ ایشان نے دلچسپی سے اس کے بھیگے سراپے اور لبوں کو دیکھا۔

ایک گیم تو کھیل لی اب دوسری کے بارے میں کیا خیال ہے آروشے،، وہ شرارت سے بولا۔

میں نے کہا ہٹیں سامنے سے،،جانے دیں مجھے،، بہت ہی کوئی بدتمیز اور بے شرم انسان ہیں آپ ،ایسے کوئی واش روم میں گھستا ہے کیا۔ وہ خفت مٹانے کو غرائی مگر اس سے نگاہیں اب بھی نہیں ملا رہی تھی۔۔

مجھے تم نے ہی اکسایا روشے بے بی اب مجھے الزام مت دو، وہ اطمینان سے بولا۔

آروشے نے اسے دکھا دے کر پیچھے ہٹایا اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔

باہر آکر بیڈ پر سے ڈریس اٹھا کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گئی تھی۔۔

تب ایشان مسکراتا باہر آیا۔ اور باہر جا کر گارڈ سے اپنا آرڈر ریسو کیا۔

وہ کھانے کی ٹرے لیے روم میں داخل ہوا تھا۔ تب وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی بال برش کر رہی تھی۔

آؤ آروشے کھانا کھاؤ،، وہ شرافت سے اٹھ گئی اب اسپاگل آدمی سے وہ بلکل الجھنا نہیں چاہتی تھی۔

چپ چاپ کھانا کھایا، اس کے ہاتھ سے میڈیسن لی اور آکر اپنی سائیڈ بیڈ پر لیٹ گئی۔

ایشان نے سرد سی آہ بھری اور اپنی سائیڈ آکر چپ چاپ لیٹ کر آنکھیں موندلیں۔۔۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode34......

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

نوٹ۔ آج اپنی زرا دل تھام کر ریڈ کیجیے گا 😷😷

یہ رات گہری تھی اور اپنے گہرے اندھیروں میں کئی راز دبا کر لائی تھی۔

ہوسپیٹل کے سرد سے روم میں نایاب کی آنکھ کھلی تو کچھ غیر معمولی احساس ہونے پر دوبارہ آنکھیں موندلیں۔ اوراس کا شک ٹھیک ہی نکلا۔۔

ان درندوں کی قریب آتی آوازیں اب بہت واضح ہو چکی تھیں۔ جنھوں آج سے کئی سال پہلے اس کی زندگی میں ایک طوفان اور بھونچال سا لایا تھا۔

وہ درندے اس کے کمرے میں اس کے بیڈ کے پاس کھڑے تھے اور نہایت اطمینان سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔

جیل سے چھوٹی ہوئی یہ عورت کافی دنوں کی بھاگ دوڑ کے بعد ہاتھ آئی ہے منسٹر کھرل صاحب،، جس کے زریعے آج سے کئی سال پہلے ہم نے انھیں شہ مات دی تھی،، اس کا تو قصور بھی نہیں تھا،، اس کی بیٹی اور داماد کو اغواء کیا تھا ہم نے،، بڑی ڈھیٹ عورت تھی کہنا نہیں مانتی تھی مگر جب بیٹی کے کپڑے پھاڑنے شروع کیے تو کہیں جا کر مانی تھی ہمارا کام کرنے کو۔، اسی کے زریعے تو ہمیں ان جلادوں کا پتہ ملا تھا،، بڑی کام کی ہے یہ عورت،، اب تو بیٹی بھی جوان ہو گئی ہو گئی آٹھ دس سال کی ہی چھوٹی قیامت تھی، اب ہاتھ لگے گی تو منیر چیمہ کی رکھیل بنے گی،،،

منیر چیمہ نے خباثت سے آنکھ ونک کرتے منسٹر کو بتایا۔۔

وہ تینوں ان کے کتے اور چمچے پھر مکروہ عزائم لیے نایاب تک پہنچ چکے تھے۔۔

بلکل سہی جا رہے ہو تم منیر،، جو اس عورت تک پھر پہنچ گئے،، اگر کیس ری اوپن ہوا ہے تو یقیناً وہ جلاد زندہ ہوں گے،، اور انھو ںنے ہی اسے ری اوپن کروایا ہوگا،، میں تو اسی دن بول رہا تھا کہ وہ لوگ وہ جلاد ہی ہیں،، پر تم لوگ نہیں مانے،، مال بھی لے اڑے،،، اور کیا کیا پتہ چلا تم لوگوں کو؟

بس اب کی بار پھر انھیں بھگا بھگا کر مارنے کا ارادہ ہے،، بچ بھی گئے تھے تو پچھتائیں گے اپنے بچ جانے پر،، میرا بھائی رستم بھی مجھ سے سخت ناراض ہے،، منیر نے رستم کی طرف دیکھتے بولا جو واقعی سنجیدگی سے نایاب کی جانب دیکھے جا رہا تھا

اس کی چندہ بھی تو نہیں ڈھونڈ کر دی میں نے ابھی تک،، مگر مجھے لگتا ہے میں اس تک بھی پہنچ گیا ہوں،، میرے بندے پہنچ چکے ہیں اس تک بس کنفرم پتہ آج دیں گے،، اس اپارٹمنٹ پر جہاں ہم نے پہلے حملہ کیا تھا اس پر نظر رکھوائی ہوئی تھی میں نے،، اب اطلاع ملی ہے کہ وہ وہاں آئی ہے۔۔

منیر نے بتایا تو رستم کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔

کیا واقعی بھائی مل گئی میری چندا،، میں ابھی جاتا ہوں اسے لینے،، رستم بے چین ہوا۔

ہاں اور کل کو وہ تمھارے پاس ہوگی دیکھ لینا تم،، مگر ابھی صبر کرو باقاعدہ پلان بنا کر سب کرنا ہے تمھیں پتہ ہو دشمن کس قدر چالاک ہیں،، منیر نے اطمینان سے کہا۔

بھائی میں اور انتظار نہیں کر سکتا،، وہ جھنجھلایا

جہاں اتنے دن انتظار کیا ہے وہاں کچھ دن اور سہی،،

اس عورت کا کیا کرنا ہے منیر چیمہ ،، کھرل جو کب سے بیزاری سے چندہ نامہ سن رہا تھا اکتا کر پوچھا۔
کچھ نہیں اس کے ٹھیک ہونے کا انتظار کرنا ہے ،، پھر یہ کہاں جائے گی اس پر نگاہ رکھنی ہے ،، اس کی بیٹی کو وہاں سے اٹھانا ہے ،، وہ سر گوشیوں میں اپنے مکروہ عزائم ڈسکس کرنے میں اتنے محو تھے کہ جان نا پائے نایاب ان کی تمام بکواس سن رہی ہے۔
اسی طرح وہ باتیں کرتے وہاں سے باہر جا چکے تھے۔۔

نایاب نے آنکھیں کھولیں تو بے بسی اور لاچاری کے احساس سے تواتر سے آنسو بہے تھے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر جو ہوسپیٹل سے ہو کر واپس آیا تھا۔ اب اطمینان تھا کہ وہ عورت ٹھیک تھی اب۔۔ وہ روم کے اندر نہیں گیا تھا۔ ہاں مگر ڈاکٹرز سے ساری ڈیٹیلز لے کر آیا تھا۔

کافی تھک چکا تھا۔ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کیز، والٹ اور موبائل بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ ایک گہری نظر کمفرٹر میں لپٹی اس نازک جان کو دیکھا۔
بچپن کی محبت، جنون، دیوانگی تھی اس کی،، مگر پھر اس قاتل کی بیٹی ہونے پر اتنی ہی نفرت بھی کی تھی اس نے،، کتنا ڈرتی تھی وہ ماہ بیر سے،، مگر جب ماہ بیر کا اسے ٹارچر کرنا حد سے زیادہ بڑھ گیا تو اس

چھوٹی سی جان نے بھی بغاوت شروع کر دی اس کی نفرت کے خلاف، مگر پھر بی جان کی موت کے بعد جب وہ وائٹ پیلس آئی تو سب کچھ بدل گیا،، اور وہ اس کے قریب آتا چلا گیا۔ بہت قریب۔

اب بھی حسبِ عادت ٹراؤزر پہن کر، شرٹ اتار کر سائیڈ پر رکھ کر بیڈ تک آیا تھا۔۔ جب اسے کچھ غیر معمولی لگا۔ تب وہ فجر کے قریب نیم دراز ہوا تھا۔ مگر وہ نیند میں بے چین سی تھی۔ جیسے کوئی بہت برا خواب دیکھ رہی ہو،، پورا وجود پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔

ماہ بیر نے اس کا چہرہ تھپتھپایا،، فجر،،، ہیے،،، کیا ہوا ہے،، اٹھو،،

ماہ بیر نے اسے کندھوں سے تھام کر ہلکا سا جھنجھوڑا۔ تب اس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور ماہ بیر کو خود پر جھکے دیکھ اس نے پھوٹ پھوٹ کر روتے اس کے سینے میں منہ دیا تھا۔ ماہ بیر نے بھی اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹ کے اس خود میں بھینچتے سہارا دیا۔۔

اے کیا ہوا ہے اب بتاؤ گی مجھے کہ نہیں،، سنجیدگی سے کہا اور اس کی پیٹھ رب کی۔۔

ماہ بیر، حویلی میں،،، حویلی میں،،، وہ خواب میں،، سفید کپڑوں والے لوگ دیکھے میں نے،، پھر سے،، بی جان بھی تھیں،،، وہ ہچکیوں کے درمیان بتا رہی تھی۔۔

پہلے کب دیکھے تھے تم نے؟ جانے کیوں مگر ماہ بیر کا بھی دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔

جب،، بی جان،،، ماہ بیر مم، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے،، امی کو تو کچھ نہیں ہو گا ناں،، اس کے سینے سے منہ نکال کر فجر نے امید بھری نگاہوں سے ماہ بیر کو دیکھا تھا۔

نہیں کچھ نہیں ہوگا انھیں،، وہ ٹھیک ہیں،،اور صبح میں تمھیں ان کے پاس لے کر چلوں گا حویلی میں،، ٹھیک ہے ؟

ماہ بیر نے اس کی بھیگی پلکیں چومیں۔

ماہ بیر،،،ابھی چلتے ہیں،،وہ بے چین ہوئی۔۔

اب اگر گئے تو وہ پریشان ہوں گی،،اور ڈسٹرب بھی،،آئی پرامس صبح چلیں گے،،اوکے،،وہ نرمی سے اس کے چہرے کے دلکش نقوش چومتا بولا یہ جانے بغیر کہ اپنا یہ پرامس کبھی پورا نہیں کر پائے گا۔

ماہ بیر،،،،،ی،،،یہ خواب،،،وہ پھر رو دی،،

برا خواب تھا بھول جاؤ،،تین مرتبہ تعوذ پڑھ کر شیطان کو دھتکار دو خواب کا اثر زائل ہو جائے گا،،ماہ بیر نے اسے ہر طرح سے تسلی دی تو فجر اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند کر تعوذ پڑھنے لگی۔۔ماہ بیر نے بھی اس کا نازک وجود جو ایک نازک مرحلے سے گزر رہا تھا،،خود میں سمیٹ لیا۔۔۔

جے کے سعد کے فون کر کے ڈنر پر بلانے پر مفرا کو لیے ان کے چھوٹے سے گھر میں آیا تھا۔

سعد کو کافی اچھا لگا تھا کہ وہ مفرا کو لیے ایک ہی فون کال پر چلا آیا تھا۔ اور اب سب ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے خوشگوار سے ماحول میں کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔

مفرا جبران کے پہلو میں بیٹھی کافی خوش دکھائی دے رہی تھی اور ہنس ہنس کر سعد کو کالج کی باتیں سنا رہی تھی اور یہ چیز حسبِ توقع سعد کے پاس بیٹھی نرما کو آگ لگا رہی تھی۔۔

(وہ کہتے ہیں نا حسد ایک زہر ہے جسے پیتے ہم خود ہیں اور توقع دوسروں کے مرنے کی کرتے ہیں۔۔
حسد کرنے والا کبھی خوش نہیں رہ سکتا اور یہی تو کرتی آئی تھی نرما،،
اس کی خوبصورتی ذہانت سے خواہ مخواہ کا بیر باندھ کر بیٹھی تھی شروع دن سے)

کھانا کھا چکے تو چائے کا دور چلا،، جبران نے کافی لی،، اور اب وہ چھوٹے سے لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب سعد نے کہا۔
جبران یار،، کافی رات ہو چکی ہے، ادھر ہی سو جاؤ،، صبح چلے جانا،، اور میں چاہتا ہوں تم یہیں رکو،،
اوکے بھائی،، وہ مان گیا۔۔ رات گئے تک محفل جمی رہی۔۔
تب وہ اٹھ کر اپنے اپنے روم میں گئے۔
جبران روم میں آیا تو کچھ دیر کے بعد اسے محسوس ہوا کہ کھڑکی کے باہر کوئی کھڑا ہے۔۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتا کھڑکی کے پاس آ کر رکھا۔۔ اسے سمجھنے میں دیر نا لگی کہ یہ وہی پاگل عورت ہے،، جو یقیناً سعد کے سونے کے بعد یہاں سن گن لینے چلی آئی ہے۔۔

تبھی مفرا واش روم سے باہر نکل کر حیرت سے اس کے قریب آئی تھی۔۔ جو اتنی رات میں کھڑکی کے پاس کھڑا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔

کیا ہوا؟ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ کچھ چاہیے آپ کو؟ وہ اس کے پیچھے کھڑی پوچھ بیٹھی۔

تبھی جبران نے ایک جھٹکے سے اسے بازو سے تھام کر اسی دیوار کے ساتھ پن کیا تھا۔

ہمم چاہیے تو ہو،، ہر رات کی طرح مجھے تم چاہیے ہو،، اپنے بہت قریب،، جبران کے بھاری بوجھل خمار آلود لہجے میں کیے گئے شوشے پر مفرا کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔۔

آ،،، آپ،،، اس سے پہلے وہ کچھ کہتی جبران نے اس کے ہونٹوں کے ساتھ اپنے ہونٹ الجھائے تھے۔۔

(اگر باہر کھڑی عورت لائیو شو دیکھنا چاہتی تھی تو ایسا ہی سہی۔۔ اب وہاں سے بھاگ گئی تھی)

جبران نے جو ایک مقصد کے تحت یہ کیا تھا اب وہ نرم و گداز لمس پاتے ہی جیسے پاگل ہو چکا تھا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی پیچھے نہیں ہٹ پا رہا تھا۔ نا ہی یوں لگتا تھا کہ وہ کبھی سیراب ہو پائے گا۔

مفرا کی جان وہ اپنی اتنی شدت سے حلق میں اٹکا چکا تھا۔ اس کے سفید پڑتے چہرہ پر رحم کھا کر وہ نرمی سے پیچھے ہٹا تھا۔ مفرا نے نڈھال سا اس کے سینے پر سر گرایا تو وہ گہرا سا مسکرا دیا۔ مگر اس عمل نے جبران کے تمام سوئے جزبات جگا دیئے تھے۔

کیا ہوا ڈئیر وائفی،، اتنے میں ہی جان ہوا ہو گئی،، وہ اطمینان سے بولا۔

بہت برے ہیں آپ،، وہ اسی کے سینے میں منہ دئیے اسے ہی بولی۔

اجازت دو تو تھوڑا اور برا بن جاتا ہوں،، وہ اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے بولا تو وہ بری طرح کسمساتی اس کے بازوؤں سے نکلی اور بھاگ کر کمفرٹر میں دبک گئی۔

جبران نے دانتوں تلے لب دبایا اور شرافت کا مظاہرہ کرتے آ کر اس کے پہلو میں چپ چاپ لیٹ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کافی لیٹ ہو چکے تھے۔۔

وہ اور اس کی پھپھو رضیہ ہوسپٹل سے نکلتے نکلتے کافی وقت ہو چکا تھا۔ انھوں نے باہر نکلا کر کیب کروائی اور وہاں سے نکلیں۔

شفا بنٹی (سیف) نے تمھارے ساتھ کیا بدسلوکی کی تھی مجھے بتاؤ میں اس کے کان کھینچوں گی،، مگر میرا شروع دن سے خواب تھا تمھیں بہو بنانے کا،، اور وہ بھی تم سے شدید محبت کرتا ہے، تمھارے بغیر جی نہیں پائے گا،، تو پلیز، اسے معاف کر دو،، میں نے بھائی سے تمھارے اور بنٹی کے رشتے کی بات کی تھی انھوں نے انکار کر دیا،، مگر اب تم ان سے کہو کہ تمھیں سیف پسند ہے۔۔

شفا نے حیرت سے گنگ ہوتے اپنی پھپھو کے بدلے لہجے ،، سنجیدہ تیوروں میں بولے گئے الفاظ پر غور کیا جو نا صرف خود سے اتنے بڑے فیصلے کر کے اسے سنا رہی تھیں بلکہ اطمینان سے اسے عمل کرنے کو بھی بول رہیں تھیں۔

پھپھو یہ کیا بول رہی ہیں آپ ،، مگر سوری ٹو سے ،، مجھے سیف بلکل نہیں پسند تو ایسی کوئی امید مجھ سے مت رکھیئے گا ،، وہ بھی پھپھو کی بھتیجی تھی کیوں لگی لپٹی رکھتی تبھی جو دل میں تھا بولا دیا۔

پھر تو بیٹا تمھاری زندگی مشکلات سے دوچار ہونے والی ،، کیونکہ کمپرومائز کرتی تو سکون میں رہتیں ،، وہ اطمینان سے بولی۔

کیا مطلب ،، شفا چونکی۔۔

کچھ نہیں ،، مگر وہ ایک رومال اس کے منہ پر رکھ چکیں تھیں۔ شفا بے ہوش ہو کر ان کے کندھے پر جھول گئی۔

رضیہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

کاش جوان اولاد اتنا زلیل نا کرواتی جتنا سیف انھیں کروانے پر تلا بیٹھا تھا۔

ایک ماں سب برداشت کر سکتی ہے مگر جوان اولاد کی موت نہیں اور اسی چیز کو ہتھیار بنا کر باقاعدہ سیف نے اپنی نبض کاٹ کر ماں کو ایموشنل فول بنایا تھا۔

معاف کرنا میری معصوم بچی مگر میں مجبور ہوں ،، میرا اکلوتا بیٹا مر گیا تو میں مر جاؤں گی۔ اسی لئے تمھاری پھپھو زرا خود غرض ہو گئی ہے۔ تمھیں میرے بیٹے سے نکاح کرنا پڑے گا۔

وہ کہتی گئیں اور اولاد کے سامنے اپنی بے بسی اور لاچاری پر بے آواز آنسو بہاتی رہی گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہر سوہم خان کی صبح آنکھ کھلی تو چہرے پر ایک آسودگی لیے مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔

اپنے پہلو میں دیکھا تو وہ اس کی سرخ شرٹ میں بکھری بے حال سی گہری نیند میں تھی۔

اپنا موبائل اٹھایا اور ضروری میسجز چیک کیے۔ فون رکھ دیا اور پھر اپنی مارش میلو کی جانب متوجہ ہوا۔۔

رات کی خماری ابھی اتری ہی کہاں تھی۔ جیسے آنکھ کھل گئی تھی مگر دل و دماغ اسی حسین سپنے کی قید میں تھا۔ وہ تو چاہتا تھا یہ رات کبھی ختم نا ہو مگر ہائے رے یہ دل کے ارماں،،

وہ ہلکا سا اس کی جانب جھکا تھا۔ اور گداز گال پر اپنے لب رکھے ہلکی بئیرڈ اور گھنی مونچھوں کی چبھن سے وہ کسمسائی۔ اور دائیں سے چہرہ بائیں جانب موڑ لیا۔ وہ گہرا مسکرایا اور پھر بائیں گال پر لب رکھے۔۔

وہ پھر کسمسائی۔ اور برے برے منہ بنانے لگی۔ اب ماہر نے اس کی چھوٹی سی ناک پر لب رکھے تھے۔ وہ پھر ہلی۔ اور ہاتھوں سے ان دیکھی چیز خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

ماہر نے دانتوں تلے لب دبایا اور اس کے انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسا کر تکیہ پر رکھے۔

اب ذرا گستاخی شوخ ہونے والی تھی تبھی اس نے اس کے ہونٹوں پر نرمی سے لب رکھے۔ تبھی رواحہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔ اسے خود پر جھکے دیکھ وہ بوکھلائی۔۔

اور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور ہٹایا مگر اس سے نگاہیں ملانا زندگی کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔ وہ اس کے نگاہیں چرانے پر گہرا مسکرایا،،

گڈ مارننگ مارش میلو اینڈ ویلکم ٹو مائی لائف،،

میں نے اور سونا ہے،،اس نے کروٹ بدلنی چاہی مگر نہیں بدل سکی تھی۔

اتنا تو سوئی ہو اور کتنا سوؤ گی جانِ ماہر،، ماہر کی بات پر مارش میلو نے خمار آلود نگاہوں سے مگر نروٹھے پن سے اسے گھورا۔

آ،،، آپ،،، جھوٹے ہیں،، رواحہ نے اطلاع دی۔۔

آں،، ہاں،، خطرناک بھی ہوں،، ماہر نے اس کی بیوٹی بون پر لب رکھے تو وہ اسے رات والے روپ میں آتے دیکھ تھرا اٹھی۔۔

مم،، ماہر،، پپ،، پلیز،، اس کی زبان لڑکھڑائی،، مگر وہ پھر مدہوشی میں ڈوب چکا تھا تبھی اس کے وجود پر سفر کرتے اس کے ہونٹوں نے رواحہ کو دنیا بھلا دی تھی۔

نازک پنچھی صیاد کے دام میں پھنس چکا تھا اب تو صیاد کی مرضی پر انحصار کرتا تھا کہ وہ کب اسے آزادی بخشتا ہے۔۔

ناشتے کے دوران بھی وہ اس کی گہری نگاہوں کے نشانے پر رہی کیونکہ اب وہ پھر رات والی سرخ میکسی اور اپر میں تھی۔۔ توروا حہ سخت جھنجھلائی،، ماہر پلیز ززز،، مجھے تنگ کرنا بند کریں،،
میں نے کیا کیا،، ابھی تو دور بیٹھا ہوں،، تنگ کہاں سے کر دیا،، وہ کندھے اچکا تا سنجیدگی سے بولا، مگر سبز آنکھوں میں خاص چمک تھی۔۔
آپ میری طرف مت دیکھیں ناں،، وہ جھلائی۔
رائٹ،،، تو اور کس طرف دیکھوں،، لہجہ چھیڑنے والا تھا۔۔
مجھے نہیں پتا؟ وہ کہہ کر چائے پینے لگی۔۔

تبھی ماہر کو کچھ غیر معمولی محسوس ہوا تھا۔ چھٹی حس نے کسی خطرے کا الارم دیا۔ فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی تھی۔
رستم اور اس کے کتے اندر گھستے چلے آئے۔

آروشے کی صبح آنکھ کھلی تو روم خالی تھا اس نے سکھ کا سانس لیا۔۔ کیونکہ وہ لاکھ دامن بچانے کی کوشش کر رہی تھی دل کم بخت تھا کہ اسی کی جانب کھنچا چلا جا رہا تھا۔ اسی کے نام کی مالا جپ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر پاگل ہو جاتا اس کے چھونے پر سکون محسوس کر رہا تھا جس سے وہ جھٹپٹا رہی تھی۔۔ بیڈ سے اتر کر فریش ہو کر باہر آئی تو وہ سامنے ہی کھڑا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔ آروشے گڑبڑائی

ایسے کیا دیکھ رہیں ہیں ؟

دیکھ رہا ہوں روشے بے بی بہت خوبصورت ہو گئی ہے ،، یا پہلے بے بی لگتی تھی اب بے بو لگ رہی ہے ،، وہ شرارت سے گہرا مسکرایا ،،

آپ مجھے چھیڑنے کی کوشش کر رہے ہیں ؟ اس نے آبرو اچکا کر تڑخ کر پوچھا۔

ہاں ،، ایش نے اطمینان سے قبول کیا۔

کیوں ؟

پہلے تم مجھے تنگ کرتی تھی اب میں حساب برابر کر رہا ہوں ،، وہ کہتا دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا۔

میں صبح صبح آپ کے منہ نہیں لگنا چاہتی ،، روشے نے دامن بچانا چاہا۔۔

ہمم غالباً رات بھی روشے بے بی نے یہی فرمایا تھا اور میرا جواب بھی دیکھ اور سن لیا تھا ،، وہ اس کے راستے میں استادہ تھا۔

ہٹیے سامنے سے مجھے باہر جانا ،،

نہیں ہوں گا کیا کرو گی ؟

میں دھکا دوں گی آپ کو،، وہ دانت پیس کر بولی۔

دو،،، اطمینان قابل دید تھا،،

آروشے نے بھنا کر اپنی پوری طاقت لگا کر اسے پیچھے ہٹایا وہ ہٹتا چلا گیا۔ آروشے مسکراتی آگے بڑھی۔۔

مگر کمرے میں ایک بھونچال سا آیا تھا پیچھے مڑ کر دیکھا تو کلیجہ منہ کو آیا۔ ڈریسنگ کے کونے پر خون کا دھبہ لگا تھا اور ایشان بے ہوش زمین پر پڑا تھا سر کے پچھلے حصے سے خون نکل رہا تھا۔۔

ایش،،،، آروشے کی دلخراش چیخ نے وائٹ پیلس کے در و دیوار لرزا دیئے تھے۔۔

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode35......

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔ جب وہ ایک جگہ رکی اور اس میں رضیہ بیگم اتر کر سیف سوار ہوا۔۔ رضیہ بیگم نے اسے التجائیہ نگاہوں سے دیکھا کہ شاید وہ باز آ جائے مگر وہ بے حسی سے اگنور کر کے چلتا بنا۔

گاڑی کراچی کی شہری حدود سے دور جا رہی تھی جب گاڑی کو بریک لگی۔۔

اب کیا تکلیف ہے،، سیف جھنجھلایا؟

سر راستہ بلاک ہے،، ڈرائیور نے اطلاع دی۔

واٹ،، کیا بکواس ہے،، اس نے سامنے دیکھا مگر سچ میں راستہ بلاک تھا۔ بڑے پتھروں سے راستہ بلاک کیا گیا تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کر نیچے آیا تو اب پتھروں کے پار اندھیرے میں ایک شخص منہ پر رومال باندھے گاڑی سے ٹیک لگائے اطمینان سے کھڑا نظر آیا۔۔ ہیے یو،،،، ہو دا ہیل آر یو،، وہ دھاڑا۔۔

تب وہ گاڑی سے دھیمے دھیمے قدم چلتا اس کی جانب بڑھتا گیا۔ جب اندھیرے سے روشنی میں آیا تو سیف اسے اچھی طرح پہچان چکا تھا۔۔

سیف نے دانت کچکچائے۔۔ ایک مرتبہ پھر آریان پہنچ چکا تھا اس کا پلان چوپٹ کرنے۔۔

یو،، نام کے بوائے فرینڈ،، آج اگر خیریت کی ضرورت ہے تو ہٹ جاؤ سامنے سے،،، نہیں تو،، کیا کرو گے نہیں تو؟ آریان نے دلچسپی سے پوچھا۔۔ اب سیف اور گاڑی میں بیٹھے اس کے دو آدمی آریان کی جانب لپکے تھے۔

مگر افسوس زخمی شیر سے الجھے تھے۔ آریان نے ان کی ہڈیوں کا سرمہ بنا دیا تھا۔ اور اس سیف کی بھی وہ درگت بنائی کے اسے چھٹی کا دودھ یاد آ جائے،، جلد ہی وہ منہ اور ہڈیاں تڑوا کر سڑک پر پڑے کراہ رہے تھے۔

آریان اطمینان سے گاڑی کی جانب بڑھا۔ گاڑی کا ڈور کھول کر اسے غور سے دیکھا۔۔ یہ لڑکی کیوں اتنی ضروری تھی کہ اس پر نظر رکھنی پڑتی۔۔

اور پھر جب اس کی کڈنیپنگ کی نیوز ملی تو وہ غصہ سے جیسے پاگل ہو گیا تھا۔۔ تبھی چلا آیا تھا۔ اسے باحفاظت گھر واپس لانے۔

آریان نے جھک کر اس کا چہرہ تھپتھپایا،، مگر وہ ٹس سے مس بھی نا ہوئی۔ تب آریان نے اسے بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی کی جانب لے کر بڑھنے لگا۔ تب سیف نے اس کا پاؤں دبوچا تھا۔ آریان کا میٹر شارٹ ہوا اور اس نے سیف کے سینے پہ ایک ٹھوکر رسید کی۔

اسے گاڑی میں لٹایا اور گاڑی نکالتا چلا گیا۔

اور تو کچھ نہیں سوجھا وہ ہوش میں نہیں آ کر دے رہی تھی تو آریان اسے لیے ہاسپٹل آیا تھا۔

اسے انڈر آبزرویشن دے کر وہ باہر نکلا تھا اور اپنے ڈیڈ کو فون کر کے ہاسپٹل بلایا تھا۔

کچھ ہی دیر میں پاشا ہاسپٹل میں تھا۔ وہ آریان تک پہنچا جہاں آریان ڈاکٹر ثنا سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

ان کے مطابق اسے جو کلوروفارم کی مقدار دی گئی ہے وہ حد سے زیادہ تھی اور اس نے بہت برا ری ایکشن کیا اس کی باڈی پر، جبھی اسے ہوش نہیں آ رہا تھا۔ مگر ری ایکشن ختم کرنے کے اینٹی ڈوٹ دے دیا گیا تھا۔ رات کے دو تو پہلے ہی بج چکے تھے اب اسے صبح ہی ہوش آنا تھا۔

پاشا اس کے قریب پہنچا۔۔

خیریت آریان،، پاشا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

نو ڈیڈ،، خیریت نہیں،، اٹس ریڈیکیولس،، اس نے منہ بنایا اور اب تک کی اس کی تمام کی تمام باتیں سناتا چلا گیا۔۔ اپنی دانست میں اس نے فل کوشش کی تھی اپنی جانب کی بات چھپانے میں،، کہ وہ کیوں اس پر اس کی حفاظت کے لیے نظر رکھ رہا تھا۔۔ مگر سامنے پاشا ابراہیم تھا۔

کافی سر پھری اور بد تمیز لڑکی ہے ڈیڈ،، چھپکلی،، آریان نے برا سا منہ بنایا۔۔

باپ بھی تو اس کا سر پھرا ہے،، خیر بائے دی وے،، اس کے بھی تمھارے بارے میں یہی خیالات ہیں،، پاشا بظاہر سنجیدہ تھا مگر،،

واٹ،،، ڈیڈ کیا کہا اس نے میرے بارے میں؟ آریان کو شاک لگا۔

یہی کہ ہنڈسم انکل آپ تو اتنے ہینڈسم ہیں، آپ کا چلغوزہ لمبوترا بیٹا کس پر چلا گیا ہے؟ پاشا نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔

واٹ،، آریان کو وہ زہر لگی اس وقت،، پیر پٹختا ڈاکٹرز کے بلانے پر باہر چلا گیا۔

پاشا مسکرایا۔

صبح بھاری بوجھل ہوتے اعصاب کے ساتھ شفا کی آنکھ کھلی تھی۔ خالی الزہنی کے ساتھ کافی دیر پڑی چھت کو گھورتی رہی۔ پھر دماغ نے کام کرنا شروع کیا تو ایک ایک بات، منظر آنکھوں کے آگے گھوما اور سب یاد آتا چلا گیا۔

یادداشت واپس آنے کے بعد اس کے یہ سوچ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور اس بیغیرت سیف کے بارے میں سوچ کر اسے پہلی دفعہ خوف محسوس ہوا کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا۔

وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ اٹھ کر چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو پتہ چلا کہ وہ ایک ہوسپیٹل میں ہے،، اسے شدید حیرت ہوئی۔

تبھی قدموں کی چاپ روم تک آتی سنائی دی۔ دروازہ کھول کر جو شخصیات اندر داخل ہوئیں تھیں انھیں دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔۔ وہ پاشا اور آریان تھے۔۔

کیسی طبیعت ہے، بیٹا،، پاشا اس کے قریب آیا،، وہ تڑپ کر اٹھی

مم،، میں کہاں ہوں،، ادھر کیسے آئی انکل،، مم، مجھے اپنے گھر جانا ہے ابھی،، پاپا پریشان ہوں گے،،

رائٹ چلتے ہیں،، چلو،، وہ جو اس کے ہوش میں آنے کا ویٹ کر رہے تھے اسے لیئے باہر نکلے۔۔

آریان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جبکہ پاشا اور وہ پیچھے بیٹھے تھے۔ آریان نے بیک مرر میں سے دیکھا۔

وہ اضطراب کے علم میں اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی تب پاشا نے اسے بتایا کہ آریان نے اتفاقاً اسے دیکھ لیا تھا اور اسے بچایا اور کیسے ہاسپٹل لایا۔

کیسے وہ ساری رات بے ہوش رہی۔۔

جھٹکے سے گاڑی حسن مینشن کے پورچ میں رکی تھی جہاں قریب ہی لاؤنج میں کامران حسن اور رضیہ بیگم بے چینی سے ٹہل رہے۔

وہ تینوں گاڑی سے نکل کر ان کی جانب بڑھے۔ شفا لپک کر کامران حسن کے سینے سے لگنا چاہتی تھی جب کامران حسن نے ہاتھ لہرا کر اسے روک دیا۔ وہ ٹھٹھک کر رکی۔

ساری رات کہاں تھیں شفا؟ اور ان لوگوں کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟

وہ دھاڑے،، جبکہ شفا کر دل کیا ہر چیز تہس نہس کر دے۔

یہ تو آپ اپنی بہن سے پوچھیں پاپا،،، پھپھو آپ بتائیں گی کہ میں بتاوں پاپا کو،، وہ دانت پیس کر بولی۔۔

شٹ اپ شفا،، اپنی بکواس بند کرو،، رضیہ کا کہنا ہے کہ یہ واش روم گئی تھی باہر آئی تو تم ہاسپٹل کے بیڈ پر نہیں تھی۔ اس نے تمھیں کافی ڈھونڈا مگر تم نہیں ملیں،،

کامران حسن نے کہا تو شفا نے شاکڈ سا ہو کر اپنی پھپھو کو دیکھا جو نگاہیں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

یہ کیا بتائے گی ماموں،، اپنے عاشق کے ساتھ منہ کالا کر کے آئی ہے،، میں پکس دکھا چکا ہوں آپ کو کیسے گود میں اٹھائے،،

بھونکنا بند کرو سیف،، اور خبردار تم جیسے گھٹیا، گرے ہوئے شخص نے میرے کردار کے بارے میں بکواس کی،،، میں منہ نوچ لوں گی تمھارا،، شفا بھی دھاڑی۔

سچ ہمیشہ کڑوا لگتا ہے شفا بی بی،، جو لڑکی رات باہر گزار کر آتی ہے وہ کوئی شریف،،

شٹ اپ یو باسٹرڈ،،، شفا تڑپی اور اپنے باپ کے سرخ رویا چہرہ اور جھکے کندھے دیکھے،، پاپا آپ کچھ کیوں نہیں بول رہے،، چپ کرائیں اسے،، میں وضاحت دے سکتی ہوں اس سب کی،،

ماموں آپ اس کی مت سنیں، پھر کہانیاں گڑھ دے گی،، آپ میری بات سنیں،، یہ جیسی بھی ہے آپ کی عزت ہے، اور اب بھی مجھے قبول ہے،، آپ ابھی میرا اس سے نکاح کروا دیں،، سیف نے چٹکیوں میں ماموں کے مسئلے کا حل پیش کیا۔

شفا کے پیچھے پاشا اور آریان اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے کھڑے تھے۔ اور ان سب کو آبزرو کر رہے تھے۔ کامران حسن کو بھی،، اسی لئے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔

واٹ ڈو یو مین بائی جیسی بھی میں،،، گدی میں سے زبان کھینچ لوں گی تمھاری بھونکنے والے ڈوگ،،

شٹ اپ شفا،، اور سیف تم کیوں نکاح کرو گے ایسی لڑکی سے،، تم اچھے ہو اپنی جیسی کوئی اچھی لانا، یہ جن کے ساتھ آئی ہے انھیں کے ساتھ چلی جائے،،

کامران حسن نے سیف کی پلاننگ پر پانی پھیرا وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

پاپا،، وہ صدمے سے چلائی۔

نو،،، شفا مر گئیں آج سے تم میرے لئے اور میں تمھارے لیے،،مجھے کسی قسم کی کوئی بات نہیں سننی،، جاؤ یہاں سے،، جن کے ساتھ آئی ہو انھیں کے ساتھ جاؤ اب،، تمھارے لیے اس گھر میں کوئی جگہ نہیں،،

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ بھائی،، بچی ہے وہ،، رضیہ ہراساں ہوئیں۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ماموں،، آپ یقین کریں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا میں خود ہی ٹھیک کر لوں گا اسے،،

نہیں سیف،، یہ میرا پہلا اور آخری اور بلکل حتمی فیصلہ ہے، شفا جاؤ یہاں سے،،

پر پاپا،، شفا نے ان کا بازو تھاما اور پھوٹ پھوٹ کر روئی۔۔

یو مے گو،،، ناؤ،،، کامران پھر دھاڑے،، سیف کو سانپ سونگھ گیا۔

(اونہہہہہ،، بدماغ بڈھا سارے پلان کی بینڈ بجا دی) سیف نے کامران حسن کی پیٹھ کو گھورا۔

آریان شفا کو گاڑی میں بٹھاؤ،، میں آتا ہوں،، پاشا نے اطمینان سے کہا۔

نو نو،،، میں کہیں نہیں جاؤں گی،، وہ مچلی

مگر آریان اسے بازو سے دبوچ کر سیف کی ناک کے نیچے سے نکالتا اسے آنکھ ونک کرتا لے جا کر گاڑی میں لاک کر چکا تھا۔ سیف جل بھن کر کباب ہو گیا۔۔ اب آریان گاڑی سے ٹیک لگا کر اپنے ڈیڈ کا انتظار کرنے لگا۔ اور سیف کی طرف ہتک آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔

پاشا کامران حسن کے قریب آیا۔۔

میں اس وقت کسی کے منہ نہیں لگنا چاہتا،، جائیے آپ بھی،،

پاشا نے کندھے اچکائے۔ اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔

سیف نے حسرت بھری نگاہوں سے گاڑی نکلتی دیکھی مگر کچھ کر نہیں پایا۔۔

وہ وائٹ پیلس پہنچے تھے۔۔ شفا بری طرح رو رہی تھی۔۔ پاشا نے گاڑی میں اسے تسلی بھی دی۔۔ اب بھی وہ اسے ساتھ لیے اندر آتا اسے سمجھائے گیا۔

ہیے مائی لٹل بریو گرل،، تم تو بریو ہو،، سب کچھ ٹھیک کر دوں گا میں،، بھروسہ رکھو،، وہ اندر آئے تھے اور یہی وہ لمحہ تھا جب آروشے کی چیخ پورے وائٹ پیلس میں گونجی تھی۔۔ سب گھبرا کر آروشے کے کمرے کی جانب لپکے تھے۔۔

ماہ بیر جو ہاسپٹل جانے کے لئے باہر نکل رہا تھا وہ بھی بھاگا تھا۔ آروشے کے کمرے میں پہنچے تو آروشے ایشان پر جھکی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔

ایشان زخمی حالت میں نیچے گرا ہوا تھا اور جو سب سے زیادہ تشویشناک بات تھی وہ یہ تھی کہ ایشان کے سر میں چوٹ لگی تھی اور خون بہہ رہا تھا۔۔

ماہ بیر نے ایشان کا سر گود میں رکھا۔ منی بھی آ کر اس پر جھکی۔۔ پنکی نے تو واویلا ہی مچا دیا تھا۔

کیا ہوا اسے،، کیسے چوٹ لگی،، بڑے پاپا جے کو فون کریں،، ماہ بیر دھاڑا تو آروشے سہمی تھی۔ ان سب کے ایسے ری ایکشن سے وہ ڈر گئی تھی۔ قصوروار جو وہی تھی۔

وہ مم میں نے تو بس انھیں ایک سائیڈ کیا تھا،، پپ،، پتہ نہیں کک،، کیسے گر گئے،، وہ بری طرح روئی۔۔

ماہ بیر نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔ ماہ بیر نے ہی اسے کندھے پر اٹھایا تھا۔ اور ہاسپٹل لیے دوڑا۔

سب آگے پیچھے ہاسپٹل پہنچے تھے۔ ماہ بیر نے جب اسے سٹریچر پر ڈالا تب تک جبران بھی ہوائیاں اڑا چہرہ لیے ہاسپٹل پہنچا تھا۔ تیز قدموں سے وہ ایشان کے قریب آیا تب آروشے اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔

ایشان،، ایش،،، اٹھو میرے بھائی،،، تم جانتے ہو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا،، ماہ بیر،، کیسے ہوا یہ، وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ایشان پر جھکا ہوا تھا ماہ بیر نے ایک سرد اور خشک نگاہ سے آروشے کو دیکھا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جبران نے بھی شعلے اگلتی لال انگارا آنکھوں سے اس خود غرض لڑکی کو دیکھا تھا جس کی خاطر اس کے بھائی نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔۔ آروشے کے تواتر سے بہتے آنسوؤں میں اور زیادہ روانی آئی تھی۔۔ جب ان کو غصے اور نفرت سے خود کو دیکھتے پایا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔

ایشان کو آئی سی یو میں لے جایا جا چکا تھا۔ ملک کے بڑے بڑے نیورو سرجنز کو بلا لیا گیا تھا۔
زمل کو رو رو کر برا حال تھا روحا اور ریحاب اسے تسلی دے رہیں تھیں۔۔
پاشا کبیر اور سوہم بھی وہیں موجود بے چین سے تھے۔

اگر آپ لوگ کہیں تو میں ماہر سوہم خان کو اطلاع دے دیتی ہوں،، منی نے کہا تو پاشا نے منع کر دیا۔
اور ایک نظر آروشے کے بھیگے سرخ چہرے کو دیکھا۔
رہنے دو منی،، علاج ہو لینے دو وہ جانے گا کہ کیا اور کس طرح ہوا تو پتہ نہیں کیا قہر ڈھائے گا۔۔
منی نے اثبات میں سر ہلایا۔
ایشان کی سرجری سٹارٹ کر دی گئی تھی۔ وہ سب کوریڈور میں بے چین سے ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔ اس دوران ماہ بیر نایاب کے بارے میں تو بھول ہی گیا تھا۔

تبھی وسیع اس کے پاس آیا تھا۔۔

سر ادھر آئیں،،ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔

چلو،،،ماہ بیر اس کے ساتھ آیا۔۔

یہ دیکھیں،،وسیع نے ٹیب نکال کر ایک ویڈیو پلے کر کے اس کے سامنے ٹیب کیا۔۔ماہ بیر نے ائیر پوٹس کان میں لگا کر وہ ویڈیو دیکھی۔

ویڈیو دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر سائے سے آ کر لہرائے تھے۔اس قدر وحشت اور درندگی تھی اس کے چہرے پر کہ وسیع کو بھی جھرجھری سی آئی۔۔

ماہ بیر کنپٹیاں سہلاتا وہیں چئیر پر بیٹھتا چلا گیا۔

اففففففففففففف یہ کیا یو گیا تھا اس سے،،اپنے آپ کو بڑا توپ کا لوئیر سمجھنے والا آج کیسی حقیقت کھل کر سامنے آئی تھی۔

فجر اس سے کہتی رہی ایک دفعہ اس کی بات سن لے مگر اس نہیں،،،اس نے نہیں سنی۔

ساری زندگی ایک بے قصور عورت سے نفرت کرنے میں گزار دی۔۔

ایک بیٹی کو اس کی ماں سے دور رکھا۔

اتنے سال اپنی محبت سے نفرت کرتے ہوئے خود سے دور رکھا۔اب حساب لینے بیٹھا تھا تو کافی قصور نکلتے تھے اس کی طرف۔

فجر سے کیسے نگاہیں ملائے گا۔

تبھی وسیع ہانپتا کانپتا ماہ بیر کے پاس آیا تھا۔۔

سس،، سر وہ نایاب میڈم،،، وہ جو اسی ہاسپٹل میں تھی وسیع دیکھنے گیا تھا مگر،،

کیوں کیا ہوا،،

مجھے لگتا ہے ان کے پاس زیادہ وقت نہیں،،

واٹ،،، ماہ بیر کو لگا اس کا سانس رک جائے گا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode36.......

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اپارٹمنٹ پر چاروں جانب سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ مگر ماہر سوہم خون کے اطمینان میں خاطر خواہ کمی نہیں آئی تھی جو یونہی سکون سے بیٹھا رہا جبکہ رواحہ کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید ضرور پڑ چکا تھا۔

وہ جو دونوں لاؤنج میں زمین پر پھولوں کی چادر کے اوپر بیٹھے تھے۔ ٹیبل پر بریک فاسٹ کے برتن پڑے تھے۔ ابھی ابھی تو بریک فاسٹ ختم کیا تھا انھوں نے تو یہ کیا افتاد آن پڑی تھی۔

مم،، ماہر یہ،، سب،، وہ اس کے قریب کھسک آئی۔

ماہر نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اپنے ساتھ لگا لیا۔

کچھ نہیں ہے،، بس ڈرنا نہیں تم نے،، سمجھیں میں نے کیا بولا،، ڈرنا نہیں،، ماہر کا لہجہ سنجیدگی لیے تھا۔

تبھی دھاڑ سے لاؤنج کا دروازہ کھول رستم اور اس کے غنڈوں کو اسلحے سمیت اندر آتا دیکھ رواحہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔

جبکہ اندر کے ماحول کو دیکھ رستم کے قدم صوفے کے پار ٹھٹھک کر رکے تھے۔ سامنے ہی وہ کسی اور کے پہلو میں آدھی دلہن بنی بھیگا مہکا وجود لیے کسی اور کے پہلو میں بیٹھی دیکھی تو وہ غصے سے پاگل ہو گیا۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی چندا بائی کسی اور کی سیج،،

ابے بھونکنے والے کتے،، ماہر نے اطمینان سے کہتے کافی کا مگ منہ سے لگا کر ایک گھونٹ بھرا تھا،،

میری بیوی کا نام رواحہ ماہر سوہم خان ہے،، اور اس سے کیا مخاطب ہو رہے ہو مجھ سے بات کرو،،

ماہر نے سکون سے کہتے اسے تھوڑا اور قریب کیا۔ تو رستم نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھے اس سبز آنکھوں والے جواں مرد جن کی دیدہ دلیری اور اطمینان ملاحظہ فرمایا۔

جبکہ وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے بیٹھی تھی۔

تمھیں مجھ سے ڈر نہیں لگ رہا،، اپنی دردناک موت سے،، اور جب تمھاری آنکھوں کے سامنے میں اس کے ساتھ،،،

نہیں تم جیسے کتوں سے کیا ڈرنا،، ماہر نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی وہ اس کی بکواس سن کر اپنا میٹر شارٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

زرا چندہ بائی سے تو پوچھوا سے مجھ سے ڈر لگتا ہے کہ نہیں،، وہ چٹخارہ بھر کر بولا اب اس گیم میں اسے بھی مزا آنے لگا تھا۔

آج کے بعد اسے بھی نہیں لگے گا،، اور اسے چندہ کہنے والے کی زبان بھی نہیں رہے گی اس کے منہ میں،، اطمینان قابلِ رشک تھا گرین مونسٹر کا۔۔

مم،، ماہر،،،،، ی،،،، یہ،، وہ بے آواز روتی اس کی شرٹ بھگو رہی تھی۔۔

ہیے ڈارلنگ ڈونٹ وری ڈئیر،، وہ کیا کہتے ہیں ناں سمتھنگ سالے صاحب ہیں،، بہن کا ناشتہ لے کر آیا ہوگا،، ماہر نے اسے پیار سے پچکارا۔۔ رواحہ نے حیرت سے اپنے قریب اس بندے کو دیکھا۔

بکواس بند کرو تم ،،،، یہ صرف میری ہے ،،، اور میری ہی رکھیل ،،

شٹ اپ یو باسٹرڈ ،، ماہر دھاڑا ،، موڈ آف مت کرو سالے کمینے صاحب ،، وہ کیا ہے نا سہاگ رات کے بعد میرا موڈ بڑا خوشگوار ہے ،، تو منہ سنبھال کے بات کرو ،، وہ لاپروائی سے بولا۔

تم سے تو اب میری پسٹل بات کرے گی حرام زادے ،، وہ چیخا اور اپنی گن کا رخ ماہر کے سینے پر رکھ کر نشانہ لیا تھا۔ وہ مسلسل فائر کرتا رہا۔ مگر پسٹل خالی دیکھ اس کے ہوش اڑے تھے۔۔

رواحہ نے خوف کے مارے اس کی گردن میں منہ دیا تھا۔

ایک اور کوشش کر لو ،، ماہر نے کہا۔

ہیے یو ،، یہ میری پسٹل خالی کیوں ہے ،، لوڈڈ گن دو ،، مگر یہ دیکھ کر اس پر غشی طاری ہونے والی ہو گئی جب اسی کے ساتھ آئے آدمیوں نے اسی کے سر پر گنز تان لیں تھیں۔۔

ہیے روح سامنے دیکھو ،، ماہر نے کہا تو اس نے کانپتے سامنے دیکھا۔

میں نے کہا تھا ناں ،، کہ میں تمہارا ڈر نکالتا دوں گا۔۔ اب آگے جو ہو گا وہ تمھیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہے ،، تم نے آنکھیں بند کیں تو سزا بیڈروم میں دوں گا جس کے سنگین نتائج کی زمہ دار تم خود ہو گی ،، آخری بات اس نے سرگوشی میں کہی تھی ،، اس نے اچھے بچوں کی طرح جلدی جلدی اثبات میں سر ہلایا تو وہ مسکرا دیا۔

گڈ گرل ،، پھر وہ گارڈز کی جانب متوجہ ہوا ، سٹارٹ کرو ،، سر سراتا لہجہ تھا ماہر کا ،،

کیا مطلب،،

اس سے پہلے کے ماہر اسے مطلب سمجھاتا گارڈز ٹوٹ پڑے تھے اس پر،، اور اپنی رائفلز سے روئی کی طرح دھنک رہے تھے اسے۔۔

رستم کی چیخ و پکار پورے اپارٹمنٹ میں گونج رہیں تھیں۔ رواحہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہی تھی جبکہ ماہر کافی کے گھونٹ بھرتا اب جیسے پاؤں پسار کر ایک پیر پر دوسرا پیر رکھے صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا یہ ایکشن فلم خوب انجوائے کر رہا تھا۔

ہیے انجوائے کرو جان،، سوہم نے اس کی کمر پر پکڑ مضبوط کی۔

کچھ ہی دیر بعد رستم کا حشر بگڑ چکا تھا۔ لہولہان وہ آدھ مرا ہو چکا تھا۔ جب گارڈز ہانپتے پیچھے ہٹے۔ اور ماہر کی جانب دیکھا۔۔

تھک گئے کیا؟ ماہر نے آبرو اچکا کر پوچھا۔۔

نو سر،،

تو پھر رکیں کیوں سٹارٹ،، گارڈز پھر اس کی جانب لپکے۔۔

اے رک جاؤ،، جانتے نہیں میں کون ہوں؟ رک جاؤ،، سٹاپ اٹ،،

مگر گارڈز اس پر پھر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹے تھے۔۔

مم،ماہر،، یہ،، سب،، روکیں اسے،،،، رواحہ کی حالت خراب ہو رہی تھی یہ خون خرابہ دیکھ کر تبھی اس کے سینے میں منہ دیا تھا۔

گارڈز پھر رکے،، مر مرا جائے گا سر،، ان میں سے ایک نے کہا۔

ہمممم،، لے جاؤ،، لے جا کر کسی گٹر میں پھینک دو،، ماہر نے کہا تو گارڈز نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کی جانب بڑھے جو زمین پر لیٹا بری طرح کراہ رہا تھا۔

سٹاپ،، ماہر نے کہا تو گارڈز کو رکنا پڑا۔

یس سر،،

لے جانے سے پہلے ایک کام کرو؟ مجھے اس کی زبان چاہیے،، وہ اطمینان سے بولا۔ رواحہ کی جان ہوا ہوئی۔۔ اور سختی سے اس کے سینے میں چھپ گئی۔

تمام گارڈز نے نگاہیں جھکائیں ہوئیں تھیں۔۔ کسی ایک بھی جرأت نہیں تھی نگاہ اٹھا کر اس ہری بلا کی زندگی پر ڈالتا۔۔

اور رستم کے بھی رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔۔ اس بار شاید وہ غلط بندے سے الجھ بیٹھا تھا۔ اسے تو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی تھی کہ اڈے سے اس کے ساتھ آئے گارڈز نے یہ پینترا کیوں بدلہ تھا آخر؟ تو کیا وہ جو پنجاب سے خود کو بڑی توپ چیز سمجھ کر آئے تھے ہر پل ان کی نگاہوں میں تھے؟

ایک گارڈ سوئس نائف لیے رستم کے اوپر جھکا۔۔

نن،، نہیں،، نہیں،، ا،،، اب،،، نہیں بولوں گا،، چن،،،، مم،، مطلب،، کک،، کچھ،،، نہیں بولوں گا،، نن،،، نام،، بھی،، نہیں،، لل،، لوں،گا،، رستم گھگھیا گیا اور ہاتھ جوڑ کر بولنے لگا تھا۔۔

ماہر گہرا مسکرایا۔

اور اس کی منحوس شکل یہاں سے گم کرنے کا اشارہ کیا۔

گارڈز اسے گھسیٹتے وہاں سے لے جا چکے تھے۔ اور جاتے وقت اپارٹمنٹ کے کھڑکیاں دروازے دوبارہ بند کر کے جا چکے تھے۔

اب وہ پھر اپنی لرزتی کانپتی مارش میلو کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ جو اس کی شرٹ کندھے سے اپنے آنسوؤں سے بھگو چکی تھی۔ تب سوہم نے اسے بازوؤں سے تھام کر خود سے الگ کیا تھا۔

ہیے روح دیکھ لو،، اچھی طرح سمجھ لو،، اور اپنے زہن میں بٹھا کر اپنا ہر ڈر نکال دو کہ ہمارے ان دشمن کی میرے آگے کیڑے مکوڑوں جتنی اوقات بھی نہیں،، جنھیں مسلنے میں مجھے اٹھ کر ان تک جانے کی بھی زحمت گوارا کرنی پڑے،، سمجھ گئی ناں

اور اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی۔۔

ی،، یہ،، ک،، کیا کر رہے ہیں آپ،، وہ اثبات میں سر ہلاتی بوکھلائی

روح رونا بند کرو،، پہلے ہی تم ایک سزا تو اپنے نام کروا چکی ہو،، اب اگر رونا بند نہیں کیا تو یہ آنسو میں اپنے لبوں سے چنوں گا،،

ماہر نے وارننگ دی۔۔

کک،، کونسی سزا،، اسے سب کچھ بھول گیا،، اور سانس لفظ سزا پر اٹک گیا۔۔ ماہر سوہم خان اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اس کا دھیان اس پر سے ہٹانے میں،،

میں نے کہا تھا کہ اگر تم نے اپنی آنکھیں بند کیں تو سزا میں بیڈروم میں جا کر دوں گا،، وہ اس کے بال کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے خمار آلود لہجے میں بولا۔

ماہر،، ابھی وہ کچھ کہتی جب۔ ماہر نے جھک کر اس کی آنسو اپنے لبوں سے چنے تھے۔۔ مگر جان ہوا تو تب ہوئی جب ماہر کے اس نازک وجود پر سر سراتے ہاتھوں نے اس کا اپر کندھوں سے نیچے کھسکایا تھا۔

رواحہ کا دل پسلیوں سے ٹکرایا،، غیر ہوتی حالت میں سانس لینا دوبھر ہو گیا۔ تب اس نے بے اختیار ہی اپنا منہ اس کے سینے میں چھپایا اور گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔

تب ماہر سوہم خان نے پھر اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔ وہ بری طرح گھبرائی تھی۔۔

ماہر،، آپ،،، ماہر نے اسے بیڈروم لے جاتے ہی اس کے چہرے کے ایک ایک دلکش نقش کو چوما تھا۔ رواحہ نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔۔

ماہر بیڈروم میں داخل ہونے لگا تھا جب رواحہ نے بوکھلا کر دروازے کا ہینڈل پکڑا تھا۔

مم،،، ماہر، مجھے،، نن،، نہیں جانا،، اندر،،، وہ رونے والی ہو گی۔ ماہر کا قہقہہ ضبط کرنے کے چکروں میں چہرہ سرخ ہو گیا۔

اس نے ڈور بند کر کے اسے دروازے پر ہی اتارا۔ ۔ رائٹ پھر جو کچھ کرنا ہے ادھر ہی کر لیتے ہیں،، ویسے بھی مارش میلو تو ہو،، کہیں بھی ایڈجسٹ کر جاتی ہو،، ماہر کے شوشے پر رواحہ کے چہرے نے لہو چھلکایا۔

ماہر نے اس کے کندھے سے شرٹ نیچے کھسکا کر اپنے دہکتے لب رکھے تھے جب وہ جی جان سے لرزی۔ ماہر کے اب کے لمس میں رات سے زیادہ شدت اور ہاتھوں کی پکڑ میں ناقابلِ برداشت سختی محسوس کر رواحہ کی سانس حلق میں اٹک چکا تھا۔ ۔

مزاحمت کرتے رواحہ نے اپنے ہاتھ اس کے سینے پر رکھے تھے مگر وہ اس کی کلائیاں تھام دیوار سے لگا چکا تھا۔

بلکل ہوش سے بیگانہ ہوتے ماہر نے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے اپنی شدتیں بکھیری تھیں۔ ۔

کافی دیر وہ خود کو سیراب کرتا رہا۔ جب احساس ہوا کہ وہ بری طرح بے حال ہو چکی تو ماہر نرمی سے پیچھے ہٹا تھا اور دلچسپی سے اس کا لال قندھاری چہرہ دیکھا تھا۔

وہ پھر خود کو اس نرم و گداز وجود میں گم کرتا مگر فون پر بجنے والی ایک خاص بیل سے وہ بری طرح چونکا تھا۔

روح جلدی سے شال اڑھو ہمیں جانا ہے،، وہ کہتا تیز ہاتھوں سے موبائل، کیز اور والٹ اٹھاتا پاکٹ میں رکھنے لگا۔

کیا ہوا سب خیریت ہے ناں،، اس کی آنکھوں کے سبز شعلے جو ابھی بیل سنتے بجھ چکے تھے کہ ایک مرتبہ تو رواحہ کو بھی جھرجھری سی آئی تھی یہ ابھی کچھ دیر پہلے والا ماہر سوہم خان تو نہیں تھا۔

سب خیریت ہے جان،، جلدی کرو،، وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز ہی کر رہا تھا۔۔

رواحہ نے جلدی جلدی چادر اوڑھے ماہر نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے تیزی سے لیے باہر نکلا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر کافی دیر سے نایاب کے سینے سے لپٹا روئے جا رہا تھا۔۔ اتنے برسوں کا غم غلط کرنا کون سا مشکل امر تھا۔

مجھے حقیقت معلوم ہو چکی ہے ماں،، آپ نے کتنا کچھ سہا،،، کاش ایک چھوٹا سا اشارہ ایک معمولی سا سرا ہاتھ میں تھمایا ہوتا تو میں ان دشمنوں کو تختہ دار پر لٹکا دیتا،،۔ مگر آپ،،

ماہ بیر،، فجر کا،،،خیال رکھنا،،،، آخری سی ہچکیاں محسوس ہوتی تھیں جو اس کمزور اور نحیف سے وجود کے منہ سے برآمد ہو رہی تھیں،، نایاب کو تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑا تھا لقمہ اجل بننے سے پہلے مولا کریم نے اس کی مشکل حل کر دی تھی۔

ایسے مت بولیں آپ،، ابھی تو آپ کو اپنے نواسے نواسی کو گود میں کھلانا ہے،، پلیز ایسا مت بولیں،، غم سے کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔

ماہ بیر کو اس آغوش میں بہت سکون محسوس ہو رہا تھا

مگر جلد ہی اپنے کندھوں کے گرد لپٹے ان مضبوط ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑتی محسوس ہوئی تو ماہ بیر کی روح فنا ہوئی۔۔

ماں،، لال انگارا آنکھیں لیے وہ چلایا۔۔

مگر یہی وہ مرحلہ تھا،، بلکل یہی جہاں وہ سو کالڈ

Executioners

بھی آ کر بلکل بے بس ہو جاتے تھے۔۔۔

وہ ہر غم اپنے سینے میں دبائے آخری بار بیٹے سے ملنے کی حسرت لیے دارِ فانی سے کوچ کر گئی تھی۔۔

ماہ بیر آج سہی معنوں میں تہی داماں ہوا تھا۔۔ وہ کافی دیر وہیں بیٹھا بے آواز آنسو بہاتا رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ رواحہ کو گھر چھوڑ کر ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔ جب اس نے ہاسپٹل میں قدم رکھے تو عجیب طرح کی ہلچل سی مچی تھی ہاسپٹل میں،،

وہ بھسم کر دینے والے انداز میں آگے بڑھا تھا۔

جبران وٹ ہیپنڈ، کیا ہوا ایشان کو، ڈیم اٹ، ، سب میرا منہ دیکھ رہے یو کوئی بتائے گا کیا ہوا ہے اس کے ساتھ اور کیسے، ، یا اپنے طریقے سے پتہ کرواؤں، ، اس گرین مونسٹر کی دھاڑ پورے ہوسپٹیل میں گونجی تھی کہ سب تھرا اٹھے تھے۔

پاشا، ، سوہم اور کبیر کو تو معلوم تھا وہ ایشان کے معاملے میں کتنا ٹچی تھا۔ اسی لیے خاموش بیٹھے رہے پتہ تھا جب تک وہ اپنی بھڑاس نہیں نکالے گا سکون سے نہیں بیٹھے گا۔

وہ مخاطب جبران سے تھا۔ گھور منی کو رہا تھا کہ اس نے بھی اسے نہیں بتایا تھا اور جان حلق میں روشے بے بی کی اٹکی تھی۔

تب جبران نے آگے بڑھ کر اسے حقیقت بتا دی تھی۔ مگر وہ آپے سے باہر ہی ہوا تھا یہ سن کر، ، منیب اس لڑکی کو لے جاؤ یہاں سے، ، اس سے پہلے کہ میں اس کی جان لے لوں، ، ، لے جاؤ اسے، ، وہ دھاڑا، ، آروشے پھوٹ پھوٹ کو روتی اور نفی میں سر ہلانے لگی۔

نن، ، نو میں، ، ایش، ،

شٹ اپ یو، ، ، ، ، ، ، ، گیٹ لاسٹ فرام ہئیر، منیب اب یہ مجھے ایشان کے آس پاس بھی دِکھی تو تمھاری چمڑی ادھیڑ دوں گا میں، ، کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو لے کہ جاؤ اسے یہاں سے، ، منی جھٹکے سے آگے بڑھی تھی اور اس کا بازو پکڑ کر گھسیٹتی اسے باہر لے گئی تھی۔ ۔

آریان نے منی کو اشارہ کیا تو اس نے سر ہلایا۔۔ آریان نے اس کا بازو تھام کر اسے گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔ سارے رستے وہ زاروقطار روتی رہی تھی۔۔

آریان کی بھی رگیں تنیں ہوئیں تھیں۔

غصہ تو سب کو ہی تھا اس پر،، مگر سب جانتے تھے کہ وہ ایشان کے لئے کیا ہے. بس تبھی خاموش تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

چھ گھنٹے کے میجر آپریشن کے بعد بھی ڈاکٹرز نے تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔۔

پھر آخر ساتویں گھنٹے کے بعد کچھ ڈھنگ کی خبر ملی کہ وہ خطرے سے باہر ہے۔۔ سب نے ہی سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ اور سب سے بڑی خوشخبری کی بات تو یہ تھی کہ پچھلی چوٹ کے بعد جو اس کی رگوں میں خون جم گیا تھا وہ بھی سرجری کے زریعے ٹھیک کر دیا گیا تھا۔ یعنی اب وہ مکمل صحت یاب ہو جائے گا اس کی امید بھی تھی۔۔ مگر ڈاکٹرز نے یہ بھی کہہ کر ڈرا دیا تھا کہ وہ کوما میں بھی جا سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ادھر نایاب کی ڈیتھ اور حقیقت معلوم ہونے پر ان سب کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی تھی۔۔

کہیں بھی سکون نہیں تھا۔۔ ہر طرف اداسی اور مردنی سی چھائی تھی۔

اور ابھی تو انھیں سب سے بڑا مرحلہ جو پار کرنا تھا وہ فجر کو اس کی ماں کی موت کے بارے میں اطلاع دینا تھا وہ بھی اس حالت میں،،

یہ سوچ کر ہی ماہ بیر کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے کہ وہ کیسا ری ایکٹ کرے گی

#Don'tcopypastewithoutmypermission 💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode37.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ماہ بیر نے ماہر سوہم خان کو بتایا تھا کہ دشمن کیس فائل کرنے نہیں دے رہے۔۔ماہ بیر نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا کیس ری اوپن ہو مگر کوئی نا کوئی بات ایسی ہو رہی تھی کہ اسے شک ہو گیا کہ ضرور یہ وہی لوگ کر رہے ہیں تب ماہر سوہم نے کہا تھا میں اس منیر چیمہ کا دھیان بٹاؤں گا یہ کام پھر کرنا۔

تب اسی نے جان بوجھ کر ان تک اپارٹمنٹ کی اطلاع پہنچائی تھی وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یقیناً اس کی سوچ کے مطابق رستم خود چل کر اس کے پاس آئے گا اپنی ہڈیوں کا کچومر بنوانے۔۔ اور ہوا بھی یہی چندا کے چکر میں وہ بھوکے شیر کے پنجرے میں گھس آیا تھا۔بس مجبوری یہ تھی کہ ماہر ابھی اپنے اسکیلپل

کا یوز نہیں کر سکتا تھا اس پر،،، اسی لئے خود اس کے قریب نہیں گیا۔ اسے زندہ بھیجنا تھا منیر چیمہ کے پاس،،، مگر زخمی تاکہ وہ اس کی جانب متوجہ ہو جاتے۔۔ نہیں تو منیر چیمہ کو اس کے ٹکڑے چننے میں ہی کافی دن لگ جاتے۔

ہوا بھی یہی تھا جب وہ ادھ مری حالت میں انھیں کوڑے کے ڈھیر سے ملا تھا۔ تو منیر چیمہ غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔۔

اسے کافی بے رحمی سے مارا گیا تھا۔ کہاں کا کیس کون سا کیس، وہ اپنے بھائی کے تکیے سے لگ کر بیٹھ گیا تھا۔

اب تک ان کے بندے کتوں کی طرح مال کی بو سونگھتے پھرے تھے مگر ان کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

اور تو اور جہاں انھیں نایاب ملی وہاں سے وہ بھی غائب تھی مطلب وہ صرف ان گدھوں کے سامنے چارہ پھینکا گیا تھا۔۔

پر افسوس یہ سمجھنے میں منیر چیمہ کو کافی دیر ہو چکی تھی۔۔

یہ خبر وائٹ پیلس کے مکینوں پر بجلی بن کر گری تھی کہ ایشان کوما میں چلا گیا ہے۔۔

جے کے ایشان کے پاس ہاسپٹل میں تھا باقی سب کو اس نے واپس بھیج دیا تھا سب واپس آئے تو سب کے منہ لٹکے ہوئے تھے۔۔

اب سب سے جو بڑا اور تکلیف دہ مرحلہ تھا وہ فجر کو اس کی ماں کی موت کے بارے میں بتانے کا تھا۔

سب لاؤنج میں جما تھے۔ فجر رحاب کے پاس بیٹھی تھی۔۔ اور ان سے ایشان کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔۔

رحاب نے اسے تسلی دے دی تھی۔ تبھی عاشی اندر سے اس کا ضروری سامان لے کر آئی تھی۔ رحاب نے عاشی سے لے کر اس پر چادر اوڑھائی۔

بڑی ماں یہ کیا کر رہی ہیں آپ،، اسے حیرت ہوئی۔۔

ہم حویلی جا رہے ہیں فجر،، رحاب نے نگاہیں چرا کر کہا تھا۔

لیکن کیوں،، سب خیرت ہیں ناں؟ امی ٹھیک تو ہیں ناں؟ فجر کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں۔۔

اور یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں کہ ریشماں بھی ان کے ساتھ حویلی جانے کے لئے باہر نکلیں تھیں۔

سب خیرت ہے،، چلو،، رحاب نے اس کا ہاتھ تھاما۔ اور اسے لے کر باہر آئے۔

وائٹ پیلس میں بس آروشے اور شفا رکی تھی۔ وہ بھی ان کے ساتھ جانا چاہتی تھیں مگر بول نہیں پائیں اور وہ آروشے کی طبیعت کے باعث اور شفا کے پہلے ہی اتنے ڈسٹربڈ ہونے کے باعث انھیں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے۔۔ مفرا سعد کے پاس تھی۔

باقی سب گاڑیوں میں بیٹھ کر نکلے تھے۔ رواحہ بھی فجر کے ساتھ تھی۔۔

گاڑیاں حویلی کے طویل وعریض لان میں رکی تھیں۔ وہ سب گاڑیوں سے اترے تھے۔ فجر کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ حویلی کے درودیوار سے عجیب قسم کی وحشت ٹپک رہی تھی۔۔

حویلی کے بڑے سے لاؤنج میں صفِ ماتم بچھی دیکھ فجر نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان سب کی طرف دیکھا تھا۔ جب فضا میں ایمبولینس کی دلدوز آواز گونجی تھی۔

فجر الٹے پیر باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔

فجر،،اس طرح مت بھاگو،،فجر،،،

رواحہ،زمل،روحا،،اور رحاب اس کے پیچھے لپکی تھیں۔۔ وہ بھاگ کر لان میں آئی تھی۔ جہاں ایمبولینس رکی تھی۔ شال کندھوں سے اتر کر جانے کہاں گری تھی۔ دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔۔

ایمبولینس سے اترتے ماہر سوہم خان کو دیکھ وہ پتھر کی بن چکی تھی۔ جب انھوں نے اتر کر گاڑی کے پیچھے سے ایک مردہ وجود باہر نکالا۔

ماہ بیر نے گاڑی سے اتر کر رونے کی زیادتی کی وجہ سے لال انگارا آنکھیں سے اس کی جانب بے بسی سے دیکھا۔

آنکھیں سے آنکھیں ٹکرائیں۔ آج ماہ بیر کو اس کی آنکھوں میں دیکھنا دنیا کا مشکل ترین امر لگ رہا تھا۔

وہ خالی دل اور خالی ذہن سے اپنی جانب بڑھتے انھیں دیکھ رہی تھی۔ وہ سب کیوں رو رہی تھیں جانے کیوں فجر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

رواحہ نے اس کے کندھوں پر شال دی تھی۔ اسے لیے لاؤنج میں آئے تھے۔ نایاب کی چارپائی لاؤنج میں رکھ دی گئی تھی۔ وہ کچھ بھی ری ایکٹ نہیں کر رہی تھی۔ حتیٰ کے تب بھی نہیں جب رحاب نے نایاب کے چہرے سے چادر ہٹائی تھی۔

اسے پاس ہی چئیر پر بٹھا دیا گیا تھا۔ وہ بس خاموش سی نایاب کے سفید و سرد پڑے چہرے کو دیکھے جا رہی تھی۔

کافی دیر ہو چکی تھی۔ نایاب کو غسل دے دیا گیا اب جلد ہی اس کی آخری رسومات بھی ادا کر دی جانی تھی۔

ڈیڈا نھیں رلائیں،، آریان کو پریشانی ہوئی اور سرگوشی نما آواز میں پاشا کے کان میں کہا۔

پاشا نے ریشماں کے کان میں کچھ کہا تبھی ریشماں اس کے قریب آئی تھی۔

فجر،، آخری بار ماں کو کچھ بول دو،، پھر یہ سننے نہیں آئے گی۔ ریشماں نے فجر کا کندھا ہلایا۔
فجر وہ ہستی جا رہی ہے جو تجھے اس دنیا میں لائی،، ماں جا رہی ہے فجر،، واپس نہیں آئے گی،، اب جب ریشماں کی باتیں اسے سمجھ آنے لگی،، جب شعور اجاگر ہوا تو یہ ادراک ہونے پر کہ اس کی دنیا اندھیر ہو چکی ہے،،، اس کی جنت منوں مٹی تلے جا سوئے گی فجر کی دلخراش دھاڑوں نے پوری حویلی کے درو دیوار کو ہلا ڈالا تھا۔

سسکیاں تھیں کہ ختم نہیں ہو رہیں تھیں،، اس کی بے بسی میں ڈوبی آہیں تھیں جو ہر آنکھ اشکبار کر رہی تھیں۔
امی اٹھ جائیں ناں،،، دیکھیں میں ملنے آ گئی آپ سے،، وہ جانے کیا کیا بول رہی تھی۔ اور سب کے کلیجے پھٹ رہے تھے۔
باہر سر جھکائے کھڑے ایک شخص کا دل کیا خون کے آنسو روئے۔ ایک بیمار ماں سے اس کی بیٹی کو دور رکھا کہ آخر وقت تک وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکیں۔ جانے کتنی باتیں کتنی حسرتیں دل میں چھپائے وہ ماں اب جا چکی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے۔۔
جب جنازہ اٹھایا گیا تب فجر جیسے پاگل سی ہوئی تھی اپنے ہی بال نوچ ڈالے تھے۔ مگر جانے والوں کو کون روک پایا ہے آج تک،، تب وہ غشی کھا کر بے ہوش ہوئی تھی۔۔
سب خواتین نے اسے سنبھالا تھا صد شکر کہ آریان اس کی طبیعت کی وجہ سے اس کے پاس ہی رک گیا تھا،، آریان نے اس کو سکون آور انجیکشن دیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ شام کے وقت جلے پیر کی بلی بنی پورے وائٹ پیلس میں چکراتی پھر رہی تھی۔ جبھی آریان بہت خراب موڈ کے ساتھ وائٹ پیلس کے لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔

آن،،،،،، آروشے نے ہمت کر کے پکار ہی لیا۔۔

آریان ٹھٹھک کر رکا۔ مگر اس کی جانب دیکھا نہیں،،یس،،

وہ،جج،،جو، کچھ بھی ہوا اس میں میری کوئی مم،،، مسٹیک نن،، نہیں تھی۔۔ وہ انگلیاں چٹخاتی بھرائی آواز میں بولی۔ حلق میں آنسو کا پھندا سا لگ چکا تھا۔۔

تو،،،،،؟ ایک لفظی سوال آیا۔

آروشے نے بے بسی سے اپنے لب کاٹے۔ مجھے ملنا ہے ان سے،، وہ بمشکل ہی بول پائی۔

کیا کریں گی مل کر،، کومے میں چلے گیا ہے وہ،،، آریان نے دانت پیس کر کہتے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ تب وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

پپ،،، پلیز، آن،، مجھے تب بھی ان سے ملنا ہے،، جج جب میرے پاگل پن میں انھوں نے مم مجھے اکیلا نہیں چھوڑا،، تت،، تو میں بھی نہیں چھوڑو گی،، آئی لو ہم آن،، سنا تم نے آئی لو ہم،، میں نہیں جی سکتی ان کے بغیر،، وہ ہاتھ جوڑ بیٹھی۔

آریان نے اپنے لب کھولے ،، ماہر بھائی نے کیا بولا پتہ ہے نا آپ کو ،، اور اگر انھیں پتہ چل گیا تو جانے کیا قہر ڈھائیں گے ۔۔ آریان نے سنجیدگی سے کہا ۔۔

میں کچھ نہیں جانتی آن ، مجھے ملنا ہے ان سے ،، اگر وہ ہوتے تو مجھے رلاتے ،، روشے بے بی نے جلاد کو ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا۔ مگر وہ اس کے آنسوؤں سے پگھل گیا تھا۔

او کے شال اوڑھ کر آئیں ،، چلتے ہیں ،، وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ بھاگ کر اپنے روم سے شال لینے گئی ۔۔

شفا کافی دیر سے اسے اتنے سنجیدہ روپ میں پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی ۔

تبھی آروشے باہر نکلی تھی ۔ وہ دونوں باہر نکلے ۔۔

ہوسپیٹل میں داخل ہو کر اس کی دھڑکن معمول سے بہت تیز ہوئیں تھی ۔۔ آریان اسے لئے مختلف راستوں سے گزرتا اوپر والے فلور پر آیا تھا ۔

اسے آئی سی یو سے سیکنڈ فلور پر شفٹ کیا گیا تھا ۔

ایک پرائیویٹ روم تک پہنچ کر آریان رک گیا تھا۔ جاؤ اندر آپ،، میں یہیں رکتا ہوں، جلدی باہر آ ئیے گا، وقت نہیں ہے،، ماہر بھائی حویلی سے گھر آ گئے تو انھیں معلوم ہو جائے گا۔ آریان نے کہا تو دھڑکتے دل کے ساتھ ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔

قدم من من کے بھاری ہو رہے تھے۔

سامنے ہی وہ زندہ دل شخص زردسی رنگت کے ساتھ سفید بیڈ پر لیٹا تھا۔ سر پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ دھیمے قدموں سے چلتی اس کے قریب گئی۔ پھر پاس پڑی چئیر پر بیٹھنے کی بجائے بیڈ پر ہی ٹک گئی۔۔ بے آواز آنسو بہاتی وہ آنکھوں میں تشنگی لیے اس کے خوبرو چہرے کو بے چین نگاہوں سے دیکھے گئی۔

پھر نرمی سے اس نے اپنا سر اس کے سینے پر ٹکایا تھا۔۔ آروشے کے آنسوؤں نے اس دشمنِ جاں کی شرٹ بھگوئی تھی۔

ایش،،، ناراض ہو گیا روشے بے بی سے،، ائم سوری ایش،، آپ کی روشے بے بی کتنی سیلفش ہے ناں،، آپ کو سمجھا ہی نہیں،، نا آپ کی محبت کو،، نا خود کی فیلنگز کو،، سچ میں کتنی نا سمجھ اور الو کی پھٹی ہے ناں آپ کی روشے بے بی،، یو نو واٹ ایش،،، میں کمپلین کرنے آئی ہوں سب کی،، سب آپ کی روشے بے بی کو ڈانٹ رہیں،، رلا رہیں ہیں،،

وہ روئے گئی۔۔ اس سے اپنے دل کی باتیں کیے گئی۔۔ یہ جانے بغیر کے وہ سن سکتا ہے، محسوس کر سکتا ہے۔۔ اپنی روشے کو اپنے قریب محسوس کر رہا ہے۔۔ روح جھپٹا رہی ہے اس کی باتوں سے،، دل دماغ زور لگا رہے ہیں کہ اٹھ کر بیٹھے اور اس بکھرے نازک وجود کو خود میں سمیٹ لے۔۔

ایش، جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ناں،، اس نے سر اٹھایا اور اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا،، مم،،مجھے آپ کو،، بب بہت ضروری بات بتانی ہے ایش،،،، ایش آئی،، آئی لو یو،، سنا آپ نے بہت محبت کرتی ہوں میں آپ سے،،، آپ ٹھیک ہو جائیں ناں،،،

اس نے اپنے لرزتے کانپتے لب اس کے ماتھے پر،، اس کی آنکھوں پر رکھے تھے۔۔

اس کے آنسو ایشان کی گالوں پر گرے تھے۔

آریان نے دروازہ ناک کیا تھا۔۔ تو وہ آنسو صاف کرتی پیچھے ہٹی تھی۔۔

چلیے،، آریان نے کہا تو وہ بمشکل ہی اٹھ پائی تھی۔۔ آریان اسے لیے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode38......

آج دس دن ہو چکے تھے نایاب کو گئے مگر ماحول کی افسردگی کسی طور کم نہیں ہوئی تھی۔
ہوتی بھی کیسے ایک تو ایشان کوما سے باہر نہیں آیا تھا اوپر سے ماہ بیر نے فجر سے ملنے اور اس کے پاس جانے کی کوشش کی تھی تو فجر نے طوفان مچا دیا تھا کہ ایک مرتبہ تو ریشماں بھی گھبرا گئیں تھیں۔
وہ چیختی چلاتی اپنے ہی بال اور منہ نوچنے لگی تھی اور پھر بے ہوش ہو گئی جے کے نے سختی سے کہا تھا کہ اب اگر زرا بھی اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا یا اسے سٹریس پہنچا تو اس کا بچہ بلکل نہیں بچ پائے گا۔
ہوش میں آنے پر اس نے ریشماں سے صاف الفاظ میں بول دیا تھا کہ اگر وہ اس کے سامنے آیا تو وہ خود کو اور اپنے بچے کو ختم کر لے گی۔

ماہ بیر کے پیروں نیچے سے زمین کھسک چکی تھا۔ آج دس دن ہو چکے تھے اس ظالم نے ایک جھلک بھی نہیں دیکھنے دی تھی خود کی۔۔ وہ کسی صورت مان کے نہیں دے رہی تھی۔۔ اور تو اور وائٹ پیلس واپس بھی نہیں لوٹی تھی۔ حویلی میں اس کے پاس روحا سوہم، خان، آروشے، عاشی، اور شیلا رک گئیں تھیں زبردستی۔۔ آروشے بھی فجر کے پاس حویلی چلی آئی تھی۔۔

ماہ بیر کے سینے میں سانس الجھی ہوئی تھی۔ دس دن ہو گئے تھے اس نے اپنے کمرے میں قدم بھی نہیں رکھا تھا اپنے آفس میں ہی بیٹھا رہتا یا پھر ابراہیم ہاؤس چلا جاتا۔۔ صبر کے گھونٹ پینے کے علاوہ

کوئی چارہ نا تھا کیونکہ وہ اب اپنی محبت اور بچے کو کھونے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ ریشماں نے حکم دیا تھا اسے کہ وہ فجر کی مرضی کے خلاف اس سے نہیں ملے گا۔۔

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ کیس فائل ہو چکا تھا۔ ماہ بیر ان کو کیس کی ڈیٹیلز بتا رہا تھا۔۔
کہ پھر اتنے دنوں کے حبس زدہ ماحول میں ایک خوشگوار خبر تازہ ہوا کا جھونکا ثابت ہوئی۔ جب ماہر کے فون پر جے کے کی کال آئی اور اٹینڈ کرنے پر یہ خبر ملی کے ایشان کوما سے باہر آ چکا ہے اور اب ہوش میں ہے،،

رئیلی،، دیٹس گریٹ جبران،، آئی ایم سو ہیپی،، ماہر نے کہا تو سب نے اس کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔
ایشان کوما سے باہر آ گیا ہے،، ہوش میں اور بلکل ٹھیک ہے،، ماہر نے کہا تو سب کے چہرے پر ایک خاص چمک سی آئی۔۔
وہ ہر کام پسِ پشت ڈال کر ہاسپٹل کی جانب روانہ ہوئے تھے۔

شفا اس خالی سے کمرے میں منہ بسورے بیٹھی تھی سب بہت اچھے تھے اس کا خیال رکھتے تھے۔ وہ کالج بھی جا رہی تھی مگر اسے اپنے پاپا یاد آ رہے تھے۔ یہاں بہت مشکل سے ایڈجسٹ ہوئی تھی۔ شروعاتی دنوں میں تو اسے نیند بھی اتنی مشکل سے آتی تھی۔۔ ایک چیز سے بھی وہ بری طرح جھنجھلاہٹ کا شکار تھی اور وہ یہ کہ ایک شخص کی سوچیں اور اس کے لئے خاص قسم کی فیلنگز اس کے دل و دماغ کو آکٹوپس کی طرح جکڑ رہیں تھیں۔۔ اپنے پاپا کے پاس تو ابھی خود رو رو کر چیزیں مانگتی تھی اور کہاں اپنی جان ان جھمیلوں میں پھنسا بیٹھی تھی۔ جس سے وہ دامن بچانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی مگر کچھ کر نہیں پا رہی تھی۔۔

اپنے پاپا کے لیے بہت فکر ہو رہی تھی اسے۔۔

اب بھی وہ انھیں بہت زیادہ مس کر رہی تھی۔ اور صوفے پر بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔ تبھی اس نے گاڑیوں کی آوازیں باہر جاتی سنیں تھیں۔۔ یقیناً وہ کہیں جا چکے تھے تو گھر ہو کر آنے کا خیال اسے آیا یہ جانے بغیر کہ وہ سیف کتے کی طرح گھات لگائے بیٹھا رہتا تھا کہ کب وہ سکیورٹی کے بغیر باہر نکلے اور وہ اسے اپنے قبضے میں لے لے۔۔

وہ دبے قدموں اپنے روم سے باہر نکلی اور سیڑھیاں اتر کر سیکنڈ فلور سے نیچے آئی پیچھے کی جانب کے بنے کوریڈور میں سے گزر کر وہ پچھلے لان میں نکلی۔۔ ایک نظر شاروں طرف دیکھ کر اس نے لان میں قدم رکھا۔ ابھی پچھلے گیٹ کے پاس پہنچی تھی جب وہ جن گیٹ سے نکل کر سامنے آیا۔۔

کدھر فاقے زدہ چھپکلی؟ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے وہ اطمینان سے اس کے سامنے پھیل کر کھڑا تھا۔

ہٹو سامنے سے وائٹ چلغوزے،، میں جدھر بھی جاؤں تمھیں اس سے کیا؟ وہ بھی سنجیدگی سے بولی۔
نہیں ہٹوں گا کیا کرو گی؟
میں تمھارا سر پھاڑ دوں گی،، اس نے دانت کچکچائے۔
ہووووووو،،، میں تو ڈر گیا،، کوشش کر کہ دیکھو،،، آریان نے چھیڑا۔
تو وہ بھنا کر اس پر جھپٹی،، اب وہ اس پر مکے اور پاؤں سے کک رسید کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔
مگر وہ بہت تیزی سے ایک ہی جگہ کھڑا مسکراتے اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔
کچھ ہی دیر کی تگ و دو کے بعد آریان نے مضبوطی سے اس کی کلائی پکڑی تھی اور اسے لیئے اس کے کمرے میں آیا۔۔

کمرے میں آ کر اسے بیڈ پر پٹخا۔۔ اپنی بے بسی پر شفا رو دی۔ اووو، چچ، چچ،، (آریان نے افسوس کیا) امید نہیں تھی یہ شیرنی بھیگی بلی بن جائے گی،، وہ تمھارا کزن بردر باہر تمھاری تاک لگائے بیٹھا ہے کہ کب تم باہر نکلو اور کب وہ تمھیں پکڑ لے،،،،، وہ آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا۔
شٹ اپ یو،، تمھارے پاپا تم سے بدگمان ہو کر تم سے نفرت کر کے تمھاری انسلٹ کر کے تمھارے کردار کو مشکوک ٹھہرا کر تمھیں گھر سے نکالتے تو تب میں پوچھتی تمھیں،، شفا نے اپنی بھڑاس نکالی۔۔

شادی کروگی مجھ سے،، اپنے پاپا سے اس انسلٹ کا بدلا لینے کے لئے،، آریان نے کہا تو اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے بیٹھے اس پاگل بندے کو ملاحظہ کیا۔۔ جو سوال گندم جواب چنا کی طرح الٹی ہی ہانک رہا تھا۔

اونہوووں،، تاکہ ان کا شک یقین میں بدل جائے کہ ہمارا چکر چل رہا تھا،،
تو کیا نہیں چل رہا تھا،، آریان نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا تو وہ جانے کیوں بے اختیار گڑبڑا گئی۔۔

مم،، مطلب،، کیا بکواس ہے،، کب چل رہا تھا،، سچ بولتے ہوئے بھی اس کی زبان لڑکھڑائی۔
تب آریان اپنی جگہ سے جھٹکے سے اٹھا تھا۔ اسے بازوؤں سے دبوچ کر اپنے روبرو کھڑا کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔
میری بات غور سے سنو،، وہ تم ہو جس نے مجھے بے حد ڈسٹربڈ کر رکھا ہے،، وہ تم ہو جس نے میرا چین سکون سب برباد کر دیا ہے وہ تم ہو جس کی وجہ سے میں اپنے کام پہ کانسنٹریٹ نہیں کر پاتا، پاس آتی ہو تو سکون میں رہتا ہوں دور جاتی ہو جیسے عذاب میں پھنس جاتا ہوں،، اب تمھیں ہی اس کا حل نکالنا ہے مجھ سے شادی کر کے،، آئی بات سمجھ میں کہ نہیں،،

دا گریٹ آریان پاشا ابراہیم اظہار محبت بھی کر رہا تھا اور وہ بھی غنڈوں والے سٹائل میں،، شفا کو سانپ سونگھ گیا کیوں اب وہ جس طریقہ سے اسے دیکھ رہا تھا،، شفا کے لئے ناقابلِ فہم تھا۔

وہ اس کے بازو چھوڑ کر واپس گیا تھا۔ اور اپنے روم سے میڈیکل باکس لایا۔۔ دس دن میں زخم کافی مندمل ہو چکا تھا۔ ڈریسنگ مسلسل اسی نے کی تھی۔۔

اب بھی وہ اس کی ڈریسنگ کر رہا تھا۔۔ اور شفا چور نگاہوں سے اس خبرو اور ڈیشنگ سے بندے کو دیکھ رہی تھی جس کی نگاہوں میں اسے اپنے لیئے ہمیشہ عزت و احترام نظر آیا تھا۔

نظر لگاؤ گی فاقے زدہ چھپکلی،، وہ مزے سے بولا تو شفا نے نگاہ پھیر لی۔

وہ بھی خاموشی سے باکس اٹھا کر ایک گہری نگاہ اس پر ڈال کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔

شفا کو اس کا طریقہ عجیب لگا تھا وہ سب کہنے کا، اگر اس نے اقرار نہیں کیا تھا انکار بھی ہر گز نہیں کیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہر سوہم خان اور وہ ہاسپٹل پہنچے تھے۔۔ یوں تو سب ہی خوش تھے مگر جو خوشی کی چمک ماہر اور جے کے کے چہروں سے ظاہر ہو رہی تھی وہ شاید ہی کسی اور کے چہرے سے ظاہر ہو رہی ہو۔

ماہر اس کے قریب بیٹھا اس سے دھیمے دھیمے باتیں کیے گیا۔۔ جب وہ سب آئے تھے اس نے ایک نظر دروازے پر ڈالی تھی مگر اس کی نگاہ مایوس ہو کر واپس لوٹی تھی۔۔

جلد ہی اس نے ڈسچارج لے لیا تھا کہ وہ اکتا گیا تھا ہاسپٹل لیٹے لیٹے۔

وہ سب اسے لیے وائٹ پیلس لوٹے تھے۔۔

ماہر نے اس کے ضد کرنے کے باوجود اسے لا کر اس کے روم میں بیڈ پر لٹا دیا تھا۔ اور خود پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ اب وہ ایپل کاٹ کر پلیٹ میں رکھتا جا رہا تھا اور ایشان کے کڑوے کڑوے منہ بنانے کے باوجود اسے کھانے کے لئے فورس کر رہا تھا۔۔

ایشان نے وائٹ پیلس لوٹ کر ایک گہری نظر سے چاروں اور دیکھا تھا۔ مگر نگاہیں جس کی متلاشی تھیں۔ وہ کہیں نہیں دکھی تھی۔۔ وہ جبسے اس کی ایک ایک بات یاد تھی یہ بھی کہ روشے نے کہا تھا اسے سب ڈانٹ رہے ہیں،، سب رلا رہے ہیں،،

وہ سب یہ کیوں کر رہے تھے وہ بھی ایشان جانتا تھا کہ سب اس چوٹ کا زمہ دار آروشے کو سمجھ رہے ہوں گے۔ مگر حقیقت کیا تھی یہ تو بس ایشان جانتا تھا۔

اب بھی ایپل کا ٹکڑا منہ میں رکھتے وہ کب سے ادھر ادھر اور دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا۔

آروشے کدھر ہے بھائی،،،

تمھیں پتہ ہے ایشان،، میں نے رستم کا کیا حال کیا، سچ مجھے تو ہنسی آ رہی تھی اس کی حالت پر،،، ماہر نے مصروف سا کہا۔

میں نے پوچھا آروشے کہاں ہے بھائی،، اب اس نے سنجیدگی سے قدرے اونچی آواز میں پوچھا تھا۔۔

یو نو واٹ ایشان،، ہم نے کیس فائل کر دیا ہے اب جلد ہی یہ،،

بھائی آپ میری بات اگنور کرنے کی کوشش کیوں کر رہیں مجھے بتائیں آروشے کہاں ہے ، مجھے فکر ہو رہی ہے ،، وہ اکتا کر بولا۔

EshaanForgetit,,She'snotdeserveyou.Sheisveryselfish,,,,

چھوڑ دو اسے ،،، ماہر سوہم خان نے اطمینان سے کہا ،، ایشان نے بے یقینی سے اس گرین مونسٹر کو دیکھا۔

کیا آپ چھوڑ سکتے ہیں رواحہ بھابھی کو ،، ایشان کے سوال نے ایک مرتبہ تو اسے سن کر دیا تھا مگر اس نے ایشان کو سمجھانے کی خاطر بے حسی سے اپنے دل کو پاؤں نیچے کچلتے جھوٹ بولا۔

ہاں چھوڑ سکتا ہوں ،،، آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ، تم اچھی طرح جانتے ہو ہم کون ہیں ،، ہمارا جینے کا مقصد کیا ہے ،، ہمارا کام ،، یہ عشق پیار محبت صرف وقتی طور پر گھر تک بس ،، سکون حاصل کرنے کے لئے ،، باہر ہم جو ہیں بس وہ ہیں ،، سن لیا میرا جواب اب تم جواب دو ،،

اور اس سے پہلے ایشان جواب دیتا چھناکے سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سے دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

وہ جو ایشان کے لئے خوشی خوشی سوپ لا رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کان میں انڈیلا گیا ہو۔ اور اب کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

آخر کتنے روپ تھے اس شخص کے،، کس پر اعتبار کرتی۔ کتنی آسانی سے اسے چھوڑنے کی بات بولی تھی اس نے۔ کتنی بے دردی سے اس کی ذات کو بے وقعت کرتے ہوئے اس کی عزتِ نفس اور نسوانیت کی دھجیاں بکھیری تھیں۔۔

دس دنوں سے اس نے ڈھنگ سے اسے وقت نہیں دیا تھا۔ راتوں کو ہاسپٹل ہوتا دن میں جانے کونسے جھمیلوں میں الجھا رہتا تھا۔ رواحہ نے کمپرومائز کیا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی وجہ سے پریشان ہے اور اب یہ سب،،،

ہیے روح میرا وہ مطلب،،،، وہ اٹھ کر اس کی جانب بڑھا مگر وہ منہ پر ہاتھ رکھتی الٹے پیروں وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔

وہ اپنے کمرے میں آنے کی بجائے منی کے روم میں آ کر دروازہ لاک کر کے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

منی واش روم سے باہر نکلی تو اس کی جانب لپکی۔

اسے کیا ہوا تجھے،، مارش میلو،، منی اس کے قریب آئی تب وہ ضبط کھوتی ہوئی اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

ادھر ایشان نے اس گرین مونسٹر کی آنکھوں سے شعلے نکلتے صاف دیکھے تھے۔

بھائی یہ کیا کیا آپ نے ،، ایشان جھنجھلایا۔ وہ سرخ آنکھیں لیے ایشان کے کمرے سے تو کیا وائٹ پیلس ہی باہر نکلتا چلا گیا۔ اچھی طرح جانتا تھ جو بگاڑ دیا ہے اس پھر سے سنوارنا اتنا آسان نہیں ہو گا۔ دل دکھایا تھا اس نازک سی جان کا اب دل تو کر رہا تھا خود کو ہی آگ لگا دے۔ منی کے روم کے آگے سے گزرتے دلدوز سی سسکیوں نے گرین مونسٹر کی جان حلق میں اٹکائی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

مفرا دن رات کی سر توڑ محنت اور جان مارنے کے بعد اب وہ اینول سمسٹر کے لئے ریڈی تھی اور یہ سب ممکن ہوا تھا جبران کی انتھک محنت کی وجہ سے۔ دن با دن اس کے دل میں جبران کے لئے محبت پروان چڑھتی جا رہی تھی۔ اسے معلوم ہوا تھا ایشان کے بارے میں تو وہ وائٹ پیلس چلی آئی تھی۔ مگر جبران نے اسے بول دیا تھا کہ تم بے فکر رہو اور اپنی پڑھائی پر کونسٹریٹ کرو۔

وہ تو فجر کے پاس حویلی بھی جانا چاہتی تھی مگر جبران بس اسے فجر سے ملوا کر واپس لے آیا تھا۔ جب اس نے فجر کے پاس رہنے کی ضد کی تو جبران نے دھمکی دی کہ وہ اسے سعد کے پاس بھیج دے گا تب وہ واپسی کے لئے مانی تھی۔۔ وائٹ پیلس سعد سے ملنے کے لئے بھی چلی جایا کرتی تھی۔۔ نرما نے اس کی جانب سے مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔

آج کالج میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا تھا۔

جس میں اسے بھی سپیچ دینی تھی اس نے سخت محنت کی تھی۔

ایوننگ فنکشن تھا۔ وہ مکمل تیاری کے ساتھ کالج گئی تھی۔

ادھر جبران کو مسلسل کمپلینز ملیں تھیں کے مفرا والے کالج میں کچھ غنڈے اندر گھس کر ایک لڑکی کو ہراساں کر رہے تھے آج جب وہ ایشان کی جانب سے بے فکر ہوا تو آج ان غنڈوں سے نمٹنے کا وقت آن پہنچا تھا یہ جانے بغیر کے ان سب

Executioners

کے ستارے گردش میں ہیں تو ابھی وہ مفرا کے کالج میں جا کر کچھ نا ہی کرے تو بہتر ہے۔ وہ تو یہ بھی بھول گیا کہ آج سیمینار ہے اور مفرا وہاں موجود ہوگی۔

وہ اپنی سپیچ دے کر آئی گیا۔

بے تحاشا کنفیوز تھی۔ تبھی واش روم کی جانب آئی تھی۔ جو کالج کی بیک سائیڈ پر تھا۔ وہ واش روم سے فریش ہو کر واپس آ رہی تھی جب کچھ غیر معمولی لگا۔ کالج کے طویل و عریض بڑے ہال میں سے گزرتے اسے مختلف آوازیں آئیں تھیں۔ جو اوپر والے فورتھ ائیر کے فلور سے آ رہی تھیں۔ خوف محسوس ہوا مگر تجسس سے مجبور اس نے آہستگی سے قدم آگے بڑھائے۔

اوپر آئی تو ایک روم سے کراہنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ کانپتی ٹانگوں سے آگے بڑھی۔ اور کھڑکی کے پٹ میں سے اندر جھانکا۔

اندر کا منظر دل دہلا دینے والا تھا۔ وہی شخص رومال باندھے جس کے رومال پر جے کے لکھا ہوتا تھا تین لڑکوں کو بری طرح ٹارچر کر رہا تھا۔ مگر مصیبت تو یہ تھی کہ آج وہ اس شخص کو نا صرف پہچان گئی تھی۔ بلکہ جے کے کا مطلب بھی سمجھ گئی تھی کیونکہ وہ اس کا جبران کبیر تھا۔

اندر آج جبران غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔ کیونکہ ان تینوں بگڑے رئیس زادوں کی اتنی ہمت بڑھ گئی تھی کہ وہ اس لڑکی کو بلیک میل کر کہ یہاں تک لا چکے تھے۔ اور اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کر رہے تھے جب جبران رحمت کا فرشتہ بنا وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے لڑکی کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ مگر ان تینوں کی جلاد کے ہاتھوں شامت آئی تھی اب جبران کا اسکیلپل ان کے جسموں پر سفر کر رہا تھا۔ جلد ہی وہ بے ہوش ہو کر نیچے زمین پر ڈھیر ہو چکے تھے۔۔
اس نے اپنے آدمیوں کو فون کیا کہ آکر کچرا صاف کر جائیں تب وہ اچانک مڑا تھا اور نظر کھڑکی میں کھڑی خوف سے سفید پڑا چہرہ لیے مفرا پر پڑی۔
اس نے فون رکھا، اور اس کی جانب بڑھا تھا۔ جب وہ ہلکی سی چیخ مار کر وہاں سے بھاگ چکی تھی۔
جبران نے گہری سرد سی آہ بھری اور اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔

ماہ بیر حویلی کے لاؤنج میں بیٹھا تھا، آنکھیں نم تھی،، اور مسلسل بے خوابی کے باعث لال انگارا ہو چکی تھیں۔

پلیز، چھوٹے پاپا اسے کہیں رحم کھائے مجھ پر،، اس نے بے بسی سے کہا سوہم خان کو اس پر ترس آیا۔۔

عاشی جب سے ماہ بیر کے آنے کی اطلاع فجر تک پہنچانے کا کہا گیا تھا اب لٹکا ہوا منہ لے کر اندر سے باہر آئی تھی۔۔

اس نے کہا جاؤ تم،، وہ نہیں ملے گی تم سے ماہ بیر،، عاشی نے دو ٹوک جواب دیا۔

اسے کہو تم نے نہیں ملنا نا ملو مگر مجھے میرے بچے سے ملنے دو، ڈیم اٹ،، ماہ بیر شاید پاگل ہو چکا تھا اس کی جدائی سے،، تبھی اتنی بے تکی باتیں کر رہا تھا۔

جاؤ کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو بولو اسے،، ماہ بیر نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔

عاشی پھر فجر کے کمرے میں آئی تھی۔ وہ جو قران پاک کی تلاوت کر رہی تھی اس پیغام پر تلووں پہ لگی اور سر پر بجھی۔

جا کہ کہو ان سے آپ نے کسی ماں کو اس کی بیٹی سے ملنے دیا تھا تو خود کے لئے بھی یہ امید ہر گز نا رکھیں۔۔ اب اپنے پر آئی ہے تو بھگتیں،، اور اب اگر آپ ان کا پیغام لے کر میرے پاس آئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ فجر نے سرد و سپاٹ لہجہ میں کہا تھا۔

عاشی باہر چلی آئی۔ ماہ بیر نے آس بھری نگاہوں سے عاشی کو دیکھا مگر اس کے منہ سے فجر کا جواب سن کر وہ بے اختیار کھڑا ہوا تھا جب سوہم خان نے اس کا ہاتھ تھاما۔

صبر کرو ماہ بیر،، پیشنس سے کام لو،، نہیں تو سنوارنے کی بجائے سب اور بگاڑ دو گے،، پلیز اٹس آ ریکویسٹ،،

ماہ بیر نے اذیت کی انتہا سے اپنے لب کچلے تھے اور تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

#Don'tcopypastewithoutmypermission 💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode39.......

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

آج کافی زیادہ دنوں کے بعد جب وہ خود کو مکمل صحت یاب محسوس کر رہا تھا تو آدھی رات کے وقت بلو جینز کے اوپر بلیک ہڈی پہنے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اپنی دانست میں بڑی خاموشی اور چپکے سے وائٹ پیلس سے باہر نکل رہا تھا جب ایک بھاری آواز کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

حویلی جا رہے ہو؟ ماہر سامنے آیا تھا۔ بکھرے حلیے بکھرے وجود بڑھی بئیرڈ میں وہ قابلِ رحم حال میں تھا ایشان نے ترحم بھری نگاہ اپنے بھائی کی دگرگوں حالت پر ڈالی۔

جی،، اس نے سنجیدگی سے قبول کیا۔۔

تمھیں کیا لگتا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس سے الگ ہو جاؤ، اس نے تمھیں چوٹ پہنچانے کی کوشش کی اور یہی بات میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اس نے خطرناک حد تک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور آپ کو کس نے کہا کہ وہ چوٹ آروشے نے مجھے پہنچائی تھی،، وہ نازک جان،، جو خود کو نہیں سنبھال سکتی،، اس غریب نے اپنی پوری جان لگا کر مجھے بس ایک سائیڈ کیا تھا، میں پیچھے ہٹ کر اس کی جانب مڑا اور میرا پاؤں نیچے گرے باڈی سپرے کی بوٹل پر آگیا جس سے پھسل کر میں گرا تھا، جو غلطی اس نے کی ہی نہیں اس کی پاداش میں سب اسے قصوروار سمجھتے رہے،، اسے ڈانٹتے رہے،، یہ جانتے ہوئے کہ وہ میرے لئے کیا ہے،،

ایشان ناراض سا تھا۔

واؤ،، ویری گڈ،،، بہت اچھے،، گدھے،، الو کے پٹھے،،، تمھاری وجہ سے میں نے اپنے والی ناراض کر دی اور تم مجھ سے ناراض ہو رہے ہو،، ماہر نے اسے گھورا۔

تو آپ سے کس نے کہا تھا جو کر نہیں سکتے وہ بولیں،، اور وہ بھی اتنی بڑی بڑی باتیں،، اب دیکھیں کیا حال ہو گیا ہے آپ کا،، ایشان کو بے حد افسوس ہوا۔۔

او کے بھائی چلتا ہوں میں،، وہ جانے لگا۔

یہ کوئی وقت ہے جانے کا،، وقت دیکھا ہے،، ماہر نے آبرو اچکا کر پوچھا۔

یہی تو وقت ہے بھائی جانے کا،، اس نے آنکھ ونک کرتے بے حد شرارت سے کہا کہ ایک مرتبہ تو وہ مونسٹر بھی گڑبڑا گیا۔

Besharmionthepeak,,,

بیغیرت،، کچھ تو شرم کرو بڑا بھائی ہوں تمھارا،، ماہر نے دانت پیس کر کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔۔

میں تو کہتا ہوں بھابھی کو بھی منانے کا یہی سہی وقت ہے کوشش کر کے دیکھ لیں شاید بھابی مان جائیں۔

وہ کہہ کر رکا نہیں نہیں کھسک لیا۔ کہ اسے بھری جوانی میں اپنے دانت بہت پیارے تھے۔۔

مگر وہ گرین مونسٹر وہی سنجیدگی لیے اندر کی جانب بڑھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

وہ پوری حویلی میں بولائی بولائی گھومتی تھی۔۔ ایک ماہ ہو چکا تھا۔ جب سے سنا تھا وہ کوما سے باہر آ گیا ہے اور ٹھیک ہے تب سے دل کو سکون تھا مگر جب وہ دن رات کے پل پل انتظار کے بعد بھی اس سے نا ملنے آیا تو وہ قسمت کی ستم ظریفی پر جی بھر کر روئی تھی۔ ایک مہربان ڈاکٹر کو شاید اپنی نیم پاگل

مریضہ پر رحم آیا ہو۔۔ یا شاید ایک بیمار بہن کی پاگل بہن سے ہمدردی ہوئی ہو۔ اگر محبت ہوتی تو وہ پہلی فرصت میں اس کے پاس آتا۔۔ اسے یوں بے یارومددگار اور بے آسرا نا چھوڑتا۔ دن یونہی بے چین سے گزرتے رہے۔

آج بھی رات گہری تھی سب اپنے اپنے رومز میں تھے۔۔ فجر کی طبیعت کچھ خراب تھی تو اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس کے منع کرنے کے باوجود آروشے اس کے لئے کچن میں سوپ بنا رہی تھی اسے کب سے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ مگر اگنور کیے گئی۔۔ رات کی تاریکی اور خاموشی میں جھینگروں کی آوازیں ماحول میں عجیب سی پراسرایت بکھیر رہی تھیں۔ ایسے میں وہ بلکل اکیلی کچن میں اور کچھ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کب سے کسی کی نگاہوں کے حصار میں ہے تو ڈر تو لگنا تھا۔

وہ جلدی سے سوپ باؤل میں ڈال کر فجر کے پاس آئی۔

میرے منع کرنے کے باوجود تم اپنی کر کہ ہی مانی ناں،، فجر نے سوپ دیکھ کر کڑوا سا منہ بنایا۔

اور آپ کو پتہ ہے میں یہ آپ کو پلائے بغیر نہیں مانوں گی آپو،، وہ بھی اطمینان سے بولی تو فجر کو ناچار سوپ پینا پڑا۔ آروشے نے زبردستی اسے سارا سوپ پلایا اسے لٹا کر اس پر کمفرٹر درست کیا اور باؤل لے کر کچن میں چلی آئی۔

ابھی باؤل سنک میں رکھ کر پلٹنے والی تھی کہ اپنے پیچھے کسی آہٹ کی سرسراہٹ پا کر وہ تھرا اٹھی۔ اس کے قدم وہیں جم گئے تھے۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے۔۔

جان تو تب نکلی جب پیٹ پر دو آہنی ہاتھ لپٹ کر اسے اپنے چٹانی حصار میں لیا گیا،، آروشے کے اوسان خطا ہوئے،، چلانے کو منہ کھولا مگر اتنی ہی تیزی سے مضبوطی سے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی آواز کا گلا گھونٹا گیا تھا۔

آروشے کی تو جان ہی نکل گئی تھی مزاحمت کیا کرتی،، مگر تڑپی تو اس وقت جب پچھلی گردن پر سفر کرتا ایک دہکتا لمس اپنی شدت بکھیرنے لگا۔ آروشے کے آنسوؤں نے وہ بھاری ہاتھ بھگویا۔ خوشبو تو جانی پہچانی تھی مگر وہ اس قدر سہم گئی تھی کہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی۔ وہ بری طرح مچلی جب ایک بھاری گھمبیر تا سے بھرپور آواز اس کے انتہائی قریب کان میں گونجی۔۔

کوشش بھی مت کرنا روشے بے بی،، آج تمھاری کوئی مزاحمت کوئی آنسو میرے جزبوں کے اس منہ زور سمندر کے آگے بند نہیں باندھ پائے گا۔ اب ان ہونٹوں نے اس کے کان کی لو کو چوما تھا آروشے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔

ایشان نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا۔۔

بدن کی رمز سمجھ 'رُوح کا اشارہ سمجھ

مجھے سمجھ 'نہ سمجھ 'دُکھ مِیرا خدارا سمجھ

تجھے ہم اور کسی کا نہ ہونے دیں گے کبھی
تُو بھا گیا ہے ہمیں 'خود کو اب ہمارا سمجھ

چھوڑیں مجھے،، چلیے جائیں یہاں سے اس سے پہلے میں آپ کو اور نقصان پہنچاؤں،،، وہ بے تحاشا رو دی تھی۔
تب ایشان نے ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر باندھ کر اسے اپنے بے حد قریب کیا۔۔
بلکل درست نقصان تو پہنچاتی آئی ہو تم،، مگر اس میرے مسکین سے دل کو،، آج اسی نقصان کی تو بھرپائی کرنی ہے تم نے،، محبت کا ہر حق ہر خراج وصول کروں گا تم سے روشے بے بی،، ایشان کا سرسراتا لہجہ مگر یہاں غور کون کر رہا تھا۔

کون سی محبت کی بات کر رہیں ہیں آپ،، وہ جو کبھی آپ کو تھی ہی نہیں،، صرف ہمدردی تھی ایک پاگل لڑکی سے،، اگر محبت ہوتی تو یوں مجھے بے سر و سامان نہیں چھوڑتے،، اگر ہوتی تو ٹھیک ہوتے ہی مجھ سے ملنے آتے،، اگر ہوتی تو میری خبر لیتے کہ کس حال میں ہوں اور کیسی ہوں،،
اتنے دنوں کا غبار تھا جو اپنے دل میں جمع کیے جا رہی تھی آج وہ سامنے آیا تو پھٹ پڑی۔۔ تواتر سے بہتے آنسو گال بھگو رہے تھے۔ ایشان نے اچانک جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا۔۔

ی،،کک،،کیا کر رہے ہیں آپ،،نن،،نیچے اتاریں مجھے،،وہ بوکھلا گئی۔۔

مگر آج وہ اس کی سن نہیں رہا تھا تبھی اسے لیے دھیمے قدموں سے چلتا اس کے روم میں لایا تھا۔ اندر داخل ہو کر پاؤں سے ڈور لاک کیا اور اسے لا کر بیڈ پر لٹایا۔۔

مگر آروشے کے ہوش تو تب اڑے تھے جب اپنے نیچے کچھ ٹھنڈا اور نرم و دبیز سا محسوس ہوا تھا۔ غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ پورے کمرے میں تازہ سرخ گلاب بھر دیئے گئے تھے۔۔ اب کمرے سے ہٹ کر نگاہ سامنے کھڑے شخص پر پڑی جو اپنی ہڈی نکال چکا تھا وہ بے تحاشا گھبرائی۔۔

یہ،،کک،،کیا کر رہے ہیں آپ،،جائیے یہاں سے،،اس نے لاکھ اپنا لہجہ مضبوط کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ اب سہی معنوں میں اس کے ہوش ٹھکانے لگے تھے۔۔

ایشان اس کی جانب مڑا اور گہرا مسکرایا، وہ گرے فراک اور بلیک ٹراؤزر دوپٹے میں اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔۔ تبھی وہ بیڈ پر نیم دراز ہو کر اس کے اوپر جھکا تھا۔

وہ میں تمھیں بتانے لگا ہوں کہ محبت ہے یا ہمدردی کا بخار آیا تھا۔ رات گزرنے دو صبح کو خود ہی ڈیسائیڈ کر لینا،،کیا کہا تھا ابھی تم نے روشے بے بی،،اگر محبت ہوتی تو تم سے ملنے آتا،،لو آ گیا،،اور اتنے قریب آؤں گا کہ تمھیں خود میں سے بھی میری خوشبو آئے گی،،کیا کہا تھا تمھاری خبر نہیں لی،،لو آج روشے بے بی کی خبر ہی لینے آیا ہے ایش،،اور ایسی خبر لوں گا کہ پناہ مانگو گی مجھ سے،،

ایشان کے لہجے اور آنکھوں سے آج الگ ہی قسم کے حدت کے احساس نے آروشے کے رونگٹے کھڑے کیے تھے۔۔

آ،،،آپ،،مجھے،،ڈرا رہے ہیں،،مم،،مجھے ڈر لگ رہا ہے،،وہ لرزتی کانپتی پیچھے کھسکنے لگی جب ایشان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچا تھا۔۔

ہمممممم،،لگنی بھی چاہیے،،کیونکہ آج ایش اپنی روشے بے بی پر رحم کھانے کے موڈ میں ہر گز نہیں ہے،،یہ بول کا ایشان نے اس کی بیوٹی بون پر اپنے لب رکھے تھے۔

ای،،،ایش،،،آروشے نے بولنے کی گستاخی کی تھی جب ایشان نے اس کی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔ آج ایشان کے عمل میں شدت تھی۔ اور لمس میں جنونیت،،

اس کی پکڑ میں سختی تھی کمر کو سہلاتے ہاتھ نے کندھے سے فراک نیچے کھسکائی تھی تبھی اس کی شدتوں سے بے حال ہوتے آروشے نے اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے ساتھ اس سے دور جانا چاہا جو اس کے ایش کو کافی ناگوار گزرا تھا۔ تبھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود میں بھینچ کر اس پر قابض ہو کر فرار کا ہر رستہ مستود کیا تھا۔۔

رات گہری تھی اور ایشان کی محبت کا ہر رنگ بھی گہرا تھا۔ تبھی آج آروشے اس کہ محبتوں سے اپنا دامن نہیں بچا پائی تھی اور آخر اس سے ہار کر اپنا وجود اس کے سپرد کر دیا۔۔

پورا ایک ماہ ماہر سوہم خان نے خود کو وائٹ پیلس سے دور رکھا تھا۔ کیس میں ایسا الجھایا خود کو کہ دل ودماغ جو ایک اذیت میں تھی ہر وہ اذیت بھول جائے مگر بے سود۔۔ دو تین مرتبہ آیا تھا وہ۔۔ اور زبردستی کرنے کی بجائے منی کو پیغام دے کر بھیجا کہ آئے وہ اور ماہر کی بات سن جائے مگر اس کے بے دردی سے کیے گئے انکار نے ماہر خان کو توڑا تھا۔ پل پل اس گرین مونسٹر کو اذیت کی بھٹی میں جھونک کر اس کا روم روم جلایا تھا۔ آج وہ پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وائٹ پیلس آیا تھا۔۔

آج سوہم خان کو وائٹ پیلس سے گئے ہوئے ایک ماہ پورا ہو گیا تھا پر وہ ظالم تھا جو اتنی کڑوی کسیلی باتیں کرنے کے بعد ایسا غائب ہوا تھا کہ ایک بار بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کے اس کی باتوں کی وجہ سے اس کی مارش میلو کس حال میں ہو گی اس پر کیا کیا گزر رہی ہو گی کیسے اس کی ہتک آمیز باتوں سے اس کی معصوم سی مارش میلو کا دل دکھا ہو گا۔۔ ہاں اس نے منی کو بھیجا تھا مگر وہ اتنی ارزاں تو نہیں تھی کہ وہ پیغام بھیجتا اور رواحہ دوڑی چلی جاتی۔۔

رات کا وقت تھا ریشمان سو چکی تھیں۔۔

اب بھی ریشماں کے کمرے میں روح بیڈ پر اپنی ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹ کے گھٹنے کے اوپر چن رکھ کے مسلسل اس گرین مونسٹر کے کہے گئے الفاظ کے بارے میں سوچ رہی تھی اس ایک ماہ میں اس

نے اس ایک کام کے علاوہ کیا ہی کیا تھا کیا سچ میں اس کی ذات اس ظالم کے لیے اتنی ارزاں تھی کہ اتنی آسانی سے وہ اسے چھوڑ دیتا۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب پاس ہی پڑا فون وائبریٹ ہوا۔۔بیل بج بج کے بند ہو گئی لیکن روح کی سوچوں کا تسلسل نہیں ٹوٹا۔

ایک بار پھر بیل بجنا شروع ہوئی اس بار روح کی سوچوں کے شیشے میں ایک دراڑ آئی اور اس نے بڑی بے یقینی سے گردن موڑ کے دیکھا کچھ سمجھ میں آیا تو ہاتھ بڑھا کر فون ہاتھ میں تھا ما لیکن تب تک بیل بند ہو چکی تھی۔۔۔بیزاری اپنے عروج پر تھی۔۔

اتنی دیر میں بیل پھر سے بجنا شروع ہوئی روح نے کچھ سوچ کر دھڑکتے دل کے ساتھ فون یس کر کے کان کو لگایا

ہ،،ہیلووو،،،،،

مگر جو سامنے سے آواز اور بات سننے کو ملی اس نے رواحہ کو ہلا ڈالا تھا۔۔

ہییے روح،،جلدی سے روم میں چلی آؤ نہیں تو مر جاؤں گا یار،،بے بسی سے بولا گیا مگر وہ کھٹاک سے فون بند کر کے ایک سائیڈ پر رکھ چکی تھی۔۔

ریشماں جو کچی نیند میں تھیں اسے دیکھنے لگی جو گھٹنوں میں منہ دیئے سسک پڑی تھی۔۔

تبھی آہٹ ہوئی۔۔ کلک کی آواز پر دروازہ کھلا اور وہ دھیمے قدموں سے چلتا اندر آیا۔۔ ایک گہری نگاہ اس گھٹڑی پر ڈالی۔۔ ریشماں اٹھ کر بیٹھ گئی حیرت و پریشانی سے اس ہری بلا کی ٹوٹی بکھری حالت ملاحظہ کی۔۔ وہ جو گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھی تھی وہ اگر ایک مرتبہ سر اٹھا کر اسے دیکھ لیتی تو اسے بھی شاید اس پر رحم آ جاتا۔۔

ارے بچے کیا ہوا ہے،، سب خیرت تو ہے،، کیا حال بنا رکھا ہے اپنا،، ریشماں اٹھ بیٹھی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔۔

کچھ نہیں دادو،، زندگی روٹھ بیٹھی ہے اسے ہی منانے کی کوشش کر رہا ہوں،، وہ بیڈ کے قریب آیا اور ایک گہری نگاہ پھر اس پر ڈالی۔۔ ریشماں نے دونوں کو گہری نگاہ سے دیکھا۔۔

رواحہ سمٹی مگر گھٹنوں میں سے منہ نہیں نکالا۔۔ اس کے رونے کو محسوس کر وہاں کھڑے ایک شخص نے بے دردی سے دانتوں تلے اپنے لب کچلے۔۔

اب وہ ہمت کر کے اس سے مخاطب ہوا تھا۔

ہیپے روح تم غلط سمجھیں تھیں جان،، میرا کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا،،،

اور وہ جو اس کے الفاظ کی اذیت کا پورا پورا بدلہ لینا چاہتی تھی اپنا حساب بے باک کرتی بولی،،

آپ کو پتہ دادو،، شروع دن سے میری ذات بہت حقیر اور ارزاں رہی ہے،، ہر کوئی بس مجھے سکون حاصل کرنے کے لیئے پانا چاہتا تھا،، وہ جو درندہ تھا وہ بھی چندہ بائی بنا کر مجھے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا ہمیشہ،، نکاح جیسے پاکیزہ بندھن کی منافقت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اس نے،، اور،،،،،

بس اتنا ہی سن سکا تھا وہ،،، اس سے آگے وہ برداشت کر ہی نہیں سکتا تھا،، غصے سے پاگل ہوتے اس نے رواحہ کا بازو دبوچ کر اپنے روبرو کھڑا کیا تھا۔۔

چٹاخ،،، پورے کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔۔ وہ تیورا کر پیچھے گرنے لگی جب ماہر نے اس کا بازو پکڑ کر پھر اسے سامنے کیا۔

سوہم خان پاگل ہو گئے ہو،، ہمت بھی کیسے کی ہاتھ اٹھانے کی؟ ریشماں اٹھ کر ان کے قریب آئیں۔۔ پانچوں انگلیوں کے نشان اس کی نازک گال پر آئے تھے۔ ہونٹ پھٹ چکا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے ڈری سہمی اس کا ڈیول روپ دیکھے گئی۔

ہوش میں تو مسز ماہر سوہم خان،، دماغ ٹھکانے پر ہے ناں،، جانتی ہو کیا کہا ابھی تم نے مجھے،، گالی دی ہے خود کو مجھے،، میری محبت،، جانتی ہو اس نام سے پکارنے پر میں نے اس کی زبان کٹوا دی،، تو تمھاری کیسے ہمت ہوئی خود کو اس نام سے پکارنے کی،، ہاؤ ڈئیر یو رواحہ ہاؤ ڈئیر یو،،،

وہ چیخ رہا تھا چلا رہا تھا اور اسے جھنجھوڑ رہا تھا رواحہ کو لگا اس کا بازو آج وہ مونسٹر جڑ سے اکھاڑ دے گا۔

ان کی آوازیں سن کر پاشا،، رحاب،، زمل اور کبیر ریشماں کے روم میں آئے تھے،،

کیا بات ہے سوہم خان،، اتنی رات کو کیوں چلا رہے ہو کیا ہوا ہے،، پاشا نے سنجیدگی سے پوچھا،،

ارے باؤلا ہو گیا ہے،، ہاتھ اٹھایا ہے بچی پر،، پوچھو زرا اس سے،، ریشماں کا تو صدمے سے برا حال تھا۔

پاشا نے آگے بڑھ کر اس کی گرفت سے رواحہ کو آزاد کروایا تو وہ رحاب کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی،،

بچی نے گالی دی ہے ہمارے رشتے کو،، مزاق بنا کے رکھ دیا ہے میری محبت کو،، اور اس سے پوچھیں زرا کس سے کمپیریزن کر رہی ہے اپنے شوہر کا،، ڈیڈ،،، ٹوہیل وِد دس،،، میں پاگل ہو جاؤں گا اور برداشت نہیں کر سکتا،، وہ بال مٹھیوں میں جکڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

رواحہ کو بھی پتہ تھا وہ کیا کچھ بول چکی ہے تبھی رونے میں اور شدت آئی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج فجر ماہ بیر کے نکاح کو 15 سال پورے ہو چکے تھے مگر انہیں بچھڑے ہوئے ایک ماہ یعنی پورے تیس دن افففف یہ جدائی جس نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ کتنا منانے کی کوشش کی

تھی اسے مگر وہ تو جیسے پتھر کی بن چکی تھی۔۔ ماہ بیر کو اس کی تکلیف کا احساس تھا تبھی وہ اس کے قریب آنے کی اس کی کئیر کرنے کو تڑپ رہا تھا۔

جبھی آج وہ اپنے صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوڑتا وائٹ پیلس سے نکلا اور حویلی پہنچا۔۔ حویلی پہنچ کر اس کا رخ سیدھا اس دشمن جان کے کمرے کی جانب تھا۔ کمرے میں داخل ہوا تو۔ وہ بیڈ پر لیٹی سو رہی تھی۔۔ ریڈ کلر کی کھلی فراک چوڑی دار پجاما پہنے ایک الگ ہی روپ تھا چہرے پر،، ماہ بیر ٹھٹک کر روکا،، اسے جی بھر کے دیکھا،،

وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس کے قریب آ کر بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا اور وہ جو آج بوجھل طبیعت کے ساتھ بڑی مشکل سے ابھی ابھی سوئی تھی اور کچی نیند میں ہی تھیں۔ اس کی خوشبو اپنے آس پاس محسوس کر کے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔ اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر وہ بھنا کر اٹھی تھی۔۔

آپ یہاں کیوں آئے ہیں،، وہ چلائی میں نے بولا تھا نا کہ اگر میرے قریب بھی آئے تو ماروں گی خود کو،،

رئیلی،،، مارو مار کے دکھاؤ،، اطمینان قابل دید تھا ماہ بیر کا مگر ماتھے پر ڈھیر سارے بل،، غصے سے سرخ پڑتا چہرہ اور تنی رگیں۔۔ اور اس کے اسی سڑیل روپ سے فجر خائف رہتی تھی تبھی فجر گھبرائی مگر اس ڈھیٹ کو اثر کیوں نہیں ہو رہا۔۔

آپ جاتے ہیں یا میں ریشماں دادو کو فون کرواتی ہوں ابھی کے ابھی ،، اس نے دانت پیس کر کہتی ادھر ادھر فون تلاش کرنے کے لیئے نگاہ گھمائی ۔۔ جب بجلی کی سی تیزی سے ماہ بیر نے اسے بازو سے کھینچ کر خود کے قریب کیا وہ کٹی ڈال کی طرح اس کی بانہوں میں آگری تھی

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode40......

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

شفا کب سے اپنے بابا کے گلے لگ کر روئے جا رہی تھی ۔۔ کامران حسن اس کی پیٹھ رب کیے جا رہے تھے ۔۔

بابا آپ نے مجھے اسی دن کیوں نہیں بتایا یہ سب ،، شفا سسکی ۔

کیسے بتاتا رضیہ نے قسم دی تھی اور اسی دن ہاسپٹل سے آ کر مجھے سب بتا دیا تھا مگر وہ بیٹے کی طرف سے بے حد پریشان اور شرمندہ تھی ،، اگر ہم وہ ڈرامہ نا کرتے تو وہ کم ظرف انسان خودکشی کا ڈرامہ رچا کر پھر رضیہ کو پریشان کرتا ، ، مجھے اس کا بہترین حل یہی لگا کہ تمھیں کچھ دنوں تک اپنے دوست کے گھر بھیج دیا ،، اب پاشا اور میں نے مل کر یہی ڈیسائیڈ کیا ہے کہ اس جمعہ کو تمھارا نکاح پاشا کے بیٹے

آریان سے کر دیا جائے،، رضیہ اور سیف کی وجہ سے میں شامل نہیں ہو سکتا مگر میری دعائیں تمھارے ساتھ رہیں گی۔۔

وہ حیرانگی سے اپنے بابا کو دیکھے گئی۔۔ کہاں تو وہ اسے وائٹ پیلس کی جانب رخ تک نہیں کرنے دیتے تھے اور کہا اب پاشا انکل کو اپنا دوست بول رہے تھے۔۔

بابا یہ کیا طول رہیں ہیں آپ،، وہ ان کے گلے لگ کر پھر رو پڑی،،

میں ٹھیک بول رہا ہوں،، وہی تمھارے لیے پرفیکٹ ہے ہاں مانتا ہوں پہلے میرے پاشا ابراہیم سے کچھ اختلافات تھے مگر وہ غلط فہمی تھی جواب دور ہو چکی ہے تو بس چپ چاپ جو ہو رہا ہے ادے ہونے دینا،،

کامران نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔

وہ کچن میں چائے بنانے چلی گئی تھی۔۔ ابھی ابھی ماہر وائٹ پیلس سے نکلا تھا وہ لوگ جاگ رہے تھے تو کامران حسن یہ یقین کر لینے کے بعد کہ سیف سو چکا ہے شفا سے ملنے آیا تھا۔

وہ پچھلی باتوں کے بارے میں بیٹھے سوچے گئے۔۔ کہ وہ بھی ان جو باقی لوگوں کی طرح پچھلے کیس اور واقعات کی وجہ سے غدار ہی سمجھتے آئے تھے۔ مگر پاشا سے ہوئی پچھلی ملاقات سے پہلے انھیں کیس کے ری اوپن ہونے کی اطلاع ملی تھی۔۔ تب پاشا نے انھیں سب کچھ بتا دیا تھا۔

اور اب وہ بیٹی کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ آسانی سے کر گئے تھے۔۔

شفا چائے بنا کر لائی تو پاشا اور کامران حسن باتیں کرنے میں مصروف تھے اور نکاح کی ڈسکشن کر رہے تھے۔۔ شفا چپکے سے اپنے روم میں چلی آئی۔۔ یہ احساس کہ وہ سر پھرا اس کا ہونے والا تھا وہ دلی خوشی محسوس کر رہی تھی۔۔

فجر اس کی بانہوں میں مچل رہی تھی اور بری طرح رو رہی تھی۔۔

چھوڑیں مجھے،،، وہ مچلی۔۔ مگر ماہ بیر کھڑے ہو کر اس بازوؤں میں اٹھا چکا تھا۔

ماہ بیر،، یہ کیا چھوڑیں مجھے،،

اششششش،، خاموش آواز نا آئے تمہاری، نہیں تو جو دنیا میں آخری رشتہ بچا ہے یعنی میں اسے بھی کھو دو گی،، مر جاؤں گا تمہارے بغیر،،، ماہ بیر نے کہا تو فجر کو اس کی باتوں سے سہم کر چپ کرنا پڑا۔۔ وہ اسے لیے حویلی سے باہر آیا تھا رات کے اسوقت فجر کو عجیب لگا۔ وہ ہرگز اس کے ساتھ کہیں نہیں جانا چاہتی تھی مگر وہ ظالم اب بھی وہی کر رہا تھا جو وہ کرتا آیا تھا اس کے ساتھ۔۔ زبردستی۔ ماہ بیر نے اس لا کر گاڑی میں بیٹھایا۔۔ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ اور گاڑی لے کر اپنے فارم ہاؤس آیا جہاں وہ کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔۔

وہ اسے اسی طرح گود میں اٹھائے فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوا اندر گھپ اندھیرا تھا۔۔

کہاں لائے ہیں آپ مجھے ،،چھوڑیں مجھے ،، فجر کے آنسوؤں کا بھی اس جلاد پر خاطر خواہ اثر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ خود بھی بکھری سی حالت میں تھا۔ ملگجے سے حلیے میں بڑھی بئیرڈ میں وہ بہت بری حالت میں تھا۔۔

کتنا بولتی ہو تم فجر،، چپ نہیں رہا جاتا یا میں چپ کرواؤں اپنے طریقے سے،، وہ کہتا ہلکا سا اس پر جھکا۔۔ تو وہ گھبرائی اور گھبرا کر اس کے سینے میں منہ دے دیا ماہ بیر گہرا مسکرایا۔۔

وہ۔ اسے لے کر لاونج میں آیا۔۔ ایک دم لائٹس آن ہوئیں تھیں۔ ماہ بیر نے اسے گود سے نیچے اتارا وہ پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی جہاں بلیک اور ریڈ بلونز لگے تھے اور بیچ میں ایک پیاری سی بچپن کی انکی پک اور وال پر 15 ائیرز کمپلیٹڈ لکھا تھا۔۔ فجر نے یہ سب دیکھا اور ماہ بیر کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

یہ کس خوشی میں،، اب آپ جو بھی کریں مجھے کسی چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا،، سنا آپ نے؟ فجر نے نگاہیں چرا کر غصے سے کہا

تمھارے لیے میری جان،، ماہ بیر نے اطمینان سے کہا۔

اور کیوں وجہ جان سکتی ہوں آپ تو نفرت کرتے ہیں نا مجھ سے پھر کیوں وجہ مجھے کوئی لینا دینا نہیں اس سب سے،، فجر نے اپنا دامن بچانا چاہا۔۔ جانتی تھی وہ اس کے دل پر کاری وار کر رہی ہے مگر اپنے دماغ کے ہاتھوں مجبور تھی۔۔

ہییے،،، یہ کس نے کہا میں تم سے نفرت کرتا ہوں کس نے بولا یہ؟ وہ عادت کے مطابق دھاڑا۔۔

آپ نہیں کرتے میں تو کرتی ہوں ناں،،،وہ ادھر ادھر دیکھتے قرب سے بولی۔

اور یہی بات میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو فجر ماہ بیر اس کے قریب آیا۔۔

فجر نے ہمت کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں درد، قرب افسوس، محبت جانے کیا کیا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ محبت کا ٹھاٹے مارتا سمندر، وہ آنکھوں میں زیادہ نا دیکھ پائی جبکہ دوسری جانب دیکھتی بولی آئی ہیٹ یو ماہ بیر راسم حفیظ،، آئی ہیٹ یو،،،

ہاہاہاہا نو یو ڈونٹ ہیٹ می،، مسز فجر ماہ بیر راسم حفیظ،،،

فجر کے بے اختیار آنسو نکل آئے وہ روتی زمین پر بیٹھتی چلی گئ۔۔جب ماہ بیر بھی اسکے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا۔۔

ہییے، پلیز ڈونٹ کرائی، روؤ تو مت،، آئم سوری آئم رئیلی سوری میری جان،، ل میں جانتا ہوں میں بہت برا ہوں،، میں تمھارے قابل نہیں ہوں پر میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں،، میں تم سے نفرت کر ہی نہیں سکتا میں مانتا ہوں میں نے غلط کیا میں کیا کرتا،، میں نے بہت کچھ کھویا اپنی مما اپنے ڈیڈ، ساری دنیا اجڑ گئی میں بنا تحقیق کے تمھیں سزا دیتا رہا اور تمھیں خود سے دور رکھا لیکن جب سچائی معلوم ہوئی بہت دیر ہو چکی تھی،، تم مجھے سمجھ سکتی ہو نا،،، پلیز مجھے معاف کر دو

وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ گیا۔۔ آنسوؤں نے گال بھگو ڈالے فجر نے پہلی مرتبہ اس جلاد کو جھکا روتا اور ٹوٹا دیکھا تھا اس کے اندر کس قدر ازیت اور غم بھرا ہے یہ تو وہ جانتی ہی تھی مگر وہ اس کو خود سے دور کرنے پر اس قدر ٹوٹ جائے گا آج پتہ چلا تھا۔۔ اب وہ سب کچھ بھول کر ماہ بیر کو اسے عشق کا اعتراف کرتی سن رہی تھی جب بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اسے تھاما۔۔ اور اسکے گلے لگ کے وہ بھی رو دی۔۔ دونوں نے اپنا غم غلط کرنے میں مصروف تھے۔

جب ماہ بیر نے اسے نرمی سے خود سے الگ کیا،، ہیے،، یو نو واٹ ؟ تم میرے جینے کا مقصد ہو،، میری بچپن کی دیوانگی،، عشق،، میرا سب کچھ،، میں نے تمھارے علاوہ کسی کو چاہا تو کیا دیکھا تک نہیں۔،،، تم سے نفرت نہیں کر پایا،،، حالانکہ جب نفرت کرنی چاہی تب بھی نہیں،،، تم تو صرف میرے لیے محبت کرنے کے لیے بنی ہو میری محبت کی حقدار صرف تم ہو،،، وہ دیوانہ وار اسکے چہرے کا ایک ایک نقش چومتا آج کھل کر اعتراف محبت کر رہا تھا۔ فجر اسکا لمس اس کی محبت محسوس کر رہی تھی۔۔

ماہ بیر،، فجر نے اچانک پکارا۔

جی میری جان،،، ماہ بیر نے اس کی جانب دیکھا۔

ماہ بیر مم،،، میں بھی آپ سے محبت کرتی ہوں،،، وہ کہہ کر دوبارہ سسک پڑی۔۔

ماہ بیر مسکرایا،، ہیے،،،، اب روؤ تو نہیں اتنی حسین بات ایسے آنسوؤں سے تو نہیں بولو نا،، ایک کس کر کے بول دو،، آخر میں شرارت سے بولا۔۔

فجر سٹپٹائی،،، بہت برے ہیں آپ،،، فجر نے ماہ بیر کے سینے پر مکے مارے۔

وہ تو میں ہوں،، لیکن اب تمھیں اچھا بن کے بھی دیکھاوں گا،،

تم۔نے مجھے مکمل کیا ہے فجر،، میری زندگی میں آنے کا بہت شکریہ،، مجھے اپنانے کا،، میرے اتنے ستم سہہ کر بھی میرے نام سے اپنا نام جوڑے رکھنے کا،،، اور پھر ماہ بیر نے اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھا، آئی وش یہ ایک پیاری سی ڈوول ہو بلکل اپنی ماما کی طرح،، وہ مسکرایا۔۔ کس قدر سکون تھا اس کی آغوش میں۔۔

نو نوائس ناٹ،، بے بی بوائے ہے یہ،، میرا بیٹا ہے آئی نو،، فجر بولی،، ماہ بیر گہرا مسکرایا،، اسکے پیٹ پر لب رکھے،، اٹھ کر اسے گود میں اٹھایا اور لے جا کر ٹیبل پر بٹھایا،،، کیک کاٹا،، تھوڑا اس کے ہونٹ پر لگا کر خود اپنے ہونٹوں سے وہ کیک چنا تو فجر گڑبڑا گئی اور ماہ بیر کے سینے میں منہ دے لیا۔۔

ہیے اب تمھیں بھی ایسے ہی کیک کھانا ہے یار،، مسہ بیر نے شرارت دے کہا تو وہ اور زیادہ اس میں سمٹ گئی۔۔

مگر اتنے دنوں کی پیاس تھی اتنی جلدی کیسے بجھتی تبھی اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکالا تھا۔ اور اس کی سانسوں کی مہک کر اپنی روح میں اتارا۔۔

آج کہیں جا کر اسے سکون لا تھا تبھی وہ خود کو اس کے وجود میں گم کرتا چلا گیا۔۔

ساری رات ماہر سڑکیں چھانتا پھرا تھا مگر سینے میں بھڑکا غم و غصے کا الاؤ کسی طور ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔۔ چٹختے اعصاب نے اس کے جان عذاب میں جھونک رکھی تھی۔۔ یہ کیسی آگ لگائی تھی اس ظالم نے سینے میں جو کسی صورت ٹھنڈی نہیں ہو رہی تھی۔۔

اس وقت وہاں سے نکل آیا تھا،، بچانا جو چاہتا تھا اس کو،، خود سے،، اپنے ہاتھوں سے،، اپنے قہر سے،،

مگر اب تک وہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔۔ تب چٹختے اعصاب لیے اس نے رات کے چار بجے گاڑی واپسی کے لئے موڑی تھی۔۔ اب اس غم و غصے کی آگ کو،، اسے ہی ٹھنڈا کرنا ہو گا جس نے اسے پیٹرول ڈال کر بھڑکایا تھا۔

وائٹ پیلس گہری تاریکی اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ گاڑی جھٹکے سے طویل پورچ میں رکی،، وہ تنی رگیں لال انگارہ آنکھیں لیے اندر داخل ہوا تھا اور رخ سیدھا ریشماں کے کمرے کی جانب تھا۔۔ آنکھوں سے سبز شعلے سے نکل رہے تھے۔ دروازے سے باہر کھڑے ہو کر اس نے لمبے لمبے سانس بھرے۔ شاید چٹختے اعصاب کو سکون آجاتا مگر بری طرح ناکام ہوا تھا۔۔ آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔

سامنے ہی وہ کارپٹ پر جائے نماز پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی۔۔ شاید تہجد کی نماز ادا کر کے ادھر ہی سو گئی تھی۔ سرخ چہرے پر انگلیوں کے اور مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔ حجاب سٹائل دوپٹہ لیے وہ اس کی جان کا آزار بن چکی تھی۔۔

وہ خاموشی سے آگے بڑھا۔ اور نیچے جھک کر اسے نرمی سے بازوؤں میں بھرا۔۔ وہ جو رو رو کر ابھی ابھی سوئی تھی۔ کچی نیند سے جاگ چکی تھی۔۔ شعور اجاگر ہوتے ہی پتہ چلنے پر کہ کس صورتحال میں ہے اس نے سہم کر اسی گرین مونسٹر کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی تھی تب وہ جان گیا کہ وہ جاگ چکی ہے۔۔

جب وہ باہر نکلی تب وہ اس کے بازوؤں میں کسمسائی تھی۔ مم ماہر چھوڑیں مجھے،، وہ اتنی آہستگی سے بولی کہ ماہر کو بھی بمشکل ہی سنائی دی۔۔ مگر وہ یوں بن گیا جیسے سنا ہی نہیں۔ وہ اسے لیے اس کمرے میں آیا۔۔ اندر داخل ہو کر پاؤں سے ڈور لاک کر کے اسے دروازہ پر ہی نیچے اتارا تھا۔

رواحہ کی پھر آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ مگر اسنے اس کے لبوں پر انگلی پھیری تھی۔۔
تمھیں احساس ہے تم نے مجھے کتنے سنگین الفاظ کہے،، جن کے وار نے میری روح تک کو چھلنی کیا ہے،، رواحہ تم جانتی ہو تم نے کیا کہا مجھے،، ماہر نے سر سراتے بھاری لہجے میں پوچھا تھا مگر اس کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔۔

رواحہ کا چہرہ خوف سے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔۔ اور اس ڈر نے ماہر کے سینے میں جیسے چھرا گھونپا تھا۔۔ تب وہ جھکا تھا اور اس کی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔۔ رواحہ نے مزاحمت نہیں کی تھی۔ مگر اس کی شدت ناقابلِ برداشت تھی۔۔ وہ اس کے زخمی لب کو جیسے اور زخمی کر رہا تھا۔ رواحہ کو لگا وہ آج اس کی جان لے لے گا۔۔ رواحہ کے آنسو تواتر سے اس کے گریبان میں گرے تو احساس ہونے پر وہ دور ہوا۔۔

یو نو واٹ روح،، یہ جوان لبوں نے گستاخی کی تھی ان کو اس کی سزا ملی ہے،،

اب ماہر نے اس کی نشان زدہ گال پر آہستگی سے انگلیاں پھیریں۔۔

رواحہ نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھا جو اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا تبھی تو وہ خوفزدہ ہوئی تھی۔ ماہر کی انگلیوں نے گال پر موجود اس نشان کو چھوا تھا۔۔

سسسیییی،،، اس کے منہ سے جلن سے سسکی برآمد ہوئی۔۔

اور اب اپنی جان، اپنی زندگی پر ہاتھ اٹھانے کی گستاخی کرنے کے لئے اس ہاتھ کو سزا ملے گی،، ماہر کے سرسراتے لہجے نے اسے حواس باختہ کیا تھا۔۔

کک کیا کریں گے آپ،، نن،، نہیں،، وہ بول نہیں پا رہی تھی۔۔ تبھی اس کا جملہ مکمل ہو پاتا وہ کھڑکی تک گیا تھا۔۔ اور اپنا ہاتھ درمیان میں رکھ کر اپنی پوری طاقت سے کھڑکی کے پٹ بند کیے تھے۔۔

آہہہہہہہہ،،،ایک چیخ برامد ہوئی تھی رواحہ کے لبوں سے،،تبھی وہ اس کی جانب لپکی،،وہ پیچھے ہٹ کر مڑا،،آنکھیں نم،ہونٹوں پر مسکان اور ہاتھ لہولہان تھا اس پاگل مونسٹر کا۔

یہ کیا کیا آپ نے،،رواحہ چلائی اور اپنا دوپٹہ اتار کر اس کے ہاتھ کے گرد لپیٹ دیا۔۔

ماہر نے کھینچ کر اسے سینے میں بھینچا تھا۔۔اور اسکی نازک گردن میں اپنا منہ دیا۔۔

رواحہ کو اپنی گردن پر نمی سی محسوس ہو رہی تھی۔۔تبھی اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی۔۔

(کوئی دیکھنے سننے والا ہوتا تو دیکھتا کہ وہ گرین مونسٹر جس کی ہیبت سے ایک زمانہ خائف ہے وہ اپنی مارش میلو کی پناہوں میں کیسے معم کی طرح پگھل رہا ہے)

ہیبے روح،،تمھیں پہلے بھی بتا چکا ہوں محبت با وضو ہے میری،،مگر تم نے میری محبت،میرے پاکیزہ جذبوں کو بے مول کیا ہے،اور میری محبت کو پتہ نہیں کیا سمجھتی رہی ہو،،شاید ہوس،،مگر قسم کھاتا ہوں تمھاری اب جب تک اپنی محبت اپنے جزبوں کی پاکیزگی کا یقین نہیں دلا دیتا تمہارے قریب نہیں آؤں گا،،

ماہر نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔۔وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اس وقت کچھ نہیں بول سکی۔۔رواحہ نے اپنے دل کو پاتال کی گہرائیوں میں اترتا محسوس کیا۔۔

وہ بیڈ پر اس کے پہلو میں نیم دراز ہوا تھا۔

سنو روح،، بھروسہ رکھو،، تمھارے قریب نہیں آؤں گا۔ اب تمھیں میرے خوف سے کمرے سے باہر جانے کی ضروت نہیں، ہاں مگر اس کمرے سے کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے تمھیں،، اس نے آنکھوں پر بازو رکھے کہا۔۔

رواحہ کا دل کیا اس کی باتوں پر مزید پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ مگر اب شاید وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا تبھی کروٹ بدل کر منہ پر زور سے ہاتھ رکھ کف سسکیوں کا گلا بمشکل گھونٹا تھا۔

دونوں ہی کانٹوں پر گھسیٹ لیے گئے تھے۔ سکون کیسے آتا۔

💣💣 #Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode41....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

کافی دن گزر چکے تھے جبران نے اسے بات نہیں کی تھی نا اسے کوئی وضاحت دی اپنے عمل کی،،، نا ہی اسے ڈسٹرب کیا تھا کیونکہ مفرا کا اینول سمسٹر چل رہا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ وہ کسی بھی ٹینشن پریشانی

کے بغیر پیپر دے۔۔اب جب کل اس کا ایگزیم ختم ہو چکا تھا تو اب اس کا رخ وائٹ پیلس سے سیدھا سعد کے گھر کی جانب تھا۔

وائٹ پیلس میں اتنا کچھ ہو چکا تھا اسی لیئے جبران نے اسے وائٹ پیلس سے دور رکھا۔۔

صبح کا وقت تھا وہ سعد کے گھر داخل ہوا تو سعد اور نرما ناشتہ کر رہے تھے۔۔

اسلام و علیکم،، سعد بھائی،،کیسے ہیں آپ؟ جبران نے خوشگوار موڈ میں پوچھا۔اتنے دنوں کے صبر آزما وقت کے بعد وہ اپنی پنک روز کو دیکھنے والا تھا۔موڈ تو خوشگوار ہونا ہی تھا۔

آؤ جبران،،،آؤ بھئی جوائن کرو،،

نہیں سعد بھائی، مفرا کو لینے آیا ہوں،،چھوٹے بھائی کا نکاح ہے جمعہ کو،،آپ لوگ بھی انوائٹڈ ہیں ضرور آئیے گا،،جلدی میں ہوں مفرا کو گھر چھوڑ کر ہاسپٹل جانا ہے،،

ہمم،،اتنی جان توڑ محنت کرنے کے بعد سو رہی ہے تو میں نے بھی نہیں جگایا سوچا آرام کر لے گی،، تم جگا دو جا کر،،،سعد نے مسکرا کر کہا جبکہ نرما نے گندا سا منہ بنایا۔

مگر یہاں پرواہ کسے تھی وہ پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اس دشمن جاں کے کمرے کی طرف آیا۔۔ دروازے تک آیا تو ڈور اندر سے لاکڈ تھا۔مگر اس کے پاس بھی اپنے مسائل کے سو حل موجود رہتے تھے۔۔پینٹ کی پاکٹ سے چابی نکالی اور ڈور کھولتا چلا گیا اندر داخل ہوا تو وہ بیڈ پر لیٹی بے سدھ سو رہی

تھی۔۔اورنج کلر کی کرتی شلوار میں دوپٹہ آدھا بیڈ پر آدھا بیڈ کے نیچے جھول رہا تھا۔وہ گہری مسکان لیے آگے بڑھا۔۔بیڈ تک آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔

چہرے پر آتی شریر سی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا۔اس کی نگاہوں کی تپش کا اعجاز تھا کہ وہ کسمسائی تھی۔

مفرا،،،اے پنک روز،،،جبران نے نرمی سے اس کا گال پر اپنی انگلیاں پھیریں۔۔

مفرا کی پٹ سے آنکھ کھلی تھی اور خود پر اسے اتنے قریب جھکے دیکھ وہ بوکھلائی تھی۔۔تبھی گڑبڑا کر اٹھنے لگی جب اس کے ماتھے نے جبران کے ماتھے کو صبح کی سلامی پیش کی تھی۔

آؤچ،،،اس چٹان کا تو کچھ نہیں ہوا البتہ مفرا کا ماتھا ضرور سنک کیا تھا۔۔مفرا اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھے دہری ہوئی۔۔

صبر وائفی صبر،،،اتنی بھی کیا جلدی ہے اپنے ہبی سے سینگ لڑانے کی،،جبران نے چھیڑا۔۔

آپ اتنی صبح یہاں کیا کر رہے ہیں اور مجھ پر جھک کر کونسے دم پڑھ رہے تھے،،مفرا نے برا منایا ہٹیے یہاں سے،،

لینے آیا ہوں تمھیں،،جلدی سے تیار ہو کر ضروری سامان پیک کر لو،،وہ اطمینان سے بولا تو مفرا چونک گئی۔۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی،،مفرا نے دوسری جانب دیکھ کر بولا۔

اب چونکنے کی باری ڈاکٹر صاحب کی تھی۔وہ سنجیدہ ہوا۔

اس میں لگنے والی کون سی بات مسز، جبران کبیر ابراہیم ،، آپ کو اپنے شوہر کے ساتھ چلنا ہے ،، وہ بھی سنجیدہ ہوا اور دو ٹوک بات کی۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جانا چاہتی ،، اور آپ نے مجھے اس دن کی وضاحت بھی دینا گوارا نہیں کیا ،، آپ کون ہیں اور وہاں اس وقت کیا کر رہے تھے ،، جس دن میں ہاسپٹل کی چھت سے کود کر جان دینے والی تھی اس دن سے ، شروع دن سے اس جے کے والے رومال کے پیچھے آپ تھے ،، آپ کا اصل چہرہ کیا ہے یہ والا یا وہ والا ،، میں سمجھ نہیں پائی ،، آپ کی حقیقت جانے بغیر میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی ،، مفرا بولتی رہی اور وہ سنتا رہا۔

اوکے رائٹ ،، میرے ساتھ چلو تو سہی ،، حقیقت بھی جان لینا ،، جبران نے صلح جو لہجہ اختیار کیا مگر ،
نہیں میں نہیں جاؤں گی ،، مفرا نے کہا تو اب کی بار جے کے ماتھے پر بل آئے تھے۔
کلائی سے جکڑ کر اسے بیڈ سے نیچے اتارا تھا۔ کوئی نو نہیں سنوں اب میں ،، سمجھیں ، فوراً ریڈی ہو کر باہر آؤ ،، جبران کا لہجہ سخت ہوا ،، وہ کسمسائی۔۔
آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے ،، وہ روہانسی ہوئی۔۔
بلکل کر سکتا ہوں ،، نکاح کیسے کیا تھا بھول گئیں ،، جبران نے اطمینان سے کہا۔۔
مگر جب وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تو جبران کو غصہ آیا۔ تبھی اسے کلائی سے تھام کر باہر لایا تھا۔
سعد انھیں ایسے دیکھ حیران ہوا۔

سعد بھائی چلتا ہوں،، ناراض ہیں بیگم،، اتنے دن آیا جو نہیں ملنے، مگر آپ ٹینشن مت لیں،، اپنے خاص طریقے سے منالوں گا،، ڈرائیور بھیجوں گا، آپ بس میری پنک روز کا ضروری سامان بھجوا دیجئے گا۔۔

مفرا ہکا بکا اس کی بولڈ چلتی زبان ملاحظہ کر رہی تھی۔۔ سعد نیچے منہ کر کہ ہنس دیا نمرا نے پہلو بدلا مگر وہ ڈھیٹ اس کا ہاتھ تھامے یونہی اطمینان سے باہر نکلا۔۔ اور لا کر اسے گاڑی میں بٹھایا۔ خود آ کر ڈرائیونگ سیٹ ہر بیٹھا۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ مجھے اکیلا کیوں نہیں چھوڑ،،

ہیے شٹ اپ،، جبران غرایا تو اس کی زبان کو بریک لگی،، اندر کچھ نہیں بولا تو کیا مطلب کچھ بھی بولتی رہو گی،، اور چھوڑنے کی بات کیا کر رہی ہو،، وائفی،، میں تو یہ سوچ کر لے جا رہا ہوں کہ بہت وقت لے چکی تم اس رشتے کو سمجھنے کے لیئے،، اب میں اس رشتے کا باقاعدہ آغاز کرنے والا ہوں ایز ہز بینڈ وائف،، دور جانے کی بات تو بھول ہی جاؤ،، میں تو تمھاری سانسوں پر بھی دسترس چاہتا ہوں اب،، اس کا لہجہ، مفرا پر اٹھتی نگاہیں اور الفاظ اسقدر معنی خیز تھے کہ مفرا پہلو بدل کر رہ گئی۔۔ چہرہ لہو چھلکانے لگا۔۔ وہ رخ کھڑکی کی جانب موڑ گئی۔۔

اب اس جن سے الجھنا بے معنی تھا سو وہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ بھیگا مہکا وجود لیے کچن میں داخل ہوئی تو روحا نے حیرت سے اسے دیکھا کہ اس کا تو روپ رنگ ہی بدل چکا تھا۔

آروشے کے چہرے نے لہو چھلکایا۔۔

وہ چپ چاپ آگے بڑھ کر ناشتہ بنانے لگی اور اس ظالم کو بیڈ ٹی دینے کا پروگرام تھا جو رات اس پر طوفانی بادل بن کر برسا تھا۔

آروشے کس کے لئے بنا رہی ہو چائے،، روحا کو حیرت ہوئی،، کیونکہ اتنی لائٹ چائے تو بس ایشان پیتا تھا۔۔

وہ بڑی ماں،، ان کے لئے،، وہ شرم سے دہری ہوئی اور رخ موڑے ہی رکھا۔

کچھ لوگوں کے تو رنگ ڈھنگ ہی بدلے بدلے لگ رہے ہیں،، خیریت نہیں لگتی،، روحا نے ہنسی دباتے چھیڑا تو کپ میں ڈالی چائے پر اس کی گرفت سخت ہوئی۔ فوراً ٹرے اٹھا کر کچن سے کھسک آئی۔۔

ایشان کی ابھی ابھی آنکھ کھلی تھی۔ اوندھے لیٹے اپنے پہلو میں دیکھا تو بیڈ خالی تھا۔ وہ گہرا مسکراتا پھر تکیے میں منہ دے گیا۔ جب دروازے سے اس کی مہکتی آہٹ اندر آتی سنائی دی۔۔

آروشے اس کے قریب کھڑی تھی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔ اب اسے اٹھانا دنیا کا مشکل ترین مرحلہ لگ رہا تھا۔

ایش،،، بلآخر اس نے پکار ہی لیا۔ وہ جو جاگ رہا تھا یونہی جان بوجھ کر لیٹا رہا۔

آروشے نے ہلکا سا کندھا ہلایا وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گرایا۔ اس اچانک افتاد پر وہ بوکھلائی۔

ای،،، ایش،،، کپکپاتے لبوں سے پکارا۔

یس روشے بے بی،، اب بتاؤ،، اب تو کوئی شکایت نہیں ناں اپنے ایش سے،، اس کا لہجہ اب بھی خمار آلود تھا۔ آروشے کو جھرجھری آئی۔۔

ایش،،، چھوڑیں کوئی آجائے گا،، پلیز،، وہ روہانسی ہوئی۔

نہیں آئے گا کوئی، سب وائٹ پیلس جانے کی تیاری کر رہے ہوں گے،،

لیکن فجر آپو تو،،

غائب ہیں حویلی سے،، میری روشے بے بی کو اب تک پتہ نہیں چلا،، لے اڑے بھائی انھیں،، ایشان نے شرارت سے کہا۔ اسے واقعی حیرت ہوئی۔

وہ میں آپ کے لئے چائے لائی تھی،، روشے نے اس کی گستاخ نگاہوں سے راہ فرار چاہتے ہوئے اس کی توجہ دوسری جانب مبزول کرنی چاہی۔۔ پر

رائٹ، تم میری پرمیشن کے بغیر یہاں سے اٹھ کر کیوں گئی،، یو نو واٹ مجھے چائے نہیں چاہ چاہیے،، چاہ سمجھتی ہو،، ایشان نے چھیڑا اور نگاہیں اس کے ہونٹوں پر ٹکائیں،، تو وہ بوکھلا گئی۔۔

ایش لیو می،، اس نے جھنجھلا کر اسی کے سینے میں منہ دے لیا تو ایشان نے قہقہہ لگاتے اسے ایک طرف اتارا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ بھی جلدی سے سیدھی ہوئی۔

جاؤ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ہمیں نکلنا ہے،، ایشان نے کہا تو اس نے وہاں سے کھسکنے میں ہی آفیت سمجھی۔۔

وہ سب وائٹ پیلس واپس لوٹے تھے۔۔ آروشے ایشان کے پہلو میں سہمی سی اندر داخل ہوئی،، سامنے سے ماہر خان آتا دکھائی دیا تو وہ بے اختیار ایشان کی چوڑی پیٹھ پیچھے چھپ سی گئی تھی۔ اس بات نے اسے پھر دکھ پہنچایا تھا تبھی وہ دھیمے قدموں سے چلتا ایشان کے سامنے آیا تھا۔

روشے بیٹا سامنے آؤ،، اس نے نرمی سے کہا تو آروشے جھجھکتی سامنے آ گئی۔۔

ماہر خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ سوری بیٹا،، جانتا ہوں جو بھی ہوا اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں تھا،، اس لئے سوری،، گرین مونسٹر کہ منہ سے یہ گولڈن لفظ نکلتے سن سب ہی چونکے تھے۔۔ مگر وہ کہتا باہر نکلتا چلا گیا۔۔ رواحہ پلر کے پیچھے سے اسے دیکھتی رہی۔

سب واپس لوٹ آئے تھے۔ مگر ان میں سب کچھ بگڑتا چلا رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔۔ آریان کا نکاح تھا آج۔۔ وائٹ پیلس کی رونقیں لوٹ آئیں تھیں۔ مگر ان دونوں میں ایک سرد سی دیوار آ چکی تھی۔ بہت ضروری بات پر ہی ماہر اور وہ ایک دوسرے کو مخاطب کرتے تھے۔۔ ایک ہی کمرے میں جیسے دو اجنبی رہ رہے تھے۔ رواحہ نے کئی بار اس سے بات کرنے کی کوشش کی مگر ہمت نہیں ہوئی۔۔ ہاں اس کے الفاظ سخت تھے۔ وہ وضاحت دینے کئی مرتبہ آیا تھا اس کے پاس،، مگر بدلے میں اس نے بھی تو کچھ کم نہیں کیا تھا۔ اپنے الفاظ کے تیروں سے اسے گھائل کر کے رکھ دیا تھا۔ جیسے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔۔

سب نکاح کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔ وائٹ پیلس میں ایک ہنگامہ سا برپا تھا۔
آریان نے گولڈن شیروانی پہنی تھی۔۔ آج بس نکاح تھا۔ رخصتی کامران حسن شفا کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد حسن مینشن سے کرنے والے تھے۔۔ شفا نے گولڈن میکسی پہنی ہوئی تھی۔ جس کے گھیرے میں ہلکا سا شاکنگ کلر کا ٹچ تھا۔ اس مناسبت سے سب نے شاکنگ کلر کی ہی مختلف شیڈز میں ڈریس پہنے ہوئے تھے۔۔

جب منی اس کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سخت قسم کا منہ پھلا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ منی کو ہنسی آئی۔۔

آئے کیا ہوا ماہر خان کی مارش میلو کو،، منی نے چھیڑا۔

یہ کیا ہے منی، مجھے یہ نہیں پہننا،، وہ جو اپنے گرد دوپٹہ پھیلائے بیٹھی تھی۔ جھنجھلا کر دوپٹہ اتارا تو منی کو مزید ہنسی آئی۔ شاکنگ فراک میں گلے ہی زرا گہرے تھے،، مگر وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی۔۔ جیسے مومی گڑیا شاکنگ لباس میں اس کے سامنے کھڑی ہو۔۔

آرے ہٹ،، میرے سامنے یہ نخرے مت کر،، جب وہ تیری ہری بلا تیرا حشر بگاڑے گا تو اسے دیکھا ئیو یہ نخرے،، منی نے چٹخارہ لے کر کہا اور یہ وہی لمحہ تھا جب وہ بلیک ٹو پیس میں نک سک سا تیار اندر داخل ہوا تھا نا صرف منی کی بات سن لی تھی بلکہ سامنے کھڑی اپنی مومی گڑیا کا توبہ شکن حسن بھی ملاحظہ کیا،، وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بری طرح پھنسا تھا مگر بہت جلد ہی اس کے گڑبڑا کر دوپٹہ اٹھانے پر اپنی کیفیت پر قابو پاتا اس پر سے نگاہیں پھیرتا ڈریسنگ روم میں گم ہوا تھا۔
رواحہ نے لال بھبھو کا چہرہ لیے منی کو گھورا تو وہ دانت نکالنے لگی۔۔

وہ جو کچھ بھی لینے آیا تھا اندر بھول چکا تھا کہ کیا کرنے آیا ہے تبھی اپنی کنپٹیاں سہلائیں تھیں۔ اور واپسی کے لئے قدم موڑے ان کے قریب سے گزرتے اب کی بار اس نے اپنی بے ایمان ہوتی نگاہوں کو

ہر گز دیدار کا جام پی کر بھکنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔ تبھی اس کی جانب دیکھے بغیر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

اور اس کے اندر جو ایک بیوی تھی جو چاہتی تھی کہ اس کا یہ سجا سنورا روپ شوہر کی نگاہ ناز سے معتبر ہو اس کی حسرت حسرت رہی تبھی دو آنسو ٹوٹ کر گریبان میں جزب ہوئے تھے۔ جنھیں اس نے منی سے بمشکل چھپایا تھا۔۔

سب باہر اکٹھا ہو رہے تھے۔ آروشے تیار ہو کر کسی سے چھپتی پھر رہی تھی۔ اندر روم میں وہ واش روم میں نہا رہا تھا اس نے کہا تھا کہ تیار ہو کر مجھے دکھائے بغیر باہر مت نکلنا۔۔ مگر وہ اس ایک ہفتے میں اسے اس قدر پریشان کر چکا تھا کہ اس نے تیار ہو کر روم سے کھسکنے میں ہی عافیت سمجھی۔۔

مفرا کی الگ جان عذاب میں پھنسی تھی۔ ایک ہفتہ ہو چکا تھا اسے واپس لوٹے۔ وہ منہ سے کچھ نہیں بولتا تھا مگر وہ نگاہیں اور ان کے سوال توبہ،، تبھی وہ تیار ہو کر کچن میں چلی آئی تھی۔۔

فجر تیار ہو کر بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ طبیعت خراب سی تھی پاؤں پر سویلنگ ہو رہی تھی۔۔ ماہ بیر فریش ہو کر باہر آیا تو اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ چلیں جان،،

جی،، وہ نقاہت بھری آواز میں بولی اور اس کے ساتھ ہولی۔۔

شفا اپنے کمرے میں سیڈ سی تھی کیونکہ اس کے پاپا نہیں تھے ہاں مگر انھوں نے نکاح کی خبر اس سیف تک ضرور پہنچا دی تھی اور یہ بھی بول دیا تھا کہ اب ان کا شفا سے کوئی تعلق نہیں۔

شفا کی فون پر خفیہ طریقے سے بات ہوئی تھی اپنے پاپا سے۔۔

رواحہ اور پنکی اسے باہر لے کر آئے۔۔ آریان کی نگاہ ٹھہر سی گئی تھی اس پر،، اس قدر حسین لگ رہی تھی وہ کہ بے اختیار اس چھوٹے مگر خطرناک جلاد کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔

اسے لا کر صوفے پر آریان کے پہلو میں بٹھایا گیا۔ نکاح کی شروعات ہوئی اور جلد ہی ایجاب و قبول کا مرحلہ طے پا گیا۔ اور شفا کامران حسن شفا آریان پاشا ابراہیم بن گئی۔۔

وہ اب پاس بیٹھے شخص کی وقتاً فوقتاً خود پر پڑتی گہری نگاہوں سے فطری جھجھک محسوس کر رہی تھی۔۔

نکاح کے وقت ریشماں بھی باہر موجود تھیں جواب اپنے کمرے میں جا چکی تھیں تبھی ایک طوفان بدتمیزی برپا ہوا تھا لاؤنج میں۔۔

سب نے کافی انجوائے کیا۔۔ منی نے ڈانس کرتے ہوئے بیچ میں دلہا دلہن کو بھی گھسیٹ لیا تو کافی ہوٹنگ ہوئی۔

ماہر ایک طرف بظاہر لاپرواہ سا کھڑا تھا اسے پتہ تھا وہ بار بار اس کی جانب دیکھ رہی ہے۔ اسی لیے خود اس کی جانب دیکھنے سے گریز ہی کر رہا تھا۔

فجر کی طبیعت کی وجہ سے ماہ بیر اسے روم میں چھوڑ آیا تھا بلکہ اسے کھانا اور میڈیسن دے کر آرام کرنے کا بول کر آیا تھا آج اس کا آریان کی ویسی درگت بنانے کا فل پروف پروگرام تھا جیسا ماہر کے نکاح پر انھوں اس کا بنانا چاہا تھا مگر اس کی زد میں فجر آ گئی تھی۔۔

وہ باہر آیا۔۔ شفا کو اس کے روم میں لے جایا جا چکا تھا۔ تبھی وہ پلان کے مطابق آریان کے پاس آیا تھا۔

یار برو،، ایک ملاقات ہی ارینج کروا دیں،، زیادہ کچھ نہیں بس ایک گفٹ دینا ہے اسے،، وہ آنکھ ونک کر کے بولا۔ نہیں جانتا تھا اپنی شامت کو خود ہی دعوت دے رہا ہے۔

اوکے تم یہ سوفٹ ڈرنک پیو اور چل کرو میں ارینج کر کے آتا ہوں، وہ گہری مسکان لیے بولا۔

آریان نے سوفٹ ڈرنک جس میں وہی ٹیبلٹ تھی اپنے لبوں سے لگائی اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔ ادھر ماہ بیر نے شفا کے پاس عاشی کو بھیجا تھا جوس دے کر جو وہ اسے پلا آئی تھی۔۔ اب ان کی اوٹ پٹانگ حرکتیں ریکارڈ ہونی تھیں اور بعد میں آریان کی واٹ لگانی تھی اس نے۔۔

جاؤ آریان وہ روم میں تمہارا ویٹ کر رہی ہے،،، وہ کہتا شیطانی سی ہنسی ہنستا اپنے روم میں چلا آیا۔ آریان اس کے روم کی جانب گیا۔۔ مگر راستے میں ہی دماغ گھوم چکا تھا۔ لڑکھڑاتا اس کے روم میں داخل ہوا جہاں وہ تالیاں مار مار کر ہنسنے میں مصروف تھی۔۔ وہ آگے بڑھا۔۔

اسے یہ تو یاد تھا کہ وہ اسے گفٹ دینے آیا ہے سو شیروانی کی سائیڈ پاکٹ میں سے وہ ڈبیہ نکالی تو وہ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

وہ اس کے قریب آیا۔۔ وہ اٹھ کر اس کے روبرو کھڑی ہوئی اور زبردستی آنکھیں کھول کر غور سے اسے دیکھے گئی۔۔

ٹوم کہیں کے،،،، قسم سے وائٹ چلغوزے بڑے فنی لگ رہے ہو،، ہاہاہاہاہاہاوہ نشے میں جھولتی اس کے بازو سے لٹک کر جیسے جھولا جھول رہی تھی۔ وہ خود کب ہوش میں تھا۔

(آج ماہ بیر نے اپنا پورا کا پورا بدلہ نکالا تھا دا گریٹ آریان پاشا ابراہیم سے)

ہاہاہا،، فاقے زدہ چھپکلی،، تم ہو تو کیوٹ،، مگر پوری آفت ہو،، ان جھیل ایبل،،، آریان نے اپنا بازو ہلاتے کہا۔

اے،، وہ چلائی،، فاقے زدہ چھپکلی مم،، مت بولا کرو یار،، کچھ تو عزت دو،،

تو اور کک،، کیا بولوں؟

وہ گولڈن شیروانی میں کمرے کے بیچوں بیچ بیٹھ کر گولڈن میکسی میں اس آفت کو اپنے پاس بٹھاتا یوں بولا جیسے اس سے زیادہ ضروری کام آج ہو ہی نہیں سکتا۔

اونلی چھپکلی بول لیا کرو،، یار،،، فاقے زدہ نہیں،، وہ پھر چلائی۔۔

اور تم بھی مجھے واٹ چلغوزہ مت بولا کرو،، آفت،،

تو کیا بولا کروں؟ وہ جھولتی پوچھ بیٹھی۔

ارے چلغوزہ وائٹ تھوڑی ہوتا ہے،، براؤن بولا کرو براؤن،،

آریان نے اسے پتے کی بات بتائی۔

ہم یہاں نیچے کیوں بیٹھے ہیں براؤن چلغوزے؟ شفا نے پوچھا تو آریان نے زمین پر کچھ ٹٹولا،،

وہ ہوتی ہے ناں منہ دکھائی،، وہ گفٹ ابھی نیچے گرا، اچھا ہوا گر گیا، اس چھپکلی جیسے منہ میں نیا کیا ہے،، ہاہاہا،،، وہ ہنسے گیا۔۔

شفا نے اپنی سینڈل نکال کر اس کے گھٹنے پر بجائی۔۔

آؤچ،،، ارے یہ کیا کر رہی ہو آفت،، اس نے جھولتے ہوئے گھٹنا سہلایا،،

نیا تو اس چلغوزے میں بھی کچھ نہیں،،،،،، ہے وہ ہی فولاد کی اولاد،، چیک کر رہی تھی،،، ہی ہی ہی،،، وہ بھی جھولتی ہنسی سے دوہری ہونے لگی۔۔ ارے وہ دیکھو میرا گفٹ،، شفا نے ایک جانب اشارہ کیا۔

تو دونوں اس مخملی ڈبیہ پر جھپٹے،، سب سے پہلے وہ بدنصیب شفا کے ہاتھ لگی تھی۔۔

ہیییے مجھے دو میں دوں گا تمھیں،، آریان نے برا منایا۔۔

اوکے اوکے،، ڈانٹو تو مت،، شفا نے بھی شرافت کا مظاہر کرتے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا اور اس کے ہاتھ سے وہ ڈبیہ لیتے لیتے ہی اسے پانچ دس منٹ ہو گئے۔

پھر فائنلی آریان نے ڈبیہ میں سے رنگ نکالی اور شفا کو بمشکل ہی مگر پہنا دی۔۔

دونوں نے کلیپنگ کی شفا ہنسے گئ۔۔

ہیے یو نو واٹ گفٹ دینے کے بعد دلہا کیا کرتا ہے؟ آریان نے پوچھا۔

کیا کرتا ہے؟ دلہن تو شرماتی ہے،، ایسے،، اس نے دوپٹے کا کونا دانتوں تلے دبایا اور دوہری ہو کر شرمانے کی ایکٹنگ کی۔۔

اور دلہا کس کرتا ہے اور وہ میں بھی کروں گا،، آریان اس کے قریب کھسک آیا۔۔

پر دلہن کو تو شرم آرہی ہے ناں،، وہ پھر آدھا چہرہ دوپٹے میں چھپا کر دوہری ہوئی۔۔

تو بعد میں شرما لینا ناں،،، آریان نے اس کا بازو تھام کر اسے فرش پر سے اٹھایا۔

اب وہ دونوں بیڈ پر بیٹھے تھے۔۔ اب میں کس کروں گا تم بعد میں شرمانا اوکے،، آریان اس کے مزید قریب ہوا۔۔

اوکے،، شفا بھی اس کے قریب ہوئی۔۔

آریان اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا جب وہ ہوش وخرد سے بیگانہ ہو کر بیڈ پر لڑھک گئی۔۔

اففف بولا بھی تھا بعد میں شرمانا،، آریان نے کندھے اچکائے اور وہیں پیچھے کو لڑھک کر وہ بھی ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔

💣💣Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode42.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

کبھی یاد آؤں تو پوچھنا
ذرا اپنی فرصتِ شام سے

کِسے عِشق تھا تیری ذات سے
کِسے پیار تھا تیرے نام سے

ذرا یاد کر کہ وہ کون تھا
جو کبھی تجھے بھی عزیز تھا

وہ جو جی اُٹھا تیرے نام سے

وہ جو مر مٹا تیرے نام پے

ہمیں بے رُخی کا نہیں گلہ

کہ یہی وفاؤں کا ہے صلہ

مگر ایسا جرم تھا کونسا ؟

گئے ہم دعا وُ سلام سے

*کبھی یاد آؤں تو پوچھنا

*ذرا اپنی فرصتِ شام سے

رواحہ بہت دیر سے اپنے روم میں بیڈ پر حسبِ عادت گھٹنے فولڈ کیے ان کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی اس ستمگر کا انتظار کر رہی تھی۔ ریشمی دوپٹہ جو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا اب گلے میں جھول رہا تھا۔۔ اب بس ہو چکی تھی رات کا ایک بج گیا تھا اور آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔۔ جرم تو دونوں کا برابر کا تھا پھر وہ کیوں اتنا بے مہر ہو گیا تھا کہ اس کی جانب دیکھنا تک گوارا نہیں کر رہا تھا۔
بیٹھے بیٹھے کمر تختہ بن چکی تھی مگر وہ تو اس سے منہ موڑے جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔

وہ ابھی رونے کے شغل کی شروعات کرتی جب ڈور پر مخصوص آہٹ سنائی دی۔۔ دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا۔۔

اور وہ جو جان بوجھ کر باہر وقت ضائع کر رہا تھا کہ وہ اسے نظر نا آئے اور وہ جو اس کو اگنور کرنے کی تگ و دو میں اپنی جان ہلکان کر رہا تھا تاکہ اسے دیکھ جان مشکل میں ناں پھنس جائے تبھی لیٹ اندر آیا تھا ۔۔ مگر اسے سامنے اپنا انتظار کرتے پایا تو چونک گیا۔ اور دل میں بری طرح جھٹپٹایا۔۔ کس عذاب میں جان جھونک دی تھی۔۔ اس مومی وجود کو اگنور کر نہیں پا رہا تھا اور اس پر مہربان ہو نہیں سکتا تھا۔

رواحہ اسے دیکھ سیدھی ہوئی۔۔ مگر وہ زمین پر جانے کیا تلاش کرتا ڈریسنگ میں غائب ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد ڈریسنگ سے اپنا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ لیے واش روم گھس گیا۔۔ رواحہ اس کی سرد مہری محسوس کرتی بری طرح اپنے لب کچلتی اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ادھر آدھا گھنٹہ وہ شاور کے نیچے کھڑا اس مشکل میں پھنسا رہا کہ باہر نکل کر کیسے زیادہ دیر اس سے نگاہیں چرا پائے گا،، ناممکن ہی لگ رہا تھا تبھی آج یہاں سے دربدر ہونے کا فیصلہ کیا۔۔ یعنی یہاں سے اپارٹمنٹ یا ابراہیم ہاؤس چلے جانا تھا۔۔
وہ واش روم سے گیلے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ایک سرد سی سانس کھینچ کر باہر آیا۔ باہر ٹیبل سے کیز موبائل والٹ اٹھائے اور رخ باہر کی جانب موڑا۔

وہ جو بیٹھی اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔ اس کے پھر باہر جانے پر بھڑک کر بیڈ سے اتری تھی۔

کدھر جا رہے ہیں آپ،،؟ سوال پر ماہر ٹھٹھک کر رکھا مگر مڑا نہیں۔

ضروری کام ہے،، بول کر پھر جانا چاہا جب وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کے سامنے آئی اور ڈور اوپن کرنے کے لئے اٹھنے والا ماہر کا ہاتھ ہوا میں معلق ہی رہ گیا۔۔

وہ بھیگی پلکیں سرخ چہرہ اور کپکپاتے لب لیے اس کے سامنے تھی۔

روح ہٹو سامنے سے،، وہ سنجیدگی سے کہتا بمشکل ہی اس کے وجود سے نگاہیں چرا پا پایا۔۔

رواحہ نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

تب ماہر سوہم خان نے جھٹکے سے اسے بازوؤں سے تھام کر دروازے سے لگایا تھا۔۔

آزمانا چاہتی ہو؟ اب کی ماہر کی اٹھنے والی نگاہ بہت گہری تھی۔

رواحہ نے پھر نفی میں سر ہلایا "اس وقت آزما لیا تھا آپ کو جب دارالامان سے واپس آئی تھی،، رواحہ نے سکون سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہا اور اسے بے سکون کیا۔

"تو پھر چاہتی کیا ہو روح،، ماہر نے بے بسی سے پوچھا۔

"آپ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے بس،، رواحہ نے جھنجھلا کر کہا۔۔ اب وہ اپنے منہ سے بولتی کہ وہ کہنا چاہتی ہے کہ آپ کی یہ بے رخی میری جان لے لے گی۔۔

ماہر نے بھی جھپٹا کر اب دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر کو اپنی آہنی گرفت میں لیا تھا۔۔

"کیوں؟ کیوں نہیں جاؤں؟ انسان ہوں،، فرشتہ نہیں،، بہک گیا تو تمھیں ہی شکایت ہوگی کہ،،،

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے رواحہ نے اس کے لبوں پر اپنا گداز ہاتھ رکھا تھا۔ رواحہ نے اس کے پیروں پر اپنے پیر رکھے اور زرا سا اونچا ہوئی۔۔ ماہر نے بھی جو اسے کمر سے تھاما ہوا تھا کمر کو سہارا دے کر اونچا کیا تا کہ وہ جو کرنا چاہتی ہے با آسانی کر گزرے۔

رواحہ نے اپنے کپکاتے لب اس کے ماتھے پر رکھے تھے۔ ماہر نے سکون سے آنکھیں بند کر کے وہ پھولوں جیسا لمس اپنی روح تک میں اترتا محسوس کیا۔

"آئم سوری،، وہ سسک پڑی اور اس کی گردن میں منہ دیا۔ اب برداشت کی ہر حد پار ہو چکی تھی تبھی اس نے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔۔ وہ اسے لیے بیڈ تک آیا۔۔

اسے بیڈ پر لٹا کر اس کے قریب نیم دراز ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی تھی۔۔ اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔ کمر کے گرد بازو حمائل کیا۔۔

روح میری جان میری دھڑکن میں غور سے سنو،، جانتا ہوں تم مجھ سے ناراض ہو پر میں نے اس وقت جو کہا وہ سب بکواس تھا،، میں نے بکواس تھی بھونک رہا تھا میں،، میں نے صرف ایش کی وجہ سے یہ بولا تھا،، میں تمھیں چھوڑ دوں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں مر جاؤں گا تمھیں چھوڑ کر،، روح تم

میری زندگی میری آتی جاتی سانس ہو کوئی اپنی سانسیں کیسے چھوڑ سکتا ہے ،، میں نے آتی جاتی سانس سے تم سے محبت کی ہے تمھیں چاہا ہے میں آج قسم ۔ کھا کہ اور اس دنیا میں موجود ہر شے کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں ماہر سوہم خان تم سے عشق کرتا ہوں تم میری زندگی ہو ،، میرا عشق میری دھڑکن ہو آئی لو یو سو مچ روح تم سے میں ہوں ،، تم نے میری زندگی حسین کر دی ،، اس دل کو دھڑکایا میرے سینے ،،، وہ اعتراف محبت کرتا دیوانہ وار اسے چوم رہا تھا ۔۔

رواحہ نے بھی اپنے اندر تک سکون و سرشاری اترتی محسوس کی ۔۔

وہ خاموش ہوا اور اس کے بالوں میں منہ دیا تو رواحہ کو اچھا نہیں لگا تبھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا تھا ۔۔

"بہت برے ہیں آپ ،، آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں آج کہ میں کیسی لگ رہی تھی ۔۔ رواحہ نے بر اسا منہ بناتے اس کے سینے پر مکے برسائے ۔۔

تب وہ گہرا مسکرایا اور زرا سا اوپر ہو کر اپنی ٹی شرٹ اتاری ۔ "اب بتاؤں گا نا میری جان ،، کہ کہاں کہاں سے اور کتنی خوبصورت لگ رہی ہو ،، اپنے ہر عمل سے ،، اس کی معنی خیز لہجے نے رواحہ کو اپنے آپ میں سمٹنے پر مجبور کیا تھا ۔۔

مگر آج وہ خود اس ہر ی بلا سے الجھی تھی تو اس کے جارحانہ تیور بھی اب اسے سہنے تھے ۔ ماہر نے اس کا چہرہ اپنے سینے سے ہٹا کر اپنے سامنے کیا تھا اور اس کی سانسوں کو اپنی گرفت میں لیا ۔۔

اس کے عمل بہت شدت تھی۔۔ رواحہ کی جان تو تب ہوا ہوئی جب کندھے سے فراک کھسکتی محسوس ہوئی،، اور واقعی وہ اپنے ہر عمل سے،، ہر شدت سے اسے اچھی طرح بتا رہا تھا کہ وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی یا وہ اس سے کتنی شدت سے محبت کرتا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ رات مفرا کے لیے بہت پر اسرار پہلیاں اور بہت بڑا سرپرائز لے کر آئی تھی۔۔ جب وہ روم میں داخل ہوئی تو دو چھوٹے سے سفری بیگ بیڈ پر پیک پڑے تھے وہ حیران ہوئی اور اس سے پہلے ڈریسنگ کی جانب بڑھتی جبران روم میں داخل ہوا تھا۔

مفرا ادھر نہیں ادھر آؤ ہمیں نکلنا ہے،، وہ مصروف سا بولا۔ اور الماری سے نکال کر بلیک ٹو پیس کے اوپر اپنا کوٹ پہننے لگا۔

کدھر،، اسے حیرت ہوئی،،

مفرا سوال بہت پوچھتی ہو یار،، رستے میں بتا دوں گا اب چلو،،

جبران اس کی جانب بڑھا،، اور اسے صوفے سے اٹھا کر جو وہاں تیار کر کہ رکھیں گئیں تھیں، ایک لونگ سوئیٹر پہنا کر اس کے اوپر گرم شال دی،، وہ الجھی مگر جبران اس کا ہاتھ تھامے دونوں بیگ اٹھائے وہاں نکلتا چلا گیا،، رات کے ایک بج چکے تھے اور وہ بہت الجھی ہوئی تھی۔۔

جبران اسے لئے باہر آیا اور لا کر اس اپنی پراڈو میں بٹھایا۔ اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رات کا یہ سفر بے حد پراسرار سا تھا۔

گاڑی میں ہلکا سا میوزک اپنے سر بکھیر رہا تھا جبکہ ہر طرف گھرا اندھیرا تھا۔

گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں آپ نے بتانا ہے یا نہیں؟" مفرا نے جھنجھلا کر پوچھا۔۔

"پنجاب جا رہے ہیں،، شہر کا نام بتایا تو تمھیں سمجھ نہیں آئے گا ابھی،، ادھر جا کر ہی پتا چلا گا،،

کس لیے،، ایک اور سوال۔۔

"سیمینار ہے،، فیوچر میں تمھیں بھی اٹینڈ کرنے پڑیں گے،، تو ابھی سہی،،

"آپ نے مجھے یہ گرم کپڑے کیوں پہنائے،، اتنی سردی تو نہیں ہے،، مفرا نے پھر شوشا چھوڑا۔

"جہاں ایک دو گھنٹے میں پہنچنے والے ہیں وہاں بہت شدید ٹھنڈ ہو گی،، جبران نے اطمینان سے کہا مفرا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"آپ نے ابھی کہا ہم پنجاب جا رہے ہیں،، تو دو تین گھنٹے میں جہاں جانا ہے پہنچ جائیں گے،، اس گاڑی میں،،؟

جبران اس کے سوالوں پر زچ ہونے کی بجائے مسکرائے گیا۔۔ تبھی گاڑی ایک جگہ جا کر جھٹکے سے رکی تھی۔۔ وہ نیچے اترے مگر سامنے ہی ہیلی دیکھ کر مفرا کی چہرے پر ہوائیاں اڑیں تھیں۔

جبران کا رخ ہیلی کی جانب تھا۔ مفرا ٹھٹھک کر رکی۔ جبران نے جو اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اسے بھی رکنا پڑا۔

"اب کیا ہوا؟ جبران نے پوچھا۔۔

"مم، ہمجھے نہیں جانا اس میں، ہمجھے ڈر لگتا ہے،، مفرا نے کہا تو جبران نے دانتوں تلے لب دبایا۔

ابھی تو میری جان پتہ نہیں کون کون سا سرپرائز منتظر ہے تمہارا اس گہری رات میں،، ابھی سے ڈر گئیں،، اب چلو،، جبران نے اس کا ہاتھ کھینچا۔

"نو،،، دیکھیں، ہمجھے نہیں جانا،، آپ جائیں،، مفرا مچلی۔

"مفرا کچھ نہیں ہوگا چلو،، میں ساتھ ہوں ناں،، اب واقعی وہ اسے زچ کر رہی تھی۔۔

جبران،، مم، ہمجھے اونچائی سے ڈر لگتا ہے،، یو نو واٹ، ہمجھے فوبیا ہے،، وہ سہم گئی

آں ہاں،، تو اس دن جب سوسائیڈ کرنے والی تھی اس دن کیوں سوان بن رہیں تھیں؟ اس دن نیچے گرنے کی بجائے اڑ جانا تھا کیا تم نے؟ جبران نے آئبرو اچکا کر پوچھا۔۔

اس دن تو مجبوری تھی ناں،، وہ منمنائی۔۔

سمجھو آج بھی مجبوری ہے،، جبران نے اس کے ہاتھ پر گرفت سخت کی اور اسے لئے ہیلی کی جانب بڑھا۔

جبران میرے پیارے شوہر نہیں ،، پلیز پلیز پلیز، مجھے نہیں جانا اس میں ،، جبران کا قہقہہ ضبط کرنے کے چکر میں چہرہ سرخ ہو گیا۔

ہاں وہ تو ہوں ،، بلکہ بہت پیارا ہوں ،، اس بات پر قائم رہنا پھر ،، اوکے ،،

کس بات پر ،، مفرا چونکی

پیارا شوہر ہونے پر ،، جبران نے اسے الجھایا اور باتوں باتوں میں لیے ہیلی تک پہنچ گیا۔

ہاں تو میں کب مکری اپنی بات سے اس نے منہ بنایا۔

اوکے پھر وہ ایک جھٹکے سے اسے لیے ہیلی میں بیٹھ چکا تھا۔

"آپ چیٹنگ کر رہے ہیں ،، وہ چلائی۔

"ہرگز نہیں ،، وہ کیا ہوتی ہے مجھے تو نہیں معلوم ،، اس نے معصومیت کا ریکارڈ قائم کیا۔

"جبران مجھے ڈر لگ رہا ہے ،، وہ اس کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی۔

"ابھی تو کئی امتحاں اور بھی ہیں ،،

وہ پراسرار سا مسکرایا۔ جب ہیلی سٹارٹ ہونے لگا تو مفرا نے اس کے بازو میں منہ دے لیا۔

یہ سفر یقیناً مفرا کے لئے یادگار ترین ہونے والا تھا۔۔ جبران نے سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

اس نے سمینار کا جھوٹ بولا تھا۔ وہ ایک خاص مقصد خاص کام سے پنجاب جا رہا تھا۔ وہ کیا تھا یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣 #Don't copy paste without my permission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode43.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

رات کی گہرائیوں میں ہیلی کی دلدوز آواز چاروں اطراف پھیل رہی تھی۔۔ قریباً دو گھنٹے بعد ہیلی پنجاب کے شہر چکوال کی حدود میں ڈھوک ٹالیاں ڈیم پر اترا تھا۔۔ وہ دونوں نیچے اترے تو حد نگاہ پہاڑ اور ہریالی دیکھ کر مفرا کی آنکھیں پھیل گئیں کہ آخر انھیں جانا کہاں ہے۔ بیگ اٹھا کر جبران اس کا ہاتھ تھامے سڑک کی جانب آیا۔ اس قدر یخ بستہ اور نمی سے بھرپور ٹھنڈی ٹھار ہوائیں جیسے پسلیوں کے اندر تک گھس رہی تھیں۔ مفرا کو شدید ٹھنڈ محسوس ہوئی۔۔

ہوائیں اب اسے ایسے گھرے اندھیرے اور ویران پہاڑی اور جنگل نما جگہ سے خوف آنے لگا تھا۔ تبھی سڑک پر کھڑی گاڑی دیکھ کر سانس میں سانس آئی۔۔

وہ گاڑی میں سوار ہوئے۔۔

سو گیا یہ جہاں
سو گیا آسماں
سو گئیں ہیں ساری منزلیں، ہیں سارے منزلیں
سو گیا رستہ

مفرا نے اس کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا تبھی ایک عجیب نظارہ دیکھنے کو ملا تھا۔ پہاڑوں کی بلند بانگ چوٹیوں پر دیواریں سی دکھائی دے رہی تھی جن پر برقی قمقموں سے سجاوٹ کی گئی تھی وہ روشن ہو کر اپنے ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ ان دیواروں پر پھولوں کی بیلیں باہر لٹکی ہوئیں تھیں۔۔

"جبران یہ کیا؟ وہ دیکھ کر زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکی۔۔
"یہ کسی شہنشاہ بندے کی ذاتی پراپرٹی ہے جو خود تو لاہور میں رہتا ہے مگر اپنے بچوں کے ساتھ یہاں اکثر رہنے آتا ہے۔۔

"یہ ہے کیا بس تین چار پہاڑوں کی چوٹیوں پر دیواریں نظر آ رہی ہیں؟ مفرا کو اکثر چوٹیوں پر بنی اس عمارت پر (قلعہ کی طرز پر بنے) مینار بھی نظر آ رہے تھے۔

"یہ بہت بڑا فارم ہاؤس ہے،،

"مجھے اندر سے دیکھنا ہے جبران،،، وہ مچلی۔۔

"اندر جانے کی پرمیشن کسی کو نہیں،، جلادوں کو بھی نہیں،، وہ گہرا مسکرایا مگر اینڈ والی بات اس نے سنی ہی نہیں وہ تو باہر کے پراسرار راستوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ جب ایک حد نگاہ کھائی نظر آئی۔۔ کھائی کے بیچوں بیچ ایک اور انتہائی خوبصورت عمارت.جس کے طویل و عریض صحن میں مختلف جانور مطلب گھوڑے اور ہرن دکھائی دے رہے تھے۔۔

جبران وہ دیکھیں،، وہ اکسائیٹڈ ہوئی۔ تبھی ایک موڑ مڑا۔ وہ جو کراچی سے کبھی باہر نہیں نکلی تھی۔ اب قدرت کے ان حیرت انگیز نظاروں میں کھوئی ہوئی تھی۔
ایک تو پہاڑ اوپر سے پہاڑوں پر بنی وہ خوبصورت ترین چھوٹے بڑے گھر وہ حیرت سے دیکھے گئی۔
پون گھنٹے کی مسافت کے بعد گاڑی جہاں رکی تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا شہر چواسیدن شاہ تھا۔

گاڑی سے نیچے اترے تو مفرا اپنے چاروں جانب دیکھ کر حیرت میں ڈوبی۔۔ کیونکہ وہ سڑک کے بیچ و بیچ چوراہے پر کھڑی تھی اور اس کے چاروں جانب پہاڑ تھے۔ اور تمام رہائشیں اور گھر پہاڑوں پر

بنے ہوئے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا ایک گھر کی چھت پر دوسرا گھر ہے۔ گلیاں تو نیچے سے دکھائی ہی نہیں دے رہی تھیں۔ قدرت کے حسین شاہکاروں پر انسانوں کی اس عجیب و غریب تخلیق پر وہ بار بار حیرت میں ڈوب رہی تھی۔

جبران قریب کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔۔ جب فون رکھ کر اس کی جانب مڑا۔

"جبران ہمیں کہاں جانا ہے،، وہ کھوئی کھوئی سی بولی۔۔

"ادھر آؤ،، جبران نے اس کا ہاتھ تھاما۔ اور اسے دوسری جانب گھمایا۔۔ ایک جانب بہت اونچائی پر اشارہ کیا۔۔ "وہ بہت بڑی ریڈ لائٹ دیکھ رہی ہو"۔۔

مفرا نے سر ہلایا۔ مگر وہ نظارہ پہنچ سے کافی دور جیسے آسمان پر دکھائی دے رہا تھا۔

"ہاں دکھ رہی ہے،، مفرا نے اچنبھے سے کہا۔

"وہیں جانا ہے" جبران نے اطمینان سے کہا تو مفرا کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔

"کیسے،، مفرا نے جیسے مزاق اڑایا جیسے کہنا چاہتی ہو اڑ کے؟

تبھی وہاں ایک شخص وہاں ہیوی بائیک لے کر آیا تھا۔ بائیک سے اتر کر اس نے جبران سے مصافحہ کیا اور ایک جانب اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"چلیں بیگم،، وہ ہیوی بائیک پر سوار ہوتا مسکرا کر بولا۔

ہم اتنی اونچائی پر جائیں گے اس پر،، مفرا خوف سے سفید پڑی۔

"بلکل،، وہ سر دھن کر بولا جیسے اس کی بات پتہ نہیں کتنی انجوائے کی تھی۔

مفرا ڈرتے ڈرتے پیچھے بیٹھ گئی۔۔ وہ زرا فاصلہ قائم کر کے بیٹھی تو جبران نے دانتوں تلے لب دبایا کیونکہ تھوڑی دیر بعد وہ خود ہی اس کے گلے پڑے گی (وہ جانتا تھا) اس نے بائیک سٹارٹ کی۔
ہوا بھی یہی کچھ دیر بعد جب بائیک اونچائی پر چڑھنا شروع ہوئی وہ بے تحاشا گھبراتی اس کے پیٹ پر کس کے ہاتھ باندھے اس کے ساتھ بری طرح لپٹ چکی تھی۔۔
منزل بہت قریب تھی ٹھنڈی یخ ہوا نے دانت آپس میں بجا ڈالے۔ سڑک کے آس پاس لوکاٹ کے گھنے باغات تھے۔۔ جب بائیک چوا سے کٹاس راج جاتی سڑک کی اونچائی پر چڑھنے لگی تو بائیک ڈھلوانی سطح پر بلکل ٹیڑھی ہو گئی۔۔

جبران،، وہ حواس باختہ ہوئی،، مم،، گگ،، گر جاؤں گی،، وہ منمنائی اور اس کی کمر میں منہ دیا۔
ڈونٹ وری جان،، تمھیں گرانے نہیں لایا ادھر،، بہت سے حساب نکلتے ہیں تمھاری طرف وہ بے باک کرنے ہیں، وہ معنی خیزی سے بولا مگر یہاں غور کون کر رہا تھا۔ وہ تو باغات کو گھنے جنگل سمجھتی خوف سے لال پیلی ہو رہی تھی۔

منزل پر پہنچ کر بائیک جھٹکے سے رکی تھی۔۔ اس قدر اونچائی تھی کہ پہاڑ اور ان کی آبادی اب اپنے قدموں میں دکھائی دے رہی تھی۔ گھرے اندھیرے میں پہاڑوں کے آسمان چھوتے ہیولے اور ان پر آبادی میں جلتی لائٹس،، عجیب ہی نظارہ تھا۔ وہ پھر مبہوت سی کھوئی ہوئی تھی۔ جب جس کا ٹیچ کے

باہر کھڑے تھے اس کا دروازہ کھلا تو جبران نے اس کو متوجہ کیا۔ جبران نے بہت ہی احترام سے باہر نکلنے والی بزرگ ہستی کو جھک کر سلام کیا تھا۔

"کیسے ہیں آپ میجر عاصم،،، جبران نے پوچھا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں،، سب executioners کیسے ہیں،، بہت یاد آتی ہے سب کی،،۔۔ وہ اندر آتے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔ جب کہ مفرا اس چھوٹے سے محل نما کاٹیج کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے اندر لکڑی کا کام اس قدر خوبصورتی سے کیا گیا تھا کہ ایسا لگتا تھا کہ وہ کسی اور ہی دنیا میں چلی آئی ہے۔

میجر عاصم اور ان کی بیگم ان کے استقبال اور مہمان نوازی کے لئے جاگ رہے تھے۔

وہ فریش ہو کر آئے تھے تو انھوں نے کھانا لگایا۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔۔

مفرا کو بہت اچھا لگ رہا تھا یہ سب اتنا خوابناک اور تخیلاتی تھا کہ ایسا لگتا تھا وہ خواب میں ہے۔

وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے پھر مفرا کا بند ہوتی آنکھیں دیکھ مسز عاصم کو ہی اس پر رحم آیا۔ تب وہ اسے لیے ان کے روم کی جانب چلی گئیں تھیں۔

تب جبران نے اپنے بیگ میں سے فائل نکال کر میجر عاصم کو تھمائی "یہ وہ ہی فائل ہے سر آپ پوری طرح سٹڈی کر لیں اگلے ہفتے ہمیں نکلنا ہے اور آپ کو گواہی کے لئے پیش ہونا ہے،، آپ کی

سکیورٹی بہت اہم ہے ہمارے لئے،، اسی لئے بڑے پاپا نے مجھے بھیجا ہے آپ کو باحفاظت لانے کے لئے تاکہ میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہ سکوں،،

میں بھی کئی سالوں سے اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں ڈاکٹر،، اب وہ وقت آگیا ہے تو بلکل پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

وہ کافی دیر باتیں کرتے رہے۔

اب آ ہی گئے ہو میاں تو بیگم کو یہ سارا علاقہ دکھا دینا،، بہت خوبصورت ہے،، دیکھنے کے قابل،، صبح کو سکی جھیل لے جانا،، وہاں کے آس پاس کے باغات اپنے ہی ہیں،، میجر صاصم اسے تفصیل بتاتے رہے اور وہ سنتا رہا۔

کافی دیر بعد وہ کمرے میں آیا تھا تو وہ بیڈ پر کمفرٹر میں دبکی گہری نیند میں تھی وہ مسکرایا۔ اور چینج کر کے اس کے پاس نیم دراز ہو کر آنکھیں موند لیں۔

صبح وائٹ پیلس کا عجیب ہی نظارہ تھا۔ ۔ سب لاؤنج میں تھیں اور تمام کے تمام مرد حضرات پھر غائب تھے۔ فجر کی آنکھ کھلی تو وہ پہلو سے غائب تھا وہ بری طرح جھنجھلائی۔

ادھر رواحہ بھی اٹھی تو سب سے پہلے تو اپنی حالت دیکھ کر بری طرح گڑبڑائی۔۔ ادھر ادھر دیکھا تو صد شکر وہ کمرے میں تھا ہی نہیں۔۔ بکھرے لباس کو درست کرتی وہ فریش ہو کر باہر آئی اور روحا مما سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے تو انھوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔۔

سب سے اینڈ میں شفا کی آنکھ کھلی تھی۔۔ سر بہت بھاری تھا۔ رات جو تماشے انھوں نے لگائے تھے وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ سب خواب تھا۔ "ارے خواب میں رنگ پہنا کر گیا کھڑوس چلغوزہ،،
وہ بے وجہ مسکرائی،، مگر دانتوں تلے لب دبایا کہ اب تو سر تاج بن چکا تھا اب اسے کچھ تمیز کا مظاہرہ کرنا تھا جو کہ ناممکن ہی لگ رہا تھا۔۔
وہ اٹھ بیٹھی۔ مگر جیسے ہی اپنے ہاتھ پر نظر پڑی تو چونک گئی بلکہ ششدر رہ گئی۔۔ اس کے ہاتھ میں رنگ جگمگا رہی تھی جسے وہ اپنا خواب سمجھ رہی تھی۔
اگر وہ خواب تھا تو یہ رنگ کہاں سے آئی تھی۔ "افففففففف پاگل ہو جاناں میں نے" وہ جلدی سے چینج کر کے باہر چلی آئی۔
مگر آج بہت عجیب لگا۔۔ صرف خواتین ہونق بنی پھر رہی تھیں جبکہ وہ سب غائب تھے۔۔

انھیں نہیں پتہ تھا کہ آج کورٹ کی پہلی سنوائی تھی۔ اب جب جنگ شروع ہی کرنے والے تھے تو دشمن کا سامنا کرنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ ماہ بیر نے ایزآلوئیر ان کا سامنا کرنا تھا اور پاشا نے ان کی مخالفت میں سامنے جانا تھا۔ جس کا مطلب تھا دشمن سے آمنا سامنا۔ اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ

اس کنڈیشن میں اس دوران کم از کم وہ وائٹ پیلس نہیں آ پائیں گے کیونکہ دشمن سائے کی طرح ان کی نگرانی کرے گا۔ سو وہ وہاں سے نکل کر اپنے خاص ٹھکانے پر پہنچ چکے تھے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

اگلی صبح کافی روشن تھی۔۔ پرندوں کی بے تحاشا چہکاریں سن کر اس کی جلد ہی آنکھ کھل گئی تھی۔ دسمبر کے اوائل دن تھے۔۔

وہ روم سے باہر نکل آئی۔۔ وہ گریس فل سی بوڑھی خاتون کچن میں بزی تھیں۔ اتنی عمر میں بھی اتنی پھرتی قابلِ رشک تھی۔

"آنٹی میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں،، وہ آگے بڑھی۔

"نہیں بیٹا آپ بیٹھو بلکہ ریڈی ہو جاؤ جا کر،، اپنے شوہر کے ساتھ گھومنے جانا ہے آپ نے،، وہ نرم لہجے میں بولیں۔ مفرا مسکرا دی۔۔ وہ اتنا خوبصورت علاقہ ضرور دیکھنا چاہے گی۔ وہ جانے لگی جب آنٹی نے اسے آواز دی۔

بیٹا اگر فریش ہونا ہے تو گیزر سے گرم پانی لینا،، دسمبر میں یہاں نل سے پانی نہیں آتا اکثر،، برف جمی ہوتی ہے،، انھوں نے کہا تو مفرا نے حیرانگی سے مگر اثبات میں سر ہلایا۔

وہ واپس ہو کر تیار ہوئی جبران بھی اٹھ کر ریڈی ہو چکا تھا انھوں نے میجر عاصم اور ان کی مسز کے ساتھ ناشتہ کیا۔ پھر جلد ہی وہ گھومنے کے لیے نکلے۔

سب سے پہلے وہ اسے لئے سید سیدن شاہ شیرازی کی درگاہ پر لے کر گیا تھا۔جس کے نام پر شہر کا نام تھا۔

پھر وہ وہاں سے چار کلومیٹر کی ڈرائیو کرنے کے بعد کٹاس راج گئے تھے۔۔ مفرا یہ سب پہلی مرتبہ دیکھ رہی تھی۔۔ کٹاس راج کے اندر اکثر ہندوؤں کے مندر تھے۔ کافی ٹورسٹ موجود تھے۔۔ مندر کے صحن میں صدیوں بعد بھی محسوس ہوتا تھا جیسے رادھا اور اس کی گوپیاں پنگھٹ پر پانی بھرنے کے بہانے قلعے کے احاطے میں راس لیلی رچا رہی ہوں۔

وہ کافی دیر وہاں گھومتے رہے۔ پھر جبران اسے لیے گاڑی تک آیا اور وہ میجر صاحب کے بتائے گئے ان کے باغات اور سکی جھیل لے کر آیا۔ باغات میں کوئل کے چہکنے کی آواز پر مفرا چونکی۔

"جبران سنا آپ نے کوئل کی آواز ہے یہ،، وہ بہت خوش ہوئی جب باغات میں ایک درخت پر میرون رنگ میں رنگے پھلوں سے لدا پھندا نظر آیا۔۔

جبران نے ہاتھ بڑھا کر پھل توڑ لیا اور کھانے لگا۔۔

"جبران کیا ہے یہ،، اسے تجسس ہوا۔

"اسے انجیر بولتے ہیں ڈئیر "جبران نے اس کی جانب دو تین توڑ کر ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ میں تھام کر وہ چھوٹے چھوٹے سے میرون پلس پرپل مٹکے دلچسپی سے دیکھے،،

"بٹ یہ تو وہ دھاگے میں پروئے ہوئے راؤنڈ راؤنڈ سی شکل کے ہوتے ہیں ناں،، مطلب جیسے وہ ڈونٹ ہوتا ہے ویسی شیپ ہوتی ہے ان کی،، مفرا الجھی۔۔

"یہ وہی ہیں ڈرائی کر کے ویسے ہو جاتے ہیں،، جبران نے سکون سے کہا۔

"مگر کیسے،،

"اب مجھے کیا پتہ،، میں تو صدیوں سے فروٹس ڈرائی کر رہا ہوں ناں،، جبران نے اسے چھیڑا تو وہ منہ بنا کر دوسری جانب دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہتی ہو آپ سے تو بات کرنا ہی فضول تھا۔

اتنی دوپہر کے وقت بھی باغ میں ہو کا عالم تھا مفرا ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی جب اس کے دماغ میں پھر جانے کیا آیا۔ جبران بھی اس کے ساتھ اسی پتھر پر بیٹھ گیا۔

"جبران کتنا سناٹا ہے ناں یہاں دور دور تک کوئی بھی نہیں ہے،، کوئی مار وار کر پھینک جائے کسی کو مہینوں کان و کان خبر تک نا ہو،، اسے جھرجھری آئی۔

جبران جو اسے اب بغور توجہ سے دیکھ رہا تھا وہ براؤن فراک ٹراؤزر کے اوپر لیدر جیکٹ پہنے گرم شال کندھوں پر پھیلائے لونگ بوٹ پہنے اس کے بے حد قریب بیٹھی پاؤں جھلا رہی تھی۔ اس کے شوشے پر جبران کو ہنسی آئی۔

"اونہہ یو رائٹ،، جیسے اب ہم دونوں ہزبینڈ وائف جس طرح مرضی اپنے پرائیویٹ مومنٹس انجوائے کریں،، کسی کو گھنٹہ فرق نہیں پڑنے والا۔ کیونکہ میلوں دور دور تک کوئی نہیں ہے ناں،، جبران نے اطمینان سے کہا۔

مگر اس کے ہوش ضرور اڑے تھے۔۔ "کک،، کیا مطلب،، وہ چونکی۔
مگر جبران نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود میں بھینچا اور گردن کے گرد ہاتھ لپیٹ کر اس کے ہونٹوں کو اپنی دہکتی گرفت میں لیا تھا۔۔ اس کے چاروں طبق روشن ہوئے تھے۔
یہ موسم کا اثر تھا یا اس ماحول کا،، یا ان قدرت کے حسین نظاروں کا جنھوں نے مل کر ماحول پر فسوں طاری کر دیا تھا۔
وہ جو ہمیشہ خود پر بہت کنٹرول رکھتا تھا وہ بھی مکمل بے خود اور بے اختیار ہو چلا تھا۔
اس کے عمل میں شدت اور جنون سا تھا۔ مفرا نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔ جان تو تب نکلتی محسوس ہوئی جب جبران کے کمر سہلاتے ہاتھ نے کندھے سے شرٹ اور جیکٹ کھسکا کر وہاں اپنے لب رکھے۔
جبران پپ،، پلیز،، وہ بے حال ہوتی سانسوں کے ساتھ روہانسی سی ہوئی۔ اور اس ظالم کو دور کرنے کی کوشش کی۔

جبران پیچھے ہٹا اور اس کا گلابی پڑتا چہرہ دلچسپی سے دیکھا۔ "چلو ابھی تو جان بخش رہا ہوں ڈئیر وائفی مگر آج رات شرافت کا مظاہرہ کرتے خود کو میرے سپرد کر دینا نہیں تو،،

"نن،، نہیں تو؟ ،،، اس نے تھوک نگلتے حلق تر کیا۔۔

"نہیں تو؟ یہ رات کو ہی بتاؤں گا ابھی یہ مناظر انجوائے کرو،، وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

اب مفرا کے طوطے چڑیا کبوتر وہ اپنی باتوں سے اڑا چکا تھا وہ انجوائے کیا خاک کرتی۔۔ پھر بھی انھیں لوکاٹ کے باغات میں گھومتے شام کے سائے گہرے ہو گئے تو تھکے ہوئے گھر پہنچے۔۔

آنٹی نے خاص تاکید کی تھی کہ ڈنر وہ گھر پر آ کر کریں سو وہ واپس چلے آئے تھے۔۔

اب گھر پر آ کر مفرا اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔ آتے جاتے اس کی سرسراتی معنی خیز سرگوشیاں اور بار بار اپنی بات کی یقین دہانی کرانے نے اس کی چھوٹی سی جان سولی پر لٹکا رکھی تھی۔۔

مفرا نے آنٹی کے ساتھ ہاتھ بٹایا۔ ڈنر پر گرلڈ فش کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اب وہ کاٹیج کے چھوٹے سے لاؤنج میں کارپٹ پر دستر خوان لگائے ڈنر انجوائے کر رہے تھے۔۔

جبران کی مفرا پر وقتاً فوقتاً اٹھتی گہری طلبگار نگاہیں اسے پانی پانی کر رہیں تھیں۔ اسے بار بار نگاہیں چرانی پڑ رہی تھیں۔

یہ سب یادگار ترین تھا۔ ڈنر کے بعد سب نے گرین ٹی سے لطف اٹھایا۔۔

جبران باتوں باتوں میں نوٹ کرچکا تھا وہ آنٹی کے ساتھ ان کے کمرے میں کھسک لی تھی۔ وہ مسکرایا۔۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔۔

رات کے ایک بجے تک باتوں کا دور چلا۔ تب میجر صاحب اٹھے تو وہ بھی اپنے روم میں آگیا۔ مگر جب کافی دیر وہ روم میں نہیں آئی تو جبران نے بیڈ پر نیم دراز ہوکر آنکھیں موند لیں اور اسی کے بارے میں سوچنے لگا۔۔

مفرا جان بوجھ کر انکل آنٹی کے ساتھ بیٹھ کر گپیں لڑاتی رہی جب آنٹی کو ہی کہنا پڑا۔

جاؤ بیٹا جبران بیٹا انتظار کر رہا ہوگا،، جا کر اپنے شوہر کو بھی کمپنی دو،،

تو ناچار اسے اٹھنا ہی پڑا۔ اب وہ کیا کہتی کہ آج یہ کمپنی اسے بہت مہنگی پڑنے والی ہے۔۔

وہ دبے قدموں چلتی اپنے کمرے تک آئی۔۔ آہستگی سے ڈور کھولا

وہ جو چاہتی تھی کہ وہ سوچکا ہو اندر داخل ہوئی تو ایک نیا سرپرائز سامنے موجود تھا۔ کمرے میں جابجا سینٹڈ کینڈلز جلی ہوئی تھیں اور ایک الگ ہی فسوں خیز منظر پیش کر رہیں تھیں۔ جبکہ وہ خود کمرے میں موجود نہیں تھا شاید۔۔

وہ جھجھکتے اندر داخل ہوئی جب پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تو وہ دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا معنی خیز، سی مسکراہٹ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مفرا نے جھجھکتے اتنی ہی تیزی سے اس سے رخ موڑا تھا۔ آج تو یہ شخص نگاہوں سے ہی اسے پانی پانی کرنے کے دم پر تھا۔ وہ آگے بڑھنے لگی۔۔

"رکو،، جبران نے آگے بڑھ کر اسے کلائی سے تھاما۔

"جب،، ران،، مفرا نے گھبراہٹ میں اس کا نام شہید کیا۔

یس مائی لو،، مائی پنک روز،، جبران نے اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور اس کے سوئیٹر کے بٹن کھولنے لگا۔۔ وہ بری طرح نروس ہوئی اور اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔ مگر جب جبران نے جھک کر انھیں ہاتھوں پر اپنے لب رکھنے چاہے تو اس کو ہاتھ پرے کھسکانے پڑے۔ جبران نے اس کا سوئیٹر اتار کر صوفے پر رکھا تھا۔ اور دوپٹے بھی سر سے سرکا دیا۔۔

وہ اپنے قدم پیچھے لے رہی تھی جب جبران نے اس کی کمر کو جکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ وہ جھٹکے سے اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی۔ تب جبران نے اسکی شہہ رگ پر اپنے لب رکھے تھے۔

"آج گریز ناممکن ہے میری جان،،، اس کے ہاتھوں کی گرفت میں سختی تھی۔ اور لمس میں شدت ،، سینے پر سفر کرتے جبران کے لبوں نے اس کے حلق میں سانس اٹکا دی تھی۔

مفرا نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر جزبوں کے اس طوفان پر بند باندھنے کی ناکام سی کوشش کی۔۔ مگر یہ مزاحمت جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ٹھہری تھی۔ تبھی جبران نے اس کی کلائیاں جکڑ کر کمر سے لگائیں تھیں۔۔ اور اس کی سانسوں کی مہک اپنی روح میں اتاری۔۔

مفرا نے اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔۔جس کی شدتوں سے بے حال وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔ جبران نے اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا۔ اور خود اس کے اوپر جھکا۔

کچھ ہی پلوں میں کمر پر کھلتی زپ نے اس کی روح فنا کی تھی۔

جبران،، پپ پلیز،، وہ رو دی۔۔

مگر جبران نے وہ آنسو اپنے لبوں سے چنے اور اسے اپنے سینے سے لپیٹ کر ریلیکس کیا۔۔

مگر آج وہ جائے فرار نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔۔ کبھی اس کی شدتوں سے بے حال اس کی سانسیں مدھم پڑ جاتیں کبھی اس کی محبتوں کی بارشوں میں وہ پور پور بھیگتی گہرے گہرے سانس بھرتی رہی۔

گہری رات پگھلتی رہی اور اپنی تاریکی میں محبت کی ایک اور داستان رقم کرتی رہی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don't copy paste without my permission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode44....

اسلام آباد کے ہوسپیٹل میں رستم کے بیڈ کے پاس بیٹھے اس کے بڑے بھائی منیر چیمہ کی آنکھوں میں اپنی بھائی کی حالت دیکھ دیکھ کر خون اترا ہوا تھا اور جب سے وہ ہوش میں آیا تھا اور ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ

اس کی زبان کاٹے جانے کی وجہ سے اب وہ کبھی بول نہیں پائے گا تو اس درندے کی جس کے ہاتھ پہلے ہی جانے کتنے معصوموں کے خون سے رنگے تھے اس کی آنکھوں سے درندگی ٹپک رہی تھی ۔اب تو کیس بھی فائل ہو چکا تھا جلد ہی سپریم کورٹ میں پیشی تھی یعنی اس کے اپنے صوبے اپنے علاقے میں وہ لڑنے کو تیار تھے ۔

وہاں ان کے علاقے میں تو وہ کچھ کر نہیں پایا تھا ہاں مگر یہاں وہ کسی کو چھوڑے گا نہیں ۔ ۔

اب بھی اس کے تمام کے تمام خاص درندہ صفت آدمی اس کے پیچھے کھڑے گھگھیا رہے تھے ۔ ۔ تب منیر چیمہ کی سرسراتی آواز کمرے میں گونجی تھی ۔ ۔

"مجھے وہ سبز آنکھوں والا گرین مونسٹر چاہیے ،، زندہ یا مردہ ،، اور اب تو وہ یہاں آئیں گے کیس لڑنے تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچنا چاہیے ،، اور ہاں یہ کہانی اس چھوکری چندہ سے شروع ہوئی تھی تو مجھے وہ بھی چاہیے کسی بھی قیمت پر سمجھے تم لوگ ،، پیسا پانی کی طرح بہا دو ،، مجھے کوئی پرواہ نہیں ہاں مگر مجھے وہ سبز آنکھوں والا اور وہ چھوکری چاہیے ،، کسی بھی قیمت پر ،، اس وکیل کا ایک خاص آدمی اٹھایا ہے منسٹر کھرل صاحب نے ،، وہ یہاں ہوں گے اور یہی صحیح موقع ہو گا اس وکیل کے آدمی سے ان کا پتہ نکلوا کر اس چھوکری تک پہنچنے کا اور اس کو وہاں سے اٹھانے کا ،، تم لوگ سمجھ رہے ہو ناں ،، وہ دھاڑ رہا تھا منہ سے جھاگ اڑا رہا تھا ۔ ۔

اور اس کے آدمی اثبات میں سر ہلا رہے تھے ۔ ۔

اب اس کے بہت خوص آدمی جنگل میں آگ کی طرح پورے پنجاب اور سندھ میں پھیل چکے تھے۔۔
اس گرین مونسٹر سے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لیے وہ سر دھڑ کی بازی لگانے والا تھا۔ منیر چیمہ اور سابقہ ڈفینس منسٹر نے اپنی طاقت بڑھانے کے لئے اپنے ہی جیسے دیگر کرپٹ افسران سے ہاتھ ملا لیا تھا۔۔ اب ان کی طاقت کئی گنا بڑھ گئی تھی تو گردن میں بھی سریا آگیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آروشے پچھلے لان میں بیٹھی کب سے اس بے مہر کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔ اور مضحکہ خیز بات یہ تھی کہ ادھر رواحہ اور فجر بھی بار بار ان کے نمبر ز ٹرائی کر رہی تھیں جو کہ بند تھے۔۔

آروشے نے جھنجھلا کر قیمتی موبائل ٹیبل پر پٹخا۔۔

جب وہ اس کے پاس تھا تو ان دنوں اس نے ایشان سے ایک ہی رٹ لگائے رکھی تھی کہ مجھے علیزے آپو سے بات کرنی ہے فون پر ویڈو کال سے بات کرنی ہے مگر ایشان اسے ٹالتا رہا تھا۔۔ اور اب جناب خود غائب تھے۔۔ آخر یہ چل کیا رہا ادھر ؟،، وہ افسردہ سی بیٹھی تھی۔۔

تبھی فون رنگ ہوا،، اس نے تڑپ کر فون دیکھا تو ایشان کا نمبر بلنک کر رہا تھا۔ اس نے پہلی بیل پر فون یس کر کے کان کو لگایا۔

ہیلو،، آروشے بے صبری سے بولی تو ادھر کسی کے لبوں کو دلفریب سی مسکان نے چھوا تھا۔

"ہیے روشے بے بی،، ابھی ایک دن میں ہی میری یاد اتنا تڑپانے لگی ہے کہ رہا نہیں جا رہا میرے بغیر،، ایشان کی بات ذو معنی تھی وہ سر تا پا پسینے میں بھیگ گئی۔

ایش،، پلیززززز،، وہ جھنجھلائی، آپ کہاں ہیں؟ مم،،

آ جاؤں؟ آ گیا تو پھر مجھ سے چھپتی پھرو گی،، پناہ مانگو گی،، سوچ لو،، ایشان نے اس کی بات درمیان میں کاٹ کر اپنی ہی ہانکی۔۔

ایشان کیا ہے آپ کو؟ وہ تلملائی،، میں،،

پیار،، عشق،، محبت،،، وہ بھی گوڈے گوڈے،، ایشان کو اس کو تپانے میں مزا آ رہا تھا تبھی اس کی بات پوری نہیں ہونے دے رہا تھا۔ وہ شدید غصے میں اب خاموش ہی ہو گئی تو ایشان غور سے اس کی سانسوں کی مدھر سی ردھم سننے لگا۔

تمھیں پتہ ہے آروشے جان،، اس وقت میرا کیا دل کر رہا تھا،،؟ وہ پوچھ بیٹھا مگر ادھر خاموشی ہی چھائی رہی تو وہ سنجیدہ ہوتا خود ہی بولا۔۔

رہنے دو،، بتا دیا تو چھپتی پھرو گی،، اور یہاں کیا کر رہی ہو،، اس کے پوچھنے پر اب آروشے چونکی۔۔

کہاں؟ آروشے نے پوچھا تو ایشان مسکرایا۔

ادھر پچھلے لان میں،، ایشان نے اطمینان سے کہا۔ تو وہ ششدر سی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔

مت دیکھو،،، وہاں نہیں ہوں میں،، چھپ کر مزاق بھی نہیں کر رہا،، ہاں مگر ہر پل ہر لمحہ میری تم پر نگاہ ہے،، تمھاری سانسوں سے بھی زیادہ قریب ہوں میں تمھارے،، سمجھیں روشے بے بی،، ایشان نے کہا تو وہ بلش کر گئی۔ ایشان نے یہ منظر اپنی نگاہوں میں بسایا۔ اب جانے کتنے دنوں کا بنواس کاٹنا تھا ان جلادوں کو، مگر یقین بھی تھا بڑے دشمنوں سے تو یہ آخری جنگ تھی اور فتح ان کی مقدر ٹھہرے گی۔۔

ایشان آپ نے میری ابھی تک علیزے آپو سے بات نہیں کروائی،، آپ ایسے اس بات کو اگنور کیوں کر رہے ہیں،، اور اب خود بھی چلے گئے،، ایش مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا،، وہ بے بسی کے احساس سے سسک پڑی۔۔

ایشان کی رگیں تن گئیں تھیں۔۔ ڈونٹ یو ڈئیر روشے بے بی،، رونے کی کوشش بھی مت کرنا،، نہیں تو بہت برا پیش آؤں گا اور علیزے سے بہت جلد ملو گی تم،، آئی پرامس،، اب فوراً آنسو صاف کر لو،، ایشان نے خطرناک حد تک سنجیدگی سے کہا تو آروشے کے کسے بل فوراً نکل گئے تھے۔۔ تبھی فورا آنسو صاف کیے تھے۔ مگر فون رکھ چکی تھی۔ ایشان نے بے بسی کے احساس سے اپنے لب کاٹے تھے۔۔

آج جبران مفرا کو ساتھ کٹاس راج سے قریباً ڈیڑھ گھنٹے آگے کی مسافت طے کر کے کھیوڑہ سالٹ مائن آیا تھا۔۔

اپنے آپ میں ایک عجوبہ،، دنیا کی سب سے بڑی نمک کی کان،، جبران نے کہا بھی کہ وہ اسے لئے مائن کرافٹ پر لے چلتا ہے مگر اس پر تو پیدل چلنے کا بھوت سوار تھا۔

تھک جاؤ گی پنک روز،، میری بات مانو،، یہ مائن کرافٹ ٹریک دیکھ رہی ہو،، بہت طویل ہے تم،، نو نو جبران مجھے پیدل چلنا ہے ساری کی ساری مائن دیکھنی ہے،، وہ اکسائیٹڈ تھی۔ جبران نے سرد سی آہ بھری۔۔

رائٹ چلو،، وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا۔۔

"مائن کے ساتھ خود کو ٹچ مت ہونے دینا پہلے ہی اتنی نمکین ہو اور سالٹی سالٹی ہو جاؤ گی،، پھر میں اپنے چکن بروسٹ کو بغیر ڈکار لیے کھا جاؤں گا،، جبران نے چھیڑا مگر وہ تو خوف سے سہم کر ان گھرے گھرے غاروں کو دیکھ رہی تھی جو اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

وہ مسلسل چلتے جا رہے تھے۔ جبران نے کن اکھیوں سے اس کا فق چہرہ ملاحظہ کیا۔ جواب ہر پانچ منٹ بعد مسکین سی شکل بنا کر پوچھ رہی تھی "پہنچ گئے جبران،، اور وہ نفی میں سر ہلا دیتا تو مفرا کی شکل پنک روز سے ییلو روز بن جاتی۔

جبران اب بس،، میں اور نہیں چل سکتی،، اب وہ باقاعدہ ہانپنے کی اداکاری کرنے لگی تھی۔

غلام حاضر ہے میری جان،، جبران نے سر جھکا کے کہا۔ اور اس کی جانب بڑھا تو وہ بدک گئی۔۔

نو،، نو، جبران پبلک پلیس ہے کیا کر رہے ہیں،، وہ چلائی۔

اٹھانے لگا ہوں اپنی جان کو،، جبران نے اطمینان سے کہا اور اس کے نو نو والے ہلا مچانے کے باوجود اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

اب وہ نہایت تیکھے انداز سے اسے گھور رہی تھی اور وہ ڈھیٹ بنا مسکرائے جا رہا تھا۔

کافی دیر چلنے کے بعد وہ منزل پر پہنچ ہی گئے،، کھدائی کر کے نمک نکالا گیا تھا اور اس کھدائی کی وجہ سے طویل و عریض زمین میں بھی گہری کھائیاں تھیں اور دیوراوں میں بھی بڑے بڑے گہرے غار تھے۔

جبران نے اسے گود سے نیچے اتارا تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

اب وہ دونوں ہاتھ تھامے نمک سے بنائے گئے وہ شہکار دیکھ رہے تھے جو خدا کے بعد انسانوں کے تخلیق کردہ تھے۔ نمک سے بنایا گیا چھوٹا سا مینار پاکستان کا مینار،، نمک کی مسجد،، مفرا حیران ہوئی۔۔

اب جبران اسے لئے آگے بڑھا تو یہ ایک بہت دس بارہ فٹ گہری کھائی تھی جس میں کوئی لیکوئیڈ سا مادہ تھا۔

وہ دونوں یہاں اکیلے تھے بھیڑ بھاڑ سے تھوڑا الگ جگہ پر چلے آئے تھے ایک جانب پتھروں کے پیچھے گہرا اندھیرا تھا۔

جبران یہ پانی ہے،، مفرا حیران ہوئی اتنا شفاف پانی اور وہ بھی یہاں۔۔

نہیں یہ لیکوئیڈ سالٹ ہی ہے اور مزے کی بات بتاؤں اس کچھ بھی پھینکو وہ ڈوبے گا نہیں،، کتنی بھی بھاری چیز پھینک دو،،

رئیلی جبران،، میرے پرس میں میٹل کا پین ہے وہ میں پھینک کر چیک کرتی ہوں۔۔

اس کی بچوں والی حرکتوں پر جبران فدا ہوا۔

پھینک دو،، کہو تو بیگم کو پھینک کر ٹرائی کروں،، جبران نے شرارت سے کہا تو مفرا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

نو،، اس نے پین نکالا اور اس لیکوئیڈ میں پھینک دیا۔ مگر حیرت انگیز وہ واقعی نہیں ڈوبا۔۔

اب یہ مت کہنا جبران واپس لا کر دو میرا پین،، جبران نے پھر شرارت سے کہا۔

نہیں کہتی،، پین جائے بھاڑ میں مجھے تو آپ،، اس کی روانی سے چلتی زبان کو بریک لگی۔ جب خود پر اٹھتی وہ پر تپش گہری لپکتی نگاہ کا احساس ہوا۔

کیا مجھے،، جملہ پورا کرو وائفی،، جبران نے بے چینی سے کہا۔

کک،، کچھ نہیں،، مفرا گھبرائی اور وہاں سے دوسری جانب جانے لگی تب جبران نے اس کی کلائی تھامی تھی۔۔

ہیپے پنک روز،،، بات مکمل کرو نہیں تو پبلک پلیس پر نقصان اٹھاؤ گی،،

مفرا نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی۔ نہیں بتاؤں گی،، کیا کریں گے؟ مفرا نے اسے ٹھینگا دیکھایا۔

تب جبران نے اتنی ہی تیزی سے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ اور اسے لیے پتھروں کی اوٹ میں لیوا۔

اب اسے کے مچلنے کے باوجود جبران نے اس کے ہونٹوں کو اپنی دہکتی گرفت میں لیا تھا۔ مفرا کے تو ہوش اڑ چکے تھے اور اگر کوئی دیکھ لیتا۔ مفرا نے اس کے کندھوں پر اپنے ناخن چبھو ڈالے۔ مگر اس پر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔

چند پلوں میں وہ اسے بے حال کر چکا تھا۔ پھر اپنی مرضی سے ہی پیچھے ہٹا۔۔

یہ کک کیا تھا،، وہ دھیمے لہجے میں غرائی۔۔

مجھے چیلنج کرنے کا نتیجہ،، اس کا بھی اطمینان قابلِ دید تھا۔

ویسے یہ کس کافی سالٹی تھی،، جبران نے چھیڑا کیونکہ اسے نمک کا ذائقہ محسوس ہوا تھا تو مفرا کو کہیں چھپنے کی جگہ نا ملی۔۔

وہ پاؤں پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر کے جا چکی تو جبران مسکراتا اس کے پیچھے آیا۔ مگر چند قدم کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کے ماتھے پر ڈھیر سارے بل آئے تھے کیونکہ مفرا کے سامنے چار چھچھورے سے ماڈرن لڑکے تن کر کھڑے اس کا راستہ بلاک کر چکے تھے۔ جبران لمبے لمبے ڈگ بھرتا

اس کے پاس آیا۔ جبران نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا تو وہ راستے سے ہٹ گئے مگر مفرا کو غلیظ نگاہوں سے دیکھنا بند نہیں کیا جس سے جبران کا میٹر شارٹ ہو رہا تھا۔

چلو واپس چلتے ہیں،، جبران نے کہا تو مفرا نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ اب جلدی جلدی قدم اٹھا رہی تھی کیونکہ محسوس کر چکی تھی کے وہ لڑکے ان کے پیچھے ہی آ رہے ہیں،،

وہ قدرے ویران اور تاریک حصے میں آئے تو ان میں سے دو بھاگ کر ان کے سامنے آئے تھے۔۔

واٹس پرابلم ودیو مین،، چاہتے کیا ہو؟ جبران نے اپنا لہجہ حتی الامکان دھیما رکھنے کی کوشش کی وہ اپنے اندر کا جلاد جگا کر پبلک پلیس پر تماشہ نہیں لگانا چاہتا تھا۔۔

یہ پھل جھڑی چاہیے،، گلابی گل،،،

شٹ اپ یو باسٹرڈ،، اور اب اگر دردناک موت نہیں مرنا چاہتے تو ہٹ جاؤ خود ہی میرے راستے سے،، نہیں تو لاشیں بھی نہیں پہچان پائے گا کوئی،،، جبران دھاڑا تو ایک مرتبہ تو ان کے دل بھی دہل گئے تھے۔ مفرا سہم کر اس سے چپک سی گئی۔۔

ہٹو گے تو تم راستے سے کیونکہ جو چیز مجھے پسند آ جائے پھر وہ میری ہوتی ہے،، چاہے کچھ دیر کے لئے ہی کیوں ناں ہو،، ان میں سے ایک خباثت سے چاقو نکال کر جبران کے سامنے آیا پھر جبران کو جے کے بننے میں کچھ پل ہی لگے ہوں گے جب اس نے اپنے کف لنکس میں سے دو فنگر کی مدد سے اسکیلپل نکالا۔

رئیلی؟ چلو آج کوشش کر کے دیکھ لو،،

ابھی وہ کچھ اور بولتے کہ وہاں موجود سکیورٹی گارڈز وہاں چلے آئے تھے۔ وہ چاروں ایک جانب ہو گئے جبران مفرا کو لیے وہاں سے نکل آیا۔

مفرا کا دل اب ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا اسی لئے اس نے جبران سے واپسی کے لئے کہا۔ جبران نے اثبات میں سر ہلایا اور اسے لیے گاڑی لے کر وہاں سے نکلا۔ مگر جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ چاروں اور ان کے ساتھ دو تین اور لوگ تھے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ مفرا بھی دیکھ چکی تھی۔۔ جبران گاڑی جان بوجھ کر ایک ویرانے کی جگہ پر لے آیا تھا۔

جھٹکے سے گاڑی رکی۔

کک کیا ہوا جبران،، اپنی گاڑی کے پیچھے جب ان شیطانوں کی گاڑی کے رکنے کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح سہم گئی تھی۔۔ ادھر گاڑی میں ہی بیٹھو،، اور کچھ بھی ہو جائے گاڑی سے مت اترنا،، اور میری طرف یا گاڑی سے باہر مت دیکھنا،، اوکے،،

نو،، جبران نو،،، مفرا کی جان ہوا ہوئی،،

یس،، جبران نے اسے آنکھیں دیکھائیں اور اس کے کانوں میں ہینڈ فری لگا کر میوزک آن کیا اور خود گاڑی سے نیچے اتر کر اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اب انھیں گاڑی سے نکلتے دیکھ رہا تھا۔۔

جان پیاری ہے تو بھاگ جاؤ،، لڑکی اور گاڑی چھوڑ کر،، ان کا سرغنہ خباثت سے مسکراتا بولا۔

جبران نے ان کے کانفیڈینس کو دیکھا۔ اور داد دینے کو دل کیا۔ مگر کاش وہ سامنے والے کو ایک مرتبہ جان لیتے پھر اس سے الجھنے کی غلطی کرتے۔

جبران نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں آگے بڑھنے کو کہا۔ سب سے پہلے اس کا ایک چمچہ تیز دار چاقو لیے اس کی جانب تھی۔۔

مگر اس تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ سینے میں سوراخ لیے زمین بوس ہو چکا تھا۔ جبران نے آبرو اچکا کر جیسے ان کے حیرت سے گنگ چہروں کو دیکھ کر کہا ہو،، کچھ اور؟

اب وہ سب جبران کی جانب لپکے تھے۔۔ مگر جبران تیزی سے اپنا بچاؤ کرتا بہت جلد انھیں ڈھیر کر چکا تھا۔ وہ کٹے پھٹے اعضاء لیے زمین پر پڑے سسک رہے تھے۔ اب وہ دھیمے قدموں سے چلتا اس لڑکے کے پاس گیا تھا جس نے اس کی پنک روز کو گلابی چیز کا تھا۔

وہ اس کے پاس پنجوں کے بل بیٹھا تو وہ خون میں نہایا زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

یو نو واٹ،، آج پہلی مرتبہ تم لوگوں پر افسوس ہو رہا ہے کہ تم لوگ مجھے جانتے نہیں اسی لئے مجھ سے الجھ بیٹھے۔ اگر جانتے تو یہ بھول بھول کر بھی نہیں کرتے،، مگر افسوس اب مجھے تمھاری زبان چاہیے،،

جبران نے اسکیلپل اس کے چہرے پر لہرایا تو وہ ہاتھ جوڑ کر کبھی نفی میں سر ہلا رہا تھا کبھی اس کے پاؤں پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

چلو کیا یاد کرو گے ،، ان دنوں جے کے کا موڈ تھوڑا فریش رہتا ہے تو بخشا ،، مگر اب تم لوگ بھیک مانگنے کے قابل بھی نہیں رہے ہو ،، جبران کہتا اطمینان سے گاڑی کی جانب بڑھا۔

مگر اپنے خون سے سنے ہاتھوں نے آج اسے پریشان کیا تھا۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ منع کرنے کے باوجود وہ سب کچھ دیکھ چکی ہے تو زیادہ تشویش کی بات تھی۔۔

تبھی گاڑی کی ڈگی سے پانی کی بوتل نکال کر ہاتھ واش کیے پھر آ کر گاڑی میں بیٹھا مفرا نے سہم کر کھڑکی کی جانب کھسک گئی مگر جبران اب سنجیدگی سے ڈرائیونگ کرنے لگا تھا۔

❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤ ❤

وہ نوٹ کر رہا تھا کہ وہ خاموش خاموش ڈری سہمی اور اس سے چھپتی پھر رہی ہے۔۔ ایک ہفتہ پورا ہونے والا تھا۔ ڈیٹ قریب آ رہی تھی۔۔ اسے مفرا کو باحفاظت واپس بھیجنا تھا۔ خود، تو جانے کتنے عرصے اب اس سے دور رہنا تھا اور وہ ظالم بنی اس سے کترائی پھر رہی تھی۔۔

صبح اسے واپس بھیج دیا جانا تھا۔

رات جبران کمرے میں اس کا ویٹ کرتا رہا۔ مگر وہ کافی دیر ہوئے نہیں آئی تو وہ جھنجھلا کر باہر نکلا مگر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ وہ اتنی ٹھنڈ میں لاؤنج کے صوفے پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی ہے۔۔ جبران کا سر

گھوم گیا۔۔خاموشی سے اسے بازوؤں میں بھرا وہ جو جاگ رہی تھی اس کی موجودگی بھی محسوس کر چکی تھی اب اس کے یوں اٹھانے پر بہت بری طرح مچلی تھی۔

جبران اس کی مزاحمت خاطر میں نا لایا تھا تبھی اسے لیے روم میں لے کر آیا اور بیڈ پر اتارا۔۔
دور رہیں مجھ سے،، وہ کمر کے بل پیچھے ہٹی اس سے دور کھسکی۔۔
کیوں،، کیوں دور رہوں تم سے،، تمھیں کرونا ہے کیا؟ جبران نے ہوا میں بات اڑائی۔۔
مگر وہ بیڈ کی ایک سائیڈ کھسک چکی تھی۔قاتل ہیں آپ،،،ایک خونی،، دور رہیں مجھ سے،،
جبران نے ایک سرد سی آہ بھری۔۔اور بیڈ پر نیم دراز ہوا۔وہ پھر بدکی۔۔
اب کی بار جبران کا سر بری طرح گھوما تھا۔جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔۔
چاہے خونی ہوں یا قاتل،، مگر اب تمھارا ہوں،، جس کے سپرد تم اپنے جسم و جاں کر چکی ہو پنک روز،، اسی لیے اب کچھ نہیں ہو سکتا،، تو بہتر یہی ہے یہ سب قبول کر لو،، وہ اسے سینے پر گرائے اس کے بال کانوں کے پیچھے اڑستا مخاطب تھا جو اب رونے کا شغل فرمانے لگی تھی۔۔

اے رونا بند کرو پنک روز،، نہیں تو یاد ہے نا اس رات روئی تھی تو میں نے کیا کیا تھا؟ سوال معنی خیز تھا۔ مگر اب وہ اسے کیا سمجھا تا۔ یوں بھی اب اتنے عرصے تو جدائی مقدر ٹھہرا دی جانی تھی تو یہی بہتر تھا وہ اس سے دور خوش رہ کر گزارے تبھی جبران نے اس کی کوئی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

جبران نے اسے خود، میں ایسا الجھایا کہ اسے دنیا بھلا دی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

#Don'tcopypastewithoutmypermission 💣💣

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode45...

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

آج کورٹ کی پہلی ہیرنگ تھی اور وہ سب اسلام آباد کچھ دن پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔۔ آج کورٹ میں غیر معمولی رش تھا۔۔ میڈیا والے بڑے پیمانے پر اس کیس کی کوریج کرنے والے تھے۔ پاکستان کی تمام سیاسی اور دفاعی ماہرین کی نظر اس کیس پر جم چکی تھیں۔

پاشا اور ماہ بیر گاڑی سے اترے تو میڈیا والے لپک کر ان کے پاس آئے مگر انھوں نے نو کمنٹس بول کر معزرت کرتے آگے بڑھے۔۔ اور کورٹ کے اندر داخل ہو گئے۔۔

ان کے پیچھے ہی کھرل اور منیر چیمہ کی گاڑیاں بھی اگے پیچھے آکر رکیں تھیں۔ مگر انھوںنے بھی کوئی بات نہیں کی تھی پہلے ہی میڈیا والے ان کی عزت کی دھجیاں اڑانے میں مصروف تھا کیونکہ پاشا ابراہیم نے ثبوتوں کے کچھ کچھ نمونے پہلے ہی میڈیا تک بھی پہنچا دئیے تھے تاکہ دشمن کوئی شیطانی کھیل کھیلنے کے بارے میں سوچنے کی بجائے دوسری جانب بھی الجھا رہے۔۔

کورٹ کی ہیرنگ شروع ہوئی۔۔

یور آنر یہ کیس ہے ان چار پرائیویٹ ڈیڈیکٹوز کا جنھیں آج سے پچیس سال پہلے سچ بولنے کی پاداش میں جھوٹے الزامات میں پھنسا کر جھوٹے گواہوں اور ثبوتوں کو بنیاد بنا کر ملک غدار ثابت کیا گیا اور ان کے ساتھ قوم کے ایک وفادار سپاہی میجر عاصم کو حساس ادارے میں ہونے والی کرپشن کی نشاندہی کرنے پر اپنی لپیٹ میں لے لیا گیا۔۔

ماہ بیر کے سرسراتے لہجہ اور آواز سے کورٹ میں پن ڈراپ سائلنس چھائی ہوئی تھی۔۔

اس کے سامنے مخالف وکیل نے بولنے کی کوشش کہ مگر اس کے سامنے مخالف زرا پانی بھرتا ہی نظر آیا تھا۔۔

ہیئرنگ اچھی رہی۔ عدالت کا وقت ختم ہوا تو چیف جسٹس صاحب نے اگلی ہیرنگ میں عدالت میں گواہ اور ثبوت پیش کرنے کا حکم دیا۔۔

پاشا کھڑا ہوا۔ ماہ بیر نے اپنی فائل اور چیزیں سمیٹیں۔۔ وہ عدالت سے باہر نکلے تھے۔۔ پاشا ابراہیم اطمینان سے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے ماہ بیر کے اور اپنے خاص بندوں کے ساتھ باہر نکلا تھا جب کھرل اور کمینہ منیر چیمہ ان کے سامنے آئے۔۔

وہ خون خوار نگاہوں سے پاشا ابراہیم کو دیکھ رہے تھے جس کے اطمینان میں خاطر خواہ کمی نہیں آ رہی تھی۔

وہ بلکل اس کے سامنے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا تھا۔۔

"ترس آتا ہے تم پر پاشا ابراہیم یا سو کالڈ Executioner ،، تم لوگوں کا پھر سے کیا حشر ہونے والا ہے تم جانتے نہیں،، جو ہم سے پھر سے الجھنے چلے ہو،، اگر تمھیں یہ لگتا ہے کہ میری طاقت کم ہو گئی ہے تو یہ تمھاری غلط فہمی ہے،، تمھیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟ کھرل کا لہجہ ہتک آمیز تھا۔

"جو تمھارے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہے کہ مجھے تمھاری گیدڑ بھبھکیوں سے ڈر نہیں لگتا تو یا تو وہ پاگل ہو گا یا ظاہر ہے Executioner ہی ہو گا،، تو اب جو تمھارے سامنے کھڑا ہے وہ پاگل جلاد ہے تو تم تو اب اپنی خیر مناؤ،،، پاشا نے اطمینان سن گلاسز پہنتے کہا ماہ بیر بھی مسکرایا، تو سامنے والوں کو آگ لگی۔

"چلو ابھی یہیں اسی جگہ سامنے کھڑے ہو کر چیلنج کرتے ہیں کہ اگلی ہئیرنگ میں جو ثبوت اور گواہ پیش کرنے والے ہو وہ کبھی عدالت تک نہیں پہنچ پائیں گے،، ہم پہنچنے دیں گے تو تب ناں، چاہو تو ریکارڈ کر لو،، یا لکھ کر لے لو پاشا ابراہیم،، وہ کہتے ہاتھ پر ہاتھ مارتے مکروہ قہقہہ لگا کر ہنسے تو پاشا پھر مسکرایا۔

بھونکتے رہو،، کیونکہ بھونکنے میں نا دماغ لگتا ہے نا اینرجی ویسٹ ہوتی ہو،، پاشا کہتا ماہ بیر کے ساتھ شان سے آگے بڑھ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

یہ کس مقام پہ سوجھی تجھے بچھڑنے کی
کہ اب تو جا کہ کہیں دن سنورنے والے تھے

پھر سے پورا ڈیڑھ ماہ ہو چکا تھا انھیں وائٹ پیلس سے گئے۔۔ مفرا بھی وائٹ ہیکس واپس لوٹ آئی تھی۔ وہ آ کر اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئی تھی۔ مگر اکثر دل میں ایک ہوک سی اٹھتی۔۔ کیا تھا وہ شخص جس کی قربت نے دنیا بھلا دی تھی وہ ایک ہفتہ جنت نظیر وادیوں میں اس کی محبت کی بارشوں میں بھیگتے کیسے گزرا پتہ ہی نا چلا۔ کیا تھی اس کی قسمت بھی ہمیشہ ادھی ادھوری خوشیاں مقدر میں لکھ دی

جاتی تھیں ۔ ۔ اب جب روم روم اس کا نام پکارتا تھا تو نا صرف اس سے دور ہو گئی تھی بلکہ اس کی شخص کی زندگی کی مسٹری وہ ابھی تک حل نہیں کر پائی تھی کہ آخر اصل میں وہ ہے کون ۔ ۔

اور ان میں سے کوئی بھی تو نہیں لوٹا تھا۔ جانے کن گورکھ دھندوں میں کھوئے تھے کہ کسی نے پلٹ کر خبر تک نہیں لی تھی۔

فجر دن میں ان کے ساتھ ساتھ ہنستی بولتی تھی۔ مگر رات کی تنہائیوں میں چھپ چھپ کر روتی تھی۔ ۔

اس حالت میں اسے تنہا چھوڑ کر جانے والے نے ایک بار بھی اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا شاید۔ ۔

رواحہ اپنے کمرے میں تکیے میں منہ دئیے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے بوجھل طبیعت کے ساتھ لیٹی آنسو بہا رہی تھی۔ ۔ اپنے وجود میں آنے والی خوشگوار تبدیلی وہ محسوس کر چکی تھی۔ ۔ اس بے مہر ظالم نے جا کر ایک فون کال کرنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی نا ہی اسے بتا کر گیا تھا کہ کہاں اور کیوں جا رہا ہے اور کب لوٹے گا۔

تبھی دروازہ کھول کر منی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ۔ اور اسے حسب معمول تکیے میں منہ دئیے روتے دیکھا تو اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ ۔

مارش میلو،،، کیا ہوا؟ منی نے اس کے گھنے ریشمی بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ ۔

کیوں منی،، آخر کیوں کرتے ہیں وہ میرے ساتھ ایسا،، جھوٹے ہیں وہ،، جھوٹ بولتے ہیں،، محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں،، کوئی محبت نہیں ہے انھیں مجھ سے،، کوئی پرواہ نہیں ہے انھیں میری،، وہ پھٹ پڑی۔ یہ جانے بغیر کہ اس کی یہ گوہر افشانیاں نا صرف کوئی سن رہا ہے بلکہ اس کے ماتھے پر گہرے بل بھی لا رہا ہے۔۔

نہیں کرو مارش میلو،، وہ سنے گا تو اس کو برا لگے گا،، منی نے اسے آگاہ کرنا چاہا کہ وہ ہر وقت ہر پل کسی کی نگاہ میں ہے۔۔

منی آخر میں پوچھتی ہوں کہ وہ چاہتے کیا ہیں؟ کرتے کیا ہیں؟ جاتے کہاں ہیں؟ مجھے ان سوالوں کے جواب کبھی ملیں گے؟ وہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی تبھی باہر سے آروشے کی چیخنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں تھیں وہ دونوں باہر لپکیں۔۔

آج آروشے نے رو رو کر پورا وائٹ پیلس سر پر اٹھایا ہوا تھا اسے ہر حال اور ہر قیمت پر اپنی علیزے آپو سے بات کرنی تھی۔ اور تو اور اس نے دو دن سے کچھ کھایا بھی نہیں تھی۔۔ رواحہ اور منی اندر کا سب کچھ بھلائے اب آروشے کی جانب متوجہ تھیں۔

اور یہ آروشے والی بات ان تک ناں پہنچتی یہ تو ناممکن تھا۔ ایشان بہت غصے میں اور ٹینس تھا۔ ایک تو اس کی وجہ سے اپنا کام سہی طرح سے نہیں کر پا رہا تھا اور دوسرا اس کی فکر بھی تھی۔۔

تبھی وائٹ پیلس میں پڑا لینڈ لائن فون چنگھاڑا تھا۔۔

زمل نے فون اٹھایا تو ایشان تھا۔ انھیں خوشگوار حیرت ہوئی۔

ایشان میرے بچے کیسے ہو اور سب،،

مام،، وقت نہیں میرے پاس بہت ضروری کام میں بزی ہوں آروشے کو فون دیں۔ ایشان کا سنجیدہ سا لہجہ، زمل نے روتی آروشے کو فون تھایا۔۔

اس نے سوالیہ نگاہوں سے سوں سوں کرتے فون تھام لیا۔

ہیلو،، کانپتی آواز میں پوچھا گیا۔

آروشے واٹس پرابلم ودیو؟ ہاؤ ڈئیر یو؟ تم اپنے ساتھ ایسا کیسے کر رہی ہو؟ کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو؟ اور یہ سب؟ ایشان نے سنجیدگی سے پوچھا اس کی آواز سنتے ہی اور اتنے دنوں سے جو ایک بڑی خوشخبری سینے میں چھپائے گھٹ رہی تھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

ایشان نے اپنے لب کچلے۔۔ وہ پوچھتا رہا مگر وہ روئے گئی تو زمل نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔۔

مام،، آپ ایسا کریں آروشے کو علیزے کی ڈیتھ کا بتا دیں،، ایشان نے سنجیدگی سے کہا جو وہ درد اسے دینے والا تھا اس کو کیسے تڑپتے بلکتے، روتے سسکتے دیکھے گا۔۔ تبھی یہ کٹھور فیصلہ لیا تھا اس نے۔۔

ایشان،،،زمل شش و پنج میں مبتلا ہوئی۔

پلیز مام،،اپنے بیٹے کا اتنا سا بھی کام نہیں کر سکتی ہیں آپ؟ اس نے ایموشنل بلیک میل کیا۔۔

زمل کو اس کے کہے کے مطابق کرنا پڑا تب وائٹ پیلس آروشے کی چیخوں سے گونجا تھا اور وہ غش کھا کر بے ہوش ہو گئی۔ ایشان نے اپنے کان اور اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں جیسے۔۔

منی آروشے کو اٹھا کر اس کے روم میں لے گئی۔۔ وائٹ پیلس میں اس طرح کی ایمرجنسی کے لئے سونیا ہر وقت ان کے پاس موجود تھی اب بھی اسی نے آروشے کو چیک کیا تھا جب سونیا نے زمل کو ایک خوشخبری سنائی۔۔ وہ خوش تو بہت تھی مگر اب آروشے کو سنبھال پانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا کیونکہ اہنے بے وقوف الو کے پٹھے کی وجہ سے اسے اس نازک صورتحال میں وہ اتنا بڑا غم دے بیٹھی تھی۔ تبھی اس گدھے کو کوس رہی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رات کے دو بجے ہر طرف ہو کا عالم تھا رواحہ جو کہ دن میں اتنا روئی تھی اب تو آروشے کے دکھ کی وجہ سے مزید سوگواریت طاری ہو گئی تھی۔۔ آروشے کی جانب سے ملنے والی گڈ نیوز نے سب کو خوش بھی کیا تھا۔۔ مگر اس کے دکھ نے رواحہ کو مزید دکھی کر دیا تھا۔ اب بھی آنسو بہاتی وہ اپنے پیٹ پر دونوں ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔

یہ جانے بغیر کے ایک سیاہ ہیولہ اپنے موبائل میں اس کی ایک ایک ادا دیکھتا رات کے اندھیرے میں وائٹ پیلس داخل ہوا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا آبزرو کر رہا تھا دو تین دن سے وہ کیوں بار بار یہ عمل دہرا رہی تھی ماہر سوہم خان الجھن میں تھا۔۔ کسی کے کسے بل نکالنے تھے تبھی رات کے اندھیرے میں ماہر، ماہ بیر، اور آریان وائٹ پیلس داخل ہوئے تھے۔۔

وہ اپنے روم کی طرف آیا۔ دبے قدموں روم میں داخل ہوا تو ملگجے اندھیرے میں معمول کے مطابق گئے رات کوان گونجتی سسکیوں نے اسے جبڑے بھینچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ آہستگی سے چلتا لاک لگاتا بیڈ تک آیا۔۔ کچھ بھی بولے بغیر اس کے بہت قریب نیم دراز ہو گیا۔۔

وہ اس کا لمس پاتے ہی، اس کی موجودگی محسوس ہی بہت ناراضگی سے خود میں سمٹ گئی اور اس سے پرے کھسکنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ تبھی گرین مونسٹر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے سختی سے خود میں بھینچا تھا۔۔

اتنی غلطیاں کر چکی ہو مارش میلو،، کہ تمھیں سزا دینے مجھے خود آنا پڑا،، اب بولو جو دوپہر منیب کو بولا تھا،، میں تمھارے ان ہونٹوں سے سننے آیا ہوں،، وہ انگھوٹے سے اس کے گداز، لب سہلاتا بولا

۔۔

کک،، کیوں آئیں ہیں اب آپ،، کس لیے،، وہ پھر سسک پڑی آنسوؤں کا پھندا سا گلے میں لگ چکا تھا۔ تبھی بات پوری نہیں ہو پائی ساتھ ساتھ شدید مزاحمت کرتے اس نے اس مونسٹر سے دور جانا

چاہا۔۔ مگر یہ ایک ہرنی کی ایک شیر کے سامنے مزاحمت تھی۔ تبھی وہ ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنے سینے سے لگا کر اس کے ہاتھ کمر پر باندھے اسے بے بس کر چکا تھا۔۔

ماہر نے جھک کر وہ آنسو اپنے لبوں سے چنے۔۔

مم،، ماہر،، رواحہ کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی۔ آج اس کے تیور بڑے جارحانہ تھے۔۔

رواحہ کو لگا آج وہ ہونٹوں سے اس کے جسم سے جان کھینچ لے گا۔۔ وہ سینے میں سانس اٹکنے کی وجہ سے بری طرح مچلی تب ماہر نے اس آزادی بخشی تو وہ اس کے سینے پر ہی گر کر گہرے سانس بھرنے لگی۔۔ اس کے ریشمی بالوں کی آبشار نے ماہر کے کشادہ سینے کو ڈھانپا تھا۔۔ تب ماہر کے ہاتھ نے اس کے کندھے سے اس کی شرٹ نیچے کھسکائی تھی۔۔ آج وہ سہی معنوں میں اسے مونسٹر ہی لگ رہا تھا جو رواحہ کی پرواہ کیے بغیر بس اپنی ہی منمانیاں کیے جا رہا تھا۔ ماہر نے اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے رواحہ نے گھبرا کر اس کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔۔

مگر وہ کندھے سے اس کی بیوٹی بون تک کا سفر بڑی تیزی سے کر چکا تھا۔ کمر پر بندھا ہاتھ جیسے جسم میں پیوست ہو رہا تھا۔ آج اس کے لمس اور قربت میں کتنا جنون کتنی شدت و دیوانگی تھی یہ وہ اچھی طرح جان چکی تھی تبھی بے حال سی ہوتی اس ظالم شخص سے پناہ مانگنی چاہی،،

آئم سوری،، مم،، مہر پلیز،، رواحہ کے آنسو اس کے سینے میں جزب ہوئے۔۔

مگراب کچھ فائدہ نہیں تھی۔ وہ اس مونسٹر سے خود ہی الجھی تھی تو اب بھگتنا بھی تو اسے ہی تھا۔ وہ جو اسے ایسے نرمی سے چھوا کرتا تھا کہ کہیں وہ مارش میلو کی طرح اس کے ہاتھوں ضائع نا ہو جائے آج سارے لحاظ بھلائے اسے پور پور اپنی شدتوں کی بارش میں بھگو رہا تھا۔۔

آریان اپنی مام سے مل کر اب شفا کی کھڑکی سے اس کے روم میں داخل ہوا تو ایک اور سرپرائز اس کا منتظر تھا۔۔ شفا میڈم روم میں نہیں تھی۔۔ اس کا کیا مطلب تھا؟
یہ ہو سکتا تھا کہ اس کہ پھپھو اور وہ کزن واپس چلے گئے ہوں اور وہ دوبارہ حسن مینشن چلی گئی ہو۔۔
افففففف اس نے اپنی کنپٹیاں سہلائیں۔۔ بہت کم وقت کے لئے یہاں آیا تھا اور اب یہ۔۔

افففف یہ لڑکی،، اس نے برا سا منہ بنایا۔ مگر ان کے گھر جا کر بھی شرف ملاقات حاصل کیا جا سکتا ہے۔۔ وہ فورا کھڑکی سے باہر کود کر وائٹ پیلس سے نکل کر حسن مینشن آیا۔۔
راستوں کا تو خود ہی محترمہ بتا چکی تھی۔۔ وہ چپکے سے اس کے روم میں داخل ہوا جو بڑے مزے سے بیڈ پر لیٹی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔۔

وہ اس کے قریب آیا۔۔ وہ بہت گہری نیند میں تھی۔

آریان اس کے قریب بیٹھا کافی دیر اسے دیکھے گیا۔۔ پھر اس کے پاس چٹکی بجائی مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔۔ اس کی بکس اور پیپرز بیڈ پر ہی بکھرے تھے شاید پڑھ کر لیٹ نائٹ سوئی تھی تبھی نہیں اٹھ رہی تھی۔ آریان کو شرارت سوجھی۔۔

تبھی اس کے پاس پڑا پین اٹھا کر اس کی گال پر ایک چھوٹی سی چھپکلی بنا دی تھی اور چھپکلی کے پیٹ کی بجائے سکیلٹن بنا دیا یعنی فاقے زدہ کا لوگو((logoلازمی تھا۔۔

وہ گہرا مسکرایا اور ایک سلگتا لمس اپنی خود کی بنائی گئی پینٹنگ پر چھوڑا۔۔

ImissyoualotscrewLizard,,,,,

اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ کان کہ لو کو چوما اور وہاں سے سرد سی آہ بھر کر نکل آیا۔۔ ہاں مگر اسے نکاح کی رات وال ویڈیو سینڈ کرنا نہیں بھولا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر کب سے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے لئے چاکلیٹس،، ریڈ روزز کا بوکے اور جانے کیا کیا لایا تھا مگر وہ روئے گئی مگر کچھ بول نہیں رہی تھی۔۔ خود کو تو ہاتھ بھی نہیں لگانے دے رہی تھی۔۔ وہ زرا قریب آنے لگتا تو وہ بدک جاتی۔۔

فجر پلیز،، سوری یار،، اچانک جانا پڑا،، اس نے جھوٹ بولا۔۔

مر گئی فجر،، آپ،،

شٹ اپ فجر،،، وہ دھاڑا،، کیا بکواس کر رہی ہو،، خبر دار جو منہ سے ایسے لفظ نکالے۔ وہ جو اتنے نازک مرحلے سے گزر رہی تھی۔ چھٹے ماہ میں داخل ہو چکی تھی۔ پاؤں پر ورم،، بکھری حالت اور اب اپنے منہ سے ایسی بد فعل باتیں نکال رہی تھی ماہ بیر دہل ہی تو گیا تھا۔۔ تبھی اب سارا لحاظ ایک جانب رکھے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

اس کے بہت قریب ہو کر اس کا بکھرا وجود باہوں میں بھرنا چاہا مگر وہ پھر مچلی۔

چھوڑیں مجھے،، خبر دار مجھے چھوا،، فجر سسکی۔

تمھیں کون چھو رہا ہے میں تو اپنی پرنسس سے ملنے اس کے پاس آیا۔ اس نے بے شرمی سے اس کے ممتا بھرے وجود پر اپنے لب رکھے۔۔

ماہ بیر بہت برے ہیں آپ،، فجر نے اس کے سینے پر مکے برسائے۔

اتفاق سے تھوڑا بے شرم بھی واقع ہوا ہوں،، ماہ بیر نے اس کی دونوں کلائیوں کو نرمی سے فولڈ کر کمر سے لگایا اور اس کو اپنے سینے سے۔۔

وہ اس کی جانب شکایتی نگاہوں سے دیکھے گئی۔۔

کیا دیکھ رہی ہو میری جان،، ماہ بیر نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

آپ ایسے مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اگر پیچھے سے مجھے کچھ،،،

فجر،،، وہ پھر غرایا۔۔

خود جو مجھے چھوڑ کر جاتے ہیں اور مجھے تو بولنے تک نہیں دے رہے سوچیں میرا کیا حال ہو گا آپ،،،

کچھ عرصے کی بات ہے میری جان،، برداشت کر لو،، پھر ہمیشہ تمھارے پاس رہوں گا آئی پرامس،،

ماہ بیر نے اسے خود سے لگایا اس نے پھر بولنا شاہا تو ماہ بیر نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی تب فجر نے اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موندلیں۔۔

اگلی صبح ازان کے وقت وہ چلے گئے،، پھر انھیں ادھورا انھیں سوتا چھوڑ کر،، ان کی باتیں ادھوری چھوڑ کر،، ان کی باتیں سنے بغیر،، جو وہ کہنا چاہتی تھیں۔ خاص کر رواحہ جسے پور پور محبت کی بارش میں بھگویا مگر یہ بھی نا سنا کہ وہ سب سے پہلے جو خبر اسے سنانا چاہتی ہے ابھی تک کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔ آنے والے کی دادی کو بھی نہیں۔۔

اج کورٹ کی تیسری سنوائی تھی اور عدالت میں تمام ثبوت اور گواہ پیش کیے جانے تھے۔۔

اپارٹمنٹ سے ماہر، ایشان اپنی گاڑی میں نکلے تھے۔ ان کے آگے پیچھے تین گاڑیاں اور تھیں۔۔

رخ عدالت کی جانب تھا۔ آج جو گواہ اور ثبوت پیش کیے جانے والے تھے تو یقینا فیصلہ ان کے حق میں آنے والا تھا۔

شہر کے مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی گاڑیاں اپنی منزل کی جانب گامزن تھیں۔

تبھی ان کے تعقب میں آتی گاڑیاں ان کے دائیں بائیں سے گزری تھیں۔ وہ لوگ اپنا کام کر کے جا چکے تھے۔۔

تبھی عدالت جاتی ان تین گاڑیوں میں بم بلاسٹ ہوئے تھے جن کی آواز، دور دور تک سنائی دی۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don’tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode46.....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

ہلکی سے دستک دے کر کامران حسن شفا کے روم میں داخل ہوئے تھے۔۔ وہ جو ابھی ابھی اٹھ کر انگڑائیاں لے رہی تھی انھیں دیکھ بلکل سیدھی ہو گئی۔

کامران اندر آئے اور اسے دیکھ کر حیران ہوئے۔۔

ارے یہ کیا بناتی رہی ہو اپنی گال پہ شفا،،، کامران حسن مسکرائے۔

کیا پاپا؟ وہ حیران ہوئی۔

آئینے میں دیکھو،، کامران حسن پھر گہرا مسکرائے اور یقیناً وہ داماد صاحب کی شرارت سمجھ چکے تھے۔ کیونکہ ان کے گھر میں گھسنے کی جرات پاشا ابراہیم کا بیٹا ہی کر سکتا تھا۔

شفا اٹھ کر ڈریسنگ تک آئی۔ اور اپنی گال پر بنی فاقے زدہ چھپکلی دیکھ بھونچکا رہ گئی۔۔

"وہ پاپا،، یہ میں نے ویسے ہی بنا دی،، رات سٹڈی کرتے ہوئے نیند آ گئی تھی تو سوچا نیند بھگا لوں،، شفا جھوٹ بولتے ہوئے کھسیا ہی تو گئی۔۔ اور ٹشو سے گال رگڑ کر وہ نشان صاف کرنے لگی۔۔ دل میں دانت کچکچائے۔۔ کاش ابھی جا کہ اس کی گال پر یہ پینٹنگ کے جوہر دکھانے والے کا گلا دبا سکتی۔۔

کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے،، کامران حسن نے نیچے منہ کیا اور گہرا مسکرائے۔۔

میں تو تمھیں بریک فاسٹ کے لئے اٹھانے آیا تھا،، فٹافٹ آ جاؤ باہر اب،، کامران کہتے باہر نکل گئے۔۔

پیچھے وہ دانت کچکچاتی موبائل فون کی جانب لپکی۔ فون اٹھایا ابھی نمبر ڈائل کرتی کہ واٹس ایپ نوٹیفکیشن پر نظر پڑھی۔ ویڈیو میسج تھا۔ جو اسی دشمن اول نے سینڈ کیا تھا۔۔

اوپن کر کہ دیکھا۔

اففففففففففف آنکھیں باہر کو ابل پڑیں تھیں۔۔ نکاح کے ڈریس میں وہ کیا کیا کر رہی تھی۔۔ یہ کیا تھا؟ کیسے ہوا؟ کچھ خبر نہیں تھی۔

اب یہ ویڈیو دیکھنے کے بعد اس نے بڑی شرافت سے فون ایک سائیڈ رکھ دیا تھا۔ اب اس جن کے کون منہ لگتا جو یقیناً اس ویڈیو کو لے کر اس کی مٹی پلید کرنے والا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

دشمن بڑے اطمینان سے اپنا کام پورا کر کے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھا۔

جلادوں کی گواہ اور ثبوت لے کر جانے والی گاڑی کو بم سے اڑا دیا گیا تھا۔۔ منیر چیمہ کے آدمیوں نے چلتی گاڑیوں کا تعاقب کر کے ان پر بم گرا دئیے تھے اب وہ اطمینان سے منیر چیمہ اور کھرل کو اپنے کامیاب ہو جانے کی نوید سنا رہے تھے۔۔

منیر چیمہ نے اطمینان سے موبائل پاکٹ میں رکھا۔ اور وہ دونوں کمرہ عدالت کی جانب اطمینان سے بڑھے۔

اندر پاشا، سوہم، کبیر اور ماہ بیر اطمینان سے بیٹھے تھے۔ جنھیں منیر چیمہ اور کھرل دیکھ کر استہزیہ ہنسے تھے۔۔

عدالت کی کاروائی شروع ہوئی۔ دونوں طرف کے ہی وکلاء نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی جیسے۔۔

پھر جب چیف جسٹس صاحب نے عدالت میں گواہ اور ثبوت پیش کرنے پر استفسار کیا تو منیر چیمہ اور کھرل نے کن اکھیوں سے ان کے چہرے دیکھے۔۔

مگر جب کمرہ عدالت میں ایشان اور ماہر سوہم خان میجر عاصم اور ہاتھوں میں پکڑی فائلز کے ساتھ داخل ہوئے تو منیر چیمہ اور منسٹر کھرل کے سفید پڑتے چہرے دیکھنے لائق تھے۔۔

جب وہ اپنے اپارٹمنٹ میں سے گواہ اور ثبوت لے کر نکلے تھے۔ تب راستے میں انڈر پاسز سے گزرتے ان کی گاڑیاں چینج کر دی گئیں تھیں وہ

Executioners

تھے۔۔ پاشا ابراہیم نے اتنی بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں تھیں کہ اپنے بچوں کو تھالی میں ڈال کر دشمنوں کے سامنے پیش کر دیتے۔

تبھی جن گاڑیوں کو بم سے اڑایا گیا تھا ان میں منیر چیمہ کا ہی خاص آدمی جمی تھا۔ ان سب گاڑیوں میں انھیں کے کتے تھے جنھیں باندھ کر گاڑیوں میں بٹھا دیا گیا۔۔ جو عبرتناک موت مر چکے تھے۔۔

اب جب میجر کمرہ عدالت میں داخل ہوئے تو ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں تھیں۔۔ ماہ بیر نے دشمنوں کے تمام الزامات کے بخیے ادھیڑ دئیے تھے۔ تمام گواہ اور ثبوت ان کے حق میں تھے۔

یہ لڑائی اپنی عزت نفس کی بحالی اور قوم سے وفاداری ثابت کرنے کی تھی۔۔ جو وہ اسکیلپل یا گنز سے ہر گز نہیں لڑ سکتے تھے۔۔

عدالتی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔۔

اب بس پاشا لوگوں کے حق میں فیصلہ ہوا ہی چاہتا تھا جب عدالت کا وقت بھی اختتام پذیر ہو گیا تبھی جج صاحبان نے فیصلہ اگلی تاریخ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی۔۔

اب پاشا،، سوہم اور کبیر تفاخرانہ چال چلتے باہر آئے تھے ان کے پیچھے ہی ماہر، ایشان اور ماہ بیر تھے۔۔ جب پھر منیر چیمہ، کھرل اور ان کے خاص آدمی کینہ توز نگاہوں سے انھیں گھورتے ہوئے سامنے آئے۔۔

"یہ پھر سامنے آ کر بھونکے گا اور میرا بلکل دل نہیں چاہ رہا اس کو منہ لگنے کا،، پاشا ابراہیم نے برا سا منہ بنایا۔

اگنور کرو،، سوہم نے کہا اور وہ ان کے سامنے سے گزر کر گاڑیوں کی جانب بڑھ گئے۔۔

منیر چیمہ کا بس نہیں چل رہا تھا یہیں ان فائرنگ کر کے ان کو بھون کر رکھ دے۔۔ جنھوں نے ان کی برسوں کی بنائی ساکھ مٹی میں ملا دی تھی۔۔ ہر کوئی ان پر تھو تھو کر رہا تھا۔ میڈیا نے ان کی عزت کی دھجیاں اڑا دیں تھیں۔۔

وائٹ پیلس میں اداسی کے ڈیرے تھے۔۔ روشے کی بہت طبعیت خراب تھی۔۔ جب سے پتہ چلا تھا کہ علیزے اس دنیا میں نہیں ہے تب سے اس کی طبیعت سنبھلی ہی نہیں تھی۔۔ سارا سارا دن کمرے میں پڑی رہتی۔۔ کبھی اپنے ماں باپ کو روتی کبھی بہن کو۔۔

اس کی طبیعت پر چھائی مردنی کو ختم کرنے کے لئے رواحہ نے ایک آئیڈیا سوچا تھا۔۔

رواحہ جو خود اس قدر بیزار تھی اپنی طبیعت سے،، فجر کے وہ اینڈ والے منتھ چل رہے تھے۔۔ مفرا اپنی نے پڑھائی میں اس قدر خود کو مصروف کر لیا تھا کہ کسی کی دلسوز یاد بھولے سے بھی اس کے پاس نا بھٹکنے پائے۔۔ سب کو خاص کر رواحہ اور فجر کو آروشے کی جانب سے بہت فکرمند تھی۔۔

تبھی رواحہ نے سب کے آپس کے مشورے سے یہ خرافاتی پلین بنایا تھا۔۔ جس میں سب سے پہلے پنکی نے اس پلین کو عملی جامہ پہنانے پر رضامندی کی مہر ثبت کی تھی۔۔

کوئی اور تو نا موقع تھا نا کوئی سبب،، اس لئے رواحہ کو کچھ اور تو نہیں سوجھا۔ مگر اس نے سب بڑوں کو بول دیا تھا کہ وہ فجر کی گود بھرائی کی رسم کرنا چاہتی ہے۔۔

اسے معلوم تھا کہ یہ ایک خالصتاً ہندوؤں کی رسم ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی سر پیر وجود یا مقصد نہیں۔۔ مگر یونہی ان لوگوں کا دھیان بٹانے کو وہ وائٹ پیلس میں کچھ نا کچھ کرنا چاہتی تھی۔۔ سوئے اتفاق ان دنوں کسی کی برتھ ڈے بھی تو نہیں تھی آس پاس سو یہی فنکشن ایک انٹرٹینمنٹ کا زریعہ ہی سہی۔۔

اور جو شغل میلہ اس نے لگانے کا سوچا تھا اس سے تو سب کا دھیان بٹ جانا تھا۔۔

شام کا وقت تھا۔۔ شفا کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ وائٹ پیلس کا لاؤنج بہت ہی خوبصورتی سے پنک اور فیروزی بلونز اور آرٹی فیشل فلاورز سے سجایا گیا تھا۔ یہ تیاری نہایت شاندار تھی۔۔

منی نے سب کو تیار ہونے کو بول دیا تھا۔۔

زمل نے آروشے کو زبردستی تیار کروایا۔ مفرا اور رواحہ نے بوجھل بوجھل سی فجر کو دلہن کی طرح تیار کیا۔۔

وہ اب سب لاؤنج میں تھیں۔۔

سب سے پہلے فجر کو مین صوفے پر بٹھایا گیا۔ اب رحاب، روحا اور زمل نے اس کا صدقہ اتارا تھا۔ کیونکہ پیدائش کا وقت بہت قریب تھا۔۔

اب ریشماں نے اس کی دوپٹے کے دامن میں سات قسم کے میوے ڈالے تھے۔۔ اور پنکی نے ساتھ قسم کے پھل،، یہ شگن تھا اس بات کا کہ اس کی گود ہمیشہ یونہی ہری بھری رہے۔۔

فجر شرمائے جا رہی تھی۔۔

آج اپارٹمنٹ میں جشن کا سماں تھا۔۔ وہ سب بہت ہی زیادہ خوش تھے۔ منزل بس چند قدم کے فاصلے پر تھی۔۔ اب کوئی فکر نہیں تھی۔۔

پاشا،، سوہم خان اور کبیر ان سب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اور اس میٹنگ میں اگلا لائحہ عمل ترتیب دے رہے تھے۔۔

میٹنگ مکمل ہوئی تو سب سے پہلے وہاں سے آریان کھسکا تھا۔۔

اپنے اور ایشان کے روم میں آیا اپنا لیپ ٹاپ آن کیا۔۔ یہ منظر حسن مینشن کے ایک کمرے کا تھا۔۔ مگر میڈم وہاں سے غائب تھی۔۔ اب حسن مینشن کے مختلف حصے چیک کیے مگر چھپکلی ندارد،،

اس نے پر سوچ سا اب وائٹ پیلس کا منظر دیکھا تھا تو بے تحاشا چونکا۔۔

یہ چل کیا رہا ہے یہاں؟ آریان کو وائٹ پیلس کی اس قدر سجاوٹ اور لاؤنج میں گھومتی ان نک سک سی تیار پریوں کو دیکھ کر حیرت ہوئی۔۔

وہ چپکے سے اٹھا۔۔ جہاں وہ سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آریان آیا اور ماہ بیر کو چپکے سے آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔ پھر ماہر،، جبران،، اور ایشان کو،، وہ بہانے سے باری باری اٹھے۔۔

پر یہ بات بھول گئے کہ جنھیں الو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ان کے باپ ہیں باپ،،

وہ سب بہانے سے آہستہ آہستہ وہاں سے کھسک آئے تھے۔۔

آریان کے روم میں آئے تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ اس نے پروجیکٹر سیٹ کیا ہوا ہے۔۔ سب نے آریان کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔

"سرپرائز ہے برادرز،، بہت بڑا،، تم لوگوں کے لئے،، دیکھو تو سہی آج وائٹ پیلس میں کوہ قاف سے پریاں اتر آئی ہیں اور کیا کیا گل کھلا رہی ہیں؟ وہ بے حد شریر لہجے میں کہتا پروجیکٹر آن کر چکا تھا۔۔

وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔۔

سکرین آن ہوئی تو تقریباً ان سب کی ہی دل کی دھڑکن تیز ہوئی ہوگی۔۔

ماہر سوہم خان تو مبہوت سا دیکھتا رہ گیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ سب صوفوں پر بیٹھیں تھیں۔۔ فجر اور آروشے کو ساتھ ساتھ بٹھایا گیا تھا۔ سب سے پہلے شفا منی کے ساتھ لاؤنج کے بیچ بیچ کھڑی تھی۔۔ جس نے فیروزی رنگ کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔

منی رحاب کا ہاتھ تھام کر لاؤنج کے بیچ میں کھڑا کیا تھا۔ رحاب کھڑی مسکرا رہی تھی جب اسپیکر پر گانا بجا اور شفا ہلکے ہلکے سٹیپ لگاتی رحاب کے اردگرد گھومنے لگی۔۔

بیٹا بیٹا نا کر ساسو اب تیرا بیٹا میرا ہے،،

جب تک بیٹا ممی بولے تب تک بیٹا تیرا ہے،،

اب تیرا بیٹا ڈارلنگ بولے ،،اب تیرا بیٹا میرا ہے ،،

محفل زعفران زار بنی تھی ۔۔ فجر اور حیرت انگیز طور پر آروشے بھی مسکرا رہی تھی ۔۔

جب تک بیٹا فیڈر بولے تب تک بیٹا تیرا ہے ،،
اب تیرا بیٹا جانو بولے ،،اب تیرا بیٹا میرا ہے ،،
بیٹا بیٹا نا کر ساسو اب تیرا بیٹا میرا ہے ،،

ان کے ان انداز پر میلوں دور بیٹھے ان کے بچے خوشی سے نہال ہوئے تھے ۔۔ آریان نے اسکرین پر دیکھ دانتوں تلے لب دبایا کیونکہ سب اسکرین پر دیکھتے اب کن اکھیوں سے اسے معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ۔۔

وہ اسکرین پر دیکھنے میں اس قدر محو تھے کہ انھیں معلوم نہیں ہوا جب اس روم میں تجسس سے مجبور پاشا ،،سوہم خان،،اور کبیر داخل ہوئے تھے ۔۔

پاشا نے ٹھٹھک کر اسکرین پر دیکھا جہاں رحاب تالیاں بجاتی اپنی بہو بیگم کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی ۔۔

یہ ہو کیا رہا ہے ادھر، ، پاشا نے سوہم خان کے کان میں سرگوشی کی، ، تو سوہم خان نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ کوئی بتائے گا؟ سوہم خان کی آواز پر وہ سب گڑبڑائے، ،

مگر ماہ بیر زرا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔ آئیے بڑے پاپا جوائن کیجیے دیکھئے آپ لوگوں کی بیگمات اور ہماری بیگمات مل کر کیا دھوم مچا رہی ہیں، ، ماہ بیر نے آنکھ ونک کی تو وہ بھی مسکراتے وہیں بیٹھ گیئے۔۔

اور اب جو منظر سکرین پر دیکھنے کو ملا تھا۔ اب گڑبڑانے کی باری پاشا، ، سوہم خان، اور کبیر ابراہیم کی تھی۔۔

کیونکہ ان کی تینوں پریاں لاؤنج کے بیچ و بیچ کھڑی تھیں۔ سروں پر ہیٹس اور آنکھوں پر سن گلاسز تھیں۔۔ اب اسپیکر پر گانا لگا تھا۔۔

ڈی جے والے بابو میرا گانا چلا دے،

ڈی جے والے بابو میرا گانا چلا دے،

ڈی جے والے، میرا گانا تو چلا دے، تھوڑا والیوم فل کر دے، تھوڑا بیس تو بڑھا دے، ،

دنیا رکھوں جوتوں کے نیچے، ، تو کہے تو بن جاؤں ڈی جے

دن رات بجاؤں گانے، ، ہندی انگلش نیئے پرانے، ،

حکم چلا، ریکویسٹ نا کر،، ناچی جا بے بی ریسٹ نا کر،،

وہ تینوں اپنی بھوؤں کی گال کھینچ کھینچ کراب ہلکے پھلکے سٹیپ لگاتی،، ریمپ سٹائل میں ڈانس کر رہی تھیں۔ رواحہ، فجر، آروشے، شفا اور مفرا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہیں تھیں۔

ادھر پاشا، سوہم خان اور کبیر کے دل گدگدا رہے تھے۔۔ یہ کیا ہو رہا تھا۔ وہ حیران تھے ان کا یہ روپ دیکھ کر،، مگر یہ تو طے تھا کہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا فجر اور آروشے کے لیئے تھا کیونکہ اسپیشل پروٹوکول انھیں ہی مل رہا تھا۔

اب منی اور اس کہ شاگردوں کی باری آئی تھی۔۔ آروشے کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔

ایشان اسے غور سے دیکھے گیا۔ علیزے کی ڈیتھ کی نیوز، سنانے کے بعد اس کی ہمت نہیں ہوئی تھی اس سے بات کرنے کی۔۔ جبکہ وہ گڈ نیوز اس کے بابا کبیر کے منہ سے سننے کو ملی تھی اسے۔ اور اب اسے یوں ہنستے مسکراتے دیکھ رگ و پے میں سرور سا دوڑ گیا تھا۔۔

وہ سب انھیں دیکھ رہے تھے۔ اتنے ماہ بعد اکھٹے،، جیسے

Executioners

کے پاس تو اس سے ضروری کام کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ان کے پاس فرصت کے لمحات تھے جس میں وہ ان کو یہ عجیب، اوٹ پٹانگ اور کیوٹ حرکتیں کرتے دیکھ رہے تھے۔۔

اب میدان خالی تھا۔ سب متجسس سے اسکرین کی جانب دیکھ رہے تھے کہ آخراب کیا ہونے والا تھا۔۔

مگر جیسے ہی مفرا سبز لینز لگائے اور پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے ماہر سوہم خان بنی لاؤنج میں داخل ہوئی تو باقی سب خواتین کے قہقہے چھوٹے تھے۔۔

ادھر ماہر کا دل زور سے دھڑکا۔۔ سب اب شرارتی نگاہوں سے ماہر کو دیکھ رہے تھے جو بظاہر اسکرین پر نگاہیں گاڑھے اطمینان سے چن پر ہاتھ فولڈ کرکے بیٹھا تھا۔۔

مزا تو تب آیا جب رواحہ لاؤنج کے بیچوں بیچ آکر کھڑی ہوئی،، اور ماہر بنی مفرا نے اس کی کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچا۔۔

جدوں ہولی جئی لینا میرا نام،، میں تھاں مرجانی آں،،،

رواحہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتی اپنی ساسوماں کے پیچھے چھپی تھی۔۔

مفرا ماہر بنی اسے ٹیز کرنے میں مصروف تھی۔۔

آروشے اور فجر ہنسے جا رہی تھیں۔

مرداں دے وعدے چوٹھے،، چوٹھا ہوندا پیار اوے

کرکے محبتاں،، قول جاندے ہار وے

کی اعتبار؟

جدوں کیندیاں نے مینوں سکھیاں ،، میں تھاں مرجاندیاں۔

مفرا ماہر بنی، مختلف انداز میں کیوٹ سے انداز میں کبھی اس کی کلائی مروڑ کر کبھی بال کھینچ کر پریشان کرتی رہی اور وہ اس سے دور بھاگنے کی ایکٹنگ کر رہی

تھی۔۔

ماہر بظاہر سنجیدگی سے دیکھے گیا۔ دل میں کیا کیا طوفان اٹھ رہے تھے۔۔ یہ تو وہی جانتا تھا۔ ہاں مگر اس کی سنجیدگی جو وہ خود پر طاری کیے بیٹھا تھا دیکھ کر کسی کو اسے چھیڑنے کی جرات نہیں ہو پائی تھی۔۔

ہاں مگر سب دبی دبی ہنسی ضرور ہنس رہے تھے۔۔

ہمم روح بیگم ،میرا پیار اور قول آپ کو جھوٹے لگتے ہیں،، ٹھیک ہو گیا،، پتہ چل گیا،، اب جلد ہی شکایت دور کرنے پہنچنے والا ہوں،

یہ دماغ میں سوچتے اس سے مخاطب ہوا۔ مگر سکون نہیں آیا تھا تو ٹیکسٹ لکھ کر اس کو سینڈ بھی کر

دیا۔۔

گانا ختم ہوا تو رواحہ صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔۔ موبائل فون پر نظر پڑی تو چونک گئی۔۔ مگر جب میسج کھول کر دیکھا تو ہتھیلیوں پر پسینہ ضرور آیا تھا۔۔ ماتھے پر بھی پسینے کے ہلکے ہلکے قطرے نمودار ہوئے۔۔

افففف یہ کیا کہا گیا تھا اسے۔۔ تو کیا وہ سب دیکھ چکا تھا۔۔ یا یہ وہ سب دیکھ رہے تھے اگر ہاں تو رواحہ کو چھپنے کی جگہ ڈھونڈنی چاہیے تھی۔۔ رواحہ کو تو سانپ سونگھ گیا۔

جبران غور سے اپنے پٹاخے کو دیکھے گیا۔۔ اس کا بھی یہ روپ اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔۔ وہ بھی گہری مسکان لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

جب رواحہ ہی سب سے پہلے اپنے روم میں کھسک چکی تھی۔۔

ارے یہ سب شروع کروا کر رواحہ خود کدھر گئی؟ رحاب نے کہا اور ادھر ادھر دیکھا۔

مگر فون پر بجتی رنگ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی پاشا کا تھا کافی دنوں بعد اس نے اکسائیٹڈ سا ہو کر فون اٹھایا۔۔

ہیلو،، کیسے ہیں آپ،، رحاب خوشگوار لہجے میں بولی۔

اونہھہ،، میں ٹھیک،، تم سناؤ،،؟ سب ٹھیک؟ کیا ہو رہا ہے؟ پاشا نے لاپروائی سے پوچھا۔۔

مگر نگاہیں اسکرین پر اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

کچھ خاص نہیں،، رحاب نے بھی لاپروائی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔

ہمم،، (پاشا نے ہنکارا بھرا) ڈی جے والے بابو میں کچھ خاص ہو بھی نہیں سکتا،، مجھے بولو؟ میں اس سے بھی اچھا گانا چلاؤں،، پاشا نے دانتوں تلے لب دبا کر کہا تو رحاب کے پیروں تلے سے زمین کھسکی تھی۔۔

پاشا،، بہت برے ہیں آپ،، آپ تو کام میں بزی تھے تو یہ،، ہاؤ ڈئیر یو،، رحاب کی سانس اٹکی اور قہقھوں کی آوازوں پر وہ کانوں تک لال سرخ ہوتی بھونچکی سی اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔

پاشا گہرا مسکرایا اور فون رکھ دیا۔۔

روحا کچن سے باہر آتی دکھائی دی تو سوہم خان نے اپنا فون نکال کر اس کا نمبر ڈائل کیا تھا جو کہ تیسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔۔

اسلام و علیکم کیسے ہیں آپ؟ روحا نے پوچھا۔۔

و علیکم السلام بلکل فٹ تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟ سوہم پوچھ بیٹھا۔

کچھ خاص نہیں کر رہے ہم،، روحا جانے کیوں گڑبڑائی۔

آں ہاں اور مجھے لگا ڈی جے والے بابو نے میرے ڈر سے آپ کی ریکوسٹ کو اگنور نہیں کیا ہو گا اور والیوم فل کر کے بیس بڑھا دی ہو گی،، سوہم خان نے کہا تو روحا کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر فرش پر گرا تھا۔ وہ سب چونک گئیں۔۔

کیا ہوا ماما،،؟ فجر نے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ پوچھ لیا۔۔

ی،،، یہ،، لوگ یہاں کا سب کچھ دیکھ رہے تھے،، روحا ناراضگی سے کہتی اپنے روم میں واک آؤٹ کر چکی تھی۔۔ اب تو مفرا اور شفا کے بھی رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔۔

منی نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔

پھر کیا تھا۔۔لاؤنج میں سے سب گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئیں تھیں۔۔

ادھر پاشا، سوہم اور کبیر مسکراتے اپنے رومز میں جا چکے تھے۔۔پیچھے ایشان تھے اور آریان جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔۔ماہر انھیں گھورے گیا۔۔

ہمیں نہیں پتہ تھا ماہر بھائی کہ آپ رواحہ بھابی کا نام اتنا ہولی لیتے ہیں،، کہہ کر آریان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔

ہمم پتہ تو مجھے بھی نہیں تھا کہ تم اپنی فاقے زدہ چھپکلی کو ڈارلنگ اور جانو بھی بولتے ہو،، ماہر کے سرسراتے لہجے نے آریان کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوڑا تھا۔ تو آریان نے واش روم گھس کر وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی تھی۔۔

ماہ بیر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔اگلی تاریخ میں کافی دن تھے۔۔

ماہر سے نگاہ بچا کر معنی خیز نگاہوں سے جبران اور ایشان کو دیکھا۔۔جیسے پوچھنا چاہتا ہو۔

چلنا ہے کیا؟

جبران اور ایشان نے سر نیچے جھکا کر بے اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ کو اس گرین مونسٹر سے چھپایا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don't copy paste without my permission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode47........

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

منیر چیمہ،، منسٹر اور رستم اپنی ہونے والی ہار برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔۔ کتوں کی دم پر پیر آیا تھا سکون سے کیسے بیٹھتے۔۔ سر پر لٹکتی ہار کی تلوار نے سینے میں سانس اٹکا رکھی تھی۔۔ برسوں کی بنائی ساکھ و عزت اور حرام کی کمائی گئی دولت داؤ پر لگی تھی۔۔

اب بھی وہ منیر چیمہ کے فارم ہاؤس پر بیٹھے ایک بہت بڑی سازش ترتیب دے رہے تھے کہ کیسے دشمن کی کوئی کمزوری ہاتھ لگے اور وہ انھیں مات دیں۔۔

رستم کی جو درگت اس گرین مونسٹر نے بنائی تھی۔ وہ تب سے سکون سے نہیں بیٹھا تھا۔۔ اپنی تمام تر طاقت استعمال کر کے ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر وہ اب چندہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

تبھی انھوں نے ماہ بیر کے ساتھ دیکھے جانے والے اس کے خاص الخاص آدمی وسیع کو نشانہ بنایا تھا۔۔

آخری سنوائی کے بعد کافی عرصے تک وہ وسیع کو نشانے پر رکھے ہوئے تھے۔

جانتے تھے ان کے آدمی ہیں تو وفادار ہوں گے وہ اس طرح انھیں نہیں توڑ سکتے تھے اور وسیع کو اٹھاتے تو جلادوں کو خبر مل جاتی اور وہ الرٹ ہو جاتے تبھی انھوں نے وسیع کی پوری ڈیٹیلز نکال کر وسیع کے گھر والوں کو اپنا نشانہ بنایا تھا۔۔ انھیں اغوا کر کے یرغمال بنایا۔۔ اور اب وہ وسیع کے زریعے ایک بہت بڑی سازش سرانجام دینے والے تھے۔۔

تبھی رستم کراچی کے لیئے روانہ ہوا تھا آخرا تنے برسوں بعد جس چیز کو حاصل کرنے کے لیئے وہ پاگل تھا اس کی دسترس میں آنے والی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ماہ بیر، ایشان اور جبران کا دل تو تھا کہ اڑ کر وائٹ پیلس پہنچ جاتے خاص کر ماہ بیر جب وہ جانتا تھا کہ وہ نازک جان کس قدر نازک مرحلے سے گزرتی حساس ترین وقت کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اسے اس وقت سب سے زیادہ ماہ بیر کی ضرورت ہے مگر ایسا کچھ کر نہیں سکے۔۔ مجبور تھے۔۔ بلکہ اس سب

کے بعد تو ان سب کا دل تھا کہ فوراً سے پہلے اپنی پریوں کے پاس پہنچ جائیں مگر ابھی کچھ اور امتحان باقی تھے۔۔

پاشا نے ماہ بیر کو ایک اور ٹاسک سونپ دیا تھا۔۔ جب اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

وہ جو کیس کے بعد برآمد کیے گئے اسلحہ اور حساس ہتھیار حکومت کے سپرد کرنا چاہتے تھے۔ دشمن سر توڑ کوشش کر رہا تھا اسے ڈھونڈ کر واپس حاصل کر کے اپنی طاقت کے طور پر استعمال کرنے کے لیئے۔ اور تقریباً مال تک پہنچ بھی جاتے مگر پازا نے ماہ بیر جبران، ایشان کو سوہم خان کے ساتھ اس کی حفاظت کے لیئے اس مقام تک پہنچنے کا آرڈر دے دیا تھا۔۔

وہ چپ چاپ راضی ہو گئے تھے۔ اب انھیں سوہم خان کے ساتھ اسی رات کے اندھیرے میں کراچی کے لیئے نکلنا تھا۔ مگر وائٹ پیلس جانے کے لیئے نہیں اپنا ٹاسک پورا کرنے کے لیئے جو پاشا نے میجر عاصم کے کہنے پر اور ہیڈ کوارٹرز سے اشارہ ملنے پر مال کی منتقلی کا انھیں سونپا تھا۔۔
وہ فوراً کراچی کے لیئے روانہ ہوئے تھے۔۔

وسیع کی بہنیں ان جانوروں کے قبضے میں تھیں۔۔جو وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ بدتمیزی اور تشدد کی ویڈیوز بنا کر اسے سینڈ کر رہے تھے تبھی وہ اپنے مسیحاؤں سے غداری کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔۔کرتا بھی کیا مجبور کر دیا گیا تھا۔۔بہنوں کی عزت داؤ پر لگی ہو تو بھائی اپنی گردنیں سر اٹھا کر کٹوانے کو راضی ہو جائیں یہ تو پھر اسے اپنے مسیحاؤں سے غداری ہی کرنی تھی ناں۔۔

تبھی رستم کے کہنے پر اس نے رواحہ کا نمبر لا کر رستم کو دیا تھا۔۔

وہ اپنی اتنی سی فتح پہ ہی پھولا نہیں سما رہا تھا۔۔تبھی اس نے رواحہ کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آج وائٹ پیلس میں صبح معمول کی طرح طلوع ہوئی تھی مگر کون جانتا تھا کہ یہ صبح اپنے سینے میں بے شمار طوفان اور دل دہلا دینے والے حادثے لے کر طلوع ہوئی ہے۔۔

رواحہ اپنے کمرے میں لیٹی کل رات کی کارگزاری سوچ رہی تھی اور شرم سے دوہری ہو رہی تھی۔۔ اتنا عرصہ ہو گیا تھا اس ظالم دشمن جاں کو اس سے دور گئے کہ اب تو اس نے دن و رات کا شمار کرنا اور یاد رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔۔

اب تو اس کی قربت ،، اس کا جادوئی لمس بھی بھول گئی تھی ۔۔ خود کو فجر میں اور آروشے میں الجھائے رکھتی ۔۔ فجر کی جانب سے زیادہ دل پریشان تھا۔ اب جب اس کے پورے دن چل رہے تھے جب اس کو ماہ بیر کی سب سے زیادہ ضرورت تھی تو وہ جانے کن جھمیلوں میں پھنسا تھا کہ مڑ کر اپنی بیوی اور ہونے والے بچے کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔

رواحہ خود کو فجر کی جگہ رکھ کر سوچتی تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے وہ بھی تو ممتا کی دہلیز پر قدم رکھتی تین ماہ پار کر چکی تھی۔ صرف وائٹ پیلس میں سب کو معلوم تھا مگر اس نے انھیں بتانے سے منع کرتے ہوئے قسم دی تھی کہ کوئی اس ظالم جادوگر تک یہ بات نہیں پہنچائے گا کہ رواحہ نے یہ سزا خود اس کے لئے تجویز کی تھی ۔۔ اب وہ گرین مونسٹر اپنی مارش میلو سے اتنی دور تھا تو اتنی بڑی خوش، خبری سے بھی دور رہے ۔

وہ گہری سوچ میں غلطاں تھیں کہ چنگھاڑتے فون نے اس کہ توجہ اپنی جانب مبزول کروائی ۔۔
اسے عجیب لگا کیونکہ پہلی دفعہ اسے کسی ان ناؤن نمبر سے کال آرہی تھی تبھی اگنور کر گئی ۔۔
مگر وقتاً فوقتاً بجتی بیل نے اچھا خاصا اس کی سوچوں میں خلل پیدا کر رکھا تھا ۔۔ تبھی اس نے اکتا کر فون اٹھایا ۔۔ یہ سوچ کر کے شاید اسی دشمنِ جاں کی آواز سننے کو مل جائے ۔۔

ہیلو،، اگر آپ ہیں تو مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ،، وہ تڑخ کر بولی ۔

نہیں چندا بائی،، وہ نہیں رستم ہے،، ہیں کچھ پرانے عاشق بھی جن کو بھولتی نہیں ہو تم،، جو تمھیں بھول ہی نہیں سکتے،، ہاں مگر تم بھول گئی ہو ناں تو تمھاری یاداشت واپس لانے کا انتظام کیا ہے ہم نے،،

سر سراتا لہجہ تھا،، ہو بہو رستم کے جیسا مگر آواز اس کی نہیں تھی۔۔ ہو بھی کیسے سکتا تھا۔ ایک جلاد نے اسے چندا بائی بولنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا تھا۔۔

رواحہ کا چہرہ خوف کے مارے لٹھے کی طرح سفید پڑ چکا تھا۔ ہوش و حواس سلب ہونے لگے۔۔

کک کون،،؟ رر،،، رس،، رستم،، وہ سانس بھی نہیں لے پا رہی تھی۔ بھروسہ چھنا کے سے ٹوٹا تھا کہ اتنی سکیورٹی میں وہ اس کے نمبر تک کیسے پہنچا تھا۔

رستم نہیں،، رستم کا بہت خاص،، مگر پیغام اس کا ہی سمجھ لو،،

رواحہ فون رکھنے لگی جب۔

فون رکھنے کی گستاخی مت کرنا چندا بائی۔۔ نہیں تو تمھاری ایک چھوٹی سی غلطی وائٹ پیلس میں موجود ان ساری عورتوں کی جان و عزت داؤ پر لگا دے گی جو اس وقت تمھارے آس پاس موجود ہیں،، ایک تو بچہ پیدا کرنے والی ہے ناں،، سب معلوم ہے ہمیں اور تم تک پہنچنا اتنا ہی آسان،، شاید جانتی نہیں پہلے بھی اس محل کو بم سے اڑا کر ان کے سر کچل چکے ہیں ہم،، اور اب بھی اتنا ہی آسان ہے،، ساری عورتوں کو بالوں سے گھسیٹ کر،، بے عزت کر کے لے جائیں گے ہم اور وہ ہیجڑے بھی کچھ نہیں کر پائیں گے،،

وہ جو کوئی بھی تھا بہت بری طرح اسے اپنی باتوں کے ٹریپ میں پھانستا چلا جا رہا تھا جبکہ رواحہ نہیں جانتی تھی کہ وائٹ پیلس کو ڈھونڈنا یا اس پر حملہ کرنا ان بزدلوں کے بس کی بات ہو ہی نہیں سکتی تھی۔۔

کیونکہ سمیع تک کو درست ایڈریس نہیں معلوم تھا۔

رواحہ کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔۔ تبھی کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی جیسے مفقود ہو چکی تھی۔۔

سنو چندا بائی فون رکھے بغیر جو بول رہا ہوں کرتی جاؤ،، اگر باقی عورتوں کی سلامتی چاہتی ہو تو ابھی کہ ابھی اٹھو اور باہر نکلو،، جتنے بھی پہرے ہیں یہی کہہ کر نکلو گی باہر کہ اس ڈی آئی جی کی بیٹی سے ملنے جا رہی ہو سمجھی،،

وہ ادھر سے دھاڑا۔ اور رواحہ کو سب کا بتا چکا تھا کہ کون کس کی بیوی ہے اور اس وقت وائٹ پیلس میں ہی موجود ہے۔۔ جبکہ مفرا کا بھی بتایا کہ وہ اس وقت کالج میں ہے تو وہ اگر باہر نا نکلی تو اسے کالج سے ہی اٹھا لیں گے۔۔

تو رواحہ روح تک کانپ اٹھی تھی۔۔

کیا کرتی؟ کیا نہیں؟ کاش وہ یہاں ہوتے تو یہ نوبت نا آتی۔ شدید بے بسی کے احساس سے تواتر سے انکھوں سے آنسو بہے،،

مگر وہ بھی سب بھلا کر باقی خواتین کا سوچ کر چپکے سے باہر نکلی۔۔ میرون فراک کے نیچے میرون ٹراوزر پہنے اس نے شال کندھوں پر اوڑھی اپنے پرانے بیگ میں سے ایک ڈبیہ نکال کر دوپٹے کے پلو سے باندھ لی،، جو وہ اکثر یہ سوچ کر پہلے بھی اپنے پاس، رکھتی تھی کہ اگر وہ درندہ اس کے پاس بھی بھٹکے گا تو وہ اس ڈبی میں سے زہر پھانک لے گی۔۔

اور کمرے پر ایک الوداعی نگاہ دوڑائی اور کمرے سے چپکے سے کسی خاتون نگاہوں میں آئے بغیر نکلتی چلی گئی۔۔

تب سامنے سے منی آتی نظر آئی اور اس کے پیروں نیچے سے زمین کھسکی۔۔

مارش میلو کیا ہوا؟ کدھر جا رہی ہو؟ منی کو اس کا سفید چہرہ دیکھ تعجب ہوا۔۔

موبائل وہ شال میں چھپا چکی تھی۔۔

منی،، مم،، میری طبیعت خراب ہے مجھے دودھ لا دو کچن سے میں نے میڈیسن لینی ہے،، وہ نم آنکھوں سے بولی تو منی لپک کر کچن کی جانب گئی۔۔

فون پر مسلسل وہ بول کر اسے سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔۔

رواحہ بڑی آسانی سے وائٹ پیلس کی دہلیز پار کر گئی تھی۔ ہاں اس نے ایک مرتبہ بھی اس شخص کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ جس کی سانسوں میں وہ بسی تھی۔۔ جس کی ہونے سے اس کی سانس چلتی تھی۔۔ جس کا بچہ اس کی کوکھ میں پل رہا تھا۔

ایک مرتبہ اپنے پیٹ کی جانب دیکھا اور ناک کی سیدھ میں چلتی گئی ایک ہاتھ کی مٹھی میں ایک بہت چھوٹی سی ڈبیہ تھی جسے چپکے سے اس نے اپنے دوپٹہ کے پلو سے باندھ لیا تھا۔ یہ ایک زہر کی ڈبیہ تھی یقیناً اگر وہ درندہ اس کی عصمت دری کا ارادہ رکھتا تھا تو وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے والی تھی۔۔
وہ تو اس کی امانت تھی اس کی محبت،، ماہر سوہم خان کا عشق رگوں میں خون بن کر دوڑ رہا تھا۔ اس کی عزت و عصمت کا وہ محافظ تھا، مالک تھا۔ مگر

ہاں ایک مرتبہ پھر وہ اس پر بھروسہ نہیں کر پائی تھی اس کے اعتبار اعتماد کی دھجیاں اڑاتی وہ وائٹ پیلس کراس کر گئی۔
رواحہ کو ماہر پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے سب کچھ بتانا چاہیے تھا مگر،،،
وہ کافی ساری گلیاں چل کر مطلوبہ جگہ پہنچ چکی تھی۔ سامنے ہی ایک وائٹ کلر کی گاڑی نظر آئی۔۔ جس کے باہر ایک دیو قامت بندہ کھڑا اسے درندوں کی طرح گھور رہا تھا۔
اس نے رواحہ کا بازو دبوچ اسے گاڑی میں دھکیلا۔۔
رواحہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔ گاڑی چلتی رہی۔۔

دو تین گھنٹوں بعد جھٹکے سے گاڑی ایک سنسنان ویران عمارت کے پورچ میں رکی تھی۔۔ تب رواحہ نے دوپٹہ سے بندھی ڈبیہ کھول کر ہاتھ میں پکڑلی تھی۔۔

وہ گاڑی سے لرزتی کانپتی اتری تو بلکل سامنے ہی وہ درندہ صفت انسان بھوکی کمینی نگاہوں سے استہزیہ سی ہنسی ہنس کر اسے گھور رہا تھا۔

رواحہ کے قدم وہیں جم گئے۔۔ مگر ہاتھ میں تھا فون وہیں گاڑی میں گر چکا تھا۔۔۔ تب رستم اس کی جانب لپکا تھا اور اسے بازو سے دبوچ کر اندر کھینچنے لگا۔۔

وہ مچلی تڑپی روئی، ،چھوڑو مجھے،، حلق کے بل چلائی۔۔ مگر آج شاید اس کی سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔ رستم اسے گھسیٹ کر اندر طویل راہداریوں سے گزرتا ایک اندھیرے والے کمرے میں لایا تھا۔۔ اور لا کر بے دردی سے بیڈ پر پٹخا۔۔ وہ تو یہ وار رواحہ نے بیڈ پر ہاتھ رکھ کر روکا تھا۔۔

رستم کا دل کر رہا تھا اس کی چمڑی ادھیڑ دے مگر ابھی منیر سے بات کیے بغیر اسے کوئی قدم نہیں اٹھانا تھا تبھی وہ اس بلکتے وجود کو خونخوار نگاہوں سے گھورتا باہر کی جانب بڑھا۔۔

منی جوسائے کی طرح اس کے آس پاس رہتی تھی رواحہ کا جان بوجھ کر دیا گیا کام یعنی دودھ لے کر اس کے پاس آئی تھی۔ تب خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔۔ ادسے حیرت ہوئی۔ تب منی نے وائٹ پیلس کا کونا کونا چھان مارا تھا مگر وہ کہیں نا ملی تو اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔۔
فوراً باہر جا کر گارڈز سے تفتیش کی مگر وہ شاید پچھلی جانب سے گیٹ کراس کر کے گئی تھی جو سامنے والے گارڈز کو کچھ علم نہیں تھا۔
وہ پچھلی جانب لپکی تو گارڈ نے کہا۔

میڈم نے سختی سے کہا تھا کہ میرا حکم ہے دروازہ کھولو تبھی کھولا تھا،،
بے وقوفو،، گدھو،، وہ ہری بلا تمھارا کیا حشر کرے گا جانتے ہوناں کسی کام کے نہیں،، منی نے دانت پیس کر کہا اور فوراً ماہر کو فون لگایا۔۔
یہ ایمرجنسی بیل تھی جو دوسرے بیل پر رسیو کر لی گئی۔۔
کیا ہوا منیب؟ ماہر کا سرسراتا لہجہ وہ تو رات سے ہی بے چین سا تھا ماہی بے آب کی طرح تڑپتا جیسے لاشعور میں یا چھٹی حس کسی آنے والے خطرے کا بتاتی ہو کہ کچھ بہت ہی برا ہونے والا ہے۔ ماہر کے انگ انگ سے بے چینی پھوٹی۔۔

وہ،، مم،، مارش، میلو،، وہ وائٹ پیلس میں نہیں ہے،، منی بمشکل ہی بول پائی۔

واٹ،، وہ دھاڑا،، تم ہوش میں ہو منیب،، یہ کیا بول رہے ہو؟ تم جانتے ہو ناں میں اسے تمھارے زمہ داری میں سونپ کر آیا تھا،، تمھاری حوالے کر کے،، وہ دھاڑا تو پاشا، آریان اور کبیر اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

وہ مجھے نہیں پتا کیسے مگر خود چل کر وائٹ پیلس سے باہر گئی ہے مجھے بھی کچن میں بھیج دیا اس نے،، منی شدید گھبرائی ہوئی تھی دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئے۔

مگر دوسری جانب سے فون رکھ دیا گیا تھا۔

پاشا اس کی لال انگارا آنکھیں اور تنی رگیں دیکھ سمجھ گیا کہ بہت کچھ برا ہو چکا ہے۔۔

کیا ہوا ماہر سوہم خان؟

روح وائٹ پیلس میں نہیں ہے ڈیڈ،، جس کا مطلب سمجھتے ہیں آپ،، وہ اپنی کنپٹیاں سہلاتا اپنے روم کی جانب بھاگا۔ وہ سب اسکے پیچھے آئے۔

اس کا مطلب کے دشمن اپنا وار کر چکا ہے،، پاشا کے اعصاب پر کسی نے ہتھوڑے برسائے تھے جیسے،،

وہ تیزی سے اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا۔ روم روم سے بے چینی اور بے سکونی، تڑپ زہنی انتشار چھلک رہا تھا۔

تم چاہو بھی تو وقت پر وہاں نہیں پہنچ پاؤ گے ماہر،، پیشنس رکھو،، پاشا نے کہا تو اس نے لال انگارا بھیگی شکایتی نگاہوں سے پاشا کو دیکھا۔

نہیں رکھ سکتا پیشنس ڈیڈ میں مر جاؤنگا،، اس نے اپنے بال مٹھیوں میں تھا۔۔

اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ اس گرین مونسٹر کی دگرگوں حالت دیکھ سب کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

تبھی پاشا کا فون رنگ ہوا تھا۔۔ منیر چیمہ کا تھا۔۔ یقیناً وہ اپنا کارنامہ سنانے کو کتے کی طرح فون میں بھونکنے والا تھا مگر سامنے پاشا تھا۔۔ اس نے فون نہیں اٹھایا تھا۔ تاکہ وہ وقت سے پہلے کچھ بھی کرنے سے باز رہیں۔۔ پاشا نے ماہ بیر کو فون ملایا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

روحا نے رو رو کر وائٹ پیلس سر پر اٹھا لیا تھا تب اس کا فون رنگ ہوا۔۔ سوہم خان کا تھا۔ اس نے پہلی بیل پر جھپٹ کر فون اٹھا لیا۔

سوہم خان،، وہ بول کر بلک بلک کر رو دی۔ سوہم خان جس کو پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی۔ اب تنی رگوں سے فون پر اس کی سسکیاں سن رہا تھا وہ جو رات ہی ادھر پہنچ چکے تھے اب اپنی جگہ سے وائٹ پیلس کی جانب آ رہے تھے۔ منی ان کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ماہر کے فون رکھنے کے بعد اس نے ڈائریکٹ سوہم خان سے بات کی تھی۔۔

روحا رونا بند کرو اور مجھے تفصیل بتاؤ،، سوہم نے، گاڑی میں بیٹھے ماہ بیر، ایشان اور جبران کو مخصوص اشارہ کیا تو وہ لیپ ٹاپ کھولے اپنے کام میں مگن ہو گئے۔

سوہم خان وہ ہم اپنے کمرے میں تھے تو،، روحا نے رو رو کر منی کی دی گئی انفارمیشن اسے سنائی۔ وہ شفا سے ملنے کا بول کر گھر سے نکلی ہے،، سوہم خان، وہ،، وہ،، ماں بننے والی ہے،،

یہ بول کر روحا پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔ سوہم خان یہ بات سن کر بے تحاشا چونکا اور بے چین سا ہوا۔

اور یہ بات تم مجھے اب بتا رہی ہو روحا،، کس حق سے اور کس جرات سے تم لوگوں نے یہ بات ہم سے چھپا رکھی تھی،، سوہم خان دھاڑا۔۔

ہمیں معاف کر دیں سوہم خان،، ہم اپنی بہو کی حفاظت نہیں کر پائے،، وہ بلکی مگر سوہم ناراضگی سے فون رکھ چکا تھا۔۔

اور پیچھے مڑ کر ان سے مخاطب ہوا۔۔

وائٹ پیلس کے آس پاس کے تمام سی سی ٹی وی کیمرے چیک کرو،، دور دور تک لگائے گئے ہیں،، یقیناً کچھ نا کچھ کلو مل جائے گا۔۔ سوہم پر امید تھا۔۔

بہت جلد انھیں مختلف کیمروں میں رواحہ چلتی دکھائی دی۔۔ جو روتی آنسو صاف کرتی فون کان سے لگائے بس چلے جا رہی تھی۔۔ تب یہ لوگ وہ گاڑی بھی دیکھ چکے تھے۔۔جس میں اسے زبردستی پھینکا گیا تھا۔۔

اتنی دیر میں ان سب کے فونز میں رواحہ کے فون کی ریکارڈنگز اور لوکیشن بھی سینڈ کر دی گئی تھی۔۔ فتح کے نشے میں چور بے وقوف دشمن شاید اس بات پر غور نہیں کر پائے کہ رواحہ کے ہاتھ میں اس کا موبائل ہے۔

انھیں تو بس جلادوں کی کوئی کمزوری چاہیے تھی جو حاصل کر کی وہ خود کو تیس مار خاں سمجھ بیٹھے تھے۔۔ مگر نہیں جانتے تھے کن سے الجھ بیٹھے ہیں۔۔

تبھی ماہ بیر کا فون رنگ ہوا جو اس نے اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔ پبلک بوتھ کا نمبر تھا جو کبھی کبھی وسیع کوئی ضروری انفارمیشن دینے کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ اس نے فوراً ریسیو کر کے کان کو لگایا۔ سر مجھے معاف کر دیں،، یہ ساری انفارمیشن میں نے دشمنوں تک پہنچائی کیونکہ،، وہ ساری تفصیلات اسے سناتا چلا گیا بڑی مشکل سے دشمن جو اپنی دانست میں اپنا کام کر چکے تھے اب کوئی رکاوٹ انھیں نہیں روک سکتی تھی،، وسیع انھیں ڈاج دے کر فون بوتھ تک پہنچا تھا۔۔ ماہ بیر کو ساری بات بتا کر اس نے یہ بولا،، سر مجھے یقین ہے آپ میری بہنوں کو اپنی بہنیں سمجھ کر آزاد کروالیں گے،،

وسیع،، ہم مل کر انھیں بچائیں گے،، اپنی کنپٹی سے گن ہٹاؤ،، یہ میرا آرڈر ہے،، بزدلوں کی طرح پیٹھ مت دکھاؤ،، مل کر دشمن کا سامنا کرنا ہے،، لڑتے ہوئے مرنا تو بہنوں کو فخر بھی ہو گا تم پر،، اس طرح بزدلوں کی طرح خود کو مارو گے تو ماں دودھ بھی نہیں بخشے گی تمھیں،، سمجھے،، اب جو لوکیشن بھیج رہا ہوں ادھر پہنچو فورا،، یقینا بہنیں بھی ادھر ہی ہوں گی،،،

ماہ بیر جو اس فون بوتھ کا کیمرا آن کر چکا تھا وسیع کو اپنی کنپٹی کی جانب گن لے جاتے بے تحاشا چونکا تھا۔

یقینا وہ ایسا ان سے غداری کرنے کی گلٹ میں کرنا چاہتا تھا مگر ماہ بیر نے بہت سمجھداری سے اسے روک دیا تھا۔ جب اس کا ہاتھ شاخ کی طرح نیچے جھولتا دیکھا۔

ماہ بیر کی باتوں نے ایک نیا جوش و جزبہ بھر دیا تھا سمیع کے اندر،، تبھی وہ ایک نئے عزم و حوصلے سے فون اپنے ہاتھ میں پکڑے فون بوتھ سے باہر نکل کر ایک جانب بڑھا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode48....

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رواحہ مسلسل روئے جارہی تھی۔ ایک عجیب ساڈر،، عجیب ساخوف تھا جورگ وپہ میں سرایت کررہا تھاکچھ کھونے کا،،کوئی انہونی ہونے کو تھی۔ تبھی قدموں کی چاپ اسے اس کمرے تک آتی سنائی دی۔۔

رواحہ کا دل تیزی سے دھڑکا،،ہاتھ میں پکڑی ڈبی مظبوطی سے مٹھی میں بھینچ لی۔ وہ تو اس کی امانت تھی جو اس کی روح میں بسا تھا آج وہ یقیناً اگر اپنی حفاظت نا کرپاتی تو موت کو گلے لگانے والی تھی۔۔

تبھی کلک کی آواز سے ڈور کھلتا چلا گیا اور وہ درندہ نما بے رحم سفاک انسان دھیمے قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھنے لگا۔۔ اس کے ساتھ ہی اس کا خاص آدمی بھی تھا جو دم چھلا بنا اس کے ساتھ ہی گھوم رہا تھا۔ وہ بیڈ کے قریب آیا تو رواحہ خود میں سمٹ گئی۔۔

تبھی رستم کا وہ کتا پھنکارا۔

"کیسا لگ رہا ہے چندا بائی،، اپنی اصلیت کی جانب لوٹ کر،، تمھارا ٹھکانہ تو ہمیشہ سے یہی تھا۔۔ رستم کی رکھیل بن کر رہنا تمھارا مقدر ہے،، تمھاری وجہ سے جو اس نے رستم کے ساتھ کیا اب وہ سود

سمیت لوٹانے کا وقت آگیا ہے ،، دیکھنا کیسے تمھیں بے عزت کر کے دنیا کو تماشہ دکھایا جائے گا تمھارا ،،

وہ کریہہ شکل والا شیطان مغلظات بک کر رواحہ کی جان مزید ہلکان کر رہا تھا جب رستم رواحہ کی جانب لپکا۔۔ وہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹتی چلی گئی۔۔

خبردار رستم ،، کیوں بے موت مرنا چاہتے ہو ،، مجھے چھونے کی بھول ، بھول کر بھی مت کرنا ،، نہیں تو ابھی تو صرف مجھے چندا کہنے پر اس نے تمھاری زبان کاٹی ہے ،، چھوا تو اتنے ٹکڑے کرے گا کہ سمیٹنے والے پریشان ہو جائیں گے ،، کیونکہ تمھاری طرح دلال نہیں شوہر ہے وہ میرا اور میرے ہونے والے بچے کا باپ ،، جانے دو مجھے ،، وہ چلائی تو رستم نے حیران ہو کر اسے دیکھا جو پہلے سہمی چڑیا کی طرح محض پھڑپھڑا کر رہ جاتی تھی مگر اب کسی کے بخشے گئے اعتماد سے شیرنی کی طرح غرا رہی تھی۔۔ مگر بچے والی بات پر وہ شدید قسم کا چونکا تھا۔۔ اس کا دل کیا سامنے کھڑی اس لڑکی کو تیزاب کے ڈرم میں پھینک دے ،، کیونکہ یقیناً اب وہ رستم کے کسی کام کی نہیں رہی تھی۔۔

رستم بھنا کر اس کے قریب آیا تھا۔۔ ایک زناٹے دار تھپڑ مارا تھا اسے کہ وہ تیورا کر گرتی مگر اس سے پہلے وہ اسے دبوچ کر اس کی شال کھینچ کر دور اچھال چکا تھا۔۔ رواحہ کہ قدموں تلے سے زمین کھسک گئی۔۔ تب اس نے ہاتھ میں پکڑی ڈبی انگلی کی مدد سے کھول کر پوری کی پوری اپنے حلق میں انڈیل کر فوراً نگل لی تھی۔۔

اور وہ جو محض اسے ڈرانے آیا تھا اسے بیڈ پر پھینک کر باہر جانے لگا۔۔

دادا اس نے کچھ نگلا ہے،، مر جائے گی یہ،، اس کے چمچے نے للچائی نگاہوں سے بیڈ پر پڑی رواحہ کو دیکھا۔

مر جانے دو میرے کسی کام کی نہیں رہی،، رستم جیسے کہنا چاہتا ہو اور وہ دونوں شیطان کمرے سے باہر نکل کر اسے لاک کر گئے۔۔

رواحہ کے پورے جسم میں درد کی لہریں اٹھیں تھیں

م،ا،،،،،،ہر،،،،، کپکپاتے لبوں سے پکارا۔

۔۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہی تھی بلکل بھی۔۔

بہت جلد رواحہ کو اپنا دم گھٹتا اور ایک ناقابلِ تلافی نقصان کے ہونے کا احساس شدت سے ہوا تو آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہے اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی چلی گئ۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وائٹ پیلس میں ایک بے چینی ایک ہلچل سی تھی جب سب کو رواحہ کے بارے میں پتہ چلا۔ اور یہ بھی کہ وہ محض ان سب کی خاطر وائٹ پیلس کی دہلیز پار کر گئ تھی۔۔

وہ سب ریشماں کے کمرے میں تھیں۔۔

فجر اپنے کمرے میں تھی اور مسلسل ماہ بیر سے کونٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مگر وہ فون اٹھا نہیں رہا تھا۔۔ ہر وقت کوئی نا کوئی اس کے پاس، رہتا تھا اس کا خیال رکھنے کو،، مگر اب وہ اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔۔

جب بہت اچانک ٹینشن و پریشانی سے ایک درد کی شدید لہر اٹھی اور اسے تڑپا گئی۔۔

آہہہہہہہ،،، وہ سسکی،،، ماہ بیر،، لبوں سے اس بے مہر کا نام ادا ہوا صوفے پر بیٹھ کر دوہری ہوئی۔۔

وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔۔ مگر اسے ان تک پہنچنا تھا۔۔ بڑی ماں،، دادو،، وہ سسکی،، بمشکل صوفے کا سہارا لے کر کھڑی ہوئی۔۔ اور دروازے تک آئی۔۔ یونہی دیواروں کا سہارا لیتی ہوئی وہ ریشماں کے کمرے کے قریب پہنچ ہی گئی۔۔

بڑی ماں،، وہ چیخی۔۔

اندر جور حاب،، روحا اور زمل اپنا غم غلط کرنے میں مصروف تھیں فجر کی چیخ سن کر گھبرا کر باہر کہ جانب لپکی تھیں۔۔

جہاں وہ بری طرح کمر پر ہاتھ رکھے دہری ہو رہی تھی۔۔ اور درد سے چیخ رہی تھی۔۔ رحاب اور زمل نے آکر اسے تھاما اور سہارا دے کر صوفے پر بٹھایا۔۔

آروشے اور مفرا بھی اپنے کمرے سے نکل آئیں تھیں۔ کچھ ہی دیر میں وائٹ پیلس فجر کی چیخ و پکار سے لرز اٹھا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

لوکیشن مسلسل ٹریس کرتے وہ مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے۔ ایک ایک پل بھاری تھا۔۔ سوہم خان کے بیٹے کی زندگی داؤ پر لگی تھی وہ کیوں نا تڑپتا۔

یہ ایک بڑی سی ویران عمارت کی لوکیشن تھی۔۔

دشمن شاید یہی سمجھ رہے تھے کہ سب جلادیہاں موجود ہیں ہی نہیں تبھی یہ گندا کھیل کھیلا تھا انھوںنے۔۔

گاڑی تھوڑی دور پارک کر کے وہ آہستگی سے محتاط انداز سے عمارت کے قریب گئے تھے۔۔

ماہ بیر اور سوہم خان سامنے سے اور ایشان اور جبران عمارت کے پیچھے سے آگے بڑھے تھے۔ منی گاڑی میں تھی اور دعا مانگ رہی تھی کہ وہ خیریت سے ہو۔ اکیلی کب تھی ایک اور جان جڑی تھی اس کی جان سے،، کتنا بولا تھا اسے کہ بتا دے مت چھپائے، مگر اس کہ تو ایک ہی ضد تھی کہ جیسے اس نے مجھے خود سے دور رکھا ویسے میں نے اسے اس خوشخبری سے دور رکھا ہے آئے گا تو بتا دوں گی،، اور اب منی پچھتاوے میں ڈوبی تھی کہ آخر وہ اس پاگل لڑکی کی باتوں میں آئی ہی کیوں؟

ادھر وہ عمارت میں اندر تک داخل ہوئے تو اب سامنے سے مزاحمت شروع ہوئی۔۔ مگر وہ لوگ تو آج سچ مچ کے جلاد بن چکے تھے جیسے۔۔ غصے سے پاگل ہوئے سوہم خان کی گن سے نکلتی گولیاں آج کافی دنوں کے بعد شہ رگیں اڑا رہی تھیں۔۔

ایشان اور جبران بھی پیچھے کی جانب سے کافی اندر تک گھس آئے تھے۔۔ ان کے پیچھے ہی وسیع بھی اسی عمارت میں داخل ہو چکا تھا۔۔

سوہم خان نے ماہ بیر کو پکارا تھا۔

سنو ماہ بیر،، یہ رستم مجھے اور میرے بیٹے کو زندہ چاہیے،، سوہم خان کا سر سراتا لہجہ،، ماہ بیر نے اثبات میں سر ہلایا۔ بہت جلد تمام مزاحمت دم توڑ گئی۔۔ اندر آنے سے پہلے عمارت کے تمام کیمرے اور سکیورٹی توڑ دی گئی تھی۔۔ اسی لئے اب انھوں نے رستم کو آسانی سے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ سوہم خان کو دیکھ اسے ان سبز آنکھوں سے خوف آیا تھا۔۔ اس کا آدمی تو پہلے وہ جہنم واصل کر چکے تھے۔ اب وہ تھا اور اس کے سر پر گن تانے وہ چاروں۔

لڑکی کدھر ہے رستم،، ماہ بیر نے اس کے سر پر گن سے ضرب لگا کر اس کے ہوش ٹھکانے لگائے تھے۔۔

تم لوگ یہیں ٹھہرو،، میں دیکھتا ہوں سوہم خان نے خطرناک سنجیدگی سے کہا۔ جانے کیوں کچھ بہت غلط ہونے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔

وہ پاگلوں کی طرح رواحہ کو ہر جگہ ڈھونڈے گیا۔ تب جھٹکے سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا تھا تو سوہم کے سر پر آسمان گرا۔۔

جو منظر اس نے دیکھا تھا اگر اس کا بیٹا دیکھتا تو جانے کیا قیامت لے آتا۔ سامنے ہی وہ بیڈ پر خون میں لت پت لیٹی بلکل سفید پڑ چکی تھی۔۔ منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔۔ یقیناً اس نے ان درندوں کے خوف سے کوئی زہریلی چیز کھا لی تھی۔۔ یا یہ زہر انھیں نے دیا تھا اسے،، سوہم خان اندر داخل ہوا۔۔

اففففف بچی یہ کیا کیا تم نے؟ سوہم خان نے سر پر ہاتھ مارا۔
بیٹا؟ میری بچی،، اٹھو،،، سوہم خان نے اسے پکارا اور اس کی نبض چیک کی جو کہ بلکل مدھم پڑ چکی تھی۔۔ وہ جس بیڈ ہر لیٹی تھی اسی شیٹ میں لپیٹ کر سوہم خان نے بیٹے کی جینے کی وجہ کو وہاں سے اٹھایا اور لے کر باہر نکلا۔۔
وسیع بھی نیچے تہہ خانے میں سے ایشان کی مدد سے اپنی بہنوں کو سہی سلامت بازیاب کرانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔

وہ سب وہاں سے جیسے آئے تھے ویسے ہی نکلے تھے۔ ماہ بیر اور وسیع رستم کو اپنی مخصوص جگہ لے جا چکے تھے۔۔ جبکہ جے کے، ایشان اور سوہم خان رواحہ کو ہاسپٹل لائے تھے۔۔

وہ جو اس سب میں اپنے فون پر توجہ نہیں دے پایا تھا۔۔ رستم کو بلیک روم میں پھینک کر اب توجہ دی تو چونک گیا۔۔ فجر کی کالز اور وائٹ پیلس سے جانے کس کس نے کال کرنے کی کوشش کی تھی اسے۔۔ اس نے کال بیک کرنی چاہی۔ مگر فجر نے فون نہیں اٹھایا۔ تب اس نے رحاب کو کال ملائی جو کہ تیسری بیل پر رسیو کر لی گئی۔

مگر فون میں سے فجر کی دلخراش چیخیں اور سسکیاں سن کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

بڑی ماں،، کیا ہوا،، فجر ٹھیک تو ہے ناں،، وہ گاڑی کی جانب لپکا اور وسیع کی جانب کیز اچھال کر اسے ڈرائیونگ کرنے کو کہا۔۔

ادھر سے بھی گاڑی چلنے کی آواز آ رہی تھی شاید فجر کو ہاسپٹل لے جایا جا رہا تھا۔۔

نہیں فجر کی طبیعت بہت خراب ہے ماہ بیر،، ہم اسے ہاسپٹل لے جا رہے ہیں،، رحاب نے سنجیدگی سے بتایا۔ اور فون رکھ دیا۔

سارے ایک جیسے تھے۔ پہلے سب کے سب ہی چھوڑ کر چلے گئے اور اب ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔۔ کم از کم کوئی ایک تو ان کے پاس رکتا۔ انھیں ڈھارس ہوتی۔ اتنے ماہ کیسے اس نے ان سب کو سنبھالا تھا یہ تو وہی جانتی تھی۔۔ یہ سب بہت اعصاب شکن تھا رحاب، روحا اور زمل کے لیئے۔۔

وہ تو فجر کی حالت دیکھ کر حوصلہ چھوڑ ہی بیٹھی تھی جب اتفاق سے شفا وہاں چلی آئی۔ جو کہ ان میں سے صد شکر کے کافی بریو تھی۔ کوئی بھی تو نہیں تھا جو انھیں سنبھالتا سب ہی ہاتھ پاؤں پھلا بیٹھیں تھیں۔
تب شفا نے پنکی اور اس کی شاگردوں کی مدد سے فجر کو بڑی سی چادر میں لپیٹ کر گاڑی میں پہنچایا تھا۔۔
اور اب مفرا اور آروشے کے ساتھ وہ فجر کو لیے ہاسپٹل کے لیئے نکلے تھے۔۔
بہت جلد ہاسپٹل پہنچ چکے تھے۔۔ فجر کی آہ زاری جاری تھی۔۔

بہت جلد اسے اندر چیک اپ کے لیئے لے جایا گیا۔۔ وہیں آئی سی یو کہ باہر وہ لوگ سوہم خان کو کھڑے دیکھ چونک گئیں تھیں۔۔ روحا بھاگ کر سوہم خان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔
وہ کیسی ہے سوہم خان،، ہم اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر پائیں گے،، اگر اسے یا اس کے بچے کو کچھ ہوا تو کیسے جواب دیں گے اپنے بیٹے کو،، روحا اسے آئی سی یو کے باہر کھڑا دیکھ بکھر گئی۔
ہیے،، کچھ نہیں ہوگا،، اس میں تمھارا کوئی قصور نہیں روحا،، خاموش ہو جاؤ،، سوہم نے اس کی پیٹھ رب کی۔۔
تبھی ماہ بیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔ ان سب نے شکایتی نگاہوں سے اسے گھورا تھا مگر وہ سب کو اگنور کرتا فون کان سے لگائے ناک کی سیدھ میں جے کے سے بات کرتا اندر چلا گیا تھا جہاں فجر کو ابتدائی طبعی امداد دی جا رہی تھی۔۔

وہ اندر آیا تو فجر اب بھی تڑپ رہی تھی۔۔ نازک وقت تھا۔۔ وہ بھاری قدموں سے چلتا اس کے بہت قریب آیا اور بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ نازک جان،، پیلا زرد رنگ اور خشک ہونٹ،، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے،، یہ اس کے ہجر کا رنگ تھا جو اس نازک جان رچڑھ گیا تھا۔۔ مخصوص مہربان سا لمس اپنے بالوں میں محسوس کر وہ جو نڈھال سی آنکھیں بند کر کے اپنا سر تکیے سے پٹخ رہی تھی۔ زرا سی آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس دشمن جاں کو خود پر جھکے پایا۔۔ مگر وہ کرب و اذیت سے بے تحاشا روتی اس کی جانب سے چہرہ موڑ گئی۔۔ آنسوں تکیے میں جزب ہوئے۔۔

ماہ بیر کا دل جیسے کسی نے پاؤں تلے کچلا۔ "ہیے فجر ایسا مت کرو جان،، مر جاؤنگا نہیں تو،، جھک کر اس کے کان میں سر گوشی کی۔ اور ماتھے پر پر حدت لمس چھوڑا۔

ماہ بیر نے اپنے ہاتھ سے اس کے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔۔

آہہہہہہہ،،، وہ پھر چیخی،، ماہ بیر کا دل بیٹھ گیا۔

سسٹر ڈاکٹر کو بلائیں،، وہ دھاڑا۔

نرسز جو اسے ڈرپ وغیرہ لگا رہیں تھیں چونک کر اس بندے کو دیکھا جو ڈاکٹر جبران کی وجہ سے ان کے پرمیشن دینے کی وجہ سے لیبر روم کے اندر چلا آیا تھا۔۔

آپ پیشنس رکھیں سر،، ابھی کچھ وقت اور ہے،، ہم ہیں ان کے پاس،، ڈاکٹر بھی آجائیں گی،، آپ پلیز کو آپریٹ کریں اور باہر تشریف لے جائیں،، سب ٹھیک ہو جائے گا،،

ان میں سے جو سٹئیر سسٹر تھی نرمی سے کہا تو ماہ بیر نے ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی اور بمشکل بوجھل قدموں سے چلتا باہر آگیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

قریباً دو گھنٹوں بعد ہاسپٹل میں بھاری بوٹوں کی بے چین سی دھمک گونجی تھی۔۔
وہ آگ کا شعلہ بنا ہاسپٹل میں داخل ہوا تھا۔ جو یوں لگتا تھا ساری دنیا کو جلا کر بھسم کر دے گا۔۔ لال انگارا چہرہ اور آنکھیں، انگ انگ سے پھوٹتی بے چینی۔
ان سب نے اسے دور سے اپنی جانب آتے دیکھا۔۔

ابھی تک جبران یا ایشان نے کوئی تسلی بخش بات نہیں بولی تھی بس نگاہیں چرائے ادھر سے ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔
ماہر وہاں پہنچا تو روحا نے اسے سینے سے لگایا۔۔ اور بے تحاشا رو دی۔۔ پھر سب نے ایک حیرت انگیز نظارا دیکھا۔ اس گرین مونسٹر جو روتے دیکھا سب نے تو روحا جو ماں ہو کر چاہتی تھی کہ اس کے بے حس بیٹے میں جزبات پیدا ہو جائیں۔ اب اس کے اس طرح رونے سے بہت روئی تھی۔۔

"ہمیں معاف کر دو بچے ،، روحا نے اس کا منہ دیوانہ وار چوما۔ ہم تمھاری بیوی اور بچے کی حفاظت نہیں کر پائے ،، روحا نے کہا تو وہ بے تحاشا چونکا اور اپنے ڈیڈ کی جانب دیکھا پھر ایک شکوہ کناں نگاہ رحاب پر ڈالی تو وہ بھی نگاہیں چرا گئی تھی۔۔

تبھی جبران آئی سی یو سے باہر آیا تھا جو اپنی نگرانی میں رواحہ کا علاج کروانا چاہتا تھا اور باہر اس شخص کو کھڑے دیکھ ٹھٹھک گیا جسے یہ خبر سنانے جا رہا تھا کہ اس کا بچہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی ماں کی کوکھ میں مار دیا گیا تھا۔

جبران نے نگاہیں چرائیں ،، ماہر سوہم خان اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کے روبرو کھڑا ہو کر اپنی سبز نگاہیں جبران کی نگاہوں میں گاڑھی تھیں۔۔

جبران کیا ہوا ہے ؟ اس نے نم آنکھیں لیے مگر اس قدر سنجیدگی سے پوچھا کے جبران کے بھی رونگٹے کھڑے ہوئے تھے۔

"زہر پوری باڈی میں پھیل چکا تھا ،، ہم بے بی کو نہیں بچا پائے ،، یہ بولتے ہی جبران کی زبان تالو سے چپکی تھی۔۔

ایک سرسری نگاہ اپنی ماما کے پاس کھڑی مفرا پر ڈالی۔

اور ،، اور ،،،،،، وہ ،،، اس گرین مونسٹر کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ پیچھے روحا کی آہوں اور سسکیوں میں اضافہ ہوا تھا۔

بھابھی بھی ابھی خطرے سے باہر نہیں ہیں،، یہ کہہ کر جبران رکا نہیں تھا واپس آئی سی یو میں جا چکا تھا۔۔

وہ ٹوٹ کر بکھر کر گھٹنوں کے بل ہاسپٹل کے ٹھنڈے فرش پر گرتا چلا گیا تھا۔۔ سوہم خان نے لپک کر بیٹے کو سینے میں بھینچا تھا جو ضبط کے کڑے مرحلے سے گزرتا ہوئے بھی رو رہا تھا۔ باپ بننے کہ خبر ملی بھی تو کیسے ؟ جب اس معصوم جان کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔۔ سوہم نے اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھایا تھا۔

تقریباً تین گھنٹے کے صبر آزما وقت کے بعد ایشان نے یہ نوید سنائی تھی کہ اب وہ خطرے سے باہر ہے تو ماہر کھل کر سانس لے پایا تھا۔ مگر ایک پھانس سی تھی جو سینے میں اٹکی تھی۔ ایک غم و غصے کا طوفان،، اشتعال کا سمندر جو جانے کتنی تباہی لانے والا تھا۔۔

رحاب اور زمل تو گھن چکر بنی ہوئیں تھیں،، کبھی رواحہ کی فکر تو کبھی فجر کے پاس چلی جاتیں۔

ادھر فجر کی مشکل آسان ہوئی تھی جب کچھ گھنٹوں بعد سسٹر نے آکر بیٹا ہونے کی نوید سنائی تھی۔ ماہ بیر نے وہیں ہاسپٹل میں ہی خدا کو سجدہ شکر ادا کیا تھا۔۔

کیا خوشیاں مناتے اور کیا نہیں،، کہیں ایک نئی زندگی کا آغاز، ہوا تھا تو کہیں امید کی کرن چھین لی گئی تھی۔۔

مگر ان سب نے اپنے ظرف بلند کرتے ماہ بیر کی خوشی میں بے حد خوشی کا اظہار ہی کیا تھا۔۔ کیونکہ اب رواحہ خطرے سے باہر تھی تو سب کی سانس میں سانس آئی تھی۔۔

کچھ دیر بعد ہی فجر کو روم میں شفٹ کر دیا گیا۔۔ سب سے پہلے جبران نے ملاقات کی اجازت دی تو وہی دھیمے قدموں سے چلتا اندر روم میں اس کے سرہانے آکر بیٹھا تھا۔۔ وہ نیم جان سی اب سکون سے آنکھیں موندے لیٹی تھی۔۔ مگر اپنے ماتھے پر سلگتا لمس محسوس کر کے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ مگر اسے خود پر جھکے دیکھ ایک مرتبہ پھر رخ موڑنا چاہا جب ماہ بیر نے تڑپ کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

ہیپے نہیں کرو جان،، یار مجبور تھا،، بہت مجبور،، سمجھو مجھے،، جانتا ہوں تم نے بہت تکلیف کاٹی مگر میں کونسا سکون میں تھا میری جان،، ماہ بیر کے ہر لفظ کے ساتھ اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔

مگر ابھی وہ اتنی نڈھال تھی کہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھی جیسے ،،، تبھی پھر غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔ ماہ بیر نے اس کی حالت دیکھ کر بے دردی سے اپنے لب کاٹے۔ مگر پاس پڑے کاٹ پر نگاہ پڑتے ہی وہ جیسے دنیا بھول گیا تھا۔۔ فیروزی کمبل میں لپٹے اس گلابی ننھے سے وجود نے اس کی تمام توجہ اپنی جانب کھینچی تھی۔۔ جو ماں کی طرح ہی نڈھال سا گہری نیند میں تھا۔ ماہ بیر کاٹ کے پاس آیا اور ڈرتے ڈرتے شہادت کی انگلی سے اس گلابی سے وجود کی گال کو چھوا۔۔

تبھی سب اندر داخل ہوئے تھے۔۔ اور پر شوق سے بے بی میں گم ہو گئے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کوریڈور میں بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی جب ایشان کسی کام سے باہر آیا۔ اور اتنے دن بعد اسے اپنے سامنے پا کر بہت بے اختیار ہو گیا۔۔ اس کے بے حد قریب آ کر بہت گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔ جواب تخلیق کے مرحلے سے گزرتی ایک نئے روپ کے ساتھ اس کے سامنے تھی۔۔

گہری سوچ سے نکل کر آروشے نے اپنے پاس کسی کو کھڑے پایا تو سر اٹھا کر سرسری نگاہوں سے پاس کھڑے شخص کو دیکھا۔ مگر ایشان کو دیکھ کر فوراً اپنی سابقہ پوزیشن میں واپس چلی گئی۔

ایشان کے لبوں پر ایک جان لیوا مسکراہٹ رینگی۔

کیسی ہو؟ ایشان اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ یوں بت بنی بیٹھی تھی جیسے کہنا چاہتی ہو میرے منہ مت لگیں۔

جب کافی دیر جواب نا ملا تو ایشان نے ایک سرد سی سانس خارج کی۔۔

ناراض ہو؟ ایشان نے پوچھا۔ مگر وہ اب اٹھ کر تیزی سے فجر کے روم کی جانب بڑھ چکی تھی۔۔اس کی تیزی اور لاپرواہی دیکھ ایشان کے ماتھے پر بل آئے تھے۔۔ مگر برداشت کر گیا۔۔اب اس سب کے وہی تو زمہ دار تھے تو ان کو ہی ٹھیک کرنا تھا سب،،

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don't copypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode49.......

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️💣💣

ماہر دھیمے قدموں سے چلتا ہاسپٹل کے اس پرائیویٹ روم میں داخل ہوا تھا جس میں ابھی ابھی اس کی زندگی کو نیم جان حالت میں شفٹ کیا گیا تھا۔۔

وہ بیڈ کے قریب آیا۔ شدت ضبط سے بے حال ہو چکا تھا۔ وہ جو نیم جان گہری غنودگی میں تھی اپنے آس پاس ایک مخصوص خوشبو اور آہٹ پا کر بڑی شدت سے چاہا تھا کہ آنکھیں کھول کر اسے اپنے پاس دیکھے مگر لاکھ کوشش کے باوجود آنکھیں نہیں کھول پائی تھی۔

وہ بیڈ پر اس کے پاس بیٹھا۔ اس کے ارد گرد بیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے پر جھکا تھا۔ رواحہ نے وہ گرم مہکتی سانسیں غنودگی میں بھی اپنے چہرے پر محسوس کی تھیں۔ اور پھر گرم نمکین قطرے اس کے چہرے پر گرے تو رواحہ کی روح بے چین ہوئی۔

ماہر نے لال انگارا آنکھوں سے اس ظالم بے وقوف لڑکی کو دیکھا جس کی ایک نادانی اور ناسمجھی نے اس سے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی چھین لی تھی۔ وہ جھکا اور اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔

معاف نہیں کروں گا تمھیں رواحہ ماہر سوہم خان،، کسی صورت نہیں،، کڑی سزا دوں گا تمھیں،، اپنی نادانی میں بہت بڑا نقصان کر چکی ہو میرا،، اپنے شوہر پر بھروسہ اور اعتبار نا کرنے کی سزا بھگتنی ہے تمھیں،، میرے بچے کی جاں کی رائیگانی کا حساب لوں گا تم سے،،

اس کے ایک ایک لفظ میں کرب و اذیت کا جہاں آباد تھا۔ رواحہ غنودگی میں کسمسائی جیسے اسے کچھ کہنا چاہتی ہو اسے روکنا چاہتی ہو،، مگر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کو دیکھتے اپنے قدم پیچھے لیے۔۔

اس سے پہلے غم و غصے سے کلیجہ پھٹ جاتا وہ روم سے تیزی سے نکلا۔ منی جو باہر کھڑی تھی اسے اتنی تیزی سے جاتے دیکھ اس کے پیچھے لپکی۔

سامنے سے آتے سوہم اور روحا بھی اسے تیزی سے جاتا دیکھ چونکے تھے۔۔

"کدھر جا رہے ہو ماہر،، روحا تڑپی۔ اسے اس حالت میں چھوڑ کر مت جاؤ،، مانا کے اس بچی سے نادانی ہوئی مگر اس نے ماں ہوتے ہوئے اپنا بچہ کھویا ہے،، ماہر مت دو اسے اتنی بڑی سزا،، روحا نے کہا مگر وہ خاموشی سے تنی رگیں اور بھینچے جبڑے لیے کھڑا زمین کو گھورے گیا۔۔

کدھر جا رہے ہو ماہر؟ سوہم نے اس کے خطرناک تیور دیکھ پوچھا۔

پاشا ڈیڈ کے پاس جا رہا ہوں ڈیڈ،، آپ بھول گئے شاید، کے ہمارا کام ابھی ادھورا ہے،، وہ سنجیدگی سے بولا مگر سوہم خان کی جانب دیکھنے سے گریز ہی کیا۔

وہ ہم دیکھ لیں گے ماہر،، تم اب اس بچی کے پاس رہو جس نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے،، سوہم نے کہا تو ماہر نے شاکی نگاہوں سے اپنے ڈیڈ کو دیکھا۔۔

تو پھر اسے اس بات کا بھی سوگ منا لینے دیجئے ڈیڈ کیونکہ اس نے مجھے بھی کھو دیا ہے،، وہ کہتا رکا نہیں چلا گیا۔۔ روحا نے اسے روکنا چاہا مگر سوہم خان نے منع کر دیا۔

جانے دو اسے روح،، روٹھ کر جائے گا کہاں؟ آخر یہیں لوٹے گا،، وقتی غم و غصے میں ہے،، جانے دو،، سوہم نے اسے منع کر دیا تھا۔۔

اگلے دن رواحہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اپنے ارد گرد دیکھا سب اپنے اور مہربان چہرے دیکھائی دئیے۔ مگر ایک وہی نہیں تھا جس کی آہٹ کو بھی ترس گئی تھی۔۔
اپنے وجود پر غور کیا تو ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہو جانے کا اندازہ ہونے پر پورے ہاسپٹل میں اس کی آہیں اور سسکیاں گونجی تھیں جو کسی نے سنیں تو تھیں مگر شدید قسم کا بے حس بن گیا اب جب اس کو سزا دینے کا فیصلہ کیا تھا تو نارسائی اور ہجر کا پہاڑ اپنے سینے پر بھی تو رکھنا تھا۔۔

اسی دن شام کو ڈسچارج کر کے اسے وائٹ پیلس واپس لایا گیا تھا۔ اور اب وہ اپنے بیڈ پر لیٹی خالی نگاہوں سے چھت کو گھورتی برسوں کی مریضہ لگ رہی تھی۔ جب منی سوپ کا باؤل ہاتھ میں تھامے اندر داخل ہوئی۔۔
اندر آ کر اسے سہارا دے کر تکیے پر نیم دراز کیا اور دھیرے دھیرے اسے سوپ پلانے لگی۔۔
سنو منی،، وہ ہاسپٹل مم،،، میں آئے تھے ناں،، رواحہ نے پوچھا۔ منی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔
ناراض ہو کر چلے گئے ناں مجھ سے،، رواحہ نے پوچھا تو
اونہہہہ،،،، اس نے مبہم سا جواب دیا رواحہ بلکل خاموش ہو گئی۔۔ اب اسے چپ ہی لگنی تھی۔۔

ماہ بیر دھیرے سے اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔ سب فجر کے آس پاس تھے۔ کل سے ماہ بیر کو اس نے اچھے خاصے عذاب میں جھونکا ہوا تھا کہ اس نے ایک مرتبہ بھی اس سے ہمکلام ہونے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔

کافی دیر ہو گئی تھی جب سب آہستہ آہستہ اپنے اپنے روم میں جانے لگے۔۔ ماہ بیر نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔۔ بیڈ کے قریب جا کر رحاب کی گود سے قریب سے اس گلابی گٹھڑی کو اپنی گود میں بھر کر جی بھر کر پیار کیا مگر

بڑی ماں پلیز،، میرے پاس رک جائیں،، میں کیسے سنبھالوں گی اسے یہ رونے لگا تو میں بھی رونے لگوں گی،، پلیز میرے پاس رک جائیں،، اس نے رحاب کو دیکھا کر رونی شکل بنا کر کہا۔۔ ماہ بیر پہلو بدل کر رہ گیا۔

ٹھیک ہے فجر،، گھبراؤ مت میں تمھارے پاس ہی ہوں،، ایسا کرو ماہ بیر کسی اور روم میں چلے جاؤ،، میں یہیں فجر کے پاس رک جاتی ہوں ابھی اسے بے بی سنبھالنے کا تجربہ نہیں تو گھبرا جائے گی۔۔

جی بڑی مما،، اس نے دھیمے سے کہا اور ایک شکوہ بھری نگاہ اس ظالم لڑکی پر ڈالی جس نے خواہ مخواہ اسے خود سے دور کر کے خود ساختہ سزا کے عذاب میں جھونکا ہوا تھا۔۔

وہ بے حس بنی تکیے پر نیم دراز ہو کر آنکھوں پر بازو رکھ گئی۔ تب ماہ بیر نے بیٹے کو رحاب کو تھمایا اور روم سے نکلتا چلا گیا۔۔

ایشان اپنے روم میں داخل ہوا تو روم خالی تھا۔ اس نے سرد سی آہ بھری۔ تبھی فون رنگ ہوا۔ جے کے کا تھایس کر کے کان کو لگایا۔

"ایشان مفرا تمھارے روم میں ہے آروشے کے پاس،،؟ جبران نے پوچھا تو ایشان کو ہنسی آئی۔۔

"اور میں فون کر کے پوچھنے والا تھا کہ روشے بے بی مفرا بھابھی کے پاس ہے،،؟ ایشان نے کہا تو جبران کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

مجھے پتہ ہے یہ دونوں کدھر ہو سکتی ہیں،،؟ جبران نے کہا تو ایشان اپنے روم سے نکلا۔ ان دونوں کا رخ اپنی ماں کے کمرے کی جانب تھا۔۔

ہلکی دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئے تو وہ دونوں واقعی زمل کے ساتھ اس کے بیڈ پر بیٹھی تھیں۔ مفرا زمل کے سر میں مالش کر رہی تھی جبکہ آروشے زمل کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی۔۔ ان دونوں نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایشان اور جبران اندر داخل ہوئے تو ان دونوں نے ہی پہلو بدلا تھا۔۔ آروشے نے جان بوجھ کر آنکھیں بند کر لیں۔۔

کیا ہو رہا ہے مما،، ایشان نے ہی بات شروع کی۔ نگاہوں کا فوکس وہ تھی۔

کچھ خاص نہیں،، ایسے ہی بس لیٹنے لگی تھی تو مفرا نے کہا مالش کر دوں آپ کے سر میں،،

مفرا فری ہو کر روم میں آؤ،، مجھے بھی ایک خاص کام ہے تم سے،، جے کے زرا بے شرم واقعہ ہوا تھا تبھی دھڑلے سے بول بھی دیا مفرا نے پہلو بدلا۔

آپ وہ کام ادھر ہی مجھے بتا دیں میں کر دوں گی،، مفرا نے بھی سنجیدگی سے کہا۔ زمل کو ہنسی آئی۔ وہ بچی تو نہیں تھی سمجھتی تھی یہ سب کیا اور کیوں ہو رہا تھا۔۔

جبران تو کھڑا بحث کر رہا تھا جبکہ ایشان اسے سوتا بنا دیکھ اپنے روم میں واپس لوٹ چکا تھا۔۔

میرے بھی سر میں درد ہے مفرا،، مجھے بھی مالش کروانی ہے،، اور ویسے بھی کچھ اور کام بھی ہیں جو روم میں جا کر بتاؤں گا،، اس نے مزے سے کہا۔ جلاد ہوں اور ڈھیٹ نا ہوں۔۔ ہو نہیں سکتا تبھی ماں کے سامنے اپنی زبان کے گوہر دکھانے سے باز نہیں آ رہا تھا وہ لال بھبھوکا چہرہ لیے اب جبران کو بری طرح گھور رہی تھی۔

جاؤ مفرا جا کر بات سن آؤ،، زمل نے کہا تو۔

آپ چلیں میں آتی ہوں،، اس نے دانت پیس کر کہا تو جبران نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔ اور واپس چلا گیا۔۔ مفرا نے زمل کے بال سمیٹے اور کمرے سے باہر نکلی۔۔

مگر غصہ اس قدر تھا کہ اپنے کمرے میں آنے کی بجائے رواحہ کے کمرے میں چلی گئی۔۔

لیپ ٹاپ پر لاؤنج کا منظر دیکھ جبران کے ماتھے پر بل آئے تھے۔۔

ادھر ایشان بے حد بے چینی سے اپنے کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا تبھی فون رنگ ہوا۔ جے کے کا تھا اس نے مسکرا کریس کر کے کان کو لگایا۔

کیا ہوا جے کے؟ ایش نے چھیڑا۔

اونہہ لگتا ہے خواتین کے کسے بل اپنا جلادی روپ دکھا کر نکالنے پڑیں گے،، جے کے نے جل کر کہا۔

رائٹ کیسے؟ ایشان نے پوچھا کیونکہ معاملہ تو اس کی برداشت سے بھی باہر ہو چلا تھا۔

باہر آؤ،، جبران نے کہا تو وہ روم سے باہر آیا۔۔

مفرا نے رواحہ کو چیک کیا جو میڈیسن لے کر گہری نیند سو رہی تھی۔ اور منی اس کے سرہانے جاگ رہی تھی۔ تبھی ہلکی دستک دے کر کوئی اندر داخل ہوا۔ مفرا چونکی اور پیچھے مڑ کر دیکھا اور بھونچکی رہ گئی مگر،، کیا یار بھابی اپنے ہبی سے ناراضگی ہے مجھ سے تو نہیں،، ایک تو میرے والی بھی ناراض ہے سر میں بہت درد ہے ایک کپ چائے تو بنا دیں پلیز،، آنے والے نے روانی سے کہا۔۔

اوکے ایشان چلیں،، میں بنا دیتی ہوں چائے،،

منی کو ہنسی ضبط کرنا دو بھر ہو گیا تھا کیونکہ مفرا تو ہونق بنی سر اثبات میں ہلا کر اس کے پیچھے ہو لی تھی۔۔

جبکہ منی اچھی طرح جے کے کو پہچان چکی تھی۔۔

وہ دانتوں تلے لب دباتا آگے آگے ہولیا۔۔ دونوں کچن میں آئے۔ وہ ڈائننگ ٹیبل پر براجمان ہو چکا تھا۔

ادھر ایشان پھر ناک کر کے زمل کے روم میں داخل ہوا تھا۔ آروشے اب بیڈ کراؤن سے لگی اداس سی نیم دراز تھی۔۔

زمل بھی سونے کی تیاری کر رہی تھی جب،

بھابھی، اپنے ہبی سے ناراض ہیں،، مجھ سے تو نہیں،، ایک تو میرے والی بھی ناراض ہے،، آپ ایک کپ کافی کا بنا کر دے سکتیں ہیں مجھے پلیز،،، اس نے بیچارگی سے کہا تو آروشے کو ناچار اٹھنا ہی پڑا جبکہ ایشان کے اس شوشے پر زمل نے پہلے حیرت سے پھر غصے سے ایشان کو گھورا۔ مگر وہ آنکھ ونک کرتا آروشے کے پیچھے ہولیا۔

وہ لوگ لاؤنج میں آئے تھے جب بہت اچانک ایشان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے بازوؤں میں بھر لیا۔۔ اس کے لمس سے آروشے کو پہچاننے میں سیکنڈز نا لگے کہ یہ اس کا ایش ہی ہے اور اسے یقیناً الو بنا چکا ہے۔ وہ بری طرح مچلی۔ مگر ایشان اسے اپنے روم میں لا کر ڈور لاک کر چکا تھا۔۔ وہ بول نہیں رہی تھی مگر سخت مزاحمت کر رہی تھی۔ پھر آخر پھٹ پڑی۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس طرح دھوکے سے مجھے یہاں لانے کی،، ہاوڈئیر یو، کھولیں یہ ڈور، مجھے مما کے پاس جانا ہے،، وہ غرائی۔

ہووووو،، روشے بے بی نے مما کے پاس جانا ہے،،؟ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اپنے بے حد قریب کر کے دوسرے ہاتھ سے اس کی گال سہلاتا بولا۔ فی الحال تو ہبی اتنے ماہ بعد واپس لوٹا ہے اسے ٹائم دو،، پیار و محبت دو،، سکون دو،، تب اوروں کا سوچنا روشے بے بی،، سرگوشی میں کہتا وہ اس کی گردن پر جھکا تھا۔ کچھ دیر بعد ہی اس کی لو بائٹ کا نشان اس کی گردن پر آیا۔
ایش دور ہٹیں مجھ سے،، وہ اس کی بانہوں میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔۔

نو،، روشے بے بی،، بس تمہارا ایش ایک یہی کام نہیں کر سکتا،، لہجہ خمار آلود تھا۔
اونہہہہ اور اتنے ماہ سے کیا کر رہے تھے،، دور ہی تھے ناں،، تو اب دور ہی رہیں،، آروشے نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کرنا چاہا۔ مگر وہ اس کی کلائیاں جکڑ کر کمر سے لگا چکا تھا اتنے دنوں کے بعد اس نازک گداز وجود کی قربت پا کر وہ مچل گیا تھا تبھی آروشے کی یہ مزاحمت اسے بہت ناگوار گزر رہی تھی۔۔
سوری یار،،، مجبوری تھی ناں یار،،، مگر اب ہر پل ہر وقت میں تمہارا سایہ بن کر تمہارے پاس رہونگا آئی پرامس،، اینڈ سوری پلیز،، لہجہ صلح جو تھا۔ مگر وہ سسکتی اس کے شدت سے بے حال اسی کے سینے میں منہ دے گئی تھی۔۔

ایشان نے نرمی سے اسے خود میں سمیٹا۔ اور مہینوں کا وہ غبار دھل جانے دیا۔

آہہہہہہہہہہہ،،،، آروشے کے منہ سے ایک سسکی سی برامد ہوئی تو وہ بے تحاشا چونکا۔

ہییے کیا ہوا آروشے،،، ایشان نے اس کا چہرہ تھام کر اپنی جانب کیا جس پر تکلیف کے آثار تھے۔۔ تب اسے احساس ہوا وہ کافی دیر سے اسے لیے دروازے کے پاس ہی کھڑا ہے۔ ایشان نے اسے اٹھا کر نرمی سے بیڈ پر لٹایا۔۔ آروشے کو اپنے نیچے ڈھیر سارے ریپرز کی آواز آئی تو حیرت سے بیڈ پر دیکھا جو پورا چاکلیٹس اور اس کی فیورٹ مختلف چیزوں سے لدا پڑا تھا۔ وہ جو اتنے ماہ سے ٹینس تھی برے برے خیالات دماغ میں ہلچل مچاتے تھے کہ اتنی محبت کا عادی بنا کر وہ جانے کدھر غائب ہے یا وہ اکتا تو نہیں گیا اس سے،،یا اس کی جی بھر گیا۔ اب پھر اسے پرانے روپ میں دیکھ کر رگ و پے میں سرشاری سی دوڑ رہی تھی۔۔ جبکہ مسلسل اس کے سوری بولنے سے بھی سکون مل رہا تھا اور یہ احساس تھا کہ واقعی کوئی مجبوری ہوگی۔

جبکہ ایشان اس کی ناراضگی کے چکر میں وہ اتنی اہم بات تو بھول ہی چکا تھا۔ اب نگاہوں کا فوکس ادھر تھا جہاں آروشے نے اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔ آروشے کی نگاہ ایشان کی نگاہوں سے ہوتی ہوئی اپنے پیٹ پر پڑی جہاں کچھ دیر پہلے اسے اپنے جونیر جلاد سے کک پڑی تھی اور وہ درد سے دہری ہوئی تب اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھا تھا۔

آروشے کے چہرے نے لہو چھلکایا۔ اور فوراً ادھر سے اپنا ہاتھ ہٹایا۔

جبکہ ایشان اب زرا سا اس کے پیٹ کی جانب جھکا تھا۔۔

ہائے جونئیر روشے بے بی،، مائی ڈول،، میں تمھارا ڈیڈ،، بہت جلد ملیں گے،، تقریباً فائیو منتھ کے بعد،، بس اپنی ما کو زیادہ پریشان نہیں کرنا،، جیسے ابھی کیا تھا،، اور ما اور ڈیڈ کے پرائیویٹ مومنٹس میں تو بلکل بھی نہیں،، میرا پیارا بچہ،، یہ بول کر ایشان نے اپنے بے بی کو چوما تھا جیسے۔

آروشے نے چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا تو ایشان اس کی اس ادا پر فدا ہوا۔ وہ اس کے قریب کھسک آیا۔ جبکہ آروشے اب مسکراتی ان چاکلیٹس کے ڈھیر کہ جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

تو میری جان میں یہ سمجھوں کہ میں نے منا لیا اپنی زندگی کو،، ایشان مسکرایا۔

سوچ کر بتاؤں گی ابھی تو جونئیر اور سنئیر روشے بے بی کو چاکلیٹس کھانے دیں،، وہ ایک ریپر کھولتی اپنے منہ میں چاکلیٹ رکھتی لاپرواہی سے بولی۔

چلو مل کر کھاتے ہیں،، ایشان نے اس کے چاکلیٹ سے بھرے لبوں کی جانب دیکھ کر کہا۔

کیا مطلب،،؟ روشے کی بات پوری نہیں ہو پائی تھی جب وہ اسے مطلب اچھی طرح سمجھا رہا تھا۔

ایشان نے اس کا نازک گداز وجود نرمی سے خود میں سمیٹ لیا۔

وہ جلدی جلدی میں اس کے ساتھ چلی آئی تھی مگر اب اس کی مخصوص پرفیوم کی خوشبو اور نگاہوں کی حدت سے بہت اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا یہ شخص ایشان نہیں جے کے ہے اس کا جبران کبیر ابراہیم،، جو اسے آسانی سے بے وقوف بنا چکا ہے مگر وہ اتنی جلدی اس پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی کہ وہ جان گئی ہے۔

مگر سامنے جے کے تھا جو اس کے ہاتھوں کی لرزش اور ماتھے پر بار بار آتے پسینے سے جان چکا تھا کہ وہ جان گئی ہے۔

مفرا نے چائے بنا کر اس کے سامنے کپ رکھا اور وہاں سے جانے لگی تبھی اس کی کلائی جے کے کی آہنی گرفت میں آئی تھی۔

جبران اپنی جگہ سے اٹھا۔ ایک ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھام کر دوسرے میں اس کی کلائی اپنے روم کی جانب آیا تھا۔ مفرا کا چہرہ سفید پڑا۔

چھوڑ دیں جبران نہیں تو اچھا نہیں ہوگا،، وہ غرائی۔ مگر سامنے جبران تھا۔

روم میں آ کر وہ ڈور لاک کر چکا تھا۔ اطمینان سے بیٹھ کر چائے پی۔ مفرا نے باہر جانے کی کوشش کی مگر ہمیشہ سے اس سے آسانی سے کھلنے والے ڈور نے آج اس سے جانے کیا بیر باندھ لیا تھا جو کھل کر نا دیا۔

تب وہ پاؤں پٹختی آ کر بیڈ پر اپنی سائیڈ لیٹ کر کمفرٹر میں دبک چکی تھی۔ جبران گہرا مسکرایا۔ (یعنی آ بیل مجھے مار)

جبران نے اپنے آرام دہ کپڑے پہن کر آیا اور لائٹ آف کر کے اپنی سائیڈ لیٹ گیا۔
مگر کچھ دیر بعد ہی مفرا کو اپنے پیٹ پر کچھ رینگتا محسوس ہوا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جھٹکے سے اٹھی اور فوراً لائٹ آن کی۔۔ مگر یہ کیا وہ تو دوسری جانب رخ کیے لیٹا تھا۔ مفرا نے اس کی پیٹھ کو گھورا۔

کیا ہوا بے بی،،

آ،، آپ نے مجھے چھوا،، مفرا نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔
نو ایکچوئلی، تمھارے خود کے دل و دماغ میں یہی چل رہا ہے کہ میں ایسا کروں گا،، بٹ سی،، میں تو اپنی جگہ پر ہوں،، جبران نے اطمینان سے کہا تو مفرا کا دل کیا شرمندگی سے ڈوب مرے۔
تبھی جھنجھلا کر لائٹ آف کی اور سائیڈ لیمپ جلا دیا دوبارہ کمفرٹر اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔
مگر پھر پیٹ پر کچھ سرکتا محسوس ہوا تو پھر گڑبڑا کر اٹھی اور لائٹ آن کی۔

مگر وہ تو پھر اسی پوزیشن میں لیٹا تھا۔ "کہیں تمھیں پھر تو نہیں لگا کے میں نے تمھیں چھوا مفرا بے بی،، وہ دوسری جانب رخ کیے لیٹا ہی دانتوں تلے لب دبا کر بولا۔
"نہیں مجھے ایسا کچھ نہیں لگا،، مفرا نے تڑخ کر کہا اور پھر لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔۔
مگر کچھ دیر بعد ہی دوبارہ پیٹ پر کچھ رینگتا محسوس ہوا۔ مگر اب کی بار وہ جی کڑا کر کے لیٹی رہی۔ مگر پھر جلد ہی اپنی کمر پر اس کے انگلیوں اور ہونٹوں کی پر شدت سی گستاخیوں سے وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ ہی

اسے پریشان کر رہا تھا۔۔ مفرا نے بغیر کچھ بولے اس سے دور جانا چاہا مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ کمفرٹر میں آ کر مکمل اس پر قابض ہو چکا تھا۔

نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اس کا چہرہ اونچا کیا اور گردن پر دہکتے لب رکھے۔

شاید اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ بس مجھے لگ رہا ہے کہ آپ مجھے چھو رہے ہیں،، وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے درمیان بمشکل بول پائی۔۔

نو پنک روز،، اتنے دنوں کی دوری کا عذاب جھیلا ہے کہ اب خود کو تمھیں،،، تمھاری روح میں اترتا محسوس کرواؤں گا،،

جبران نے کہتے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode#50....

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️💣💣💣❤️❤️❤️❤️💣

وائٹ پیلس گہری تاریکی اور خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا جب فجر کی اذان کی آواز نے ہر سو پھیل کر فضا میں ایک پاکیزگی طاری کر دی۔۔

تب رحاب فجر کی نماز، کے لئے اٹھی تھی کیونکہ بے بی کے رونے کی آواز آ رہی تھی اسی لئے فجر کی آنکھ بھی کھل گئی تھی۔۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ کیونکہ رونے سے وہ گلابی سا چھوٹا سا وجود سرخ پڑ چکا تھا فجر نے جلدی سے اٹھا کر اسے خود سے لگایا۔۔

فجر میں نماز اور تلاوت کے لئے اپنے کمرے میں جا رہی ہوں تم بے بی کو فیڈ کروا کر آرام کرنا،، یہ بھی سو جائے گا،، رحاب نے کہا تو اس نے اطمینان سے اثبات میں سر ہلایا اب بھلا اسے کیا پریشانی تھی جس سے پریشانی تھی وہ تو جانے کہاں سویا ہوگا۔

رحاب باہر نکلی تو ماہ بیر جو مسجد سے نماز ادا کر کے لوٹا تھا بڑی ماں کو اپنے روم میں جاتے دیکھ سرشاری کی کیفیت میں اپنے کمرے کی جانب یہ دعا کرتا بڑھا کہ وہ جاگ رہی ہو کیونکہ اس کے کسے بل نکالنے کا پکا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ ہونق سی بے بی کے ساتھ گھل رہی تھی جو شاید اپنے باپ کی جگہ لیے اپنی ماں کو پریشان کر رہا تھا۔۔

جیو میرے شیر،، ماہ بیر کو اپنے بے بی پہ ڈھیروں پیار آیا دل میں اس کی ہزاروں بلائیں لے ڈالیں جو اس وقت اپنی ماں کو جگائے ہوئے تھا جس وقت اس کا ڈیڈ چاہتا تھا۔۔

اونہہہہہہ،،، آخر اپنے ڈیڈ پر گیا ہے ناں،، پریشان کرنے میں مزا آ رہا ہے اپنی ما کو،، وہ جھنجھلائی سی با آواز بلند بڑبڑائی۔ ماہ بیر گہرا مسکرایا اور پیچھے مڑ کر ڈور لاک کیا۔

آہٹ پا کر وہ چونکی اور پیچھے مڑ کر دیکھا مگر اسے دیکھ کر فوراً سیدھی ہو گئی اور جان بوجھ کر رخ موڑ کر بے بی کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔

وہ بھی ڈھیٹ بنا اطمینان سے آ کر بیڈ پر بلکل اس کے پیچھے نیم دراز ہو گیا۔ بے بی کے رونے کی آواز شدت اختیار کر رہی تھی۔۔

افففف،،، رحاب مما نے کیسے کروایا تھا۔۔ وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ اپنی خوراک حاصل کرنے کے زریعے تک پہنچ ہی نہیں پا رہا تھا۔۔ فجر روہانسی ہو چکی تھی مگر اسے سنبھال نہیں پا رہی تھی۔ جبکہ وہ روئے جا رہا تھا۔

اب ماہ بیر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ گاؤ تکیہ اٹھا کر اس کی فولڈ کی گئی ٹانگ کے نیچے رکھا اور دو تکیے جوڑ کر اس کی کمر کو سہارا دیا۔

"اب کرواؤ فیڈ اسے،، ماہ بیر نے نرمی سے کہا اور دوبارہ اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا تاکہ وہ ایزی رہے۔۔ فجر نے بے بی کو خود سے لگایا۔۔ اب وہ قدرے آسانی سے اسے فیڈ کروا پا رہی تھی۔ پرنس بھی اب اپنے شغل میں مصروف ہو چکا تھا۔ بہت جلد پیٹ بھر جانے پر وہ دوبارہ گہری نیند سو چکا تھا۔ فجر نے بھیگی

آنکھوں سے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے۔۔ کیا تھا پیچھے بیٹھا بے مہر شخص اسے اتنی تکلیف اور نازک وقت چھوڑ کر چلا گیا تھا ایسے ہی اس کے پاس ہوتا تو،،،

وہ بے آواز روتی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔

میں نے تو بے بی گرل کا نیم سوچا تھا بٹ جو اللہ تعالیٰ کو منظور،، ماہر بھائی جاتے ہوئے مجھے اور تمھیں مبارک دے کر گئے تھے،، اور نیم بھی بتا کر گئے،، ارشن ماہ بیر را سم اچھا ہے ناں،، وہ نرمی سے دوستانہ لہجے میں بولا۔

فجر نے بے بی کو پاس لٹایا۔ اب مشکل تو یہ تھی کہ اگر وہ خود نیم دراز، ہوتی تو اس شخص کے پہلو سے جا لگتی۔ مگر وہ ایسا کرنا چاہتی نہیں تھی۔ آنسو بھی تو بغاوت کرنے پر تلے بیٹھے تھے۔۔

ماہ بیر بے تحاشا چونکا تھا۔ وہ اب کی بار زور زبردستی کر کے اسے منانا نہیں چاہتا تھا تبھی ضبط کیے بیٹھا تھا۔ مگر اب یہ فیل ہوا کہ وہ رو رہی تھی تو وہ تڑپ اٹھا تھا۔

ہیے فجر،، میری جان،، بازو سے تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

چھوڑیں مجھے،، وہ پھنکاری۔ مگر یہاں اثر کسے تھا۔ ماہ بیر نے اس کا بھیگا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔۔

بس بھی کرو جان،، کیوں سزا دے رہی ہو خود کو، مجھے سزا دے کر،، ہم میں سے کسی کی مسز نہیں جانتی ہمارے بارے میں،،، مگر تم تو جانتی ہو ناں تو پھر یہ ناراضگی اور بے رخی کیوں؟ جانتا ہوں

بہت نازک وقت سے گزری ہو،، بہت تکلیف جھیلی ہے یہ بھی جانتا ہوں،، مگر ایک سپاہی بھی تو ہوں،، میری مجبوری سمجھو میری جان،، ماہ بیر نے نرمی سے اسے سمجھایا اور اپنے لبوں سے وہ قیمتی موتی چنے۔۔

فجر اس کی بانہوں میں اور بکھری۔۔

آپ کو تو ایک مرتبہ بھی خیال نہیں آیا ناں،، نا میرا نا اپنے بے بی کا،، نہیں تو ایک مرتبہ ہی سہی آپ لوٹ کر آتے،، ہماری پرواہ ہوتی تو تب ناں،، تو اب میری زرا سی بے رخی سے کیوں تڑپ رہے ہیں جائیے اب وہیں جہاں سے آئے ہیں،، ہمیں بھی نہیں پرواہ آپ کی،

وہ خالصتاً لڑاکا بیوی والے سٹائل میں بھرائی ہوئی آواز میں بولی تو ماہ بیر کو بڑی ہنسی آئی۔ مگر ہنسنے کا مطلب تھا پہلے سے چھڑی ہوئی کو اور چھیڑنا سو چپ چاپ اسے دیکھے گیا

یار ایسا تو مت بولو،،

"کیوں نہیں بولوں،،؟ وہ چمکی۔

اوکے،، رائٹ،، ایک مرتبہ پھر بولو جائیں،، تو چلا جاؤں گا،، ماہ بیر آبرو اچکا کر کہا۔

جائیں،، اطمینان سے کہا گیا۔۔

ماہ بیر اپنی جگہ سے اٹھنے لگا جب فجر نے بھنا کر اس کا گریبان پکڑا تھا۔ اور بری طرح اسکے سینے پر مکے برسائے۔۔

بہت بہت برے،، ظالم، جلاد اور بدتمیز ہیں آپ،، وہ جھنجھنا اٹھی۔۔

بے شرم بھی تو ہوں،، کمر میں ہاتھ ڈال کر ایک گردن کے گرد لپٹا اور اسے لیے تکیے پر نیم دراز ہوا۔۔ ماہ بیر،،، وہ بری طرح بوکھلائی۔۔ مگر وہ اس کی سانسوں پر دسترس حاصل کر چکا تھا۔ فجر کسمسائی۔۔ مگر اتنے دنوں کی تشنگی تھی اتنی جلدی وہ سیر ہونے والا تھوڑی تھا۔۔ سو خود کو سیراب کیے گیا۔۔ فجر بے حال ہو چکی تھی اس کی شدت سے ماہ بیر کو شاید اس پر رحم آیا تھا تبھی پیچھے ہٹا اور دلچسپی سے وہ لال قندھاری چہرہ دیکھا۔۔

یہ کیا بد تمیزی تھی،، میں چلہ میں ہوں،، فجر نے نروٹھے پن سے اسے گھورا۔

یہ تم لڑاکا بیویوں کی طرح زبان کے جوہر دکھائے جا رہیں تھیں تو تمھیں شٹ اپ کیا تھا،، اور رہی بات چلہ کی تو چپ ہی کروایا ہے تمھیں کوئی اور گستاخی تو نہیں کی،،

وہ معنی خیز سا بولا تو فجر نے گھبرا کر اس کے سینے میں منہ دے لیا کہ ان کے منہ کون لگتا کہ وہ تو لگتا تھا پیدائشی بے شرم ہیں سارے کے سارے۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

منیر بنا جل کے مچھلی کی طرح تڑپتا پھر رہا تھا۔ یہ لوگ اپنے ناصرف ناپاک مقاصد میں بری طرح ناکام ہوئے تھے بلکہ بھائی اور اس کے خاص الخاص آدمی بھی سرے سے غائب تھے۔۔ جو وکیل (ماہ بیر) کا آدمی انھوں نے پکڑا تھا وہ اور اس کا خاندان بھی سرے سے غائب تھا۔

اگر تو اس کا بھائی ان جلادوں کے ہاتھ لگ چکا تھا تو یہ کوئی اچھی خبر نہیں تھی۔۔

مگر وہ کسی بھی طرح کسی بھی قیمت پر اپنے بھائی کو سہی سلامت واپس لانا چاہتا تھا۔

تبھی کسی بھی طرح اس گرین مونسٹر کا نمبر حاصل کر کے اسے فون ملایا تھا۔ جو دوسری بیل پر رسیو کر لیا گیا۔ مگر ادھر خاموشی چھائی رہی۔

ماہر سوہم خان جو غم و غصے میں خون آشام بلا بن چکا تھا۔ شرربار نگاہوں سے فون کو گھور کر فون سپیکر پر لگایا۔

اے جلاد،، میرے بھائی کو چھوڑ دو،، اگر اسے کچھ ہوا تو پورا پاکستان جلے گا،، سمجھے،، میں اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا،، تمھارے اس ملک کی،، تم لوگ جلاد ہو ناں،، لڑائی پرسنل ہو کر نہیں لڑتے،

رئیلی،، پرسنل لڑائی کی شروعات کس نے کی؟ اور شاید تم بھول گئے چیمہ جلادوں کا ایک اصول اور بھی ہے آنکھ کے بدلے آنکھ جان کے بدلے جان،،

مگر چن،،،،، میرا مطلب ہے تمھاری بیوی کو کسی نے کچھ نہیں کہا، اس نے خود زہر کھایا،،

مجبور کس نے کیا چیمہ،، تمھارے بھائی نے،، ماہر نے دانت پیسے۔

مگر وہ زندہ سلامت ہے تمھارے پاس تو جان کے بدلے جان کیوں،،، چیمہ نے جتایا۔

میری بیوی سہی سلامت ہے منیر چیمہ،، مگر اس سب میں میرے بچے کی موت ہو گئی ہے تو جان کے بدلے جان،، ماہر کا سر سراتا لہجہ منیر چیمہ کا دل بیٹھا۔ اور کیونکہ میری بیوی سہی سلامت ہے تو فکر مت کرو چیمہ،، جتنی سوچی ہے اس سے کافی آسان موت دوں گا تمھارے بھائی کو،،

اے،،، وہ حلق کے بل چلایا۔

ماہر سوہم خان نے فون بند کر دیا تھا۔ وہ تو پہلے ہی موت کا فرشتہ بنا گھوم رہا تھا۔ مگر سکون کہیں نہیں تھا۔ کہیں بھی نہیں۔۔

فیصلہ کی گھڑی آن پہنچی تھی۔۔ ان سب کو پھر اسلام آباد آنا پڑا۔

منیر چیمہ نے اپنے بھائی کو ڈھونڈنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی مگر اس کو نہیں ملنا تھا نا ملا۔۔

وہ پاشا کو ہزار طرح کی آفرز بھی دے چکا تھا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو کر دے رہے تھے۔۔

وہ جو کرپٹ منسٹر ان لوگوں نے اپنے ساتھ ملائے تھے اب ان کی ہار ہوتے دیکھ منظر سے یوں غائب تھے جیسے دھماکے کی آواز سن کر کوے اڑ جاتے ہیں اور پھر دکھائی نہیں دیتے۔۔

آج پھر سب عدالت میں موجود تھے۔ یہ ان کے لئے ایک تاریخی لمحہ تھا جب چیف جسٹس نے فیصلہ سنایا۔

تمام گواہوں اور ثبوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ میجر عاصم، اوران کے پرائیویٹ ڈیٹیکٹوز، پاشا ابراہیم، سوہم خان، راسم حفیظ اور کبیر ابراہیم پر غداری کیس بلکل بے بنیاد اور جھوٹا تھا، اسی لیے یہ عدالت انھیں ہر الزام سے باعزت بری کرتی ہے،،

ان سب کے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

اب منیر چیمہ اور کھرل کو حراست میں لیتے ہوئے انھیں سزائیں سنائی جا رہی تھی۔۔

آج

Executioners

کے لئے فتح کا دن تھا۔۔ دشمن کو بہت بری طرح شکست ہو چکی تھی۔۔ اور وہ سب فاتح بن کر وائٹ پیلس لوٹے تھے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کافی دیر سے راکنگ چئیر پر بیٹھا رستم اور اس کے آدمیوں کی چیخیں سن کر سکون حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ بلیک پینٹ کے اوپر بلیک ہڈی، لال انگارا شرربار کائی جمی آنکھوں سے نکلتے سبز شعلے اور سرخ چہرہ جو کوئی عام انسان دیکھ لیتا تو یقیناً اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔

رستم بول نہیں سکتا تھا مگر اس قدر اذیت سے دوچار کر دیا گیا تھا کہ اپنے منہ سے غوں غاں جیسی وحشت ناک آوازیں نکال رہا تھا۔۔

اور یہی بھیانک بھدی آوازیں کسی کے سکون کا باعث تھیں۔

آج دو ماہ ہو چکے تھے۔ اس حادثے کو، مگر وہ ایک سیکنڈ ایک پل کے لئے بھی اس حادثے کو اپنے ذہن سے کھرچ کر نہیں پھینک سکا تھا۔

آج وائٹ پیلس میں اسی کے کہنے پر بڑے پیمانے پر ماہ بیر کے بیٹے کی خوشی تھی۔ اور ان کے لئے جشن کا وقت،،

اسے پاشا، سوہم اور کبیر بارہا فون کر چکے تھے مگر اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اپنی جان ایک مسلسل عذاب میں جھونک رکھی تھی۔ اب بھی اس کے آدمی رستم اور اسے کے آدمیوں کو جسموں کو گرم سلاخوں سے داغ کر ان پر کبھی نمک لگاتے کبھی کھولتا پانی گراتے۔ پورے اپارٹمنٹ میں ان کی چیخیں گونج رہیں تھیں مگر وہ راکنگ چئیر پر یوں جھول رہا تھا جیسے کہ لوری سنائی جا رہی ہو۔۔

تبھی فون رنگ ہوا، کس نے گستاخی کی تھی اسے چھیڑنے کی۔

وائٹ پیلس میں تو کسی کی بھی اتنی پہنچ نہیں تھی جو اسے ابھی فون کر سکے۔ اس نے شعلہ بار نگاہوں سے فون کو دیکھا۔ مگر ریشماں دادو کا نمبر دیکھ کر جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وائٹ پیلس میں جشن کا سماں تھا۔ آج پھر اسے تازہ مہکتے گلابوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔
سب تیار ہو رہے تھے۔۔
مگر ایک کمرہ تھا جہاں سوگواریت سی چھائی ہوئی تھی۔۔

منی اس کے سرہانے بیٹھی کب سے آوازیں دی جا رہی تھی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔ دو ماہ بہت تھے رونے کو،، سوگ منانے کو،، اب تو رو رو کر آنکھیں بھی خشک ہو چکیں تھیں۔
اب تو اپنا خیال رکھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ نا سجتی تھی نا سنورتی تھی۔ نا ڈھنگ سے کھاتی تھی نا پیتی تھی۔
منی ہی تھی جو اس کے پیچھے ہلکان ہوئی رہتی۔ جانتی تھی اس ہری بلا کا غصہ،، جب دماغ گھومتا تھا تو یونہی کئی کئی دن غائب رہتا تھا۔
ہاں مگر جب لوٹے گا تو اسے اس کی سب سے قیمتی چیز بلکل سہی سلامت چاہیے ہو گی۔ اور اگر ایسا نا ہو پایا تو شامت منی کی آنی تھی۔ کچھ بعید نا تھا وہ مونسٹر منی کے ہی گلے پڑ جاتا۔

اے مارش میلو،،، اٹھ جاؤ،، سہیلی،، سب تیار ہو رہے ہیں تم بھی تیار ہو جاؤ،،
مگر وہ تکیے میں منہ دیئے لیٹی رہی۔۔ مگر کچھ یاد آنے پر جھٹکے سے اٹھی تھی۔

سنو منی،،، وہ کہاں ہیں ؟ یہ بات یہاں کسے معلوم ہوگی،، رواحہ کا سرد و سپاٹ لہجہ کہ منی بھی چونک گئی۔۔

اس کے چہرے کی جانب دیکھا جو گلاب کی طرح مرجھا چکا تھا۔

ماہ بیر کو،، منی کے کہنے کی دیر تھی وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ اور تن فن کرتی باہر نکلی۔۔

وہ جو تیار ہو کر اپنے روم سے نکل رہا تھا۔ انھیں ٹوٹی بکھری حالت میں دیکھ کر نگاہیں چرا گیا۔۔ مگر وہ اس کے سر پر پہنچ چکی تھی۔۔

ماہ بیر وہ کدھر ہیں،،؟ کب آئیں گے،،؟ وہ بھرائی آواز میں چلائی۔

آجائیں گے بھابی بہت جلد آپ،،

نہیں مجھے سہی طرح بتاؤ کب آئیں گے،، رواحہ نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔

ماہ بیر نے لب کاٹتے رخ موڑ لیا۔ وہ کیا کر سکتا تھا جس کی خاطر وہ ٹوٹ رہی تھی بکھر رہی تھی وہ کونسا اس کی حالت سے انجان ہوگا۔ جو اسے کوئی اسپیشل پیغام دینا پڑتا اسے۔ ماہ بیر باہر نگاہیں چراتا نکل گیا۔ منی بھاگ کر باہر آئی اور اسے بازو سے تھام کر گھسیٹ کر اپنے روم میں لے گئی۔

مگر آج اسے کے رونے اور آہوں اور سسکیوں میں کے کمی نہیں آرہی تھی۔

تبھی ایک مرتبہ پھر وہ بھناتی اٹھی تھی۔ منی نے اسے پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ بپھری شیرنی آج اس کے قابو نہیں آ رہی تھی۔

رواحہ ریشماں کے کمرے میں آئی تھی اور ان کی گود میں سر دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

"ارے کیا ہوا بچی،،، وہ جو سب کچھ جانتی تھی جان بوجھ کر پوچھا تاکہ اس کا دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔۔

وہ ہچکیوں کے دوران سب بتاتی چلی گئی۔۔ ریشماں سکون سے سنے گئی۔

"بات کرنی ہے اس سے،،؟ ریشماں نے مبہم سا مسکرا کر پوچھا تو اس نے بھیگا چہرہ لیے اثبات میں سر ہلایا۔

تب ریشماں نے فون ملایا۔

وہ جو ریشماں کا نمبر دیکھ کر چونک گیا تھا۔ یہی وہ وجود تھا جس کا احترام اتنا تھا کہ وہ ہر گز بجتے فون کو اگنور نہیں کر سکتا تھا تبھی دوسری بیل پر فون یس کر کے کان کو لگایا۔

جی ریشماں دادو،، حکم؟ اس نے لہجے کو حتی الامکان متوازن رکھنے کی کوشش کی۔

"سزا کی طوالت کا پوچھنا تھا بچے؟ اتنا ہی طول دو اس سزا کو جتنا اگلی جان برداشت بھی کر سکے، اگر بات برداشت سے باہر ہو گئی تو پھر نقصان تم ہی اٹھاؤ گے،، ریشماں نے مبہم سا سمجھایا اس نے بے دردی سے اپنے لب کاٹے۔

"اپنا ضبط بھی تو آزما رہا ہوں ناں ریشماں دآئی۔۔

اور دور اس لیے ہوں کہ پاس ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے ہی ناں گلا دبا دیتا سزا کے طور پر،، اس نے بے دردی سے اپنے لب کچلتے کہا۔

تب رواحہ نے ریشماں سے فون لے کر کان کو لگایا تھا مگر بولنے کی ہمت نہیں ہوئی وہ بھی دبی دبی سسکیاں سن کر چونکا تھا۔

سنیں،، آئم سوری،، لوٹ آئیں ناں واپس،، وہ بمشکل ہی بول پائی۔

مگر ادھر طویل خاموشی چھائی رہی۔۔ وہ بھی اس کی سانسوں کی بھاری آواز سنیے گئی۔ مگر جلد ہی فون رکھ دیا گیا تھا۔

رواحہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنے کمرے میں بھاگ آئی۔۔

فون میں پیچھے سے آتی سمندر کی لہروں کے شور سے اسے اس بات کا تو اندازا ہو گیا تھا کہ وہ اس وقت اپارٹمنٹ میں اپنے کمرے کی بالکونی میں بیٹھا تھا۔

اس نے آنسو صاف کیے۔

اونہہہ،، نہیں آئے گا تو نا سہی وہ تو جا ہی سکتی ہے ناں،، اس بے مہر شخص کو گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑنے کے لیئے اور یہ پوچھنے کے لیئے کہ زیادہ نقصان کس کا ہوا ہے۔ کس کے دامن میں زیادہ خسارے آئے ہیں۔۔

منی،، مجھے اپارٹمنٹ جانا ہے،، تیاری کرواؤ،، وہ منی کو بول کر اپنا آج کا ڈریس اٹھائے واش روم گھس چکی تھی۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

شفا تیار ہو کر وائٹ پیلس پہلے ہی آ گئی تھی اور مگن سی اندر کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ کسی چٹانی چیز سے ٹکرائی۔

اشششششش،،،،، اس نے اپنی چھوٹی سی ناک پر ہاتھ رکھ کر اوپر دیکھا تو شاکڈ رہ گئی۔ آج کئی مہینوں بعد وہ اپنی تمام تر وجاہت سمیت اس کے سامنے تھا۔ جو رائل بلو ٹو پیس میں اپنے پیچھے ہاتھ باندھے دلچسپی سے بلکہ مبہوت سا اس کا سجا سنوار روپ دیکھ رہا تھا۔۔

اسلام و علیکم،، شفا کو کچھ اور تو نہیں سوجھا تو ہڑبڑاہٹ میں سلام پیش کیا۔ جس کا کسی نے گھری مسکان لیے جواب دیا۔

وعلیکم السلام،، کیسی ہو،،

بلکم ٹھیک،، وہ کہہ کر کھسکنے لگی جب،،

جھوٹی،، کتنی جھوٹی ہو تم،، آریان کے شوشے پر اس نے پیچھے مڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔

واٹ،، ہاؤ ڈئیر یو، میں نے کیا جھوٹ بولا؟ اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

میں نے تمہیں کب ڈارلنگ اور جانو بولا جو تم نے مجھے سب کے سامنے بدنام کیا کہ میں تمھیں ڈارلنگ اور جانو بولتا ہوں،،

آریان نے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ دیئے اطمینان سے بول کر اسے اپنی باتوں میں پھنسایا۔

کب میں نے کب بولا اور کس کو؟ شفا کی آنکھیں پھیل گئیں اس کے شوشوں پر،،

رئیلی،، اور وہ کس نے بولا تھا،، جب تک بیٹا ممی بولے تب تک بیٹا تیرا ہے، اب تیرا بیٹا ڈارلنگ بولے اب تیرا بیٹا میرا ہے،، آریان نے اطمینان سے روانی سے کہا تو شفا کے چہرے نے لہو چھلکایا۔

یو،،،، بہت بدتمیز ہیں آپ،، وائٹ چلغوزے،،اور حرکتیں بھی،،افففف،،،لیڈیز کی پرائیویسی نام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے،، بٹ آپ لوگ،، وہ خفت مٹانے کو جانے کیا کیا بولے گئی۔

جبکہ آریان کا ہنس ہنس کر برا حال ہو چکا تھا۔

بہت سوئیٹ اور انوسنٹ لگ رہی ہو،،ڈارلنگ،،اتنے مہینوں بعد ہبی واپس لوٹا ہے،،ایک کس تو بنتی ہے جو نکاح والی رات ادھوری رہ گئی تھی،، وہ آج جانے کونسے کونسے اگلے پچھلے حساب نکال کر بے باک کرنے بیٹھ گیا تھا۔ ۔ تبھی گہری نگاہوں سے وائٹ میکسی میں سرخ رنگ میں رنگے لبوں اور اپنے پٹاخے کو غور سے دیکھا۔

واٹ دماغ تو نہیں چل گیا آپ کو،، خیر میں آپ کے منہ ہی کیوں لگ رہی ہوں،، وہ دامن بچا کر جانے لگی۔

پھر آج رات ویٹ کرنا تمھاری سوئیٹ چیک پر پھر فاقے زدہ چھپکلی بنانے آؤں گا،، آریان نے اسے وارن کیا جیسے کہنا چاہتا ہو جو مانگا ہے ابھی دے کر جان چھڑاو نہیں تو،،

واٹ،،،،شفا کو ایک اور بات یاد آئی۔۔ "اور آپ کی ہمت کیسے ہوئی میرے ہی گھر میں آ کر میرے ہی روم میں میری چیک پر وہ چھپکلی بنانے کی،،؟ وہ پھنکاری۔

جیسے آج ہوگی ہمت،، تمھارے ہی گھر میں تمھارے ہی روم میں تمھیں کس کر کے آؤں گا،، وہ اطمینان سے بولتا پیچھے سے آتے کامران حسن کی جانب بڑھ گیا

اونہہہہہہ،، چلغوزہ،، دھمکیاں،، شفا لاپروائی سے آگے بڑھی۔ مگر نہیں جانتی تھی وہ سن آف پاشا ابراہیم ہے باپ کی طرح

سر پھرا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode51.....#Greenmonsterspecial🤭😷

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️💣💣💣

سینے میں کسک بن کے بسے رہتے ہیں برسوں

لمحے جو پلٹ کر کبھی آنے نہیں ہوتے---------

"سنیں،، آئم سوری،، لوٹ آئیں ناں واپس،،

کافی دیر سے لفظوں کی گونج کی بازگشت ماہر کے آس پاس اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ سسک رہی تھی۔ دو ماہ ہو گئے تھے وہ رو رہی تھی تڑپ رہی تھی۔ تھک چکا تھا اس کی سسکیاں سن سن کر،، اپنے دل کو درد کی انتہا پر محسوس کر کر کے، مگر سکون کہیں بھی نہیں تھا۔ اس کا درد اپنے سینے میں جاگتا محسوس ہوتا تھا۔ ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا مگر چین کہیں میسر نا آیا۔

نا دشمنوں کی چیخوں میں، نا دنیا کی اور کسی چیز میں،

لفظوں کی بازگشت نے زیادہ پریشان کیا تو وہ جھٹکے سے وہاں سے اٹھا تھا اور اپارٹمنٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کوششیں سجنے سنورنے کی ہیں بے کار سبھی

یار سے روٹھ کے،،،،،،،، سنگھار نہیں ہوتے ناں!

مگراس کے باوجود آج رواحہ نے خود کو خوب ہی سجایا سنوارا تھا۔ دل سے تیار ہونے کے بعد اس نے اچٹتی نگاہ اپنے قیامت خیز سراپے پر ڈالی تھی۔۔

اس نے خود آج منی سے کہا تھا کہ اسے آج ایسا تیار کرے کہ جیسا وہ پہلے کبھی نہیں ہوئی ہو۔ تو کچھ پل کے لیئے منی نے بھی اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔ اور دانتوں تلے لب دبایا منہ زور آندھی تباہ کن طوفان سے الجھنے چلی تھی خدا خیر کرے۔۔

منی اس کے لیئے پہلے سے نکالے گئے لباس کو چھوڑ ایک اور لباس لائی تھی۔

بلڈ ریڈ کلر کی شوخ رنگ ساڑھی، جس کا اگلا پچھلا گلا ڈیپ تھا۔ پچھلے گلے کو موتیوں والی ڈوری نے اور خوبصورت بنا دیا تھا۔ کھلے کرلی بال ہلکا میک اپ، ریڈ بلڈ لپ اسٹک، اونچی سینڈل، ہاتھوں میں سرخ کانچ کی چوڑیاں،

وہ کافی دیر سے آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ کافی کمزور ہو چکی تھی۔ مگر آج ہر ی بلا سے الجھنے چلی تھی۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں کو منی نے میک اپ سے چھپا دیا تھا۔

وہ چونکی،

ایک آخری چیز تو رہ ہی گئی تھی۔ اس نے ابھی تک کوئی پرفیوم نہیں لگایا تھا۔ اپنے تمام پرفیومز پر سے نگاہ ہوتی ہوئی اس بے مہر کے مخصوص پرفیوم پر ٹھہری۔ اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنی کلائی پر سپرے کر کے چہرہ قریب لیجا کر وہ خوشبو اپنی روح تک محسوس کی۔

اس سب کے دوران اب اس عمل کے کرنے سے اس کی خوشبو اپنے آس پاس محسوس کر کے زرا دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔ مگر آج اس نے جی کڑا کیے رکھا۔

ہلکی دستک دے کر منی جو باہر گئی تھی پھر اندر داخل ہوئی۔

"گاڑی تیار ہے مارش میلو،، کیا تم تیار ہو اس سے الجھنے کے لئے،، منی نے اسے ایک مرتبہ پھر اپنے ارادوں سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

اونہہہہہہہ،،، زیادہ سے زیادہ کیا کریں گے منی؟ اٹھا کر اپارٹمنٹ سے باہر پھینکے گے؟ اس نے خفیف سا طنز کیا

منی نے کندھے اچکائے۔

یا جان سے ماریں گے،، تو زندہ ہی کب ہوں میں،، زندہ لاش بنا دیا ہے اس خون آشام ہری بلا نے مجھے،، اس نے ہوا میں بات اڑائی۔

منی نے اسے باہر آنے کا اشارہ کیا تو وہ شال کندھوں پر ڈالتی، موبائل کلچ میں رکھتی آہستگی سے آگے بڑھی۔

وہ ضروری کام نمٹا کر اپارٹمنٹ واپس لوٹ رہا تھا جب فون رنگ ہوا، ، اٹھا کر دیکھا تو اپارٹمنٹ میں موجود اس کے ایک خاص آدمی کا تھا۔ یس کر کے کان کو لگایا۔

"ہاں بولو عبداللہ؟

"سر وہ، ، ، وہ ہچکایا۔ ماہر کے ماتھے پر بل آئے۔

ٹائم ویسٹ مت کرو عبداللہ، ، اس نے انگارے چبائے۔

"سر وہ اپارٹمنٹ میں میڈم آئیں ہیں، ، عبداللہ نے جلدی سے بول دیا۔

"واٹ، ، کون میڈم، ، وہ بری طرح چونکا۔

عبداللہ نے فون کان سے ہٹا کر فون کو گھورا۔ اب اتنی جرات تو تھی نہیں کہ نام لیتا سو ایک مرتبہ پھر کوشش کی۔

"سر وائٹ پیلس سے بیگم صاحبہ اپارٹمنٹ تشریف لائی ہیں شاید آپ سے ملنے، ، تو پوچھنا یہ تھا کہ رستم اور اس کے آدمیوں کو کہیں اور شفٹ کر دوں، ، ؟ عبداللہ نے 'ملنے' پر زور دیا۔

وہ بھونچکا ہی تو رہ گیا جھٹکے سے شدید چرچراہٹ کی آواز سے گاڑی کو بریک لگے تھے۔۔ دھواں دھواں چہرہ لیے فون کو پہلے گھورا۔

"سر میں نے کچھ گزارش کی ہے آپ کو، ، آپ نے جواب نہیں دیا، ، عبداللہ منمنایا۔

اوکے رائٹ، ان سب کو فوراً ہٹاؤ وہاں سے، ، اور اس دوران میڈم کو میرے روم میں لاک کر دینا، ، وہ تقریباً دھاڑا۔

شیر کی دھاڑ سن کر عبداللہ اپنی جگہ سے اچھلا،، منی جو اس کے سر پر کھڑی تھی۔ اس نے وارننگ دینے والے انداز میں عبداللہ کی جانب انگلی اٹھائے رکھی۔

"سسس، سر، ڈونٹ وری،، وہ آپ کے روم میں ہی ہیں،، میں ابھی ان سب کو اپارٹمنٹ کے بیسمنٹ سے بیرونی طرف سے ہی باہر نکال لوں گا،، ویسے بھی وہ سب بیہوشی کی حالت میں،، رائٹ ہری اپ،، وہ غرایا اور کال ڈسکنیٹ کر کے منی کو کال ملائی۔

عبداللہ نے فون رکھا اور منی کو بری طرح گھورا

ارے جاو بھی ہاااااں،، اپارٹمنٹ خالی چاہیے،، منی نے اسے چڑاتے کہا تو وہ باہر نکل گیا تبھی منی کا فون رنگ ہوا تھا۔

اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔۔ ارے کہاں پھنسا دیا مارش میلو تو نے،، وہ جھنجھلائی اور فون یس کر کے ڈرتے ڈرتے کان کو لگایا۔

"منیب اس گستاخی کا مطلب؟ حسب معمول وہ دوسری جانب سے دھاڑا۔ تو منی نے فون کان سے پرے کر لیا۔

"ارے مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو؟ اپنی مارش میلو کی خبر لینا جو میرے منع کرنے کے باوجود زبردستی یہاں آ گئی،، اس سے الجھنا جو شیرنی بنی ہوئی ہے آج،،، مجھ سے نہیں ہاااااااں،،

"اور اگر میں اپارٹمنٹ بھی ناں آؤں تو کیا کرے گی تمھاری مارش میلو،، ماہر نے دانت پیسے۔

"تو پھر تم جہاں جاؤ گے وہاں پیچھے ہی آ جائے گی تمھاری مارش میلو،،،

"اور یہ کس نے کہا،، ماہر پوچھ بیٹھا۔

"صرف اور صرف تمھاری مارش میلو نے،، منی نے تمھاری پر زور دیتے جتایا۔

"اسے مجھ سے ڈر نہیں لگتا،، ماہر جھنجھنا اٹھا۔

"اسی سے پوچھ لینا،،

کہہ کر منی نے فون رکھنے میں عافیت جانی اور سب سے بڑھ کر یہاں سے کھسکنے میں ہی بھلائی تھی۔ تبھی وہ رواحہ سے بول کر وہاں سے نکلی تھی۔۔

اس نے سٹئیرنگ پر زور، دار مکہ مار کر اپنا ہاتھ زخمی کیا تھا۔

اور اگر میں اپارٹمنٹ جاؤں ہی نہیں تو،، دماغ نے کہا۔

اونھوں،، نہیں ہرگز نہیں،، اب کسی کو اس مونسٹر سے الجھنے کا خمیازہ بھی تو بھگتنا تھا ناں، تبھی گاڑی ہوا میں اڑائی تھی اس نے۔

اپارٹمنٹ کے پورچ میں ہی گاڑی کے بریک لگے تھے۔۔ وہ گاڑی سے اترا۔ اور خاموشی میں ڈوبے اپارٹمنٹ پر ایک نظر ڈالی۔

سب گارڈز باہر تھے۔ وہ حسب عادت پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اندر کی جانب بڑھا۔ اعصاب تنے ہوئے اور جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ ڈور لاک کر کے تھوڑی آگے آیا تو ٹھٹھک کر رکھا تھا۔

اپارٹمنٹ کی سجاوٹ تھوڑی سی ردوبدل کے ساتھ،، ایسے ہی کی گئی تھی جیسے کبھی اس نے کی تھی۔
سینٹڈ کینڈلز اور اس کے اپنے مخصوص پرفیوم کی خوشبو فضا میں رچی بسی تھی۔
تنے اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑتے گئے۔۔
دھیمے قدموں سے چلتا اندر آیا۔ یہ سجاوٹ، خوشبو ٹیبل پر چنا گیا کھانا،
مگر وہ خود نہیں تھی۔
ماہر نے کوریڈور سے گزر کر رومز، میں دیکھا۔ سب خالی تھے۔ بلیک روم میں بھی، وہ بھی خالی تھی۔
اپنے روم میں بھی دیکھ آیا،، کچن بھی خالی، مگر آہٹ اور خوشبو بے حد قریب تھی۔
وہ بری طرح جھنجھلایا۔
مگر پھر رکا اور سوچا۔

تب اپنے روم میں بالکونی میں گیا۔ وہ اس کی جانب سے پیٹھ کیے سمندر کی طرف رخ کیے کھڑی تھی۔
تیز ہوا سے لباس اور بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔

سرخ لہراتا آنچل دیکھ ماہر سٹل اپنی جگہ پر جم سا گیا تھا۔ تنے اعصاب اور بھینچے جبڑے اسے اپنے سامنے پا کر خود بخود ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ اور غصہ سمندر کی جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا۔

تب وہ ایک مرتبہ پھر اپنے جلادی روپ میں واپس آتا اسے جھٹکے بازو سے تھام روم میں لا کر دیوار سے پن کیا تھا۔

ماہر سوہم خان کے ہوش اڑانے کا فل پروف پلان بنا کر آئی تھی وہ شاید تبھی اس کے گھورنے پر اطمینان سے اس کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی۔

اس گستاخی کا مطلب روح ماہر خان،،؟ کس کی اجازت سے یہاں آئی ہو،، جرات کیسے ہوئی،،؟ وہ لہجہ حتی الامکان سنجیدہ کرتا بولا۔

مگر وہ اس کا گریبان پکڑ چکی تھی۔

اور آپ کی جرات کیسے ہوئی میرے ساتھ یہ سلوک کرنے کی،، بتائیں مجھے،،؟ اس نے ماہر کو جھنجھوڑ ڈالا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔

کیا کیا میں نے؟ اس نے سنجیدہ سا پوچھا۔

آپ نے یہ کیوں بولا کہ میں نے کھو دیا آپ کو،، کیوں مجھ سے دور،،،چھوڑ کر بیٹھے ہیں مجھے یہاں؟ وہ چلائی، نا جھجھک نا شرم، آج تو وہ کوئی اور ہی روپ دیکھ رہا تھا اس کا۔

"جہاں بھروسہ اعتبار نام کی کوئی چیز ہی ناں تو دوری ہی اختیار کر لینی چاہیئے روح ماہر خان،، اس نے بھی طنزیہ لہجہ اپناتے حساب بے باک کیا۔

رواحہ کی آنکھیں لاکھ نا چاہنے کے باوجود بھر آئیں "غلطی تو انسانوں سے ہی ہوتی ہے ناں،، تو ہو گئی،، کچھ سمجھ نہیں آیا مجھے اس وقت،، اب کیا سر پھاڑیں گے میرا یا جان لیں گے،،

وہ وقت،، حالات،، جگہ اپنا حلیہ اور سامنے کھڑے شخص کی پرواہ نا کرتے ہوئے اس کا گریبان پکڑے اس سے گزرے دنوں کی اذیتوں کا حساب لینے میں مصروف تھی۔

ماہر نے ایک جھٹکے سے اسے ویسٹ سے تھام کر دیوار سے لگایا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپٹا۔

"نو سوئیٹ ہارٹ،، سر نہیں پھاڑوں گا ہاں مگر دوسرا آپشن قابلِ غور ہے جان لوں گا آج تمھاری میں،، سزا دوں گا،، اور ایسے دوں گا کہ روح کانپ اٹھے گی تمھاری،، پناہ مانگو گی مجھ سے،،

وہ جنونی سا ہوا ماہر نے اس کی گال پر ہونٹ رکھے اور گال سے وہ شولڈر تک آیا تب اس کے شولڈر پر دانت گاڑھے تھے ماہر نے۔

وہ اچھلی،،

"مم،،ماہر،،چھوڑیں مجھے،، یو ہرٹنگ می،، وہ بوکھلائی

ماہر نے غور سے اسے دیکھا اور اپنی گہری نگاہ سے ہی اسے پانی پانی کر دیا۔ کیونکہ اب کی بار زاویہ نگاہ بدلتے ہوئے وہ اس کی ایک ایک سجاوٹ کو آنکھوں سے نہار کر اسے اس بناؤ سنگھار کا خراج بخش رہا تھا۔۔

"کیا کرنے آئی تھیں یہاں؟ سوال کافی معنی خیز تھا۔

"آپ کک،، کو منانے،، اس دوران پہلی مرتبہ اس کی نگاہوں سے خائف اس کی زبان لڑکھڑائی تھی۔

"تو مناؤ پھر،، اطمینان سے کہا گیا نگاہوں کا فوکس اس کے خون رنگ میں رنگے گداز لب تھے۔

"منا چکی ہوں،، ادھر بھی اطمینان تھا۔

"رئیلی،، آئی ڈونٹ تھنک سو،، میں تو نہیں مانا،، لاپروائی سے کہا گیا۔

"میں اپنے طریقے سے کوشش کر چکی ہوں،، اگر پھر بھی سامنے والا نا مانے تو میں کیا کر سکتی ہوں،، چھوٹی سی ناک چڑھاتے ہوئے اس کے لہجے میں بھی غرور آیا (اپنے روپ سے چاروں خانے چت جو کر چکی تھی اسے۔۔ اس کی نگاہ بتا رہی تھی)

اور تمہارا یہ طریقہ بہت ہی کوئی جان لیوا قسم کا تھا رواحہ ماہر خان،، مگر افسوس اب بدلے میں جان ہلکان تو تمہاری بھی ہوگی،، میرے سر پر جنون، دیوانگی طاری کر چکی ہو،، سکون سے کہتے اس کے دل کے مقام پر لب رکھے تو رواحہ کی سانس اٹک گئی۔

مم،، ماہر،، پپ،، پلیز،،

اششششش،، جتنا بولاگی نقصان اٹھاؤگی مارش میلو،، اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ اور بازو پر لب رکھے۔ کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود میں بھینچا۔ گردن پر سفر کرتے ماہر کے ہونٹوں نے اس کی سانس سینے میں الجھا دی تھی۔ اس کی بے باکیوں سے گھبرا کر آنکھیں بند کیں۔ تبھی اس نے اس کے گداز لبوں پر اپنے تشنہ لب رکھے تھے۔

جھٹکے سے ڈوری ٹوٹ کر فرش پر جا بجا موتی بکھرے تھے۔ شولڈر سے چولی کھسکی تو رواحہ نے گھبرا کر اس کے سینے میں منہ دیا۔

تب ماہر اسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ پر لایا اور خود اس پر جھکا۔ اپنے اور اس کے بیچ آزار بنتا وہ سرخ پلو ہٹایا۔ اور خود کو اس نرم و گداز وجود میں گم کر دیا۔

رواحہ کی سانس کبھی سینے میں الجھ رہی تھی کبھی تیز ترین ہو جاتی تھی مگر اس چٹان سے آ کر خود سر ٹکرایا تھا اب بھگتنا تو اسے ہی تھا ناں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وہ کھانے کی ٹیبل کے پاس مخملی کارپٹ پر بیٹھی تھی۔ جبکہ وہ کچن میں اس کے اور اپنے لیئے کافی بنا رہا تھا۔ اتنے دنوں کی وحشت و اذیت کے بعد آج کہیں جا کر اپنی زندگی کے پہلو میں سکون ملا تھا تو رگ و پہ میں سرشاری سی دوڑ گئی تھی۔

باہر رواحہ اس کی ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں عجیب کارٹون سی لگ رہی تھی۔ گیلے بال کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ ٹراؤزر پیروں سے کافی زیادہ فولڈ کر رکھا تھا۔ ماہر نے آن لائن کچھ ڈریسز آرڈر کیے تھے ڈلیوری آنے تک اسے یونہی کارٹون بن کر بیٹھنا تھا۔ وہ اطمینان سے بیٹھی چاکلیٹ کھانے میں مصروف تھی۔ شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔

تبھی وہ کافی کے مگ لیے اس کے پہلو میں آ کر بیٹھا تھا۔ تبھی ماہر کے فون کی بیل بجی تو وہ چونکا۔ اور رواحہ کی جانب دیکھا۔

صوفے پر سے شال اٹھا کر اس کی جانب بڑھائی۔ "ایشان اور آریان آئے ہیں یہ شال اوڑھ لو،، رواحہ بری طرح بوکھلائی تھی۔ فوراً شال اوڑھی اس کا تو دل تھا کہ اٹھ کر روم میں بھاگ جائے مگر انھوں نے موقع نہیں دیا اور ہلکی دستک دے کر اندر آ گئے۔

سامنے کا ماحول اور مناظر دیکھ دونوں کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیلی تھی۔ رواحہ خود میں سمٹ گئی۔ چہرے نے لہو چھلکایا۔

مگر اس گرین مونسٹر کو خود کو گھورتے دیکھ انھوںنے دوبارہ شرافت کا مظاہرہ کیا۔

کیا تکلیف ہے سکون نہیں تم لوگوں کو،، وہ سنجیدہ سا جل کر بولا۔ جیسے کہنا چاہتا ہو رنگ میں بھنگ ڈالنا ضروری تھا؟

بڑے پاپا نے بھیجا ہے ماہر بھائی،، اور سوہم ڈیڈ نے،،، کہ آپ لوگوں کی وجہ سے فنکشن رکا ہوا ہے ،،اب اگر بھابھی کے ساتھ روٹھنا منانا ہو گیا ہو تو وائٹ پیلس چلیں،،

ایشان نے ادب کے دائرے میں رہتے بات تو شروع کی تھی مگر اینڈ میں انھیں چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

"تم لوگ جاؤ ہم آتے ہیں،، ماہر نے اطمینان سے کہا۔

ہمارے ساتھ ہی چلیتے کہ ابھی کوئی مزاکرات باقی ہیں،، ایشان باز نہیں آ رہا تھا۔ رواحہ تو ماہر کی چوڑی پیٹھ کے پیچھے چھپ سی گئی تھی۔۔

گیٹ لاسٹ فرام ہیئر اس سے پہلے میں تم دونوں کو اٹھا کر خود باہر پھینکوں،، ماہر غرایا۔

اوکے اوکے جاتے ہیں،، ایشان نے منہ بنایا اور دونوں واپسی کے لئے مڑے۔

ویسے بھابھی آپ ماہر بھائی کے کپڑوں میں کافی انوسنٹ اور ہوٹ لگ رہی ہیں،، آریان کی زبان میں کھجلی ہوئی بول کر رکا نہیں جان بچا کر بھاگ گیا۔

ماہر جو انھیں دیکھ سنجیدہ ہوا تھا اب قہقہہ لگا کر ہنس پڑا وہ جو چھپنے کے لئے جگہ ڈھونڈ رہی تھی ماہر کی کمر پر مکے برسائے۔

"بہت بدتمیز ہیں آپ،، آپ ناں ڈوری توڑ کر میرا ڈریس خراب کرتے اور نا یہ سب،، رواحہ کی زبان کو بریک لگا۔

وہ جو دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا گہرا مسکرایا۔

رواحہ نے وہ مسکان دیکھی۔

"آپ مسکراتے بھی ہیں،، سٹرینج،، سڑیل کہیں کے،، رواحہ نے گھٹنے پہ چن رکھ کر معصومیت سے کہا۔

آں ہاں،،،میں سڑیل ہوں،، آئبر واچکا کر پوچھا۔

یس،،،زورزور سے ہاں میں سر ہلایا۔

تب بہت اچانک صوفے سے ٹیک لگا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے سینے پر گرایا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے جو محبت کے مظاہرے دکھائے ہیں اس کے بعد بھی اگر سڑیل بول رہی ہو تو لگتا ہے ایک مرتبہ پھر ہوش ٹھکانے لگانے پڑیں گے،، اطمینان سے بول کر ٹی شرٹ کی گریبان سے کھینچ کر اسے اپنے قریب کیا۔۔

مم،، میرا وہ مطلب نہیں تھا،، چلیں واپس چلیں ماہر سب ویٹ کر رہے ہوں گے،، وہ اسے پھر غیر سنجیدہ دیکھ پریشان ہوئی۔

مگر وہ تو اس کی گردن میں منہ دے چکا تھا۔

ماہر کوئی آجائے گا،، اس نے شوشا چھوڑا۔

"نہیں آئے گا میری پرمیشن کے بغیر،، وہ بھاری آواز میں بولا۔

"ماہر لاؤنج ہے،، وہ جھنجھلائی۔

"جی ٹی روڈ تو نہیں،، جیسا سوال ویسا جواب،

رواحہ اسے پھر چھیڑ کر پچھتائی ہی تھی۔ اب اسے منا ہی لیا تھا تو اس کی منمنائیاں بھی برداشت کرنی تھی سو شرافت سے خود کو اس کے سپرد کر دیا۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode52.......3rd Last💔

#Aryanandhischipkliispecial🤭😷

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

جشن اپنے عروج پر تھا، آج وائٹ پیلس کے آنگن میں خوشیوں اور رونقوں کی بہار اتری تھی۔ سب لاؤنج میں موجود تھے۔ خواتین نے وائٹ اور آف وائٹ کمبینشن کے ڈریسز پہنے ہوئے تھے۔

اور سب مرد حضرات نے رائل بلو کلر میں ٹو پیس یا تھری پیس پہن رکھے تھے۔

پنکی ریشماں اور منی بھی ادھر ہی شاداں و فرحاں بیٹھیں تھیں۔ ان کی تمام شاگردیں بھی اس ماحول میں رچ بس گئیں تھیں۔ جیسے یہ سب ایک تھے۔۔ ایک ہی خاندان سے تھے۔ ہر چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

سب لاؤنج میں موجود تھے۔ دن میں شبینہ کی مبارک رسم ادا کر دی گئی تھی اب ماہر اور رواحہ کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

ایک صوفے پر ماہ بیر اور اس کے پہلو میں فجر بیٹھی تھی۔ ماہ بیر کی گود میں ارشن بے بی تھا۔ اور فجر کے ہاتھ میں شفا مہندی لگا رہی تھی۔

تبھی آریان جو کافی دیر سے اسے مختلف طریقوں سے پریشان کر رہا تھا۔ ان کے قریب آیا۔

کیا ہو رہا ہے بھابھی،، اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

لڈی ڈال رہے ہیں،، ڈالنی ہے،، شفا تڑخ کر بولی۔

تم اگر ساتھ دو تو دھمال بھی ڈال لوں،، آریان نے چھیڑا

اور میں پاگلوں کا کیوں ساتھ دوں،، وہ بھی لاپروائی سے بولی۔

"کیونکہ ایک پاگل کا ساتھ عمر بھر کے لئے قبول کیا ہے محترمہ آپ نے،، فجر نے دیور کی سائیڈ لیتے شفا کو لاجواب کیا۔

ارے واہ میری سوئیٹ بھابھی میں بھی کہوں ماہ بیر بر و کیوں پاگل ہیں آپ کے پیچھے،، آپ ہو ہی لاجواب،، آریان عش عش کر اٹھا۔

فجر کانوں تک سرخ ہوئی کیونکہ ماہ بیر بڑوں کی پرواہ کیے بغیر دلچسپی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

یہ تو سہی بولا آریان تم نے تمھاری بھابھی واقعی لاجواب ہے،، ماہ بیر نے گھمبیر لہجے میں کہا تو فجر گڑبڑائی

جبکہ شفا نے آریان کو گھورا۔

بھابھی،، آپ نے کبھی فاقے زدہ چھپکلی دیکھی ہے؟ آریان نے فجر سے ایسے پوچھا جیسے پتا نہیں کتنی سیکرٹ اور اہم بات ہو۔

نہیں تو کدھر ہے،،؟ فجر نے حیرت سے پوچھا۔

شفا نے پہلو بدلہ،،

اور بھابھی آپ نے کبھی افریقہ کے جنگلوں کے جھینگا لالا ہو کرنے والے دیکھیں ہیں،، شفا نے بھی حساب بے باک کرنا چاہا۔

نہیں لیکن کیوں،، فجر الجھی یہ اس موقع پر وہ دونوں کیا لے کر بیٹھ گئے تھے۔

بھابھی فاقے زدہ چھپکلی آپ کے ہاتھ پہ مہندی لگا رہی ہے،، آریان نے کہہ کر آنکھ ونک کی۔

اور بھابھی افریقہ کا جنگلی آپ کا سر کھا رہا ہے،، وہ بھی دانت پیس کر بولی تو فجر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

شفا مہندی لگا چکی تھی، تو پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

ایشان آروشے کا ہاتھ تھام کر روم سے اسی کے کہنے پر دوبارہ باہر لایا تھا۔ اس کا سیونتھ منتھ چل رہا تھا۔ اسی لئے ایشان قدم قدم پر اس کا بے تحاشا خیال رکھ رہا تھا۔

ایشان نے اسے صوفے پر بیٹھنے میں مدد دی۔ اور خود اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

سامنے ہی جبران مفرا کے ساتھ بیٹھا تھا اور اس سے اوٹ پٹانگ باتیں کر کے اسے پریشان کر رکھا تھا۔

ان دو ماہ میں دونوں بھائیوں نے جب کافی مرتبہ ان کو الو بنایا تو آروشے اور مفرا دونوں ہی زمل کے پاس پہنچی تھیں مدد طلب کرنے کے وہ ہی انھیں بتا دے کہ ان میں کیسے فرق کرتے ہیں وہ لوگ،،،

تب زمل نے جبران کی داڑھی میں موجود اس نشان کا انھیں بتایا تھا۔ تب وہ انھیں بے وقوف نہیں بنا پائے تھے۔

مگر وہ جے کے اور ایشان تھے،،، کے سز،، چالاک،

اسی لئے ایک مرتبہ پھر شرارت کرتے ہوئے جے کے نے ایشان کے چہرے پر وہ نقلی نشان بنا دیا تھا۔ اور دوبارہ انھیں الو بنا دیا تب وہ بہت چلملائی تھیں۔۔

طویل لاؤنج کے ایک کونے میں پاشا، سوہم، کبیر اور کامران حسن بیٹھے اپنی ہی باتوں میں مصروف تھے۔ کامران نے انھیں کیس کی کامیابی پر مبارک باد تھی۔

تبھی کامران حسن کو ضروری کال آگئی اور انھیں جانا پڑا۔ انھوں نے اجازت طلب کی اور پاشا سے کہا کہ وہ شفا کو گھر چھوڑ آئیں۔

ضرور،، اب وہ میری بیٹی ہے تو اس کی فکر آپ مت کیا کریں،، پاشا نے مسکرا کر کہا سے وکامران حسن مسکرائے اور وہاں سے نکلے۔

آروشے نے شفا کو کچن میں سے پانی لینے بھیجا تھا۔

شفا کچن میں اسی کام سے جا رہی تھی جب آریان نے پھر پیچھے سے ہانک لگائی۔

خوبصورت بہت ہے تو لیکن، دل لگانے کے قابل نہیں،،

فاقے زدہ چھپکلی جو ہے،،

شفا نے مڑ کو شرربار نگاہوں سے اسے گھورا۔ مگر وہ شفا آریان پاشا ابراہیم تھی۔

لہک کر گایا،،

ILOVEITWHENYOUCALLMEseno-LIZARD
IWISHICOULDPRETENDIDIDN'TNEEDYA

BUTEVERYTOUCHIS,OHH-La-La-La
ITSTRUE,LA-LA-LA
OOH,ISHOULDBERUNNIN
OOH,YOUKEEPMECOMINGFORYA

چھوٹی سی ناک چڑھاتی، کیوٹ سے منہ بناتی جب شفا نے مشہور گانا گاتے ہوئے سینیوریٹا کی جگہ سینیو لیزرڈ کہا تو آریان کے دل میں گدگدی سی ہوئی اور وہ اس کے دل کی پرنسز سیدھا اس کے دل میں اتری تھی۔ آریان نے پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اور گہری مسکان لیے اسے دیکھا۔

مجھے گانا بہت پسند آیا، میری جان،، اب تمھاری اتنی خوبصورت آواز اور گلے کو میں انعام اور خراج بخشوں گا آج رات میرا ویٹ کرنا،، روم کا اور اپنے دل کا ڈور کھول کر رکھنا،، اس کا لہجہ اور دیکھنے کا انداز بہت اچانک بدلہ تھا، کہ ایک مرتبہ تو شفا بھی بوکھلا گئی تھی۔ مگر پھر خود کو لاپرواہ ظاہر کیا۔۔ نہیں چاہیے،، اپنے پاس ہی رکھیں،، اور میرے کھر کی طرف نگاہ غلط اٹھانے کی تو کوشش بھی مت کرنا کیونکہ میں سب گارڈز کو بول دوں گی کہ آج کسی بھی غیر متعلقہ شخص کو رات کو گھر کے آس پاس دیکھو تو شوٹ کر دینا،، روم میں آنا تو دور کی بات ہے،، شانِ بے نیازی سے بولا گیا۔

وہ پھر گہرا مسکرایا،،

I love challenges

میری جان،، ویٹ کرنا میرا،، وہ بول کر اسے دہلا کر جا چکا تھا۔

شفا نے سر جھٹکا اور کچن میں غائب ہو گئی۔

کچھ دیر میں ہی لاؤنج میں ماہر اور رواحہ داخل ہوئے تھے۔ رواحہ جھینپی جھینپی سی تھی ماہر نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا سب ان کی جانب دیکھ کر مسکرائے اور انھیں اکٹھے دیکھ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

رحاب،، روحا اور زمل نے ان کی نظر اتاری۔

اب سب خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ آریان نے میوزک سسٹم کے پاس کھڑے ہو کر گلا کھنکار کر سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"تو لیڈیز اینڈ جینٹل مینز،، ایک بہت امپورٹنٹ بات کہنا چاہتا تھا میں،، مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پہلے فنکشن میں ڈی جے والے بابو نے آپ لوگوں کو بے حد پریشان کیا اور گانے سہی طرح سے نہیں بجا کر دئیے،،

آریان نے دانتوں تلے لب دبا کر اولڈ لیڈیز کے رنگ اڑے چہرے دیکھے۔

پاشا، سوہم اور کبیر نے بڑی مشکل سے ہنسی دبائی۔

جبکہ رحاب، روحا اور زمل بھونچکی سی پاشا کی اس آفت کو دیکھ رہے تھے جسے رحاب نے جانے کیا کھا کر پیدا کیا تھا۔

تو آج میں بقلم خود ڈی جے والا بابو بن کر اچھا سا گانا چلاؤں گا تاکہ اولڈ لیڈیز ہمارے اولڈ ہیروز کے ساتھ اچھا سا ڈانس کر سکیں۔

آریان نے کہہ کر گانا پلے کر دیا۔

اولڈلیڈیز کو چھپنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی سختی سے انکار کر دیا مگر
اے لیڈیزاٹھو،،بچوں کی خوشی کے لئے،،اور میری بھی،، ریشماں نے مسکراتے کہا تو انھیں اٹھنا
پڑا۔
پاشانے مسکرا کر رحاب کا ہاتھ تھاما، سوہم اور روحا، کبیر اور زمل ایک ساتھ کھڑے ہوئے۔
اب وہ میوزک پر ہلکے ہلکے موو کر کے ڈانس کر رہے تھے۔بچوں نے خوب کلیپنگ اور ہوٹنگ کی۔
روحانے سوہم کے سینے میں منہ دے لیا تو وہ گہرا مسکرایا۔
آپ کا بیٹا،، بلکل آپ پر گیا ہے،، بے باک اور بے شرم،، رحاب نے کہا تو پاشا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا
اور سر دھن کر یوں جھکا جیسے رحاب نے اس کی تعریف کی ہو۔

اونہہ اتنے کام اور مصروفیات کے باوجود بھی یہاں کی سن گن لینے میں ہی دلچسپی تھی آپ لوگوں کو
کیا؟ زمل نے آبرو اچکا کر کہا تو کبیر مسکرایا۔
اب کیا کریں دنیا کہ کسی بھی کونے میں چلیں جائیں جینے کی وجوہات اب وائٹ پیلس میں ہوں گی تو سن
گن تو لینی پڑے گی ناں،، کبیر نے بول کر اس کے ماتھے پر لب رکھے تو ایشان اور جے کے نے شور
مچانا شروع کر دیا۔ کبیر نے انھیں گھورا کیونکہ زمل اپنا آپ اس سے چھڑا کر اپنی سیٹ پر چلی گئی
تھی۔۔

اوراب بچوں کی باری تھی۔ مگرایشان آروشے کے پاس ہی بیٹھا رہا۔۔ فجر بھی ارشن کو لیے بیٹھی رہی مگرماہ بیر نے بے بی کو اپنی گود میں لے کر فجر کو کھینچ ہی لیا۔ سو ہم روح کو نرمی سے تھامے ہوا تھا۔ جبران مفرا کے ساتھ تھا۔ منظر نہایت دلکش اور خوبصورت تھا۔

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے تیرے بنا کیا وجود میرا

تجھ سے جدا کبھی ہو جائیں گے تو خود سے بھی ہو جائیں گے جدا،

کیونکہ تم ہی ہو اب تم ہی زندگی اب تم ہی ہو،،

چین بھی میرا درد بھی میری عاشقی بھی اب تم ہی ہو،،

گانا وہاں موجود ہر شخص کی دل کی ترجمانی کر رہا تھا۔

بہت ہی شاندار اور خوبصورت یادگار لمحات کے ساتھ یہ شام اختتام پزیر ہوئی۔ شاندار قسم کا ڈنر کیا گیا۔

پھر چائے کافی کا دور چلا۔

تمام بڑے اپنے اپنے روم میں جا چکے تھے۔

مفرا کچن میں کسی کام سے آئی تھی۔ جب اس کا فون رنگ ہوا۔

سعد کا تھا۔

رات کے اس وقت یا خدا خیر،، وہ بڑبڑائی اور فون یس کر کے کان کو لگایا تب سعد نے اسے بتایا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں،، مفرا گھبرا گئی اور فوراً جبران کے پاس گئی۔

سنیں،، اس نے جبران کو پکارا جو ماہ بیر کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

یس،، کیا ہوا مفرا،، اس کا پریشان سا چہرہ دیکھ وہ چونکا۔

سعد بھائی کہ طبیعت ٹھیک نہیں مجھے ابھی جانا ہے،، وہ بے چینی سے بولی۔

تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے،، سعد بھائی سے بڑھ کر کچھ نہیں تم شال وغیرہ لے کر آؤ میں گاڑی نکالتا ہوں، وہ کہتا باہر نکلا تو مفرا نے عقیدت و محبت سے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔ اور بھاگ کر اپنے کمرے میں گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ دونوں سب کو اطلاع دے کر وائٹ پیلس سے نکلے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان آروشے کا ہاتھ تھامے روم میں لایا۔ لا کر اسے بیڈ پر بٹھایا اور جھک کر اس کے ورم زدہ پاؤں سینڈل سے آزاد کیے۔

آروشے کے چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔

کیا ہوا روشے بےبی تھک گئی؟ ایشان نے نرمی سے کہا تو اس نے روہانسی سی اثبات میں سر ہلایا۔

او کے میڈیسن لو اور لیٹ جاؤ، ایشان نے اسے میڈیسن دی اور بیڈ پر لیٹنے میں مدد دی۔

ایشان باہر جانے لگا جب

ایش،، آپ کو پتہ ہے مجھے ایسے نیند نہیں آئے گی،، وہ جھنجھلائی۔

توکیسے آئے گی؟ ایشان نے دانتوں تلے لب دبایا حالانکہ وہ جانتا تھا کیسے آئے گی مگر اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

مگر جب وہ ناراضگی سے اسے گھورنے لگی تو ایشان مسکراتا ڈریسنگ روم میں گیا چینج کر کے آیا اور اس کے قریب لیٹ کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

اب وہ سکون سے آنکھیں موند گئی تھی

اب تو آجائے گی نیند میری جان کو،، وہ مسکرایا تو اس نے آنکھیں موندے ہی اثبات میں سر ہلایا۔

ایشان نے اس کے ماتھے پر لب رکھے اور آنکھیں موند لیں۔

پاشا شفا کو اندر تک چھوڑنے آیا تھا پورے رستے اس نے اپنے ہینڈسم انکل جو کہ اب پاپا تھے کے کان کھائے رکھے۔۔

افففففد،،، بچی کیسے بول لیتی ہو اتنا،، پاشا بے چاری سی شکل بنا کر بولا، اتنی سے دیر میں پاشا کے کانوں سے دھویں نکلنا شروع ہو گئے تھے اس کے بیٹے کا کیا حال ہو گا، پاشا کو سوچ ہی بیٹے پر ترس آیا۔

بس ہینڈسم پاپا ٹیلنٹ ہونا چاہیے،،، وہ فرضی کالر جھاڑتے بولی۔۔

تو پاشا نے افسوس سے سر ہلایا۔

پاشا واپس چلا گیا تو وہ صحن میں گھومتے دیو قامت گارڈز تک آئی تھی۔

سنو،، اس نے پکارا

یس شفا بے بی،،، گارڈز با ادب ہوئے۔

آج کوئی بھی،، کوئی بھی مطلب کوئی بھی،، حسن مینشن کے آس پاس بھی بھٹکنا نہیں چاہیے، اندر آنا تو دور کی بات ہے، جو بھی ہو جس بھی رشتے کا حوالہ دے تو اس سے بولنا صبح ہی پاپا سے ملے، مجھے عجیب دھمکی بھری کالز آ رہی ہیں اور ابھی پاپا بھی نہیں ہیں گھر پر،، اوکے،،

"آپ بے فکر ہو جائیں بے بی،، ہم باہر الرٹ ہیں،، اور چاہے کوئی بھی ہو صبح ہی آ پائے گا اندر،، گارڈز نے کہا تو وہ ہونٹوں پر فاتحانہ مسکان سجائے اندر آئی۔ اپنے روم میں آ کر ڈورز اور ونڈو اچھی طرح بند کیے اور اطمینان سے ایک لمبی سی سانس کھینچی۔

اونہہہہہ،،، جنگلی کہیں کے،، ایک مرتبہ پھر،

ILOVEITWHENYOUCALLMESENORITA

IWISHICOULDPRETENDIDIDN'TYOUNEEDYA

خوبصورتی سے گنگناتے شال اتار کر بیڈ پر رکھی۔

آئینے کے سامنے آئی اور پیچھے ہاتھ لے جا کر میکسی کی زپ کھولنے کی کوشش کی تھی۔۔ تبھی بہت اچانک روم کی لائٹ بند ہوئی تھی۔ روم گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ وہ چونکی اور خوفزدہ ہوئی۔

ابھی کچھ اور سوچتی جب اپنے پیچھے کسی کی آہٹ محسوس کر اپنی جگہ سے اچھلی۔۔

کون،، کون ہے یہاں،، شفا کے پسینے چھوٹ گئے۔ جان تو تب نکلنے والی ہوئی جب کمر کے گرد دو بازو حمائل ہوئے۔

"ہیپے ڈرو مت چھپکلی،، تمھارے جنگلی کے علاوہ کوئی اتنی جرات نہیں کر سکتا کہ تمھارے روم میں آئے،، آریان سکون سے سرگوشی میں بولا تو شفا کو ایک جانب سے تسلی ہوئی مگر،

یہ،، یہ کیا بدتمیزی ہے،، چھوڑیں مجھے،،، وہ جھٹپٹائی۔

ہووووو بے بی کی سب احتیاط دھری کی دھری رہ گئی،، پر میں تو آ گیا،، آریان نے اطمینان سے کہا۔

اور اس کی میکسی کی زپ کھولتا چلا گیا۔

شفا کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے یہ محسوس کر کے میکسی سرک کر فرش پر گر چکی ہے مگر فوراً ہی اس کی مخصوص گھٹنوں تک آتی ٹی شرٹ نے اسے ڈھانپ دیا تھا۔

تبھی لائٹ آن کی تھی آریان نے اور اس کا دھواں دھواں چہرہ دیکھ گہرا مسکرایا۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی،، وہ خفت مٹانے کو غرائی۔

"اسے بدتمیزی نہیں ہیلپ بولتے ہیں مسز،، اس کا بھی اطمینان قابلِ دید تھا۔

وہ جو اس کے بہت قریب کھڑا تھا شفا نے اس کے بازو پر اس زور سے چٹکی کاٹی کہ ایک مرتبہ تو وہ بھی ہڑبڑا گیا۔

آؤوووچ،، جنگلی بلی،، ویسے مجھے جنگلی بولتی ہو،، واٹ از دس،،

وہ میں چیک کر رہی تھی تم انسان ہو یا جن،، جو ہوا میں تحلیل ہوئے یہاں آ گئے،، وہ اب بھی مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں تمھارے آنے سے پہلے، چھپ کر یہاں آگیا تھا،، دماغ ہے میرے پاس استعمال کرنے کے لئے،، تمھارے روم میں بھی پہلے ہی آگیا،، اور تم نے آ بیل مجھے مار کے مترادف خود ہی ڈورز اور ونڈو لاک کر میرا کام آسان کر دیا مسز،،

وہ اسے بہت اچانک کھینچ کر بازوؤں میں بھرتا بولا تو شفا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

"چلغوزے چھوڑو مجھے،، شفا نے چلا کر خوف دور کرنا چاہا، مگر وہ ڈھیٹ بنا اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا کر اس کے اوپر جھکا اور اس کی کلائیاں بیڈ سے لگائیں۔

نو میری جان،، چلغوزہ نہیں تمھارا جنگلی ہوں،، اور کچھ دیر تک تمھیں میرا جنگلی پن جھیلنا ہے،، کہہ کر آریان نے اس کی شہہ رگ پر اپنے لب رکھے تھے، وہ مچلی اور مزاحمت کی کوشش کی، مگر ناکام ہوئی۔

آر،،، یان،، وہ گھبرائی۔

جزبوں سے چور ہو کر وہ اس کی گردن پر جھکا ہوا پور پور اسے پر حدت سے لمس میں بھگو رہا تھا۔

اس کے اس جادو بھرے لمس سے وہ لال قندھاری ہوئی تھی۔ آریان نے سر اٹھا کر بغور اسے دیکھا اور اب اس کی نگاہوں کا فوکس اس کے گداز لب تھے۔

آریان نو،، پیچھے ہٹیں،، نہیں تو جان لے لوں گی،، شفا نے وارن کیا کہ وہ جو کرنے لگا ہے اس سے باز رہے نہیں تو،،

"جان تو لے چکی ہو،، جانِ آریان،، اور ویسے بھی تمھاری اتنی خوبصورت دل میں اترتی آواز کو خراج بھی تو بخشنا ہے،، یہ کہہ کر وہ اپنے دل کی سنتا اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں الجھا چکا تھا۔

شفا بری طرح تڑپی۔ مگر اس کی مزاحمت محسوس کر وہ اور دیوانہ وار جھکا تھا اس پر،، عمل میں شدت تھی۔ شفا نے اس کی شرٹ کندھوں سے مٹھیوں میں جکڑ کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا مگر وہ خود کو سیراب کیے گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ پیچھے ہٹا تو شفا نے کھل کر سانس لی اور اپنی سانس بحال کرنے لگی۔

"ویسے کیا ہو،، اگر میرا یہ جنگلی پن تمھیں ساری رات برداشت کرنا پڑ جائے،، ہوووو چھپکلی کا تو حشر بگڑ جائے،، آریان نے چھیڑا۔

شفا نے اپنا پورا زور لگا کر اسے خود سے دور پھینکا۔ وہ جو جان بوجھ کر گرفت ڈھیلی کر چکا تھا۔ بیڈ پر گر کر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ شفا نے اس کی کمر پر فل زور لگا کر مکے برسائے مگر وہ ڈھیٹ ہنستا چلا گیا۔

بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو جنگلی سے ڈرتا ہے،،

آریان نے خوبصورت آواز میں گنگنا کر ایک مرتبہ پھر اس کا پارہ ہائی کیا،،

آپیییہہہہہہہہہ،، آریان میں آپ کا خون پی جاؤں گی،، جائیں یہاں سے،، وہ اسے زچ کر رہا تھا۔

"پی لو،، کم آن،، میں تمھارے ساتھ جنگلی پن کروں تم میرے ساتھ کرو،، اس نے آفر دی۔

اونہھہ جائیں یہاں سے پلیز،،

نہیں جاؤں گا،، کیا کرو گی؟ آریان نے تکیے میں منہ دیا۔ تبھی شفا نے اپنا فون پکڑ کر پاشا کو کال ملائی تھی۔ جو دوسری بیل پر رسیو کر لی گئی۔

یس مائی ڈاٹر،، پاشا نے نرمی سے کہا۔

پاشا پاپا،،، میرے پاپا گھر پر نہیں ہیں اور میرے روم میں آریان آ کر مجھے پریشان کر رہے ہیں پلیز انھیں کہیں واپس چلے جائیں،، وہ رونے کی ایکٹنگ کرتی لہجہ بھگو کر بولی تو ایک مرتبہ تو آریان بھی اپنی جگہ سے گڑبڑا کر اچھلا تھا۔

واٹ،، کیا ہوا بیٹا،، میں آؤں کیا،، پاشا کو تشویش ہوئی۔

نو پاپا،، اب میں نے آپ کو کمپلین کی ہے تو یہ جانے لگے ہیں یہاں سے ڈونٹ وری،، شفا نے اطمینان سے بول کر فون رکھا اور آئیبرو اچکا کر اپنی شاندار ایکٹنگ پر اس سے داد لینا چاہی۔

ناٹ فئیر،، جان،، اب مجھے ڈانٹ پڑے گی،، وہ دانت پیس کر بولا اور نروٹھے پن سے اسے گھورا۔

بڑا دشمن بنا پھرتا ہے جو ایک فون کال سے ڈرتا ہے،،

شفا نے بھی لہک کر گایا۔

یو چھپکلی،،، آریان پھر اس کی جانب آیا تھا۔ اس کی کلائیاں فولڈ کر کے کمر پر لگائیں اور ایک مرتبہ پھر اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لیا۔ اب کی بار عمل جارحانہ تھا۔ شفا کو لگا وہ اس کی جان ہی لے لے گا۔

اچھی طرح اس کے ہوش ٹھکانے لگا کر وہ روم سے نکلتا چلا گیا۔

پیچھے وہ پھر بری طرح تلملائی۔۔

افففف جنگلی کہیں کا،، پیر پٹختی واش روم میں بند ہو گئی۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2

#By_Wahiba_Fatima

Episode53...Secondlast.💔💔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

جبران اور مفرا گھر میں داخل ہوئے تو غیر معمولی سناٹا سا محسوس ہوا۔ مفرا بھاگ کر سعد کے کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی بیڈ پر سعد نڈھال سا لیٹا ہوا تھا۔ اور اس کے سرہانے بیٹھی نرما اس کا سر دبا رہی تھی۔۔

"کیا ہوا سعد بھائی آپ کو،،؟ مفرا نے تڑپ کر آگے بڑھی اور سعد کے پاس بیٹھ گئی۔۔

پتہ نہیں مفرا،، کچھ دنوں سے طبیعت خراب سی رہنے لگی ہے،، سعد بوجھل سی آواز میں بتایا۔

تو آپ کو ہاسپٹل آنا چاہیے تھا سعد بھائی اور اپنا ڈیٹیل چیک اپ کروانا چاہیے تھا،، جبران نے سعد کو چیک کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا اور ایک اچٹتی سی نگاہ اس کے سرہانے بیٹھی لاتعلق سی بنی نرما پر ڈالی۔

میں سب کے لیے چائے بنا کرلاتی ہوں،، آخر اسے خیال آ ہی گیا۔۔ کسی نے توجہ نا دی وہ کچن میں چلی گئی۔ جبران نے اسے چیک کیا مگر بغیر ٹیسٹس کے وہ کسی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ تبھی سعد کو بولا کو تیاری کرے وہ اسے ہاسپٹل لے کر جائے گا۔

کیا یار،، جبران صبح چلیں گے ناں،، پرامس یار،، سعد نے منہ بنایا۔ جبران کو ہنسی آئی۔

تبھی نرما چائے لیے اندر آ گئی۔ سب کے سامنے ٹرے بڑھائی۔ مفرا اور سعد نے اپنے کپ اٹھا لیے۔ مگر

سوری بھابھی میں چائے نہیں پیتا،، کافی پیتا ہوں،، جبران نے کہا تو اس کی بجائے سعد نے کہا۔

پی لو یار،، میری بیگم اتنے پیار سے بنا کرلائی ہے،، تو مجبوراً جبران کو کپ اٹھانا پڑا۔

آپ خود کے لئے نہیں لائی،، جبران کو اس کے چہرے کی خباثت لیے شیطانی ہنسی دیکھ کچھ غیر معمولی محسوس ہوا۔۔

دودھ پی چکی تو اسی لئے اپنی بنائی ہی نہیں،، ٹکڑا جوڑ جواب آیا۔

جبران نے کپ ایک سائیڈ رکھا اور سعد کی میڈیسن چیک کرنے لگا۔ مفرا اور سعد اپنی اپنی چائے پی چکے تھے۔ تبھی جبران کا فون رنگ ہوا تو وہ یس کر کے کان کو لگائے دوسرے روم میں چلا گیا۔

"جبران،، مفرا کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی تو اس کا دل گھبرایا۔ سعد کو روم میں آیا تو سامنے کا منظر دل دہلا دینے والا تھا۔ سعد کے منہ سے جھاگ اٹھ رہی تھی جبکہ مفر گردن ہاتھوں میں دبوچے دہری ہو رہی تھی۔

اور وہ ناگن اپنا کام کر کے وہاں سے بھاگ چکی تھی۔ جبران کی آنکھوں میں خون اترا۔ اسی لیے اب اسے دنیا کی کوئی طاقت جے کے کے عتاب سے نہیں بچا سکتی تھی۔۔

بچ،،، شٹ،،،،

اپنے فون سے میسج الرٹ بھیجا۔

وہ مفرا کی جانب لپکا،، اسے تھام کر سیدھا کیا،، ہیے مفرا،، پاگل ہو کر پکارا،، مگر تبھی مفرا نے منہ بھر کر خون کی الٹی کی،، جبران سمجھ گیا کہ بہت کوئی زہریلی چیز چائے میں ڈالی اس نے۔

اس نے مفرا کو بازوؤں میں بھرا اور گاڑی میں ڈالا،، پھر سعد کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور گاڑی ہوا میں اڑائی۔۔

ہوسپیٹل میں وہ سب موجود تھے۔۔

نرما کچھ دور، بس سٹینڈ تک ہی بھاگ پائی تھی جب ماہر نے اسے پکڑلیا۔ وہ جانتا جے کے اس کا برا حال کر دے گا۔ مگر وہ خواتین کو اپنے ٹارچر سیلز میں نہیں رکھتے تھے اسی لئے ماہر نے اس پاگل عورت کو اس کے سو کالڈ عاشق سمیت کامران حسن کے حوالے کر دیا تھا۔

کافی عرصے سے وہ رفیق نامی شخص میں دلچسپی لے رہی تھی۔

اب ڈیٹیلز نکلوائیں تو وہ یہ سب جان کر حیران ہوئے تھے۔ اسی کہ مدد سے اس نے یہ زہر منگوایا تھا۔

جبران کی آج ہمت نہیں ہوئی تھی کہ آئی سی یو میں جا سکے تبھی باہر بینچ پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ سب اسے تسلی دے رہے تھے۔ اس کے پاس پاشا، سوہم اور کبیر موجود تھے۔

جبران اس سب میں خود کو قصوروار سمجھ رہا تھا۔ کہ وہ مفرا اور سعد کا خیال نہیں رکھ پایا۔ ان کی حفاظت نہیں کر پایا۔

تبھی ایشان باہر آیا تھا۔ جبران بے چین سا ہو کر کھڑا ہوا۔ ایشان نے نگاہیں چرائیں۔

کیا ہوا ایشان،،؟ بتاؤ مجھے ڈیٹیلز،، جبران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

رپورٹس کے مطابق سعد کو تو کافی دن سے سلو پوائزن دیا جا رہا تھا۔ اور اب بھی شاید ریٹ کلر پوائزن دیا گیا ہے جو کہ بہت پاور فل اور ڈینجر تھا۔ اسی لئے سعد بھائی کی حالت کافی کریٹکل ہے،، ایشان نے بتایا تو جبران کا دل بیٹھنے لگا۔

اور تمھاری بھابھی کیسی ہے،، جبران نے امید افزاء لہجے میں پوچھا۔

سٹمک واش کر دیا ہے مگر ابھی وہ بھی کریٹکل ہی ہیں جے کے،، دعا کرو،، ایشان۔ بول کر واپس چلا گیا۔

مگر جبران بینچ پر بیٹھتا چلا گیا۔۔ کبیر نے بیٹے کی دگرگوں حالت دیکھی اور افسوس سے سر ہلایا۔ دعا کر رہا تھا سعد کو کچھ نا ہو،، آج سے کئی سال پہلے وہ بھی تو ایسی ہی صورتحال سے گزرا تھا جب سیف کی ڈیتھ ہوئی تھی اور اس نے تقریبا اپنا سب کچھ کھو ہی دیا تھا۔

آج اس کا بیٹا بھی تو اسی مقام پر کھڑا تھا۔

پتہ نہیں لیکن یقینا تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اسی لئے کبیر دل سے دعا مانگتا رہا کہ سعد کو کچھ نا ہو۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

کئی گھنٹوں کے دل آزار انتظار کے بعد انھیں خوشخبری سننے کو ملی تھی سعد اور مفرا خطرے سے باہر ہیں۔۔

جبران نے اب سکھ کا سانس لیا تھا۔ اب جا کر سکون آیا تھا۔ محبت بڑی ظالم چیز ہے۔ جس کی رگوں میں اتر جائے اس کو جدائی کے خیال سے موت آنے لگتی ہے۔

جیسے ابھی جبران کی سانسیں اٹک گئیں تھیں۔

انھیں رومز میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ سعد کے پاس کبیر تھا جبکہ کافی دیر سے جبران مفرا کے پاس بیٹھا تھا جس کی سفید فراک پر خون کے دھبے آ چکے تھے۔ جبران بغور اپنے جینے کی وجہ کو دیکھے گیا۔۔

کچھ دیر بعد ہی مفرا کو نیم غنودگی میں اپنے گریبان میں کچھ نمی سی گرتی محسوس ہوئی تو اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔ اگلا منظر بہت واضح تھا۔

وہ دیوانہ اس کی گردن پر جھکا آنسو بہا رہا تھا۔

کیا تھے یہ سب۔ دنیا کے لئے ظالم جلاد اور اپنی محبت کے لئے موم کی طرح پگھلتے آنسو بہاتے بہت خاص مرد،، وہ شوہر جو اپنی بیوی کو اپنے دل کی بہت اونچی مسند پر بٹھا کر رکھتے ہیں۔۔

"جِب،،،،،،،ران،،،، مفرا نے کسمسا کر کہا، اور ہمیشہ کی طرح اس کا نام شہید کیا۔

یار میرا نام کے ایسے ٹکڑے مت کیا کرو،، وہ خود پر قابو پاتا سیدھا ہوا۔ مگر لال انگارا آنکھیں دل پر گزرنے والی قیامت کی صاف چغلی کھا رہی تھی۔

وہ جھلا کر بولا تھا مگر جب وہ ایسے اس کا نام پکارتی تھی تو دنیا کا ہر رنگ جبران کو پھیکا لگا کرتا تھا۔ دنیا کا بہترین نظارا جبران کے لئے یہی تھا جب وہ ایسے گھبرا کر اس کے نام کے ٹکڑے کرتی تھی۔

تت،، تو، کیسے بولا کروں؟ وہ بھی پوچھ بیٹھی۔

جے کے بول لیا کرو،،، جبران نے آسان حل پیش کیا۔

توجِب،،،،، ران میں کیا پرابلم ہے،، مفرا نے چھیڑا مگر غلطی کر بیٹھی۔

پرابلم تو کچھ نہیں مگر جب ایسے بولتی ہو تو دل کرتا ہے تمھاری بولتی بند کر دوں،، کہ آگے کچھ بول ہی نا پاؤ،، وہ گھمبیر تا سے بولتا اپنے اصل روپ میں واپس آیا تو مفرا کو ہمیشہ کی طرح گڑبڑانے پر مجبور کر دیا۔

مفرا نے گھبرا کر اس کے سینے میں منہ دے لیا تو وہ گہرا مسکرایا۔

جبران سعد سے ملا،، جو کہ بے حد ڈسٹرب تھا۔ اس کے مطابق کچھ دن پہلے اسے نرما کی سچائی معلوم ہوئی تو اس نے رو دھو کے اس کے قدموں میں گر کر معافی مانگی۔ سو اس نے ظرف بلند کرتے اور اسے ایک اور موقع دینے کی نیت سے معاف کر دیا۔ مگر وہ تب سے بیمار رہنے لگا کیونکہ وہ بے حس عورت اپنی دنیا و آخرت خراب کرتی اپنے شوہر کو سلو پوئزن دینے لگی تھی۔۔

مگر اب وہ اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی مگر سعد بری طرح ٹوٹ گیا تھا۔ مگر ان سب کو یقین تھا کہ وہ اسے واپس زندگی کی طرف مائل کر لیں گے۔۔

جبران سعد سے ملکر ڈسچارج کے پیپر چیک کرنے آیا تھا جب سامنے ماہ بیر اور ماہر آئے۔۔

وہ عورت مجھے چاہیے ماہ بیر،، جبران کی آنکھوں میں شعلے بھڑکے۔

کالم ڈاؤن،، ریلیکس جے کے،، وہ تمام گواہوں اور ثبوتوں سمیت قانون کے حوالے کر دی گئی ہے،، جتنے گناہ کر چکی ہے،، عمر قید تو طے ہے،، تم اب اس کی فکر چھوڑو،، اور اپنی فیملی کی جانب توجہ دو،، مفرا اور سعد کو تمھاری ضرورت ہے،، ماہر نے رسان سے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

انھیں ڈسچارج کیا گیا تو جبران مفرا سمیت سعد کو بھی اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود ساتھ لے آیا تھا۔ وائٹ پیلس میں سعد کا استقبال اس قدر اپنے پن سے کیا گیا کہ وہ جلد ہی پر سکون ہو گیا۔
مفرا سعد سے مل کر اپنے روم میں آئی تھی۔ دونوں بہن بھائیوں نے بڑی دیر تک رو رو کر اپنا غم غلط کیا تھا۔ سعد نے معافی مانگنے کی کوشش کی کہ کچھ بھی تھا اسے اپنی بہن پر اعتبار کرنا چاہیے تھا۔ اگر جبران نا ہوتا تو جانے آج وہ کہاں ہوتی۔ کس مقام تک پہنچا دی جاتی۔ تباہ برباد کر دی جاتی۔
سعد کے سوچ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ تبھی بہت رویا تھا وہ،، مگر مفرا نے اسے تسلی دی تھی کہ وہ سب اس کے نصیب کا حصہ تھا ویسے بھی وہ سب نا ہوتا تو وہ جبران سے کیسے ملتی۔ ہر معمولی سے معمولی چیز میں بھی خدا کے کام میں کوئی نا کوئی مصلحت چھپی ہوتی ہے۔ (بیشک)
مگر انسان نادان ہے جو سمجھتا نہیں۔
ہر بڑی آزمائش کے بعد انسان کو نوازا جاتا ہے۔ اور مفرا کو بھی نوازا گیا تھا جبران کی صورت میں،، کہ اس کے نصیب میں اتنی محبت کرنے والا شوہر لکھ دیا گیا تھا۔

جبران نے نرمی سے مفرا کو بیڈ پر لٹایا۔

میں ٹھیک ہوں،، آپ پریشان مت ہوں،، مفرا نے اس کی پریشان سی شکل دیکھ کر کہا۔ اور تکیے پر نیم دراز ہوئی۔

جب تک مجھے تسلی نہیں ہو جاتی تمھاری طرف سے میری جان تب تک میں پر سکون نہیں رہ سکتا۔ جبران نے بھی اپنی مجبوری بتائی۔

آپ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہے ہیں،، مفرا نے منہ بنایا۔

میں اپنے ہونے والے بچوں کی ما کو محبت سے ٹریٹ کر رہا ہوں،، وہ بھی سکون سے بولا اور اس کے قریب نیم دراز ہوا۔

کون سے بچے،، مفرا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

وہی جو کل میرے خواب میں آئے تھے اور مجھے بول رہے کہ کیا یار ڈیڈ بہت سست ہو،، جلدی کچھ کرو تاکہ ہم فٹافٹ دنیا میں آئیں،، اس کی بات پر مفرا بری طرح گڑبڑائی تھی۔

اونہہہہ میرے بے بی آپ کی طرح نہیں ہوں گے بے شرم اور منہ پھٹ جو ایسے بولیں گے،، مفرا نے جھلا کر کہا تو وہ گہرا مسکرایا۔

تو قبول کرتی ہو بیگم کہ میں بے شرم ہوں،، جبران نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔۔

"وہ تو آپ پکے والے ہیں،، مفرا نے بول کر اس کے سینے میں منہ دیا۔

جبران نے قہقہہ لگایا اور اس کے کندھے پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا۔ ۔

یو نو واٹ پنک روز،، تھا تو کچے والا،، پکے والا تم نے بنایا ہے،، جبران کے شوشے پر وہ خود میں سمٹی۔

جبران پلیز،، تنگ مت کریں،، وہ جھنجھلائی۔ وہ گہرا مسکرایا۔

اور اسے خود میں سمیٹ لیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا چلا جاتا ہے۔

آج آروشے کی طبیعت خراب ہوئی تھی تو وہ سب اسے لئے ہاسپٹل آئے تھے۔

آروشے سے زیادہ تو ایشان پینک کر رہا تھا۔ اسے دیکھ سب کے چہرے پر دبی دبی مسکان تھی۔ ۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔ آروشے نڈھال سی تھی۔

بالآخر کچھ گھنٹوں کے بعد آروشے کی مشکل آسان ہوئی اور خدا نے اسے رحمت سے نوازا۔ سب میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔ لٹل اینجل کو دیکھنے کو سب ہی بے چین تھے۔ اور سب سے زیادہ تو ایشان بے چین تھا جونئیر آروشے کو دیکھنے کے لئے۔

آروشے کو لیبر روم سے دوسرے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

ایشان روم میں داخل ہوا تو آروشے جو نڈھال سی لیٹی ہوئی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔ یہ الوہی سی مسکان ممتا کی چمک اور سکون لیے ہوئے تھی۔ پاس ہی کاٹ میں ننھی پری گہری نیند میں تھی وہ دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب آیا۔۔

Congratulations,,,,

مجھے دنیا کی اس عظیم الشان نعمت سے نوازنے کا شکریہ میری جان،، ایشان نے جھک کر عقیدت سے اس کے سر کا بوسہ لیا۔

آپ کو بھی مبارک ہو،، وہ دھیمے سروں میں بولی تو ایشان مسکرایا۔ اور کاٹ کی جانب بڑھا۔

"یہ تو بلکل میری روشے بے بی ہے،، ایشان نے اس ننھے گداز وجود کو گود میں بھرا۔

ایشان کی بے ساختگی میں کہے گئے الفاظ کو اندر آتے سب نے سنا تھا۔ آروشے انھیں دیکھ کانوں تک سرخ ہوئی۔

تو ہم نے کون سا کہا کہ یہ ہماری روشے بے بی ہے،، بھئی تمھاری ہی ہے،، آریان چھیڑے بغیر نہیں رہ سکا۔

ایشان مسکرایا۔ "کوئی شک،، ایشان کے لہجے میں فخر تھا کیونکہ جو اس کے گود میں تھی وہ یوں جیسے روئی کی گڑیا تھی۔

اووووویہ تو بلکل باربی ڈول ہے،، آریان نے اس کی گال کو چوما۔ شفا بھی دیکھنے قریب آئی۔ بلکل اپنی چاچی پہ ہی چلی گئی سوئیٹ اینڈ ساور،،، آریان کی سرگوشی۔ شفا نے تلملا کر اسے دیکھا اور چور نگاہوں سے سب کو،،

سوائے ایشان کے کسی نے نہیں سنا تھا۔

بیغیرتی آن پیک،،، ایشان نے شفا کا سرخ چہرہ دیکھ آریان کو گھر کا تو وہ دانت نکالنے لگا۔

پھر آریان نے ایشان کو آروشے کے پاس بٹھایا اور آروشے کی گود میں بے بی کو دے کر بہت خوبصورت اور یادگار پکس بنائیں۔

"آروشے اس کا نیم میں نے علیزے رکھنا ہے،، ایشان نے کہا تو آروشے نے بھیگی پلکوں سے تشکر کے احساس سے اپنے کئیرنگ ایش کو دیکھا۔ اور دھیمے سے اس کے سینے پہ سر رکھ لیا۔ آریان نے یہ پل بھی موبائل کی آنکھ میں سیو کر لیا۔

زمل اور کبیر پاس آئے اور بے بی کو گود میں اٹھایا۔

پھر ماہر اور رواحہ کی باری آئی، اسکے بعد سب نے باری باری بے بی کو گود میں اٹھایا تھا۔

ویلڈن کمانڈو ماہر سوہم خان،، بہت اچھا کام کیا آپ نے،، آپ کی کارکردگی کے لئے آپ کو ستارہ امتیاز کے اعزاز سے نوازا جائے گا یقیناً یہ آپ کے لئے،، آپ کی فیملی اور اس قوم کے لئے فخر کا باعث و مقام ہے،،

میجر جنرل صاحب نے اس کے کندھے کو تھپتھپاتے کہا تو اس نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔

تھینکس سر،، مختصر کہا گیا۔

مجھے میجر عاصم نے آپ کا تعارف کرواتے بتایا تھا کہ آپ بولتے کم اور کام زیادہ کرتے ہیں آج دیکھ بھی لیا،،

میجر جنرل صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ انھوں نے اتنی لمبی بات کہی اور سامنے سے صرف تھینکس ہی سننے کو ملا تھا۔

تو ماہر بھی مسکرا دیا تھا۔

آج انھوں نے چوری شدہ اربوں کا حساس اسلحہ فوج کے حوالے کیا تھا۔ تو میجر جنرل پرسنلی طور پر اسے سرہانے آئے تھے۔

یقیناً رستم کو تو آپ جہنم رسید کر چکے ہوں گے،،

بلکل سر،، ماہر نے قبول کیا۔

اور آپ کے باقی مجرموں کے ساتھ آپ کیا کرنا چاہیں گے کمانڈو،، میجر نے ماہر سے پوچھا تو وہ ایک پل کو تو خاموش ہو گیا مگر پھر گویا ہوا۔

میرے مجرم نہیں سر،، قوم کے مجرم،، میرے والدین کے مجرم،، میرے اس بھائی کے جس کے والدین چھین لیے ان درندوں نے،، اور سب سے بڑھ کر میجر عاصم کے مجرم جن کی قوم کے لئے وفاداری پر سوالات اٹھا دئیے انھوں نے،، ماہر کے سر سراتے لہجے میں شعلے سے تھے۔

تمام ثبوت ہمارے پاس ہیں،، انھیں پھانسی ہی ہوگی نہیں تو دوسرا آپشن تو آپ کے اسکیلپل کے پاس موجود ہی ہوتا ہے،، نہیں کمانڈو،

میجر جنرل صاحب نے اس کے کان میں سرگوشی کی اور مسکراتے ہوئے واپس چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد وہ گرین مونسٹر کھل کر مسکرایا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

رواحہ بیڈ پر رونی سی شکل بنا کر لیٹی ہوئی تھی۔ اور منی اس کے پاس اس کے منہ کے رنگ برنگے زاویے دیکھ اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ وہ اس کے سوپ لائی تھی سبزیوں اور گوشت کے اس ملغوبے کو رواحہ کو اپنے اندر اتارنا جوئے شیر لانے کے مترادف لگ رہا تھا۔ وومٹ کر کر کے وہ بے حال ہو چکی تھی۔

جب سے اس کا پاؤں پھر سے بھاری ہوا تھا اس ہری بلا نے اس کی سانسوں پر بھی دسترس حاصل کر رکھی تھی جیسے۔

بقول رواحہ کے جینا مشکل کر رکھا تھا۔ اسے بیڈ سے ایک قدم بھی نیچے اترنے کی اجازت نہیں تھی۔

وہ چاہے موجود ہو یا نا ہو رواحہ کے پل پل کی خبر ہوتی تھی اسے اور یہی چیز رواحہ کی جھنجھلاہٹ کا سبب تھی۔ کہ اب تو اسے اس کی مرضی سے روم سے بھی باہر نہیں نکلنے دے رہا تھا۔

منی بس،،، اب مزید میں نہیں پی سکتی،، وہ دبی دبی آواز میں بولی۔

تھوڑا اور،، منی نے اسے پچکارا۔

ہرگز نہیں،، اس نے منہ پرے کر لیا جب وہ مخصوص سٹائل میں پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوا۔

کیا ہوا منیب،، اس کی آواز سن کر رواحہ گڑبڑائی تھی مگر خود کو انجان ظاہر کیا۔

یہ تمہاری مارش میلو،، سوپ گندا لگ رہا ہے اسے،،۔ منی نے بھی جو کب سے وہ اسے پریشان کر رہی تھی حساب برابر کیا۔

یہ باؤل ادھر رکھو میں پلا دوں گا اور تم جاؤ فروٹس دیکھو،، فریش آئے کے نہیں،،

ماہر نے کہا تو اس نے مسکین سی شکل بنا کر منی کو دیکھا۔ منی نے بھی کندھے اچکائے جیسے کہنا چاہتی ہو میرے ہاتھ سے پی لیتی مگر اب بھگتو ہری بلا کو۔

وہ گئی تو ماہر دھیمے سے چلتا اس کے قریب آ کر بیٹھا۔

دیکھیے،، رواحہ نے انگلی اٹھائی۔

دیکھائیے،، ماہر نے دانتوں تلے لب دبایا۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے،،

جو کرنا تھا کر چکا ہوں مارش میلو،، اب تو رزلٹ کا انتظار ہے،، اس نے بول کر دانتوں تلے لب دبا کر مسکراہٹ کو روکا۔ (ماہر کی زبان کے جوہر صرف اس کی مارش میلو کے آگے ہی دکھتے تھے کوئی اور سنے تو بے ہوش ہی جائے)

"آپ بہت خراب ہیں،، وہ جھلائی۔

"جانتا ہوں،، اب فوراً سوپ فنش کرو،، نہیں تو ہوش ٹھکانے لگا دوں گا،، وہ سنجیدگی لیے بولا۔

"آپ بہت ظالم ہیں،، وہ روہانسی ہوئی۔

"اور یہ ظالم عاشق پاپا بننے والا ہے،، وہ بھی تین تین بے بیز کا،، تو ہر چیز کے چار حصے کھانے پڑیں گے ناں،، وہ سکون سے بولا۔ اور سوپ کا چمچ اس کے منہ کے آگے کیا۔

اس نے منہ نہیں کھولا تو ماہر نے آئبرو اچکائی تو ناچار اسے منہ کھولنا ہی پڑا۔

ماہر کے چہرے کی۔ مسکان گہری ہوئی۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

💣💣#Don'tcopypastewithoutmypermission

#Bloody_Loveseason2
#By_Wahiba_Fatima
Episode54......last..

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

After4year.....

وائٹ پیلس کے بیسمیٹ میں وہ سپر ایٹ بیٹھے آج کی میٹنگ میں مصروف تھے۔

سابقہ ڈیفنس منسٹر اور منیر چیمہ کو عمر قید کی سزا ہوئی تھی مگر وہ حسب توقع اپنا اثر رسوخ استعمال کرتے جیل سے فرار ہو چکے تھے۔ مگر ان کی بد قسمتی تھی کہ وہ Executioners کے دشمن تھے۔ انھوں نے ملک سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی جب پاشا کی پکڑ میں آ گئے اور اب وہ جلادوں کے ٹارچر سیلز میں پہنچا دیئے گئے تھے۔ آج کی میٹنگ میں ان کی سزائے موت کا طریقہ اور دن مقرر کیا جانا تھا۔

اور وہ مبارک دن آج کا ہی طے پایا گیا تھا پھر خس کم جہاں پاک،،

کیونکہ آج وائٹ پیلس میں ان کا بہت بڑاااور اہم دن طلوع ہوا تھا۔

آج ہی آریان شفا کو رخصت کر کے لانے والا تھا اور باقی سب کا مشترکہ ریسیپشن تھا۔

یہ بھی مشکل انھوںنے حل کر لی تھی کہ چارسال پہلے وہ اپنی بیگمات کو اپنے بارے میں س کچھ بتا چکے تھے۔ ساری حقیقت،، اور وہ سمجھ بھی گئیں تھیں۔

ماہر، ماہ بیر، جبران اور ایشان ٹارچر سیل میں داخل ہوئے تو وہ سامنے ہی رسیوں سے جکڑ کر چیئرز سے باندھے گئے تھے۔ انھیں اور خاص طور پر اس گرین مونسٹر کو وہاں دیکھ منیر گھگھیا گیا تھا۔

مگر ماہر آج ان پر رحم کھانے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔ وہ درندے تھے۔ قوم کے غدار تھے۔ جانے کتنی ظلم کی داستانیں لکھ چکے تھے۔ جانے کتنے گھر اجاڑ چکے تھے۔ جانے کتنے بچوں کو یتیم کر چکے تھے جانے کتنی عصمتیں تار تار کر چکے تھے۔

"کیا خیال ہے ماہ بیر،، راسم حفیظ اور فانیہ راسم کے قاتلوں کی موت کس طرح کی ہونی چاہیے بلکہ کتنی دردناک ہونی چاہیے چلو یہ تم طے کر لو،،

ماہر نے لاپرواہی سے کہا۔

اے جلاد،،، جانتے نہیں کیا کہ ہم کون ہیں،، اور یہ تم کون ہوتے ہو طے کرنے والے کہ ہماری موت کب اور کیسے ہو گی،،

اس کی بات پر وہ چاروں مبہم سا مسکرائے تھے۔

تعجب ہے،، جلاد بھی کہتے ہو اور یہ بھی پوچھتے ہو کہ تمھاری موت طے کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں،، سٹرینج،، ایشان کی بات پر ان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

پھر ماہر، جبران اور ایشان وہاں سے لوٹ آئے تھے۔ ان درندوں کو ماہ بیر کے حوالے کر کے،،

ٹارچر سیل سے نکلتے انھیں ماہ بیر کی گن سے فائرنگ کی آواز ضرور سنائی دی تھی۔۔

❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️❤️

رواحہ اور فجر وائٹ پیلس میں ہر جگہ بچوں کو ڈھونڈتی پھر رہیں تھیں۔۔ انھیں ابھی تیار کرنا تھا اور خود بھی تیار ہونا تھا انھوں نے۔ اور وقت بہت کم تھا۔

فجر کو تو ارشن ماہ بیر راسم نے دن میں ہی چاند تارے دکھائے ہوئے تھے۔ جبکہ آروشے کی علیزے بھی پوری آفت تھی۔ رہی رواحہ تو وہ ان چار سالوں میں بس پاگل نہیں ہوئی تھی ان تینوں کو سنبھالنے میں باقی اس کے تینوں بچوں اور ان کے ابا جی نے کثر کوئی چھوڑی نہیں تھی اسے پاگل کرنے میں۔ تین اولادوں کو پہلے پیدا کرنا پھر پالنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف تھا مگر یہ چنے رواحہ نے چبائے بھی تھے بلکہ ہضم بھی کیے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے دو رحمتوں اور ایک برکت سے اکھٹے ہی نواز دیا تھا۔ سب سے پہلے دنیا میں احان نے آنکھیں کھولیں، اس کے پانچ منٹ بعد فلزہ اور اس کے پانچ منٹ بعد دیا پیدا ہوئی تھی۔ تینوں کی آنکھیں اپنے پاپا پر تھیں،، سبز کائی جمی خوبصورت آنکھیں۔

جتنی مشکل سے رواحہ نے انھیں سنبھالا تھا وہی جانتی تھی۔ ہاں مگر ماہر نے اس کا اور بے بیز کا بے تحاشا خیال رکھا تھا۔ اس کے بعد منی تو بچوں کی جیسے دوسری ماں تھی۔ اور پھر باقی سب نے بھی رواحہ کا پورا پورا ساتھ دیا تھا۔

پہلے پہل تو پتہ نہیں چلا مگر وقت کے ساتھ ساتھ رواحہ کو اپنے بچوں کے مزاج کو سمجھ کر بے تحاشا حیرت ہوئی کہ ایک ہی کوکھ سے جنم لے کر ان کے مزاج اتنا تضاد کیسے تھا۔ احان اور فلزہ مزاجاً اپنے پاپا کی کاربن کاپی تھے۔ دونوں بے خوف، دبنگ، ضدی اور چٹانوں جیسے اعصاب کے مالک اور ان کی متضاد دیا ماہر خان جو بلکل اپنی ماں کی طرح بہت ہی کوئی ڈرپوک حساس اور روندو تھی۔ اگر ان شرارتی بچوں کے ٹولے میں اگر اس کا کوئی سہارا تھا تو وہ ارشن ماہ بیر راسم تھا۔ جس کی جان دیا میں اٹکی رہتی تھی۔ دیا کہ رونے پر وہ پورا وائٹ پیلس سر پر اٹھا لیا کرتا تھا۔ ہر وقت اس کی فنگر پکڑے ساتھ ساتھ رکھتا۔ کئی مرتبہ تو فلزہ کے یا دوسرے بچوں کے دیا کو پریشان کرنے یا مارنے کی صورت وہ فلزہ علیزے اور احان کی مرمت بھی کر چکا تھا۔

فلزہ ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا کیا دیا کے سر تھوپنے کی کوشش کرتی اور وہ بجائے اپنا دفاع کرنے کے رونے بیٹھ جاتی۔ اور اس صورتحال میں صرف ارشن ہی اس کی مشکل حل کرنا تھا۔ اب تو سارے وائٹ پیلس کو معلوم ہو گیا تھا ان کی عادات کا ان کے مزاج کا۔
ارشن اور علیزے چار سال کے جبکہ یہ تینوں تین سال کے ہو چکے تھے۔

رہی بات مفرا کی تو اب جبکہ وہ ایم بی بی ایس کے بعد پریکٹس کر رہی تھی اللہ تعالیٰ نے اب اس کی سونی گود بھری دی۔ وہ اب تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی اور اس کا چھٹا ماہ چل رہا تھا۔

رواحہ اور فجر انھیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچن کی جانب آئیں تھیں۔

کچن میں اپنی آفتوں کو ڈھونڈتی داخل ہوئیں تھیں جب ان کی آنکھیں تقریباً باہر کو ابل پڑیں تھیں۔ کیونکہ سامنے کا منظر انتہائی دل دہلا دینے والا تھا۔

ارشن اور علیزے فریزر کے پاس فریزر کا ڈور کھولے کھڑے تھے جبکہ ان سے ایک سال چھوٹے رواحہ کی فلزہ اور احان انڈوں سے بیٹ بال کھیلنے میں مصروف تھے۔ پورے کچن کا کباڑا ہو گیا تھا کیونکہ کچن میں جا بجا پھوٹے انڈے اپنے حسن کی رونمائی کرنے اور چاروں اور اپنی سانسیں مہکاتی خوشبو بکھیرے ہوئے تھے۔۔

اور حسب معمول یہ سب دیکھ دیا ایک کونے میں کھڑی بری طرح سہمی ہوئی رو رہی تھی۔

رواحہ اور فجر کا دل کیا ماتھا پیٹ لیں۔ آروشے بھی اب کچن کے باہر پھٹی پھٹی نگاہوں سے یہ دلدوز مناظر دیکھنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ دیا کہ علاوہ وہ چاروں انڈوں سے غسل فرما کر کھڑے تھے۔

ی،،، یہ،،، کیا کیا تم لوگوں نے،، فجر غرائی تو پیچھے سے آتے بچوں کے فادرز حضرات بری طرح چونکے تھے۔ ایک سرد سی آہ بھری جانتے تھے کوئی نا کوئی کارنامہ سرانجام دئیے کھڑے ہوں گے۔

وہ بھی کچن تک آئے تھے اور کچن کے مناظر اور بچوں کی ماؤں کے دھوئیں دھوئیں چہرے دیکھ بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کی تھی۔۔

مما،، آپ دیکھ بھی رہیں اور پوچھ بھی رہیں کہ واٹ وی ہیپنڈ؟ ہم بیٹ بال کھیل رہے ہیں،، ارشن نے سر پر ہاتھ مار کر کہا جیسے فجر پتا نہیں کتنی نا سمجھ تھی۔

اور کچن میں آ کر ایگز کے ساتھ کس نے کہا کھیلنے کو؟ فجر دانت پیس کر بولی۔

یو نو واٹ مام،، بال کے ساتھ تو سب ہی کھیلتے ہیں،، وی آر ڈفرینٹ،، اس لئے ہم نے سوچا کے ایگز کے ساتھ کھیل کر ٹرائی کرتے ہیں،،، فلزہ نے اطمینان سے کہا۔

یو،،، آج تم سب پٹو گے مجھ سے،، فجر تلملاتی آگے بڑھی جب ماہ بیر پیچھے سے وہاں آیا تھا۔

فجر،، ماہ بیر نے آواز دی۔ وہ بھنا کر پیچھے مڑی۔ آج آپ تو کوشش بھی مت کرنا کچھ بولنے کی ان کی حالت اور کچن کا حشر دیکھیں،، غضب خدا کا،، میرال آپی اور دانیہ آپی نے کب کا فون کیا کہ شفا لوگ تیار رہیں اوپر سے ہمیں برائیڈل بننا ہے ایک وہ شوشا اور ادھر انھیں دیکھیں،، فجر کا پارہ آج اچھا خاصا ہائی ہو رہا تھا تبھی بولے گئی۔

ماہ بیر نے دلچسپی سے اس کا تپا تپا چہرہ دیکھا۔ اور آگے بڑھا۔ "تم جاؤ تیار ہو جاؤ،، انھیں ہم نہلا کر تیار کر دیں گے اور کچن بھی صاف کروا دیں گے،، ماہ بیر آگے بڑھا اور احتیاط سے بشوں کو کچن سے باہر نکالا۔

ایشان آگے بڑھا اور آروشے کی گھوریوں کے بیچ علیزے کو وہاں سے نکالا۔ رواحہ نے روتی دیا کو خود میں سمیٹا جبکہ ماہر نے فلزہ اور احان کا ہاتھ تھاما۔

"ہم اور ان کے دادا دادی تیار کر دیں گے ان کو اور سنبھال بھی لیں گے تم لوگ تیار ہو جاؤ،، ماہر نے رواحہ کو کہا تو رواحہ نے اثبات میں سر ہلایا جبران نے آگے بڑھ کر دیا کو رواحہ کی گود سے لے لیا۔

وہ تینوں وہاں سے نکلیں تو ماہ بیر، ایشان اور جبران قہقہے لگا کر ہنس پڑے جبکہ ماہر مبہم سا مسکرایا۔ بچے بھی اپنے کارناموں پر ہنسنے لگے تھے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آریان اپنے روم میں تیار ہو چکا تھا۔ اور اب آئینے کے سامنے کھڑا خود کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ بھی لے رہا تھا۔ بلیک ڈنر سوٹ میں میں وہ شہزادوں کی آن بان شان لیے ہوئے تھا۔ ان سب نے آج بلیک ڈنر سوٹ ہی زیب تن کرنے تھے۔

وہ تو اس کو پانے کو جتنا بے چین تھا ایک پل بھی نا انتظار کرتا مگر شفا کی پڑھائی کی وجہ سے اسے کمپرومائز کرنا ہی پڑا۔ مگر اب جبکہ وہ قیمتی وقت آن پہنچا تھا تو اس نے ضد کر کے اور یہ بول کر کہ یہ کیا اس کے سب بھائیوں کی شادی بلکہ نکاح اتنی سادگی سے ہوئے تو اب ہر صورت ان سب کا اس کے ساتھ ہی رسیپشن ہو۔

پاشا نے منع کرنا چاہا کہ وہ لوگ جو تھے اس طرح کے فنکشن اور چونچلے افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔ مگر وہ اگر پاشا ابراہیم تھا تو سامنے بھی آریان پاشا ابراہیم تھا۔ ہٹ اور ضد میں اپنے پاپا کی کاربن کاپی۔ اپنی منوا کر ہی سانس لیا۔ اس نے اتنی ضد کی کہ گرین مونسٹر تک کو اس کی بات ماننی پڑی۔

شادی میں شرکت کرنے کے لئے پہلی مرتبہ میرال اور دانیہ بھی پاکستان آئیں تھیں۔ وہ بچوں کو دیکھ بہت خوش ہوئیں تھیں۔ میرال کے پندرہ اور تیرہ سالہ دو بیٹے تھے جبکہ دانیہ کی ایک بیٹھی تھی۔ سب بے حد خوش تھے۔ کیونکہ شفا کا کوئی نہیں تھا سو وہ دونوں ان کے احتجاج کرنے کے باوجود شفا کی جانب چلیں گئیں تھیں۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

"یہ بلکل ٹھیک نہیں ہے جب،،، ران،،، یہ کیا بچپنا ہے آریان کا،، آپ لوگوں نے منع کیوں نہیں کیا،،، مفرا اس حالت میں۔۔ سرخ برائیڈل ڈریس کھلی سی فراک میں ہلکے سے میک اپ اور سٹائلش سے ہیئر سٹائل میں رونے والی شکل بنا کر بولی تو جبران نے دانتوں تلے لب دبایا۔

اور وہ جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا برش نیچے رکھ کر دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ کے قریب اس کا پاس آ کر بیٹھا۔

پرابلم کیا ہے میری جان،، جبران نے اس کی گال سہلا کر ماتھے پر لب رکھے۔

یہ پوچھیں کیا نہیں ہے،، میری حالت دیکھیں،، لوگ کہیں کہ اس حالت میں بھی چین نہیں،، شوق ابھی پورے نہیں ہوئے کہ محترمہ پھر دلہن بن کر بیٹھی ہیں،، اس نے برا سا منہ بنایا جبران کھل کر ہنسا۔

تو سچ ہی تو ہو گا میری جان،، ابھی کب شوق پورا ہوا ہے میرا،، میں تو اب بھی اتنا ہی طالب ہوں تمھارا جتنا کے پہلے دن تھا،، اور آج تو وہ کیا کہتے ہیں سمتھنگ لائک موقع بھی ہو گا دستور بھی،،، جبران نے چھیڑا۔ وہ جو پہلے ہی گھبرائی بیٹھی تھی مزید چڑ گئی۔

جبران،، مجھے کہیں نہیں جانا،، آپ جائیں،، آپ کو تو موقع چاہیے رومینس جھاڑنے کا،، وہ جو اس حالت میں موڈ سوئنگز کی وجہ سے چڑچڑی سی ہو رہی تھی بیزار شکل بنا کر بولی۔

مگر سامنے بھی جبران تھا،، ڈاکٹر جبران۔ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود سے لگایا تھا۔

واٹ دا ہیل مسز،، تو پھر یہ سننا چاہتی ہو کہ دل بھر گیا تم سے میرا،، اور جاؤں اور جا کر اس تقریب میں کوئی اور ڈھونڈ لوں؟ نئیں،،؟ جبران نے آئبرو اچکا کر اس سے پوچھا تو وہ گڑبڑائی تھی۔۔

اونہہہہ،، میرا کہنے کا یہ مطلب بھی نہیں تھا،، اس کی ٹائی سے کھیلتے کہا۔

تو کیا مطلب تھا،،؟ جبران اس کے سجے سنورے دو آتشہ روپ کو دیکھ اور خوشبوا پنے اس قدر قریب پا کر مدہوش ہونے لگا۔

میں یہ کہہ رہی تھی کہ لوگ کیا کہیں گے،، مفرا نے اس کی خود ساختہ سنجیدگی دیکھ کر سمجھانے کے انداز میں کہا۔

تمھیں لوگوں کے کچھ بھی کہنے سے فرق پڑتا ہے؟ وہ الٹا سوال پوچھ بیٹھا۔

نہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا،، وہ لاپرواہی سے بولی۔ مگر سعد بھائی بھی ہوں گے ناں تو مجھے شرم آئے گی،، اس نے اپنا مین مسئلہ بتایا۔

کوئی بات نہیں میں ہوں ناں اپنی جان کے ساتھ،، ویسے بھی دن میں کس سے شرماؤ گی اصل میں تو آج رات شرمانا وہ بھی صرف مجھ سے،، جبران نے گھمبیر بہکے سے لہجے میں کہا تو وہ اس کی بانہوں میں کسمسائی۔

چلتے ہیں،، جبران وی آر گیٹنگ لیٹ،، اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا تو جبران اس کی چالاکی پر گہرا مسکرایا۔

شیور،، بٹ،، اب میں اپنا موڈ خراب کرنے کی قیمت وصول کروں گا تم سے،، جبران نے کہا تو اب وہ مزید جھلا گئی تھی۔

نو،، بلکل نہیں،، جبران میرا میک اپ خراب ہو جائے گا۔ وہ پھر روتی ہوئی شکل بنا کر بولی تو جبران کا اٹھنا ہی پڑا۔

شہر کے بڑے ہال میں وہ پانچوں بلیک ڈنر سوٹ میں سٹیج پر موجود تھے۔
سامنے ٹیبلز پر ریشماں، پنکی، ، پاشا اور رحاب، سوہم اور روحا، زمل اور کبیر بیٹھے تھے۔ اور ان کے ساتھ کامران حسن اور سعد بھی شاداں و فرحاں بیٹھے تھے۔ میرال
اور دانیہ کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ ان کے ساتھ ہی سب بچے بیٹھے تھے۔

تبھی صوفیہ (دانیہ کی بارہ سالہ بیٹی) نے ارشن کو کہا جو دور سے سٹیج پر بیٹھے اپنے ڈیڈ کو اور بڑے پاپا اور سب چاچوؤں کو دیکھے جا رہا تھا۔ جبکہ اپنے پہلو میں سبز آنکھوں والی ریڈ شرٹ اور سکرٹ میں موجود اپنی گرین باربی دیا کو بٹھا رکھا تھا۔
ارشن،، تمھارے ماما پاپا کی اب شادی ہو رہی ہے،، ہاؤ سٹرینج ناں،، صوفیہ نے چھیڑا جبکہ وہ مسکرایا۔
اور بڑے سمجھداروں والے لہجے میں کہا۔

تو اچھا ہے نا صوفیہ آپی،، جب ہم بڑے ہوں گے تو ماما پاپا کی میرج البم دیکھ کر یہ تو نہیں پوچھیں گے کہ اس وقت ہم کدھر تھے،، ارشن نے کہا تو پھپھو دانیہ نے قربان جانے والے انداز میں بھتیجے کو دیکھا۔
اووو،،، یہ تو ہے،، صوفیہ بھی لاجواب ہو گئی۔
پاپا بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں،، میری طرح،، ارشن نے سکون سے کہا تو سب کو ہنسی آئی۔

ارشن مجھے پاپا کے پاس جانا ہے،، باریک سی آواز پر ارشن نے اپنے پہلو میں ناگواری سے دیکھا اور ماتھے پر بل آئے۔

کیوں میرے پاس بیٹھی ہو ناں دیا،، تو بیٹھی رہو،، واٹس پرابلم ودیو،، ارشن نے اسے غصے سے دیکھا تو اس کی سبز شفاف آنکھوں میں لیٹر لیٹر پانی بھر گیا۔

ہیے یو،، رونا مت دیا،، سی میں تو تمھارا فرینڈ ہوں ناں،، تو تمھیں صرف اپنے فرینڈ کے پاس ہونا چاہیئے،، ارشن نے سمجھانا چاہا۔

بٹ مما بھی نہیں ہیں ناں،، وہ روہانسی ہوئی۔

اٹس اوکے،، ابھی آ جائیں گی،، ویسے بھی میں تو ہوں ناں،، ارشن نے سمجھانا چاہا اور جھک کر کاٹن کینڈی کی طرح اس کی گداز گال کو چوما۔ تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ اسٹیج پر بیٹھے تھے جب ہال میں برائیڈلز کی آمد ہوئی۔ اس قدر شور و ہلا مچا کہ خدا کی پناہ،، وہ پانچویں مسکراتے سٹیج سے نیچے آئے۔ سرخ برائیڈل ڈریسز میں دلہنیں گھونگھٹ میں تھیں۔ بچوں نے بھی خوب ہی کلیپنگ کی۔

لو جی بھئی،، آ گئیں برائیڈلز،، اب سب دلہے اپنی اپنی دلہن کو پہچانو تو بات بنے،، منی نے کہا تو وہ گہرا مسکرائے۔

سب سے پہلے وہ گرین مونسٹر آگے آیا۔ اور ڈائریکٹ حسب معمول کپکپاتے ہاتھوں والی اپنی مارش میلو کے پاس گیا۔ اور اطمینان سے اس کا ہاتھ تھامے سٹیج پر آیا۔ ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

ماہ بیر بھی اطمینان سے فجر کے پاس گیا۔ اور اس کا ہاتھ تھامے سٹیج پر لایا۔

یہ تو چیٹنگ ہے یار منیب،، ان میں میرے والی تو ہے ہی نہیں،، جبران نے آئبرو اچکائی تو سب اس کی چالاکی پر دنگ رہ گئے کیونکہ واقعی ان میں مفرا تھی ہی نہیں۔

پھر ان تینوں نے بھی اپنی والیوں کو پہچان ہی لیا۔ کیونکہ وہ عام انسان ہرگز نہیں تھے۔

سب نے گھونگھٹ ہٹا دیا تھا اور اب اپنے دلھوں کے پہلو میں بیٹھی تھیں۔

شفا آریان کے پاس بیٹھی اس کی گھورتی نگاہوں سے بچنے کے لئے زرا سا رخ موڑ نے پاس بیٹھی فجر سے باتوں میں مصروف تھی۔

شفا کو یک دم اچھلنا پڑا۔ کیونکہ آریان نے اس کے پہلو میں چٹکی کاٹی تھی. وہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

اب بدلا کیسے لے۔ تبھی دوپٹے میں سے چپکے سے پن نکالی تھی۔

آؤچ،،، آریان کے منہ سے نکلا تھا۔

کیا ہوا،، ایشان نے پوچھا۔

کچھ نہیں،، کوئی دل کو لگا ٹھاہ کر کے،، وہ باز نہیں آیا شفا کانوں تک سرخ ہوئی۔

کنٹرول کرو یار،، ایشان نے چھیڑا تو محفل زعفران زار بنی۔

یونہی ہنستے مسکراتے محفل اختتام پذیر ہوئی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آریان بڑی مشکل سے اپنی میرال آپی سے جان چھڑا کر روم میں داخل ہوا تو وہ روایتی دلہنوں کی طرح گھونگھٹ اوڑھے بیڈ کے بیچ و بیچ بیٹھی تھی جس کی توقع آریان کو بلکل بھی نہیں تھی۔ وہ روم لاک کرتا مسکراتا بیڈ کے قریب آیا۔۔

اس کے قریب بیٹھا۔۔

گلا کنھکار کر اس کے پاس بیٹھا تو وہ گٹھڑی خود میں سمٹ گئی۔ آریان چونک گیا۔

بہت سال انتظار کیا ہے میں نے اس پل کا،، اس وقت کا،، اور مجھے معلوم ہے تم نے بھی،،،

Sssssshhhhiiiitttttttttt

بولتے ساتھ اس نے گھونگھٹ پلٹا تو گھونگھٹ میں منی بیٹھی آنکھیں پٹپٹا رہی تھی۔ ماہ بیر،، ایشان اور جبران کے پردے کے پیچھے سے قہقہے چھوٹے تھے۔

پورے کمرے میں ان کے قہقہے گونج رہے تھے۔ اس نے نروٹھے پن سے ان سب کو گھورا اور ایک خونخوار نگاہ منی پر ڈالی۔

کیا،، ان سب نے بٹھایا مجھے یہاں،، ہاااااں،،، منی کہتی چھلانگ لگا کر بیڈ سے اتری اور اس سے پہلے آریان اس کی درگت بناتا سر پٹ بھاگ گئی۔

بردارز،، اب آپ لوگ کچھ پرائیویسی دیں گے یا نہیں،، وہ تلملا کر دانت پیس کر بولا تو سب دبی دبی ہنسی کے ساتھ روم سے باہر نکل گئے۔

اس نے اٹھ کر پھر روم لاک کیا۔۔

شفا ڈریسنگ روم سے مسکراتی جیولری اور ڈھیر ساری پنز سے آزاد ہو کر باہر آئی۔ آریان تو اسے دیکھ کب سے اپنے ہوش و حواس کھو رہا تھا اب بھی مبہوت سا دیکھے گیا۔۔

مزاق اچھا تھا ناں،، شفا نے اس کی نگاہوں سے بچنے جو پوچھا۔

نو،، کافی بیہودہ تھا،، آریان نے کہا اور اس کی کلائی تھام کر جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔ وہ اس کی نگاہوں کی لپک سے زیادہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہے ہیں،، شفا کی نگاہیں جھک گئیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ پارلر والی کے ہاتھ میں کیا جادو ہو گا کہ اس نے فاقے زدہ چھپکلی کو بھی اتنا حسین بنا دیا ہے،، ہاتھ قلم کر دینے چاہیں شاہجہان کی طرح اس کے،، بات گھمبیر لہجے میں شروع کر کے اس نے لب دانتوں تلے دبایا وہ جو غور سے سن رہی تھی آنکھیں پھیلتی چلیں گئیں۔۔

جھٹکے سے کلائی چھڑائی۔

واٹ،، یو،، آریان بہت بدتمیز ہیں آپ،، خبردار مجھے یہ لفظ بول کر میرا موڈ آج کی رات خراب کیا آپ نے،، وہ روانی میں بول تو گئی مگر فوراً دانتوں تلے لب دبا کر اپنی چلتی زبان کو روکا۔

آریان نے چھت پھاڑ قہقہہ لگایا تو وہ کانوں تک سرخ ہو گئی۔

میں آپ کے منہ ہی نہیں لگنا چاہتی،، وہ خفت مٹانے کو جھلا کر واپس ڈریسنگ میں جانے لگی۔ تب آریان نے جھٹکے سے اسے بازوؤں میں بھرا تھا۔

"اور میں آج تمھارے منہ لازمی لگنا چاہتا ہوں،،،

آریان،، وہ کسمسائی۔

نہیں کروں گا موڈ خراب میری جان،، آزمائش شرط ہے،، آریان کا ذومعنی لہجہ وہ کانپ اٹھی جب آریان نے اسے بیڈ پر اتارا۔

وہ اس کے سامنے بیٹھا۔۔ اور اپنی سادہ وائٹ قمیض کی پاکٹ میں سے (جو کہ اس نے شیروانی اتار کر پہن لی تھی) ایک خوبصورت بریسلیٹ نکالا اور شفا کے ہاتھ میں پہنا دیا۔

پھر کافی دیر وہ باتیں کرتے رہے،، آریان اسے اپنے دل کی بے تابیاں اور بے چینیاں.بیان کرتا رہا۔

اب وہ کافی دیر سے اسے بک بک کرتے اس کے ملتے گداز ہونٹوں کو دیکھے رہا تھا۔

جب بہت اچانک آریان اس کے چہرے پر جھکا تھا۔ وہ اس اچانک ہوئے حملے کے لئے تیار نا تھی بوکھلا گئی۔ اور اس کی قمیض کندھوں سے مٹھیوں میں جکڑ لی۔

محض چند پلوں میں وہ اسے بے حال کر چکا تھا۔ اب گرن پر بڑھتی بے باکیوں اور گستاخوں نے شفا کی سانس سینے میں اٹکائی تھی۔۔

"آریان،،، پلیز،، اتھل پتھل ہوتی سانسیں لیے اس نے اس کی شدتوں سے بے حال ہو کر پکارا۔
مگر وہ سن کب رہا تھا۔ وہ تو اپنی منمانیاں کرنے میں مصروف تھا۔ جواب مکمل اس پر قابض ہوتا اس پر جھک چکا تھا۔ اور پور پور اس کے وجود پر اپنی محبت کی چھاپ چھوڑ رہا تھا۔
گہری رات میں محبت کے رنگ کافی گہرے تھے۔جس میں پور پور وہ دونوں رنگ چکے تھے۔۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ایشان اور آروشے کاٹ کے پاس کھڑے تھے۔ علیزے اب کافی تنگ کر کے سو چکی تھی۔
بلکل آفت ہے،، آروشے نا کہا تو ایشان مسکرایا۔
ہمممم،، بلکل روشے بے بی پر گئی ہے،، تنگ کرنے میں ماہر،، ایشان نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا۔
میں نے کب تنگ کیا آپ کو،، وہ بھنا کر مگر سرگوشی والے انداز میں بولی۔
جیسے تب کرتی تھیں روشے بے بی بن کر،، دور دور رہ کر،، اور جیسے اب کر رہی ہو،، اتنی دور کھڑی ہو کر،، ایشان نے بول کر نرمی سے اسے گلے سے لگایا تو وہ اس کے سینے میں منہ دے گئی۔۔
اونہہہہہ،،، آپ کونسا نہیں کرتے تنگ مجھے،، آروشے نے منہ بنایا۔ تو وہ گہرا مسکرا دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ارشن کافی دیر سے کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔ اور ماہ بیر اس کا پورا پورا ساتھ دے رہا تھا۔ فجر بیڈ پر نیم درازان باپ بیٹے کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

پاپا آپ مجھے ڈول سے کیوں نہیں کھیلنے دیتے، دیا بھی تو کھیلتی ہے ناں،، ارشن ماہ بیر کی لوٹ پھیر کر تان دیا پر آ کر ٹوٹتی تھی۔ اب بھی کب جان چھوڑ رہا تھا وہ اس کی وہ تو دیا نیند سے طے حال ہو کر اپنا بھو نپو سٹارٹ کر چکی تو ارشن نے اسے سونے کی اجازت دی تھی۔

دیا تو گرل ہے تم کوئی گرل ہو جو ڈول سے کھیلو گے،، ماہ بیر نے رسان سے سمجھانا چاہا۔

وہ تو خود ایک ڈول ہے اسی لئے ڈول سے کھیلتی ہے،، ماہ بیر کے لہجے میں مٹھاس تھی۔

اسی لئے وہ مجھے اتنی کیوٹ لگتی ہے اور میری فرینڈ بھی ہے،، ارشن نے کہا تو ماہ بیر نے اس کی جانب دیکھا۔

تم اسے لٹل سسٹر بھی بول سکتے ہو ارشن ماہ بیر،، ماہ بیر نے دانت پیس کر اسے کہا۔

نو پاپا،، وہ میری سسٹر نہیں ہے،، جسٹ فرینڈ ہے،، سسٹر تو وہ ہو گی نا جو مما لے کر آئے گی ہاسپٹل سے،، اب مما کو جلدی سے بول دو کہ جے کے چاچو کے ہاسپٹل سے ایک بے بی لے آئے،، بی کا زار شن ماہ بیر کو ایک سسٹر چاہیے،، جیسے آحان کی ہیں دو دو سسٹرز،، ارشن نے اپنی دانست میں پتے کی بات بتائی۔۔

فجر تو کاٹو تو بدن میں لہو والا حساب ہو گیا دھواں دھواں چہرہ لیے بھونچکا سی اپنے دھماکے کو دیکھا جو اب کپڑوں سے نادیدہ چیز جھاڑ کر کھڑا ہوا تھا۔

تو پاپا میں پنکی دادو کے پاس جا رہا ہوں،، آپ مما کے ساتھ ڈسکس کرلیں کہ کب ہاسپٹل چلنا ہے،، اوکے،، گڈنائٹ،، وہ کہتا ماہ بیر کو منہ چومتا پھر فجر کے پاس آیا اور چٹا چٹ ماں کو شوما اور روم سے بھاگ گیا۔

ماہ بیر نے مسکراتے ہوئے اٹھ کر ڈور لاک کیا۔ اور دھیمے قدموں سے چلتا بیڈ تک آیا اور دلچسپی سے اس کا لہو چھلکاتا چہرہ دیکھا۔

بڑے میاں،، بڑے میاں،، چھوٹے میاں سبحان اللہ،،، دیکھا آپ کا یہ بیٹا ہاتھوں سے نکلتا جا رہا ہے بے شرم کہیں کا اور اگر کسی اور کے سامنے بول دیتا تو،،

وہ اپنی ہی لے میں دانت پیس کر لگی ہوئی تھی جب ماہ بیر نے دلہن بنی اس حسین پری کو اچانک کمر میں ہاتھ ڈال کر خود میں بھینچا۔

تو غلط کیا بول دیا میرے بیٹے نے،، اس کو سسٹر اور مجھے میری جونیئر فجر چاہیے،، وہ اطمینان سے بولا اور اس کے گداز لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ تو فجر خود میں سمٹ گئی۔

مگر،، وہ پیچھے ہٹا تو فجر منمنائی۔

کوئی اگر مگر نہیں،، سنا نہیں وہ ہمیں ڈسکشن کے لیئے ٹائم دے کر گیا ہے،، ماہ بیر مسکراتا اس پر قابض ہوا تو اس نے گھبرا کر اس کے سینے میں منہ دے لیا۔

جبران نے نرمی سے اسے جیولری سے آزاد کیا تھا۔ اور ڈریس دے کر ڈریسنگ میں بھیجا۔ مفرا ڈریس چینج کر کے آئی تو دونوں نے کھانا کھایا پھر جبران نے اس میڈیسن دی۔

اب وہ تکیے پر نیم دراز تھی اور جبران اس کے ورم زدہ پیروں پر ہلکے سے مساج کر رہا تھا۔

وہ کیا سمجھی تھی اسے اور کیا حقیقت تھی اس کی کہ وہ اپنی قسمت پر نازاں تھی کہ اس کے حصے میں اس قدر محبت لٹانے والا قوم کا سپاہی اور مسیحا لکھ دیا تھا وہ قسمت پر نازاں کیوں نا ہوتی۔

وہ بڑی دیر سے دھیمی سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

خیر تو ہے مسز،،، پتا ہے کچھ زیادہ ہی ہینڈسم لگ رہا ہوں،، جبران نے اس کی جانب دیکھ کر پوچھا۔

مگر وہ پھر بھی اس کی جانب دیکھے گئی تو جبران کو حیرت ہوئی۔

"کیا ہوا؟ کچھ چاہیے،،،؟

اپنے ہبی پر پیار آ رہا ہے،، آپ کو کوئی پرابلم ہے،،،؟ مفرا نے بول کر دانتوں تلے لب دبایا جبران کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

آں،،، ہاں،، وہ جو اپنا کام مکمل کر چکا تھا اس کے قریب آیا۔ زبان سے بولنے کا کیا فائدہ اس بات کا تو عملی مظاہرہ ہونا چاہیئے کہ آپ کو آپ کے ہبی پر کتنا پیار آ رہا ہے،،،

جبران کے شوشے پر مفرا سرخ ہوئی مگر آج اس نے بھی جے کے کو حیران کرنے کی قسم کھا رکھی تھی جیسے تبھی زرا سا اٹھ کر اس کے چہرے کو دونوں ہاتھ سے تھاما اور ماتھے پر لب رکھے۔ پھر دونوں گالوں جو چوما،، پھر ناک پر ہلکے سے لب رکھے تو جبران کی روح تک میں سرشاری پھیل گئی۔

تکیے پر نیم دراز ہو کر اس کا سر اپنے سینے پر رکھا اور نرمی سے اسے خود میں سمیٹ لیا۔

سوہم خان کے روم میں رونق لگی ہوئی تھی۔ روحا اور بچوں سمیت وہاں پاشا اور رحاب، زمل اور کبیر میرال اور دانیہ بھی تھے۔
ابھی ابھی انھوں نے ماہر اور رواحہ کو یہ بول کر اپنے روم میں بھیجا تھا کہ تم لوگ آرام کرو ہم بچوں کو سنبھال لیں گے۔
اور اب وہ سب بچوں کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ دیا تو سو چکی تھی۔ ارشن، فلزہ اور احان ہی نہیں ان کے قابو آ رہے تھے۔
ان کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں پر وہ دل سے مسکرا دیتے۔ پاشا نے اپنی اگلی پیڑھی کو دیکھا اور سکھ کا سانس لیا۔ اس نے ہمت نہیں ہاری تھی اور ایک مرتبہ پھر وائٹ پیلس کو آباد کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ماہر اس کا ہاتھ تھام کر اپنے روم میں داخل ہوا تھا۔

اس شخص کی محبت نے اس معتبر کر دیا تھا۔

دنیا جہان کی خوشیاں اس کی جھولی میں بھر دی تھیں۔ اسے مکمل کر دیا تھا۔

کیا سوچ رہی ہو مارش میلو،،؟ وہ مسکرایا اور حسبِ معمول اسے لہنگے سے الجھتے دیکھ بازوؤں میں بھر لیا۔

آپ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے بول کر اس کے سینے میں منہ دیا۔

ہمممم ناٹ بیڈ،، میرے ساتھ ہو کر میرے بارے میں سوچ رہی ہو،، یعنی میرے عشق و محبت کا ہینگ اوور ہے،، ماہر نے چھیڑا۔

آپ بہت اچھے ہیں،، گردن میں منہ دیئے دیئے ہی بولا گیا۔ تو ماہر نے کندھے سے زور لگا کر اس اپنے روبرو کرنا چاہا۔

میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو،،

آپ کی یہ گرین آنکھیں مجھے کچھ بولنے نہیں دیتیں،، اسی کی چیز کی اسے ہی شکایت لگائی۔

ٹھنڈک والا رنگ ہے یار،، آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتا ہے،، ماہر نے اس کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔

مجھے نہیں پتہ تنگ مت کریں،، رواحہ نے جھلا کر کہا۔

میں تو کروں گا، ادھر بھی لاپروائی سے بولا گیا۔ تو رواحہ نے پھر جیسے خود کو اس کے سینے میں چھپایا تھا۔

یہ سب مکمل تھے۔

ان کی محبت مکمل تھی۔

وائٹ پیلس کے رہائشیوں کے حقوق و فرائض مکمل تھے

وائٹ پیلس کی کہانی مکمل تھی۔

ختم شد

,,

Urdu Novels Ghar